تاریخ وتذکرہ

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ

موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان)

مرتب

محمد نذیر رانجھا

تاریخ و تذکرہ

خانقاہ احمدیّہ سعیدیّہ

موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان)

مرتب

مُحمّد نذیر رانجھا

جمعیۃ پبلیکیشنز

متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون : ۲-۵۴۲۷۹۰۱-۰۴۲

E-Mail: juipak@wol.net.pk URL: www.juipak.org.pk

Khanqah Ahmadia Saeedia moosa zai sharif

By

Mohammad. Nazir Ranjha

ISBN NO: 969-8793-25-9

ضابطہ

نام کتاب	:	تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف
اشاعتِ اول	:	جنوری ۲۰۰۵ء
اشاعتِ دوم	:	جولائی ۲۰۱۰ء
ناشر	:	محمد ریاض درانی
سرورق	:	جمیل حسین
کمپوزنگ	:	جمعیۃ کمپوزنگ سنٹر، وحدت روڈ، لاہور
مطبع	:	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، لاہور
قیمت	:	-/500 روپے

بہ اہتمام　محمد بلال درانی

قانونی مشیر　سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

انتساب

بہ نام نامی زبدۃ العارفین وقدوۃ الکاملین شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی:

محرابِ جہاں جمال رخسارۂ ماست
سلطانِ جہاں دردل بیچارۂ ماست
شور و شر و کفر و دین و تحقیق و یقین
در گوشہ دید ہائے خونخوارۂ ماست

چنیں محبوب در شہرے و آنگہ دیدنش ممکن
کسے کز پائے بنشیند مگوو ے را بصر باشد

آنکہ بہ تبریز دیدیک نظر شمس دین
سخرہ کند بر دھہ طعنہ زند بر چلہ

خاک پائے اولیائے عظام
محمد نذیر رانجھا

مؤلف ایک نظر میں

الف:

نام		محمد نذیر رانجھا
ولدیت		جناب سلطان احمد رانجھا (مدظلہ)
تاریخ پیدائش	:	۸ جنوری ۱۹۵۱ء بمقام چک نمبر ۶۷ جنوبی' تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

ب: تحصیلات:

(۱) ایم اے (فارسی) پنجاب یونیوسٹی، لاہور، ۱۹۹۳ء

(۲) ایم اے (اسلامیات) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۴ء

(۳) ایم اے (عربی) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۶ء

(۴) بی اے، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء

(۵) بی ایل آئی ایس، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۸ء

(۶) سرٹیفکیٹ ان لائبریرین شپ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۱۹۹۰ء

(۷) ایلیمنٹری عربیک کورس، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء

(۸) ایڈوانس عربیک کورس بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء

(۹) ایف اے، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، سرگودھا، ۱۹۷۱ء

(۱۰) میٹرک، ایضاً، ۱۹۶۸ء

ج: ملازمت:

١- مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد (یکم جنوری ١٩٧٣ء تا ستمبر ١٩٨٥ء)
٢- نیشنل ہجرہ کونسل، اسلام آباد (اکتوبر ١٩٨٥ء تا جون ١٩٩٢ء)
٣- اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد (جون ١٩٩٢ء تادم تحریر)

تحقیقات و تالیفات:

فارسی اور عربی سے اردو اور اردو سے فارسی تراجم اور اردو میں تصنیف و تالیف اور نقد و نظر کے علاوہ فارسی متون کی تصحیح و تحقیق کا کام، نیز فارسی اور اردو میں متعدد تحقیقی مقالات ملکی و غیر ملکی مؤقر رسائل و جرائد میں طبع ہو چکے ہیں۔ مطبوعہ تحقیقی و تالیفی کتب و رسائل کی فہرست حسب ذیل ہے:

١- ابدالیہ: (ترجمہ اردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخیؒ ترجمہ و تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ٤٨ ص، ١٣٩٨ھ/١٩٧٨ء

٢- احادیث کے اردو تراجم (کتابیات)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ١٩٩٥ء، ١٠٠ ص

٣- برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی اردو مطبوعات (کتابیات اردو): مؤلف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ١٩٩٥ء، ٣٦٧ ص

٤- برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی و فارسی کتب اور ان کے اردو تراجم) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ١٩٩٨ء، ٣٧٤ ص

٥- بحر الحقیقۃ: (ترجمہ اردو) تصنیف: خواجہ احمد غزالیؒ، ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ٩٦ ص، ١٩٨٩ء

۶- تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ نقشبندیہ مجددیہ، تالیف: محمد نذیر رانجھا، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، ناشر: لاہور، وحدت روڈ، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، م ۲۰۰۱ء، ۵۶۲ص

۷- تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، وحدت روڈ، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، ۲۰۰۳ء، ۵۶۲ص

۸- تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرق پوری قدس سرہ (فارسی)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: شرق پور شریف، ضلع شیخوپورہ: دارالمبلغین حضرت میاں صاحب، ۱۹۹۵ء، ۷۶ص

۹- تذکرہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ مع ترجمہ نور العلوم (اردو)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، وحدت روڈ، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، ۲۵۲ص، ۲۰۰۴ء

۱۰- تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الحاج محمد امینؒ (اردو)، تالیف: تحسین اللہ، نظر ثانی: محمد نذیر رانجھا، ناشر: چارسدہ، المجاہد آباد، جماعت ناجیہ، ۱۹۹۷ء، ۴۸۸ص

۱۱- جدید فارسی گرامر: دستور فارسی نوین (اُردو)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۸۳ص، ۱۹۸۹ء

۱۲- رسالہ ابدالیہ: (فارسی) تصنیف: مولانا یعقوب چرخی، تصحیح و تعلیق و پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۰ص، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

۱۳- رسالہ انسیہ: (فارسی متن و ترجمہ اُردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخی، تصحیح و ترجمہ تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، و: ڈیرہ اسماعیل خان، موسیٰ زئی شریف، خانقاہ

احمدیہ سعیدیہ، مکتبہ سراجیہ، ۱۱۲ص، ۱۹۸۳ء

۱۴- سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (۱-شرح اسماء الحسنیٰ، ۲-حورائیہ، ۳-طریقہ ختم احزاب)، تحقیق و ترجمہ اُردو: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۵ء، ۶۷ص

۱۵- شاہد کے نام: (اردو) تصنیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: راولپنڈی، مصنف، ۳۲ص: اکتوبر ۱۹۷۷ء

۱۶- شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ (المعروف رسالہ نائیہ)، تصنیف: حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ اُردو و مقدمہ و حواشی: محمد نذیر رانجھا، لاہور وحدت روڈ، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، ۲۰۰۳ء، ۱۶۷ص

۱۷- شرح مثنوی معنوی: (فارسی دو جلدیں) شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، جلد اوّل: ۱۴+۷ جلد دوّم: ۶۰۰ص، ۱۹۸۵ء

۱۸- فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش: (فارسی) تالیف، محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۴۰۵ص، ۱۹۹۳ء

۱۹- قدیم عدالتی اردو زبان: (اردو) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۳ص، ۱۹۹۰ء

۲۰- کتاب دوست شمارہ ۱: فہرست نسخہ ہائے خطی عربی و فارسی و اردو کتاب خانہ پروفیسر منظور الحق صدیقی، راولپنڈی، تالیف و ترتیب و معاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، نیشنل ہجرہ کونسل، ۸۴+۱۲ص، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

۲۱- کتاب دوست شمارہ ۲ (اردو): فہرست نسخہ ہائے خطی و فارسی و اردو

پنجابی کتب خانہ ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری (گجرات)،
ترتیب ومعاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، نیشنل ہجرہ کونسل،
۱۰۸+۴۴ص، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

۲۲- کنز العلوم والعمل (احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اردو ترجمہ): محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۴۶ص، ۱۹۹۴ء

۲۳- لمحات من نفحات القدس (فارسی): تصنیف: محمد عالم صدیقی، پیش گفتار و فہارس: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۶۶۶ص، ۱۹۸۶ء

۲۴- نسایم گلشن راز (فارسی): شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیشگفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۴۲۸ص، ۱۹۸۳ء

۲۵- نئے چراغ: (اردو، نثر و نظم) تصنیف و ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، بااشتراک سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، مصنفین، ۶۴ص، ستمبر ۱۹۷۴ء

۲۶- یادوں کے مینار: (اردو، شعر) سرودہ: محمد نذیر رانجھا، بااشتراک: سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، سرایندگان، ۶۴ص، اکتوبر ۱۹۷۴ء

فہرست مندرجات

کلمات طیبات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ و ارسال التسلیمات و التحیات

میں نے اس کتاب کی فہرست دیکھی ہے جس سے اندازہ ہوا کہ مولانا محمد نذیر احمد صاحب نے بڑی محنت سے اس کتاب کی تالیف فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کی محنت کو قبول فرمائے۔ اور مسلمانوں کی رہنمائی کا باعث بنائے۔ اور اپنی رضامندی و خوشنودی سے سرفراز فرمائے۔ آمین

والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ

۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

عرضِ ناشر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جن چار مقاصد بعثت کا ذکر قرآن حکیم میں آیا ہے ان میں سے ایک کو تزکیہ نفس اور احسان سے معنون فرمایا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اُمت کے علماء اور صلحاء نے اپنے اپنے ادوار میں علوم قرآن و حدیث اور سنت و حکمت کی حفاظت و اشاعت کے لیے بے بہا قربانیاں دیں جبکہ صلحاء و مشائخ کے ایک بہت بڑے طبقے نے اُمت کے افراد کے تزکیہ نفس کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح خود بھی ریاضت و مجاہدات کا راستہ اختیار کیا اور تزکیہ نفس کے طالبین کو بھی اس کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچانے کی کوشش میں عمر بھر مصروفِ عمل رہے۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی اشاعت و ترویج میں خانقاہی نظام کا کردار بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور احسان و سلوک کے چاروں سلسلے نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ اس خطہ ارض کی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔

''تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان'' سلسلہ نقشبندیہ کے تاریخی ورثہ میں ایک عظیم اضافہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف خانقاہ موسیٰ زئی شریف کی تاریخ سے آگہی حاصل ہوتی ہے بلکہ قاری پاکستان میں اس خانقاہ سے استفادہ کرنے والی بے شمار شخصیات اور خانقاہوں کے حالات اور ان کی تاریخ سے بھی واقفیت حاصل

کرتا ہے۔ محترم محمد نذر رانجھا صاحب نے اس کتاب کی تالیف وترتیب میں جس قدر محنت و جانفشانی سے کام کیا ہے قارئین اس کا بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں۔

''خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف اور شرح دیباچہ مثنوی مولانا روم'' کی اشاعت کے بعد زیرنظر تالیف کی اشاعت کی سعادت بھی جمعیۃ پبلی کیشنز کو حاصل ہورہی ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ ''معیار'' کے سلسلہ میں اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھا جائے۔ اس میں ہم کتنے کامیاب رہے ہیں اس کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک اشاعت دین کے لیے اس محنت کو قبول فرمائے۔

محمد ریاض درانی

مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ' لاہور

042-5427901-2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ زَیَّنَ السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلَھَا رُجُوْمًا لِّلشَّیَاطِیْنَ، وَزَیَّنَ الْاَرْضَ بِالرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَجَعَلَھُمْ حُجَجًا وَّبَرَاھِیْنَ، یَرْفَعُ بِھِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّکُوْکَ مِنَ الْعَالِمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اَسَاتِذَتِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسْلَافِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَصْحَابِنَا وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ○

اَمَّا بَعْد، ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

ارباب عقل و دانش بخوبی آگاہ ہیں کہ جہانِ ہست و بود کی تمام رعنائیاں اور دلکشیاں جذبہ محبت کی مرہون منت ہیں اور اہل دل ونظر معترف ہیں کہ ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' اور ''کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًا'' میں اسی لطف وعنایت الٰہی کا اظہار ہے۔ محبان حق جانتے ہیں کہ نمرود والوں کے نعرہ ''حَرِّقُوْہُ'' اور ارشاد ربانی ''یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ'' میں اسی حقیقت کا عکس جلوہ فگن ہے۔ دیدار حق کی آرزو میں تڑپنے والوں کے لیے ''رَبِّ اَرِنِیْ'' اور ''لَنْ تَرَانِیْ'' میں محبوب کے جمال وجلال اور لطف کریم اور محبّ کے عزم سلیم کی لاکھوں ادائیں اور نیازمندیاں پنہاں وعیاں ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے کشتگان خنجر تسلیم کے لیے اعلان حق ''سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی'' میں جلوہ گاہ الٰہی کی ہزاروں تجلیاں نمایاں ہیں۔ صاحب مقام محمود اور ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنائے مبارک ''اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی'' میں فنافی اللہ اور بقاباللہ کی انتہا کا راز مضمر ہے۔ یونہی محبان انبیاء اور قیامت تک آنے والے طالبان حق اور سالکان صراط مستقیم کے لیے ''واجد نفس ربکم من قبل

الیمن'' اور ''المرء مع من احب'' کے مبارک کلمات میں جان نثاری اور وارفتگی کا ڈھیر سارا سامان موجود ہے۔

جنہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے پیارے پیغمبران عظام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور اولیائے کرام (رحمہم اللہ اجمعین) سے سچی عقیدت و محبت رکھی اور ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کی سعی کرتے رہے، اللہ کریم اپنی رحمت وعنایت خاص سے ان کے نام اور کام دونوں کو زندہ رکھنے کے اسباب ازخود پیدا فرما دیتے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللہ کریم نے اپنے پیاروں کی محبت و عقیدت اس روسیاہ کے خون پدری و مادری میں شامل فرمائی اور اسی کے کرم سے مادرِ عزیز (زاد مجدھا) کی مہد جنت نظیر میں ان کی مبارک زباں سے اللہ کریم کا ذکر اور اس کے رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اس کے پیاروں کا تذکرہ جاری وساری پایا۔ اس ناچیز نے جب بچپن اور لڑکپن میں قدم رکھا تو اپنے پیارے گھر اور اس کے حسیں ماحول کو بھی اسی نیک جذبے میں سرشار پایا۔ جب جوانی آئی تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اپنے پیارے گاؤں کے ہر چھوٹے بڑے اور اپنے ہمجولیوں کو اکثر و بیشتر اسی محبت وعقیدت میں مست الست پایا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اس بادِ بہاری کے جھونکوں کی یاد تا حال زندہ ہے اور اس کی مہک وخوشبو سے ابھی تک ذہن و دماغ معطر ہے اور بفضل الٰہی دِل ناتواں کی رمق بھی اسی سے دائم و قائم ہے۔ اللہ کریم کی درگاہ معلیٰ میں التجا ہے کہ وہ اپنے فضل عمیم کے صدقے اس گنہگار کی لحد کو بھی اس کی پیاری ماں کی مہد مہرباں جیسا بنائے اور اسے اس کے پیارے گاؤں کے باسیوں کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَقُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

جب قاصد غیبی کی راہنمائی اور مدد سے جولائی ۱۹۶۹ء کی ایک سنہری ظہر کو اپنے مشفق و مہربان جناب صوفی شان احمد بھلوانہ (م بروز منگل ۲۱/ اکتوبر ۱۹۹۷ء، اللہ کریم انہیں غریق رحمت فرمائے) ساکن پرانا بھلوال، ضلع سرگودھا کی معیت میں خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

(کندیاں، ضلع میانوالی) کی مسند ارشاد کے آفتاب عالم تاب و مہتاب ضیا بار، مرشد کامل و مکمل اور اکمل خواجہ خواجگان، شیخ المشائخ مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی مبارک زیارت کا شرف نصیب ہوا اور دوسری ہی صبح فضل الٰہی نے یاری کاری فرمائی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے دُرِّ شاہوار اور زنجیرہ روحانی کے اس عروۃ الوثقیٰ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت عظمیٰ ارزانی ہوگئی اور اس شہنشاہ سلطنت روحانیت کے غلاموں اور عقیدتمندوں کی صف میں شمولیت نصیب ہوگئی تو بفضلِ ربی تصوف اور صوفیائے کرام کی ہر علامت اور نشانی اس حقیر کے لیے قبلہ جاں اور جذبہ ایماں بن گئی:

وَمِنَ اللّٰهِ التَّوْفِيق، رَبِّ اَوْزِعْنِیٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّيَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

اللہ کریم اسی نسبت پاک کے ساتھ زندگی، موت اور حشر نصیب فرمائے۔ آمین۔

۱۹۷۵ء میں کتب خانہ سعدیہ، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی اور ۱۹۷۶ء میں کتب خانہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے قلمی مخطوطات کی فہرست نگاری (مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان - اسلام آباد کے لیے) کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ انہی مبارک ایام میں عزم کیا تھا کہ اِنْ شَاءَ اللہ، بشرطِ زندگی ان مبارک خانقاہوں کے حضرات کرام کے احوال و آثار لکھنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔ بفضل الٰہی اپریل ۲۰۰۲ء میں تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ، کندیاں ضلع میانوالی کی تحریر و تدوین سے فراغت نصیب ہوئی تو بعد ازاں مئی ۲۰۰۲ء سے تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تالیف کا آغاز کر دیا اور عرصہ دراز سے جو خام و پختہ مواد اور یادداشتیں جمع کر رکھی تھی، ان کو از سر نو مرتب کرنے لگا۔ اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ محض اس کے فضل عمیم سے آج یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچ رہی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کے مؤسس و بانی حضرت حاجی دوست محمد

قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء) ہیں اور اس روحانی تربیت گاہ کے خمیر و اساس میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء) کے خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۵ء) اور آپ کے فرزند گرامی و خلیفہ ارشد حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء) کا فیض عالی کاملاً شامل ہے۔ لہٰذا تبرکاً اس کتاب کا آغاز ان دونفوس قدسیہ کے مبارک احوال سے کیا گیا ہے جن کی عقیدت و محبت اس پر تقصیر کے لیے سرمایہء دارین ہے، ان شاء اللہ العزیز۔ بعد ازاں قطب زماں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے خلیفہ و جانشین معظم حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۷ء)، حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی و جانشین معظم حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء) کے حالات و مناقب موجود ہیں جو مقصود اصلی کا درجہ رکھتے ہیں۔ مذکورہ بالا تمام انفاس قدسیہ کے احوال و مناقب میں ان کی اولاد امجاد اور خلفائے عظام کا ذکر خیر بھی شامل ہے۔ اسی طرح آخر میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد میں حضرت صاحبزادہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء)، حضرت صاحبزادہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء)، حضرت صاحبزادہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) اور پھر حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی اور خلیفہ ارشد حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء) اور ان کے فرزند گرامی و خلیفہ ارشد حضرت صاحبزادہ محمد نعمان مدظلہ کے مختصر حالات شامل ہیں، نیز حضرت صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا مدظلہ، کے احوال و مناقب، مکتبہ سراجیہ اور کتب خانہ خانقاہ شریف کا اجمالی تذکرہ بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے روحانی مرج البحرین کی شاخ ثانی یعنی آپ کے دوسرے فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ، ان کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)، ان کے صاحبزادہ حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء) اور ان کے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد شہاب الدین عثمانی مدظلہ کا ذکر خیر بھی شامل کتاب ہے۔ بعد ازاں ذیلی خانقاہوں

کے تحت بیسیوں روحانی شخصیات کے احوال ومناقب درج ذیل ہیں جنہوں نے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف سے فیض پایا۔

دہلی شریف کی روحانیت آمیز فضاؤں میں خانقاہ مظہریہ شریف کا بہت ہی پیارا اور بہت ہی زیادہ حصہ ہے، اس روح پرور اور خدارساں درگاہ کی مسند ارشاد کی رونقیں حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ (شہید ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء)، حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے انفاس قدسیہ کے دم قدم سے تا عرصہ دراز قائم ودائم رہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیض بیکراں اس خانقاہ شریف سے آفتاب و ماہتاب کی کرنوں کی مانند پھوٹا' جس سے نہ صرف برصغیر پاک وہند کا قریہ قریہ جگمگا اُٹھا بلکہ افغانستان، بلخ وبخارا، ایران، ترکی اور عربستان کے کئی شہر اورعلاقے بھی اس سے منور وتاباں ہوگئے۔ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں خانقاہ غنڈان شریف (قندھار، افغانستان) اور خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا وجود سالکین طریقت اور راہروان جادہ حق کے لیے غنیمت شمار ہونے لگا اور یہ اہل عرفان کی آماجگاہیں بن گئیں۔

حضرت حاجی دوست قندھاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر ومرشد کے فرمان فیض رساں سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وابستگان کی راہنمائی اور مخلوق خدا کی رشد وہدایت کے لیے پہلی بار افغانستان پہنچے اور سلسلہ عالیہ کی خدمت اور ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ کچھ عرصہ کے بعد دہلی شریف واپس آ گئے۔ مرشد مہربان نے انہیں اجازت وخلافت سے نوازا اور دوبارہ افغانستان اور سرحدی علاقوں میں خلق خدا کی راہنمائی کے لیے مامور فرما کر روانہ کردیا۔ آپ نے مشیت ایزدی کے تحت علاقہ داماں میں قیام فرمایا اور موسیٰ زئی شریف میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ کی بنیاد رکھی اور سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت میں مشغول ہوگئے۔

۱۸۵۷ء/۱۲۷۴ھ کی جنگ آزادی کے اندوہناک اثرات سے کوئی اہل ایمان بچ نہ سکا۔ خاص وعام، دانشور وجاہل، چھوٹا بڑا، مرد وعورت اور عالم وصوفی کوئی بھی ایسا نہ تھا جسے کسی نہ کسی جانب سے دُکھ نہ پہنچا ہو۔ اس طرح کے رونما ہونے والے حالات وواقعات کے پیش نظر بالآخر حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے استخارہ مسنونہ کے بعد ایک روح فرسا شب

اپنے اہل وعیال اور سینکڑوں عقیدت مندوں اور خلفائے عظام کے ہمراہ حرمین شریفین کی طرف ہجرت فرمائی اور راستے کے بیشمار مصائب کے باوجود اپنے خلیفہ ارشاد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے موسیٰ زئی شریف روانہ ہوئے۔

آپ کے خلیفہ نامدار حضرت حاجی دوست قندھاری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی آمد کی اطلاع پا کر اپنے سینکڑوں عقیدت مندوں کے ہمراہ آپ کے استقبال کے لیے موسیٰ زئی شریف سے چل کر ڈیرہ اسماعیل خان آتے ہیں اور وہاں سے اپنے پیر ومرشد کے لیے سواری کے اونٹ، سامان خورد ونوش اور دوسری ضروری اشیاء لاہور بھیجتے ہیں تا کہ حضرت کی سفری دشواریوں کا ازالہ ہو جائے۔ اس طرح حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

آپ کچھ مدت یہاں قیام فرمانے کے بعد براستہ ٹھٹھہ بمبئی پہنچتے ہیں اور پھر وہاں سے عازم حرمین شریفین ہو جاتے ہیں۔ موسیٰ زئی شریف سے روانگی کے وقت اپنے خلیفہ ارشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا خلیفہ مطلق و جانشین معظم مقرر فرما جاتے ہیں اور خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف اور خانقاہ غنڈان شریف (قندھار) کی مسانید ارشاد اور ان سے متعلق جملہ اشیاء بھی ان کے حوالے کر جاتے ہیں۔

اس طرح دور ونزدیک سے سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں تشنگان حق خانقاہ موسیٰ زئی شریف کی طرف آنے جانے والے راستوں پر جام زلال عرفان اور جرعہ آب حیات کی تلاش میں چیونٹیوں کی طرح سرگرداں اور رواں دواں ہو جاتے ہیں اور موسیٰ زئی شریف اہل دل ونظر کے لیے چشمہ حیواں اور محبان حق ومشتاقان ذات صمدیت کے لیے کوہ قاف انوار الٰہی بن جاتی ہے۔

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہونے والا قبولیت عامہ کا یہ سلسلہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں اپنی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے اور حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے مبارک عہد میں تو اس پر سدابہاری جوبن آ جاتا ہے جن کا قافلہ دوران سفر سینکڑوں عقیدت مندوں، خدام اور خلفائے عظام سے عبارت ہوا کرتا تھا۔ آپ کے بعد اس خانقاہ عالی کے فیض یافتگان خلفائے عظام کا سلسلہ فیض ورشد برصغیر

پاک و ہند کے قریہ قریہ میں پھیل گیا اور پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، افغانستان، ترکستان، بلخ و بخارا، ایران، عربستان اور ترکی میں ہزاروں انفرادی اور سینکڑوں اجتماعی روحانی تربیت گاہیں اور بیسیوں خانقاہیں اور زاویے معرض وجود میں آ گئے جن کے فیوض و برکات کے اثرات و باقیات صالحات کا سلسلہ جگہ بہ جگہ تاحال جاری و ساری ہے۔

اس مسکین کی دلی تمنا ہے کہ بتوفیق الٰہی و بشرطِ زندگی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے تمام سلاطین عارفین کی مبارک زندگیوں کا ہر روشن نقش اور ان کی عقیدت و محبت کا ہر مبارک نشان محفوظ کیا جائے۔ لہٰذا اسی جذبہ کے تحت زیر نظر کتاب میں مقدور بھر سعی کی گئی ہے اور پہلے سے موجود آثار و کتب کی چھان پھٹک کر کے ایک مستند ذخیرہ فاخرہ جمع کیا گیا ہے۔ جس میں دین اسلام کی روحانی عظمت وللّٰہیت جو سراسر کتاب و سنت کے انوار و برکات سے مزین و منور ہے، کا سنہری پہلو نمایاں ہوتا ہے اور برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اس روحانی شجرہ کے حضرات کرام کے احوال و آثار کے ساتھ ساتھ صوفیائے عظام نے اس خطے میں دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور بقاء کے لیے جو عظیم مساعی اور اعلیٰ و ارفع قربانیاں پیش کی ہیں ان کا اس میں شاندار اور سنہری تذکرہ ہے۔ اللہ کریم کی درگاہ معلیٰ میں التماس ہے کہ وہ اسے سلسلہ عالیہ کے وابستگان، اولیاء و عرفاء کے عقیدت مندوں اور تاریخ اسلامی کے قارئین کے لیے یکساں فیض رساں اور نفع بخش بنائے اور اس پر تقصیر کے لیے ذریعہ سعادت دارین اور صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

اس کتاب کی تحریر و تدوین کے دوران ہر آن فضل الٰہی نے اس فقیر کی یاری فرمائی، ورنہ دنیاوی جھمیلوں اور بکھیڑوں کے ہجوم و اژدھام میں اس کا کرنا اور ہونا خاصا دشوار تھا۔ یقیناً یہ اس ناکارۂ روزگار کے مرشد مہرباں، شیخ کامل و مکمل، خواجہ خواجگان مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی دعاؤں اور فیض عالی کا ثمرہ و نتیجہ ہے (اللہ کریم آپ کے فیوض و برکات کو ہمیشہ جاری و ساری رکھے اور ہمیں تاقیامت اس سے مستفید و مستفیض فرمائے۔ آمین) اللہ کریم کی عنایتوں اور مہربانیوں کا شکر کس زبان سے کروں، جو ہر لحہ و آن نصیب وارزانی ہو رہی ہیں۔ یہ ذات کریم و رحیم کی کتنی بڑی کرم نوازی ہے کہ زیر نظر

کتاب کی تدوین و تالیف میں صاحبزادگان گرامی و بلند مرتبت حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ العالی اور حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ العالی کے گراں قدر مشورے اور قیمتی آراء محترم و مکرم جناب حاجی محمد یعقوب زادعنایۃ' کے توسط سے اس حقیر کو مسلسل موصول ہوتے رہے، جن سے یہ حقیر بھرپور مستفید ہوا۔ اللہ کریم جہان روحانیت کے ان آفتاب و ماہتاب کی کرنوں اور نور سے سارے جہاں کو منور و تاباں فرمائے۔ آمین۔ مواد کی دستیابی میں جن حضرات گرامی کا شکریہ ادا کرنا حقیر اپنے اوپر قرض سمجھتا ہے ان میں اس کے محسن و مشفق جناب ماسٹر فضل حسین زادلطفہ سرفہرست ہیں۔ جنہوں نے مکرم و محترم جناب قاضی ضیاء الحق صاحب زادعنایۃ کی ذاتی لائبریری سے کتب مواہب رحمانیہ (۳ جلدیں) اور مرشد کامل فراہم فرمائیں۔ نیز محترم قاضی صاحب زادعنایۃ' نے باب ہفتم کی چند محترم شخصیات کے احوال و آثار کی فراہمی میں اپنی تحریری یادداشتیں عنایت فرمائیں اور محترم ماسٹر فضل حسین صاحب، انتہائی بیماری اور نقاہت میں یہ یادداشتیں حقیر کو دینے کے لیے تشریف لائے۔ نیز محترم ماسٹر فضل حسین صاحب کے ہمراہ جناب محمد ابوبکر صدیق صاحب کو بھی یہ زحمت چند بار اٹھانی پڑی۔ اللہ کریم اس حقیر کے ان تینوں مہربانوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ اسی طرح برادر گرامی جناب شبیر احمد خان میواتی زادلطفہ کی سعی خیر سے محترم و مکرم جناب سید عزیز الحسن شاہ زادعنایۃ' نے کراچی سے تحفہ ابراہیمیہ، تحفہ زاہدیہ اور آگاہی سید امیر کمال قدس سرہ، حقیر کے لیے ارسال فرمائیں، اللہ کریم ان دونوں مشفقوں کو بھی اجر عظیم عنایت فرمائے۔ آمین۔

آخر میں برادر گرامی مکرم و محترم جناب حافظ محمد ریاض درانی، زاد محبتہ کا شکر گزار ہوں جن کی محبت کی بدولت رب کریم نے اپنے فضل سے اس پیر نما اور نحیف سال کے دست و قلم کو متحرک تر بنا ڈالا ہے۔ اللہ کریم اپنے فضل خاص سے انہیں شاد کام بنائے اور انہیں مع اہل و عیال دنیا و آخرت کی کامرانیاں اور آسودگیاں نصیب فرمائے۔ آمین۔

یہ حقیر اپنے کریم رب سے اپنے لیے سب سے پہلے اس کی رضا کا طالب ہے جس نے اس نکمے اور ناکارہ جہاں کو اپنے پیارے حبیب فخر کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا جو رحمۃ للعالمین اور کریم ہیں۔ اسی کریم رب نے اس حقیر کو اس کی پیاری ماں کی

پرآسائش گود میں پالا اوران کی مامتا اور دُعائیں تادم تحریر اس فقیر کے ہمراہ کر رکھی ہیں۔ اسی کریم رب نے اس پر تقصیر کو شفیق باپ کے مبارک ہاتھوں کی نیک کمائی سے پروان چڑھایا اور ان کا ظل عاطفت تاحال اسے عطا فرما رکھا ہے۔ آرزو ہے کہ ان دونوں شفیق ومہربان ہستیوں کے سایہ شفقت کو اللہ کریم درازتر فرمائے اوران کی دُعائیں اور رضائیں اسے ہرآن نصیب رہیں۔ آمین ثم آمین۔

حقیر کو اپنے کریم رب سے مانگتے ہوئے بہت ہی خوشی ہو رہی ہے۔ اس کریم کے حضور التماس ہے کہ وہ اپنی عزت وعظمت، جاہ وجلال اور کرم ورحمت کے صدقے اس روسیاہ کو تادم واپسیں اپنے ذکر وشکر اور حسن وعبادت کے ساتھ ساتھ خدمت لوح وقلم ارزانی فرمائے رکھے اور اسے اس کے لیے سعادت دارین اور اُخروی اجر وثواب کا ذریعہ بنائے۔ نیز اس کریم رب کی درگاہ معلیٰ میں التماس ہے کہ وہ اس مسکین کے مشائخ عظام، ماں باپ واساتذہ کرام، بہن بھائیوں، اہل وعیال، عزیز واقارب اور دوست احباب کو بھی اس اجر وثواب میں سے حصہ عطا فرمائے کیونکہ حقیر کی علمی مصروضات کی وجہ سے ان سب کے حقوق ادا کرنے میں اکثر وبیشتر کوتاہی سرزد ہو جاتی ہے۔ اللہ کریم ان سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔ کسی کی سب آرزوئیں اللہ کریم کے فضل کے بغیر کب پوری ہوا کرتی ہیں؟ بس رب کریم سے التماس ہے کہ وہ مرتے دم تک اپنی اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے پیاروں کی محبت وعقیدت کے ساتھ باعافیت وسلامتی زندگی عطا فرمائے۔ مرتے دم خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے اور آخرت میں تمام مسلمانوں کے ہمراہ اپنے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ سے حصہ ارزانی فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خاک پائے اولیائے عظام

محمد نذیر رانجھا غفر ذنوبہ وستر عیوبہ

مکان نمبر ۱۳۱- غازی آباد، کمال آباد، راولپنڈی کینٹ

بروز منگل ۲۱ شوال المکرم ۱۴۲۴ھ/ ۱۶ دسمبر ۲۰۰۳ء

وصل اوّل:

مختصر تعارف خانقاہ احمدیہ سعیدیہ۔ موسیٰ زئی شریف

اس خانقاہ شریف کے بانی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ (۱۲۱۶-۱۲۸۴ھ/۱۸۰۱-۱۸۶۸ء) ہیں جو حضرت شاہ ابوسعید دہلوی قدس سرہ (۱۱۹۶-۱۲۵۰ھ/۱۷۸۲-۱۸۳۵) کے ہاتھ مبارک پر بیعت تھے اور انہوں نے خرقہ خلافت حضرت شاہ احمد سعید دہلوی ثم مہاجر مدنی قدس سرہ (۱۲۱۷ھ-۱۲۷۷ھ/۱۸۰۲-۱۸۶۰ء) سے پایا تھا۔ حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ نے انہیں دہلی شریف سے رخصت کرتے وقت جائے قیام کے انتخاب کے لیے یہ وصیت فرمائی کہ آپ ایسی جگہ قیام کریں جو پشتو اور پنجابی زبانوں کے سنگم پر واقع ہو۔ لہٰذا وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ کے مصداق یہ قرعہ فال بستی موسیٰ زئی شریف کے نام نکلا اور حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ نے جمادی الاولیٰ ۱۲۷۴ھ/ جنوری ۱۸۵۸ء سے واقع اس قریہ کے مغرب میں پہاڑی نالے کے قریب ایک جگہ کو اپنے قیام کے لیے پسند فرمایا جہاں آج یہ خانقاہ معلّٰی آباد ہے۔[1]

موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان سے اکتالیس میل کے فاصلہ پر جنوب مغربی سمت پر واقع ہے۔ مشہور قصبہ درابن سے جنوب کی طرف اس کا فاصلہ تین میل ہے۔ یہ بستی واقعی پشتو اور پنجابی زبانوں کا سنگم ہے۔ اس کے مغرب کی طرف تمام علاقوں کی زبان پشتو ہے اور مشرقی سمت تمام علاقوں کی زبان پنجابی ہے۔ خود موسیٰ زئی شریف میں پنجابی اور پشتو دونوں زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔[2]

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ نے اس جگہ کو اپنے قیام کے لیے پسند فرمالیا اور اپنے مریدان باصفا کی معیت میں پانی کی کمیابی کے پیش نظر موسیٰ زئی شریف کے مغرب میں ایک پہاڑی نالے کے کنارے ڈیرہ لگایا تاکہ خورد و نوش اور دیگر ضروریات زندگی میں سہولت رہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں قبیلہ تاجوخیل کے لوگ آپ سے بے حد مانوس ہو گئے اور بہت سے داخل طریق بھی ہو گئے۔[3]

ظہور کرامت

بعض دوسرے قبائل کے چند رئیسوں کو جو اس بستی میں رہتے تھے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کا اس جگہ قیام فرمانا اور آپ کے ارادتمندوں کا اس نالے سے پانی استعمال کرنا سخت ناگوار گزرا، انہیں حضرت حاجی صاحبؒ کے ساتھ تاجو خیل قبیلے کی عقیدتمندی کی وجہ سے، آپ پر سختی کرنے کی ہمت تو نہ پڑتی تھی، البتہ وہ اس موقع کی تلاش میں تھے کہ حضرت حاجی صاحبؒ اور آپ کے ارادتمندوں اور درویشوں کو یہاں سے ہجرت پر مجبور کردیں۔

قدرت خداوندی سے ایک روز تحصیلدار جو ہندو تھا، دورہ کرتے ہوئے ادھر آنکلا۔ حضرت حاجی صاحبؒ کے مخالفین فریادی بن کر اس کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ ایک فقیر اور اس کے درویشوں نے ہمارے گاؤں کی شاملات پر قبضہ کرلیا ہے جو ہمارے نالے کا پانی خراب کرتے ہیں اور ہمارے کہنے پر زمین کا قبضہ چھوڑتے ہیں نہ یہاں سے جاتے ہیں۔

ان لوگوں نے تحصیلدار کی خاطر مدارت اور تکلف و چاپلوسی کر کے اسے حضرت حاجی صاحبؒ کے ساتھ بات کرنے کے لیے آمادہ کرلیا۔ لہٰذا وہ گھوڑے پر سوار ہوکر بڑی ٹھاٹھ کے ساتھ حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس آیا اور تحکمانہ لہجے میں بولا: ''فقیر صاحب! تم یہاں سے چلے جاؤ۔''

حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے اس کا یہ طمطراق دیکھ کر ذرا نرم لہجہ میں اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''شیخ صاحب! ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔'' تحصیلدار ہندو تھا اور اہل اسلام کا خطاب ''شیخ'' سن کر وہ مزید طیش میں آ گیا اور مکرر سختی اور ترش روئی کے لہجہ میں کہا کہ تمہیں یہاں سے جانا ہوگا۔ اس کے انداز تکلم پر اب حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے بھی قدرے سخت لہجہ میں مگر اسی شیخ صاحب کے لقب کے ساتھ ارشاد فرمایا: ''شیخ صاحب! ہمیں یہاں سے ہٹایا نہیں جا سکتا۔'' تحصیلدار اپنے لیے مسلمانوں کا خطاب شیخ بار بار گوارا نہ کرسکتا تھا۔ مزید تلخ و گستاخ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا: ''میں ابھی زبردستی تمہیں یہاں سے نکال دوں

گا۔" یہ سن کر حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی غیرت فقر کو بھی جوش آ گیا۔ فرمایا: "شیخ صاحب! کسی کی مجال نہیں جو فقیر کو یہاں سے ہٹا سکے۔" یہ فرماتے ہوئے آپ نے ایک جلال انگیز نگاہ تحصیلدار پر ڈالی۔ نگاہ کا پڑنا تھا کہ تحصیلدار صاحب گھوڑے سے نیچے گر کر زمین پر تڑپنے لگے۔ بقول حافظ شیرازی:

بس تجربہ کردیم دریں دار مکافات

با درد کشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

"یعنی بس ہم نے تو اس دار مکافات (دنیا) میں یہی دیکھا ہے کہ درد کشوں (اللہ کے عاشقوں) کے ساتھ جس نے بھی ٹکر لی، وہ گر پڑا۔"

یہ منظر دیکھ کر تحصیلدار صاحب کے ساتھ آنے والے پیادے اور قبیلے کے رئیس جو اپنی مقصد برآری کے لیے ان کو ورغلا کر لائے تھے۔ سخت گھبرا گئے اور تحصیلدار صاحب کو وہاں سے اٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد جب انہیں ہوش آیا تو منت سماجت کے ساتھ کہنے لگے کہ مجھے انہی فقیر صاحب کے پاس لے چلو۔ چنانچہ اسے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے پاس لایا گیا۔ یہاں آ کر سب سے پہلے اس نے اپنی بے ادبی و گستاخی کی معذرت پیش کی اور کہا: "حضور میں اسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔ بشرطیکہ میری تین آرزوئیں پوری ہو جائیں۔ وہ یہ کہ:

۱۔ میری بیوی بھی حلقہ بگوش اسلام ہو جائے۔

۲۔ میں اپنی جائیداد ورثہ وغیرہ سے اسلام قبول کرنے کے بعد محروم نہ رہوں اور وہ بدستور مجھے مل جائے۔

۳۔ نیز یہ کہ میری ملازمت بھی برقرار رہے۔"

حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمہاری آرزوؤں کو برلائے گا۔"

اس پر وہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ ادھر اس نے اسلام قبول کیا تھا کہ گھر میں اس کی اہلیہ کو دل کا شدید دورہ پڑا۔ تمام برہمن و ہندو اس کے پاس گئے اور اس مرض کے علاج کی ہر ممکن

کوشش کی مگر کوئی تدبیر راس نہ آئی۔ بالآخر کسی شخص نے اسے کلمہ طیبہ پڑھنے کے لیے کہا۔ وہ اپنی زبان سے کلمہ طیبہ کے الفاظ ادا ہی کر پائی تھی کہ درد جاتا رہا۔ اس طریق سے غائبانہ طور پر ہی اس نے اسلام قبول کر لیا۔ بعد ازاں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی کامل توجہ اور باطنی عنایت سے اس کی بقیہ دو آرزوئیں بھی اللہ کریم نے اپنے فضل عمیم سے پوری فرما دیں۔

حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے اس کا نام شیخ عبداللہ تجویز فرمایا۔ اب اس پر ''شیخ صاحب'' کے لقب سے بار بار مخاطب کرنے کی حکمت ظاہر ہو گئی۔ شیخ عبداللہ نے مزید التماس کی کہ مسلمان ہونے کے بعد سابقہ قومیت سے میرا کوئی تعلق نہ رہا۔ اس سلسلہ میں حضرت والا کا کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''آج سے تمہاری قومیت فقیر ہے۔''

چنانچہ اس کی ذریت و اولاد آج تک فقیر کے لقب سے ہی یاد کی جاتی ہے۔ جن میں فقیر فیض اللہ، فقیر ابوسعید، فقیر احمد سعید اور فقیر بوالحسن خاص طور پر مشہور رہے ہیں۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی کرم نوازیوں سے آج تک ان کی نسل چلی آ رہی ہے۔[۴]

مرکز رشد و ہدایت

یہ حیرت انگیز کرامت دیکھ کر تمام اہل دہ بلکہ مخالفین بھی آپ کی عظمت کے معترف ہو گئے اور حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو گئے اور بالاتفاق تمام اہل قریہ نے آپ کی تشریف آوری اور قیام کو اپنے لیے باعث خیر و برکت سمجھا۔ اس طرح خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کی صورت میں رشد و ہدایت کا ایک عظیم مرکز قائم ہو گیا۔ یہ نام آج بھی تسبیح خانہ کی مرمریں لوح پیشانی پر کندہ ہے۔ اس مرکز کا قیام درحقیقت حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی پیش گوئی کا ثمرہ تھا اور جائے قیام کے انتخاب کرنے کی طرف جو اشارہ فرمایا تھا یہ اس کی برکات تھیں۔[۵]

بعد ازاں اس تخم ہدایت نے جو حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی توجہ عالی نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے ہاتھوں اس زمین میں بویا تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے شاخ و برگ پھیلا کر اطراف و جوانب کے وسیع علاقوں کو اپنے سائے میں لے لیا۔

فارسی، پشتو اور پنجابی بولنے والے تقریباً تمام ہی علاقے آپ کے ذکر و فکر سے مستفیض ہوئے، بلکہ جابجا آپ کے تربیت یافتہ باکمال خلفائے عظام نے اس دریائے معرفت سے ہر ذرہ زمین کو جو آتش فسق و فجور سے جل رہا تھا، سیراب کیا۔ [۶]

عظیم روحانی خانقاہ

دہلی شریف کی (۱۸۵۷ء کی) بربادی کے بعد (حضرت) شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے جس جگہ سے اپنی اُمیدیں وابستہ کیں، وہ ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب موسیٰ زئی شریف کا مقام تھا اور جس مخلص اور عقیدتمند بزرگ کو انہوں نے اپنا جانشین مقرر کیا، وہ اس علاقے کے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۱۶-۱۲۸۴ھ) تھے۔ [۷]

موسیٰ زئی شریف کی عظمت و بزرگی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے وہاں قیام پذیر ہونے کی وجہ سے ہے۔ جنہوں نے وہاں نقشبندیہ مجددیہ سلسلے کی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ کی بنیاد رکھی جو برصغیر پاک و ہند کی عظیم روحانی خانقاہوں میں شمار ہوتی ہے۔ حضرت حاجی درست محمد قندھاریؒ کی اہمیت و سعادت مندی حضرت شاہ ابو سعید قدس سرہ (۱۱۹۶-۱۲۵۰ھ) اور حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ (۱۲۱۷-۱۲۷۷ھ) کی نسبت وخلافت کی بدولت ہے، حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ نے ۲۸ جنوری ۱۸۵۸ء کو اپنے مقبول بارگاہ خلیفہ حضرت دوست محمد قندھاری کو اپنی خانقاہ دہلی (شریف)، محل سرائے اور تسبیح خانے کی تولیت کے ساتھ ساتھ قندھار اور موسیٰ زئی شریف کی خانقاہوں کی سربراہی سے بھی سرفراز فرمایا۔ [۸]

اس کی سند ملاحظہ فرمائیں:

> ''فقیر احمد سعید مجددی عفی عنہ، واضح می نماید کہ فقیر بارادہ اللہ سبحانہ از دہلی شریف متوجہ حرمین شریفین گردیدم و خانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسبیح خانہ را حوالہ خلیفہ خود مقبول بارگاہ حاجی دوست محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نمودہ ام و حاجی صاحب را اختیار دادم کہ خواہ خود در آنجا باشند یا خلیفہ خود را دارند۔ لہٰذا این چند کلمہ نوشتہ دادم کہ سند باشد و بوقت حاجت

بکار آید و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین، محررہ شانزدھم جمادی الاولیٰ ۱۲۷۴ھ" (۲۸ جنوری ۱۸۵۸ء) [۹]

ارباب سلسلہ کی جائے پناہ

اس زمانے کی تصانیف بلکہ خطوط سے بھی اس امر پر روشنی نہیں پڑتی، لیکن قیاس ہے کہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، دہلی (شریف) کے بعض دوسرے ارباب سلسلہ کے لیے بھی اس زمانے میں جائے پناہ بن گئی تھی۔ [۱۰]

مزارات مقدسہ

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کی مسجد شریف کی شمالی جانب میں تین مزارات مبارک، حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ (م ۱۲۸۴ھ)، حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (م ۱۳۱۴ھ)، حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ) اکٹھے موجود ہیں اور علاوہ ازیں حضرت خواجہ محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۳ء) حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم قدس سرہ (م ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء) خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء) حضرت خواجہ محمد اسماعیل سراجی قدس سرہ (م ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء) اور حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی مجددی (م ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) کے مزارات مقدسہ بھی موجود ہیں۔ نیز ان حضرات کرامؒ کے بے شمار نامدار خلفائے عظام اور عقیدت مند بھی اسی قطعہ جنت نشاں میں آسودہ خاطر ہیں۔

فیوضات و برکات کا بحر بیکراں

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف میں اس کے بانی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ، ان کے جانشین حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ اور بعد ازاں آپ

کے فرزند گرامی قدر حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے فیوضات و برکات کا بحر بیکراں ٹھاٹھیں مارتا ہوا موجزن ہے۔ اس سے برصغیر پاک و ہند کے لاکھوں، کروڑوں انسانوں کے قلوب و اذہان نے جلا پائی ہے اور سینکڑوں صاحبان ذی مرتبت اولیا و عرفا نے یہاں کے حضرات گرامی کے حضور رہ کر جادہ سلوک و عرفان کی منازل عالیہ طے کیں اور خلعت فاخرہ فقر و خرقہ خلافت نقشبندیہ مجددیہ کا شرف پایا۔

سعادت آفرین دور

ان حضرات ثلاثہ کے مبارک اور سعادت آفریں دور میں ایک جہان اکابر نقشبندیہ کے بے پایاں فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوا، خصوصاً حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے عہد مبارک میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کی عظمت و شان نقطہ عروج پر تھی۔ بے شمار طالبان حق اطراف و اکناف ہندوستان، کابل، خراسان اور قندھار وغیرہ سے حصول فیض کے لیے آپ کے آستانہ عالیہ پر ناصیہ فرسا ہوئے اور اپنا دامن مراد کمالات مجددیہ کے گہر ہائے آبدار سے بھر کر اپنے وطن لوٹے۔ پھر ان حضرات نے اپنے گرد و پیش کے تمام علاقوں کو عرفان الٰہی سے سیراب کیا۔[11]

روشن چراغ شریعت و طریقت

شریعت و طریقت کا وہ چراغ جو حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی میں روشن کیا تھا، وہ چراغ اب تک جلوہ گری کر رہا ہے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ، حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ، حضرت خواجہ مولانا حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں درخشاں اور بہر سو ضوفشاں مثال کہکشاں رہا ہے۔

وَذَالِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلان ہرگز نہ میرد[12]

فیض سرہند شریف

ایک دفعہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی خدمت اقدس میں ایک عقیدتمند نے عرض کیا کہ سرہند شریف (ہندوستان) جانا ویزا اور دیگر پابندیوں کی وجہ سے مشکل ہو گیا ہے، تو آپ نے جواباً فرمایا:

"خانقاہ موسیٰ زئی شریف جایا کریں، کیونکہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف اور خانقاہ سرہند شریف کا فیض ایک طرح ہے۔"

علاوہ ازیں حضرات کبارؒ موسیٰ زئی شریف نے بھی فرمایا ہے کہ اب موسیٰ زئی شریف پر اتنی محنت ہو چکی ہے کہ اگر کوئی سالک صدق واخلاص کے ساتھ موسیٰ زئی شریف تشریف لائے تو خانقاہ کی دیواروں سے بھی فیض حاصل کرے گا۔

حواشی مقدمہ

۱- اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ملتان: مطبع صدیقیہ، ۱۳۸۱ھ، ص ۲۲، حاشیہ ۱/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، میانوالی: کندیاں، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۴۰

۲- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۲

۳- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۲

۴- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۲-۴۴

۵- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۴

۶- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ۴۴/ اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۲۲، حاشیہ ۲

۷- محمد اکرام، شیخ: رود کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۰ء، ص ۶۶۲

۸- محمد اکرام، شیخ: رود کوثر، ص ۶۶۴

۹- محمد اکرام، شیخ: رود کوثر، ص ۶۶۲

۱۰- اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۷/ محمد اکرام، شیخ: رود کوثر ۶۶۲-۶۶۳

۱۱- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۳۶/ اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۲۲

۱۲- محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان: مکتبہ سراجیہ مجددیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، ۱۳۹۵ھ، ص ۷

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ نقشبندیہ مجددیہ، موسیٰ زئی شریف کی تاسیس اور فیوضات و برکات کے اجرا کا سلسلہ عالی حضرت شاہ ابوسعید دہلوی قدس سرہ اور حضرت شاہ احمد سعید دہلوی ثم مہاجر مدنی قدس سرہ کی عنایات کا مرہون منت ہے۔ لہٰذا بطور تبرک تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ نقشبندیہ مجددیہ کا آغاز ان قدسی صفات حضرات کے ذکر خیر سے کیا جارہا ہے۔

باب اوّل:

احوال ومناقب

قطب الاقطاب فرید الدہر وحید العصر
حضرت شاہ ابوسعید دہلوی قدس سرہ
(۱۱۹۶-۱۲۵۰ھ/۱۷۸۲-۱۸۳۵ء)

عشق آن شعلہ است کہ چوں برفروخت
ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

مشکلے نیست کہ آسان نشود .
مرد باید کہ ہراساں نشود

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
سگ را ولی کنند مگس را ہما کنند

قطب الاقطاب، فرید الدہر، وحید العصر

حضرت شاہ ابو سعید مجددی قدس سرہ فخر الاولیاء والکاملین دہلی شریف تھے۔ تحصیل علم کے دوران ہی ارادہ خدا طلبی دامنگیر ہوا۔ شروع میں اپنے والد ماجد حضرت شیخ صفی القدر رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت کا شرف پایا۔ بعدازاں ان کی اجازت سے حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہوئے اوران سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پھر قطب زماں حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران کے مبارک ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ جلد ہی درجہ کمال پر فائز المرام ہوئے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: ''ارادت ایسی ہونی چاہیے جیسی شاہ ابوسعید کی ہے کہ پیری چھوڑ کر مریدی اختیار کی۔'' نیز حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ابوسعید، حضرت شاہ احمد سعید، حضرت شاہ رؤف احمد رافت اور حضرت مولوی بشارت اللہ رحمہم اللہ اجمعین کے متعلق فرمایا کہ یہ چاروں حضرات اس زمانہ میں دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ستون ہیں۔ آپ پندرہ برس اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور اس دوران اخذ وکسب سلسلہ شریفہ کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ قدس سرہ کی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ ان کے وصال مبارک (۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ) کے بعد اپنے شیخ مکرم کی منشا کے مطابق ان کے جانشین معظم قرار پائے اور خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کی مسند ارشاد پر متمکن ہوکر دس برس تک خلق خدا کو درس رشد وہدایت سے نوازتے رہے۔ زمانے کی تلخی وسختی اور فقر و فاقہ جو کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا مرغوب شیوہ ہے، کا خوب لطف اُٹھاتے رہے اور طالبین و سالکین کو منازل سلوک وعرفان طے کراتے رہے۔ آپ کو اللہ کریم نے خوب شرف قبولیت نصیب فرمایا اور شرق وغرب سے خلق خدا کے قافلے کشاں کشاں خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف وارد ہوتے رہے اور آپ کے فیوض و برکات سے اپنے قلوب واذہان کو منور و تاباں کرتے رہے۔ آپ کا فیض شبہ قارہ پاکستان وہند سے نکل کر ترکستان، افغانستان، ایران اور ترکی تک پھیلا ہوا تھا۔ اس باب میں آپ کے احوال ومناقب، آثار اور خلفائے عظام کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

فصل اوّل:

احوال وآثار

نسب مبارک:

شاہ ابوسعید بن شیخ صفی القدر بن شیخ عزیز القدر بن شیخ محمد عیسیٰ بن حضرت شیخ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔[۱]

ولادت باسعادت:

آپ ۲ ذی قعدہ ۱۱۹۶ھ/۹-اکتوبر ۱۷۸۲ء کو رام پور (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت اس مصرع سے نکلتی ہے۔ ''حافظ وعالم وولی بادا'' [۲]

تعلیم وتربیت:

آپ حافظ، قاری، حاجی اور محدث تھے۔ دس برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا۔ بعد ازاں ایک جید قاری سے تجوید پڑھی۔ آپ ایسی عمدہ ترتیل سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے کہ جو سنتا محو ہو جاتا تھا، حتیٰ کہ جب آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے تو اہل عرب نے بھی سن کر بہت تعریف کی۔ قرآن مجید کی تعلیم کے بعد علوم عقلیہ ونقلیہ مفتی شرف الدین دہلوی اور مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی بن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے حاصل کیے اور حضرت سراج احمد بن شیخ محمد مرشدؒ سے علم فقہ وحدیث کی سند حاصل کی۔[۳]

حفظ قرآن مجید پر تحسین:

آپ فرماتے تھے کہ مجھے قرآن اچھا پڑھنے کے سلسلے میں اپنے اوپر اعتماد نہیں تھا۔ آخر بعض عربوں نے حرم محترم میں مجھ سے قرآن سنا اور تعریف کی کیونکہ مجھے اہل عجم کی تحسین پر مطلق اعتماد نہ تھا۔

ذوق روحانی و سلسلہ بیعت:

تحصیل علم کے دوران ہی ارادہ خدا طلبی پیدا ہوا۔ اوّل اپنے والد ماجد سے ارادت کی جو اپنے آبائی طریقہ عالیہ پر مستقیم تھے اور جن کے مزاج میں ترک دنیا و انقطاع غالب تھا۔ بعد ازاں ان کی اجازت سے حضرت مولانا شاہ فیض المعروف شاہ درگاہی قدس سرہ (م۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء) کی خدمت میں حاضر ہو کر خرقہ خلافت پایا۔[۴]

حضرت شاہ درگاہیؒ

حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ دو واسطوں سے حضرت خواجہ محمد زبیر (م۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء) ابن ابی العلا بن خواجہ محمد معصومؒ سے جاملتا ہے۔ حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ اکثر استغراق کی حالت میں رہتے تھے، نماز کے وقت ان کو آگاہ کر دیا جاتا اور آپ نماز ادا فرماتے۔ آپ کی توجہ میں اس قدر اثر و گرمی تھی کہ اگر سو آدمیوں کی جانب توجہ فرماتے تو سب بے ہوش ہو جاتے۔ ایک روز نماز میں شوق الٰہی سے قدرے بدن کو حرکت آ گئی تو اوّل امام، پھر تمام جماعت، پھر تمام محلّہ کو وجد آ گیا۔

بیعت حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ

حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے حال پر بہت مہربانی فرمائی اور چند روز میں آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ آپ کے بہت لوگ مرید ہو گئے۔ آپ کے حلقہ میں بیہوشی اور وجد و نعرہ ہوا کرتا تھا مگر چونکہ آپ نے حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ (م۱۱۹۵ھ) کے خلفا کے حالات بچشم خود ملاحظہ فرمائے تھے اور رام پور میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ (م۱۲۴۰ھ) کی بھی زیارت کی تھی۔ ان حضرات کے ہاں مثل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جمعیت و سکون اور اطمینان والا معاملہ تھا اور وجد و حال اور نعرہ کچھ نہ تھا۔ لہٰذا آپ کی طبیعت مبارک مطمئن نہ ہوئی اور تمام امور پر غور کر کے آپ دہلی

شریف تشریف لے گئے اور وہاں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء) کو خدا طلبی میں خط لکھا۔ انہوں نے بکمال تعظیم جواب دیا اور تحریر فرمایا کہ اس معاملہ میں حضرت شاہ غلام علی سے بہتر کوئی نہیں ہے۔[۵]

پیری کی بجائے مریدی اختیار کرنا

پس آپ ۷ محرم ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء کو حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر ان کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے اور پھر درجہ کمال پر فائز المرام ہوئے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ آپ کی نہایت تعریف فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ارادت ایسی ہونی چاہیے جیسی شاہ ابوسعید کی ہے کہ پیری چھوڑ کر مریدی اختیار کی۔ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ سال تک حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کی صحبت میں رہ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیوض و برکات اخذ و کسب فرمائے اور ۱۲۳۰ھ/ ۱۸۱۵ء کو حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے ضمنیت اور قیومیت کا شرف بخشا اور جب حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ سخت بیمار ہوئے تو حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی مسند نشینی کے واسطے طلب فرمایا[۶] اور یوں آپ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے حکم پر ان کے قائم مقام اور جانشین بن گئے۔ ۹ برس تک سالکین و طالبین حق کو ہدایت فرماتے رہے۔ تلخی و سختی اور فقر و فاقہ جو کہ اس طریقہ عالیہ کا مرغوب شیوہ ہے، کا خوب لطف اٹھایا، جس کا بیان تفصیل طلب ہے۔

اہل اللہ کے صائب مشورے

ان ایام میں دہلی شریف اہل علم و صلاح سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م۱۱۷۶ھ) کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۳۹ھ) حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۳۳ھ) اور حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۳۰ھ) زندہ تھے اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۲۵ھ) بھی زندہ تھے۔ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے خدا طلبی کے سلسلہ میں ایک مکتوب قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا جس کا

آنمحترم نے بہت تعظیم سے جواب دیا اور یہی مشورہ دیا کہ اس وقت حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر کوئی نہیں ہے، لہٰذا حضرت شاہ ابوسعیدؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور مقبول درگاہ بنے۔ ان دنوں حضرت درگاہی رحمۃ اللہ علیہ بھی زندہ تھے۔

مرشد کے مقام کا فخر

حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ جیسا مرشد نہ ملتا تو مجھے پہلے مرشد کی طرف سے بہت خوف تھا لیکن حضرت نے میری اس طرح حمایت کی کہ مجھے کوئی ضرر نہ پہنچا۔

شاہ درگاہیؒ سے محبت راسخ

حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پہلے مرشد گرامی حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ سے سچی محبت و عقیدت تھی۔ چنانچہ ایک شخص نے حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کی اس خیال سے غیبت کی کہ وہ شاہ درگاہیؒ کے منکر ہو کر اس مجلس میں آ گئے ہیں۔ حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات پر غصہ آ گیا اور آپ نے اسے طمانچہ دے مارا۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بھی اس آدمی کو ناراض ہوئے کہ تو ہمارے طریقہ کے بزرگوں کی غیبت کرتا ہے۔

حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پہلے تو حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کو مجھ سے کدورت تھی لیکن جب میں آخری بار حضرت درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے قریب رام پور گیا تو وہ زائل ہو چکی تھی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

ہدایت الطالبین کی تصنیف وقبولیت

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے ہوئے حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ نے بعض دوستوں کی استدعا پر رسالہ ''ہدایت الطالبین'' راہ سلوک میں تصنیف کیا اور پھر اسے حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کی بہت تعریف کی اور اس کے آخر میں چند تعریفی سطور تحریر فرمائیں جواب بھی اس رسالے کے آخر میں درج ہیں اور یہ رسالہ طریقہ مظہریہ مجددیہ نقشبندیہ کا دستور العمل بن گیا ہے۔

پیرومرشد کی بے پناہ عنایات

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے مریدوں کو حضرت شاہ ابوسعیدؒ کے سپرد فرمادیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا خالد رومی (۱۱۹۰-۱۲۴۲ھ) اور سید اسماعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہما آپ سے توجہ حاصل کیا کرتے تھے۔

جب آپ سفر سے تشریف لاتے تو حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ آپ کا استقبال کیا کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب علیل تھے کہ آپ سفر سے تشریف لائے، حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے چارپائی پر لے چلو تاکہ استقبال فوت نہ ہو[۷] اور ایک مکتوب میں حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے آپ کو تحریر فرمایا: ''می بینم کہ منصب آخر مقامات این خاندان عالی شان بہ شما متعلق و وابستہ شد...... وقیومیت بہ شما عطا کردند''۔

کرامت

آپ کے ایک مرید نے عرض کیا کہ تہجد کے واسطے میری آنکھ کبھی کھلتی ہے اور کبھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے خادم سے کہہ دو کہ تہجد کے وقت ہم کو یاد دلادیا کرے، پھر اٹھا کر بٹھا دینا ہمارا کام ہے اور آگے تمہارا اختیار۔ چنانچہ ہر روز ایسا ہی ہوتا تھا کہ آپ تہجد کے وقت اس کو اٹھا کر بٹھا دیا کرتے تھے۔[۸]

پیرو مرشد کی بشارات

حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ نے حضرت شاہ ابو سعید، حضرت شاہ احمد سعید، حضرت شاہ رؤف احمد اور حضرت مولوی بشارت اللہ رحمہم اللہ اجمعین کے متعلق بشارتیں دیں اور تحریر فرمایا:

"یہ چاروں حضرات اس زمانہ میں دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ستون ہیں۔"[۹]

عطائے خلافت و جانشینی پیرو مرشد

آپ پندرہ برس اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کی صحبت میں رہے۔ انہوں نے آپ کو اپنا جانشین بنایا اور جب ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ کو حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ نے وصال فرمایا تو آپ نے جامع مسجد دہلی شریف میں اپنے پیرو مرشد کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں حضرت مرزا جان جاناں شہید قدس سرہ کے پہلو مبارک میں دفن کیا اور اپنے شیخ کی منشا کے مطابق ان کے جانشین قرار پائے اور خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کی مسند ارشاد پر متمکن ہو کر دس برس تک خلق خدا کو درس رشد وہدایت سے نوازتے رہے اور طالبان حق کو منازل سلوک و عرفان طے کراتے رہے۔ آپ کو اللہ کریم نے بڑا شرف قبولیت بخشا اور مشرق و مغرب سے خلق خدا کے قافلے کشاں کشاں آپ کی خانقاہ میں وارد ہونے لگے۔[۱۰]

آپ کا فیض برصغیر پاکستان وہند سے لے کر ترکستان تک پھیلا ہوا تھا۔

حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین

جب ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۴ء میں آپ نے حرمین شریفین کا عزم کیا تو اہل دہلی شریف کو اس سے بہت رنج ہوا۔ آپ نے اپنے صاحبزادہ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ دوران سفر ہر شہر والے حضرت شاہ ابو سعید کی تشریف آوری کو اپنے لیے غنیمت جانتے اور

بسر وچشم حاضر ہوتے۔اس سفر میں ماہ رمضان شریف بمبئی میں ہی آیا اور وہیں تراویح میں آپ نے پورا قرآن شریف ختم کیا۔

عرب میں ورود اور قبولیت عامہ وخاصہ

شوال ۱۲۴۹ھ میں سمندری جہاز میں سوار ہوئے اور ذی الحج کی ابتداء میں آپ جدہ پہنچ گئے۔

اس وقت کے شیخ الحرم مولانا محمد جان رحمۃ اللہ علیہ (جو آپ کے خلفاء میں شامل ہوئے) آپ کے استقبال کے لیے آئے۔۲ یا ۳ ذی الحجہ ۱۲۴۹ھ کو آپ مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے۔ اہل حرمین، جن میں قاضی، مفتی، امراء اور علماء بھی شامل تھے، نہایت تعظیم سے پیش آئے۔

شیخ عبداللہ السراج، شیخ عمر مفتی شافعیہ، مفتی سید عبداللہ، میر غنی حنفی، ان کے چچا شیخ یاسین حنفی، شیخ محمد عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے عزیز ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔

بیماری اور زیارت مدینہ منورہ

ماہ ذی الحجہ ۱۲۴۹ھ ہی میں آپ بلدہ حرام میں اسہال اور بخار کے مرض میں مبتلا ہوئے۔عین مرض اور بے ہوشی کے عالم میں مدینہ منورہ کی زیارت کے شوق کا حد سے زیادہ غلبہ ہوگیا۔جب افاقہ ہوا تو مدینہ منورہ کا عزم کیا۔ربیع الاوّل کے مولد شریف کے دنوں میں آپ وہیں تھے۔کسی نے خواب میں دیکھا کہ گویا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم مع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے مکان کی طرف تشریف لے جارہے ہیں اور یہ کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا سب پیادہ ہیں اور حضرت عمرؓ گھوڑے پر سوار۔کسی نے اس کی تعبیر یہ کی کہ شاید امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ امتیاز اس لیے دیا گیا کہ آپ (شاہ ابوسعیدؒ) ان کی اولاد میں سے ہیں۔

مدینہ منورہ میں روحانی حلقے

مدینہ منورہ میں آپ کے طالبوں کے حلقے میں اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ مکان بھر جاتا۔ شیخ الحرم نے آپ کو دعوت دی اور کہا کہ یہ دعوت جناب آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔

ہندوستان کو واپسی

مدینہ منورہ میں آپ کی بیماری میں اس قدر کمی آ گئی تھی کہ تقریباً آدھا کوس پیدل چل سکتے تھے۔ زیارت حرمین الشریفین سے فراغت کے بعد اپنے وطن کو رجوع کیا۔ مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ رمضان المبارک ۱۲۵۰ھ کا پہلا روزہ رکھا کہ اگر نقصان نہ ہوا تو باقی سارے روزے رکھیں گے۔ اس روزہ سے شدت مرض بڑھ گئی تو فدیہ کا حکم دیا۔ فرماتے تھے کہ اگرچہ مریض اور مسافر کے لیے فدیہ لازم نہیں لیکن طبیعت چاہتی ہے کہ فدیہ دے دیا جائے۔

۲۲ رمضان ۱۲۵۰ھ کو بلدہ ٹونک (ہندوستان) میں داخل ہوئے۔ نواب وزیرالدولہ بن امیر خان (۱۲۲۲-۱۲۸۱ھ/ ۱۸۰۷-۱۸۶۴ء) نے آپ کی بہت تعظیم وتکریم کی۔

وصایا وفرمودات اور وصال

عید الفطر (یکم شوال ۱۲۵۰ھ) کے دن سکرات موت کا آغاز ہوا۔ اپنے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ جو حاضر خدمت تھے، کو وصیت فرمائی کہ اتباع سنت لازم ہے اور اہل دنیا سے اجتناب کرنا۔ فرمایا کہ اگر اہل دنیا کے در پر جاؤ گے تو ذلیل وخوار ہو گے، نہیں تو وہ کتوں کی طرح تیرے دروازے پر لوٹیں گے۔ نیز فرمایا کہ وہ اشغال واوراد جو مجھے ملے ہیں، میں تمہیں بلکہ عبدالمغنی کو بھی ان کی اجازت دیتا ہوں۔ پھر آپ نے حاضرین سے دریافت فرمایا کہ اب کون سی نماز کا وقت ہے؟ مولوی حبیب اللہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ حضرت آپ جو نماز بھی چاہیں پڑھ سکتے ہیں! فرمایا کہ آج کی ساری رات میں نے نماز میں بسر کی ہے۔

ظہر کی نماز کے بعد آپ نے (ایک) حافظ (قرآن) کو حکم دیا کہ وہ تین بار سورہ یٰسین کی قرأت کرے۔ تیسری مرتبہ سن کر فرمایا: ''بس کرو، اب وقت کم ہے۔'' پھر فرمایا: ''آج نواب ہمارے گھر نہ آئے، اس سے پہلے کوئی اہل دنیا آیا تھا، فرماتے ہیں کہ امراء کی آمدورفت سے ظلمت پیدا ہوتی ہے۔'' آپ کی انگشت سبابہ متحرک تھی کہ ظہر اور عصر کے درمیان بروز ہفتہ عید الفطر یکم شوال ۱۲۵۰ھ/ ۳۱ جنوری ۱۸۳۵ء کو وصال فرمایا۔[۱۱] فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔

بعد ازاں نواب وزیر الدولہ موصوف اور اہل شہر ٹونک حاضر ہوئے۔ مولوی حبیب اللہ اور دیگر اہل قافلہ نے غسل دیا۔ ٹونک کے قاضی مولوی خلیل الرحمٰن رام پوری نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ جو سفر حج میں آپ کے ہمراہ تھے، آپ کے جسد مبارک کو صندوق میں رکھ کر چالیس روز کی مسافت کے بعد ٹونک سے دہلی شریف تشریف لائے۔

دہلی شریف میں خانقاہ مظہریہ شریف میں تدفین

چالیس روز کے بعد نعش مبارک صندوق سے نکال کر لحد میں رکھی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی غسل دیا گیا ہے۔ کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ وہ روئی جو نعش مبارک کے نیچے تھی، بہت خوشبو دے رہی تھی۔ جسے لوگ بطور برکت لے گئے تھے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ اور حضرت میرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ کے پہلو میں خانقاہ مظہریہ شریف میں دفن کیا گیا۔

قطعہ تاریخ وصال:

لوگوں نے آپ کی وفات کی بہت سی تاریخیں کہی ہیں۔ ان میں سے ایک عربی اور دوسری فارسی یہاں نقل کی جاتی ہے:

یُنَوِّرُ اللّٰهُ مَضْجَعَه' (۱۲۵۰ھ)

مولوی خلیل احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی تاریخ اس طرح کہی ہے:

امام و مرشد ماشاہ بو سعید سعید
بروز عید چو شد واصل جنابِ خدا
دل شکستہ و مغموم گفت تاریخش
"ستون محکم دین نبی فتادہ ز پا"[۱۲]

۰ ۵ ۲ ۱ ھ

ترجمہ: "ہمارے امام اور مرشد سعادت مند شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ
جب عید کے روز اللہ رب العزت سے واصل ہوئے۔
تو شکستہ اور غم زدہ دل نے ان کی تاریخ وصال یہ کہی کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کا محکم ستون گر پڑا۔"

آثار:

ہدایت الطالبین (فارسی)، سیر و سلوک نقشبندیہ میں آپ سے یادگار ہے۔ کئی بار چھپ چکی ہے۔ ایک بار: کراچی، اعلیٰ کتب خانہ، ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۷۷ء۔ اس کا عربی اور ترکی میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

اس کے چند اُردو تراجم بھی ہوئے ہیں۔ جن میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱۔ بعنوان "سلوک نقشبندی" ترجمہ از ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، با متن فارسی (طبع): کراچی، ادارہ مجددیہ ۱۳۷۵ھ

۲۔ ترجمہ از نور احمد امرتسری (م ۱۳۴۸ھ) با متن فارسی (طبع): امرتسر، ۱۳۴۴ھ[۱۳]

اولادِ امجاد:

حضرت شاہ احمد سعید، حضرت حافظ عبدالغنی مہاجر مدنی اور حضرت عبدالمغنی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آپ کے صاحبزادے ہیں اور تینوں حضرات گرامی علم ظاہری و باطنی، عمل صالح، زہد و تقویٰ اور ریاضت میں یگانہ روزگار تھے اور اوّل الذکر دو اصحاب نابغہ روزگار تھے۔[۱۴]

فصل دوّم:

جانشین معظم وخلفائے عظام

جانشین معظم:

حضرت شاہ ابوسعید قدس سرہ کے وصال مبارک (۱۲۵۰ھ) کے بعد آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جانشین قرار پائے اور خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور انہوں نے ۲۳ برس (۱۲۷۳ھ تک) حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ کو رونق بخشی۔ [۵۱] آپ کے احوال و مناقب آگے باب دوّم میں آرہے ہیں۔

خلفائے گرامی:

آپ کے بڑے بڑے جلیل القدر خلفاء ہوئے ہیں، ان میں سے چند کے حالات و مناقب یہاں درج کیے جاتے ہیں:

حضرت شاہ رؤف احمد رافت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ رؤف احمد رافت نقشبندی مجددی مصطفیٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خالہ زاد بھائی ہیں اور آپ کے اجل خلفاء میں شامل ہیں۔ گو وہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ سے بھی فیض یافتہ ہیں اور انہوں نے آپ کے ملفوظات و مقامات و مکتوبات جمع فرمائے ہیں۔ اور وہ پہلے پہل حضرت شاہ ابوسعیدؒ کے ہمراہ حضرت شاہ درگاہیؒ کی خدمت میں بھی گئے تھے۔

وہ اپنے وقت کے فقیہ، محدث، مفسر، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ اور واقف فنون ظاہریہ و رسمیہ تھے۔ انہوں نے علوم ظاہری شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے حاصل کیے اور علوم باطن میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ سے خرقہ خلافت حاصل کر کے شہر بھوپال میں قیام پذیر ہو

گئے تھے۔ انہوں نے یہاں پہلی خانقاہ مجددیہ کی بنیاد ڈالی۔ نیز انہوں نے تفسیر رؤفی اردو میں تالیف فرمائی جس کا آغاز ۱۲۳۹ھ میں کیا تھا لیکن بسبب عوارض شتی ۱۲۴۹ھ میں مکمل ہوئی اور آپ نے اس کی تاریخ اختتام میں فرمایا: ''تفسیر قرآن ہندی زبان ہے۔'' مکتوبات حضرت شاہ رؤف احمد، مطبع مجتبائی، لکھنؤ سے ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں طبع ہوئے تھے۔[۱۶]

ان کی ایک اور تصنیف جواہر علویہ ہے جو ۱۲۳۴-۱۲۴۰ھ کے مابین لکھی گئی ہے اور یہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے حالات کا اہم ماخذ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ۱۹۱۹ء میں لاہور سے ملک فضل الدین نے طبع کیا تھا۔ یہ دس ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کے ایک جوہر (در احوال حضرت مجددؒ) کی اشاعت کنز الہدایات کے ہمراہ مولانا نور احمد امرتسری نے کی تھی۔ اسی کا عربی ترجمہ محمد مراد منزلوی نے کیا جو مکتوبات حضرت مجددؒ کے عربی ترجمہ کے ہمراہ ترکی سے طبع ہوا ہے۔

آپ کی فقر (تصوف) وغیرہ پر دیگر تصانیف بھی ہیں۔ ان میں سے ایک ارکان الاسلام مطبع نظامی، کانپور (اُردو) طبع ہو چکی ہے۔ تفسیر رؤفی کے علاوہ ایک رسالہ تفسیر تبارک الذی کا خطی نسخہ کتب خانہ رضا، رام پور (ہندوستان) میں موجود ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات درالمعارف کے نام سے جمع فرمائے جو بارہا طبع ہو چکے ہیں، جن میں سے ایک عمدہ و تازہ طباعت، مکتبہ الحقیقۃ، استانبول، ترکی: ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء ہے۔ آپ شعر بھی کہتے تھے اور رافت تخلص تھا۔ آپ کا دیوان رافت ہندی و فارسی اشعار پر مشتمل ہے۔ سفر حج پر تشریف لے گئے اور ۱۲۵۳ھ میں دوران سفر سمندری جہاز میں وصال فرمایا۔ ''رحمت حق'' سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ صاحب تاریخ دعوت وعزیمت نے ان کے سنین زندگی ۱۲۰۱-۱۲۶۶ھ تحریر کیے ہیں۔[۱۷] بیر علی جس کا لقب یلملم ہے، میں دفن کیے گئے۔

حضرت شاہ خطیب احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ رؤف احمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں۔ آپ ۱۲۲۴ھ میں بھوپال میں

پیدا ہوئے اور اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔ حلیم اور سخی تھے اور ظلم کو برداشت کرنا ان کا شیوہ تھا۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے کسب کیا اور سفر حج میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد اپنے آباء کرام کی مجلس کو رونق بخشی۔ بلدہ بھوپال میں ماہ جمادی الاخر ۱۲۶۶ھ کو وفات پائی۔ ''ھو اذا لمن المقربین'' سے تاریخ وفات (۱۲۶۶ھ) نکلتی ہے۔ جب قبر میں اتارا گیا تو انہوں نے آنکھیں کھول لیں۔

آپ کے دو صاحبزادے محمد ابو البرکاتؒ (م ۱۲۸۶ھ) اور عبداللہ عرف ابو احمد تھے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ، عرف ابو احمدؒ اپنی آبائی خانقاہ بھوپال میں سجادہ نشین تھے۔[۱۸]

حضرت شاہ عبدالغنی بن شاہ ابو سعیدؒ

آپ مفسر، محدث، فقیہ، جامع اصناف علوم، حافظ، قاری، صاحب باطن اور درویش سیرت تھے۔ اصل وطن سرہند شریف تھا مگر آپ دہلی شریف میں بروز بدھ ۲۵ شعبان ۱۲۳۴ھ/ ۱۹ جنوری ۱۸۱۹ء کو پیدا ہوئے۔ تاریخی نام مظاہر حلیم ہے۔ آپ نے اکثر علوم کو اپنے والد بزرگوار سے پڑھا چنانچہ موطا امام محمدؒ انہیں سے پڑھی اور طریقہ صوفیا بھی انہیں سے اخذ کیا۔ علاوہ ازیں مشکوٰۃ شریف کو حضرت شیخ مخصوص اللہ بن مولانا محمد رفیع الدین رحمہما اللہ سے پڑھا جنہوں نے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں پڑھا تھا اور نیز محمد اسحاق دہلویؒ سے پڑھا۔ صحیح بخاری شریف محمد عابد سندھی انصاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۷ھ) نزیل مدینہ منورہ سے پڑھی اور کتب صحاح ستہ کی سند حاصل کی اور شیخ ابو زاہد اسماعیل بن ادریس رومی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کل اجازت حاصل کی۔[۱۹]

آپ نے ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۳ء کو اپنے والد گرامی کے ہمراہ حج کی سعادت حاصل کی تھی اور ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۷ھ کے ہنگامہ رستخیز میں اپنے برادر معظم شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہندوستان سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں وارد ہوئے اور یہیں مستقل اقامت اختیار کر لی اور حضرت علامہ شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۵ھ) صاحب کنز العمال کی سنت کو زندہ کر کے

حرمین شریفین میں مدت العمر خدمت حدیث (درس حدیث) میں مشغول رہے۔[۲۰] جہاں دور دراز سے اہل فضل وکمال آپ کے حلقہ میں آ کر شامل ہونے لگے۔ آپ کو بہت مقبولیت ہوئی اور "مسند وقت" کہلائے۔ علماء نے آپ کی اسناد حدیث کو کتابی شکل میں جمع کیا۔ چنانچہ "الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنیؒ" کے نام سے شیخ محسنی ترہٹی نے اور مولانا عبدالستار صدیقی مہاجر مکی نے "المورد الھنی فی اسانید الشیخ عبدالغنیؒ" عربی میں تالیف کیں۔

اگرچہ (آپ کی ہجرت کے سبب) اس سے بعد المشرقین کا فاصلہ ہو گیا تھا مگر آپ کے فیوض کی شعاعوں سے ہندوستان منور رہا اور ملک عرب جو مرکز اسلام اور ماخذ علم دین ہے، وہاں بھی ہزاروں شخص آپ کے علم ظاہری و باطنی سے فیض یاب ہوئے اور مدینہ منورہ سے سینکڑوں علما حدیث کی سند آپ سے لینے آتے تھے اور حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا کے بڑے بڑے رکن اسلام آپ کو بزرگ مانتے تھے اور عرب وعجم کے صدہا لوگ آپ کی بیعت (کی برکت) سے خاندان نقشبندیہ میں مشرف ہو کر سعادت دارین کو پہنچتے رہے۔ شیخ الحرم آپ کی یہاں تک تعظیم وتکریم کرتے تھے کہ جب مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نماز کے وقت آپ کو دیکھ پاتے تو آپ کو ہی امام بناتے مگر آپ کو بسبب کسر نفسی کے امامت پسند نہ تھی۔ اس لیے یہ عادت کر لی تھی کہ عین تکبیر کے وقت مسجد میں تشریف لاتے۔[۲۱]

آپ نے حفظ قرآن مجید کے بعد حضرت مولانا حبیب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (جو شاہ احمد سعیدؒ کے خلیفہ تھے) سے اور اپنے والد گرامیؒ سے باطنی فیض پایا اور پھر والد بزرگوارؒ کی وفات (۱۲۵۰ھ) کے بعد اپنے برادر عزیز حضرت شاہ احمد سعید اور مرزا عبدالغفور خورجویؒ سے راہ سلوک آخر تک طے کیا۔ آپ نے درس حدیث اور سلوک وتصوف کو اس طرح جمع کیا جس کی نظیر حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو مستثنیٰ کر کے ملنی مشکل ہے۔ دولت باطنی اور نسبت مجددی کے حامل اور شیخ کامل ہونے کے ساتھ وہ حدیث میں استاد الہند اور شیخ الوقت تھے جن کے حلقہ میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علمائے اعلام تیار ہوئے اور ہندوستان میں حدیث کا سکہ رواں ہوا اور دیوبند اور مظاہر العلوم کے جیسے عظیم مدارس تدریس حدیث کے مرکز قرار پائے۔[۲۲]

آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں:

۱- انجاح الحاجہ حاشیہ سنن ابن ماجہ

۲- تبریز المکونات فی تخریج احادیث المکوبات (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ)۔

۳- تحفہ تیموریہ

۴- شفاء السائل (اُردو ترجمہ نصاب الاحتساب)۔

۵- القول السنی فی الذب عن الشیخ عبدالغنی (جواب رد شفاء السائل) از مولانا ابوالحسن زید فاروقی

۶- مکتوبات، جامع حافظ محمد یعقوب مجددی

۷- ضمیمہ: تکملہ مقامات مظہری، در حالات شاہ غلام علی دہلویؒ، تالیف ۱۲۶۹ھ۔

آپ نے ۷ محرم ۱۲۹۶ھ/ ۳۱ دسمبر ۱۸۷۸ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں آسودہ خاک ہوئے۔ قطعہ تاریخ وفات حسب ذیل ہے:

شاہ عبدالغنی وحید زماں   نازش علم و عارف باللہ
سال نقش شنیدم از ہاتف   بہترین محدثین اے ماہ

۱ ۲ ۹ ۶ ھ

شاہ عبدالغنی صاحبؒ کے تین نامور خلفا ہوئے ہیں۔ (۱) مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ) جو صاحب الدلائل کے نام سے مشہور ہیں۔ (۲) شاہ ابواحمد مجددی بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۲ھ)، (۳) حضرت شاہ رفیع الدین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ھ) مہتمم اوّل دارالعلوم دیوبند (ہندوستان)، جن سے حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ) کو خلافت حاصل تھی۔[۲۳]

حضرت شاہ عبدالمغنی بن حضرت شاہ ابوسعیدؒ

آپ حضرت شاہ ابوسعید صاحبؒ کے تیسرے صاحبزادے تھے، لکھنو (ہند) میں ۱۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے اور تاریخی نام نامی فضل الرحمٰن رکھا گیا۔ ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ آپ کو بھی اپنے والد گرامی سے اجازت تھی۔ آپ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں جن میں سے دو کے نام گرامی محمد (مصباح الغنیؒ) اور ابراہیمؒ تھے۔ [۲۴]

حضرت مولوی محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

آپ رام پور میں (ہندوستان) تحصیل علم کر کے حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے حال پر بہت عنایت فرمائی۔ انہوں نے سلوک کے مقامات طے کر کے خلافت حاصل کی اور رخصت ہوئے۔ ضلع پنجاب اور کشمیر بہت مشہور ہیں۔ بہت سے لوگوں نے ان سے فوائد حاصل کیے۔ ہوشیار پور میں فوت ہوئے ان کا تابوت سرہند شریف منتقل کیا گیا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ انور کے قریب دفن کیے گئے۔ آپ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ بعض طالبین کو خلافت بھی دی تھی اور حضرت احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض پایا تھا۔

حضرت ملا خدابردی ترکستانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ سے لکھنؤ میں سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ ان سے بلغار وغیرہ کے لوگوں نے بہت فوائد حاصل کیے۔

حضرت ملا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم طریقہ حاصل کی اور پشاور چلے گئے۔ وہاں کے حاکم کو ان سے اخلاص پیدا ہو گیا، لیکن انہوں نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ لوگوں کو ان سے بہت فوائد حاصل ہوئے۔

حضرت شاہ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر سلوک شروع کیا۔ اس کے بعد حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے توجہات لیں۔ پھر اجازت وخلافت لے کر حرمین الشریفین چلے گئے۔ وہاں سے شرف اندوز ہو کر براستہ کرنال ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء میں حیدر آباد دکن پہنچے اور یہاں دو سال مقیم رہے۔ یہاں کا ہر چھوٹا بڑا ان سے اخلاص سے پیش آیا۔ بعد ازاں گولکنڈہ چلے گئے۔ ارشاد میں کامل تھے۔ ان کی خانقاہ میں ایک سو پچاس طلبہ وظیفہ خوار تھے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ اور حضرت شاہ ابو سعیدؒ کا عرس بڑے تکلف سے کرتے تھے۔ دنیا سے قطع تعلق اور سخاوت بے حد کرتے تھے۔ آپ دونوں پاؤں سے معذور تھے۔

حضرت شیخ سعد اللہؒ کا مولد موضع اچڑی، علاقہ پگلی (پنجاب) ہے اور قوم تاجیک سے تعلق تھا۔ اپنے پیر بھائی مولوی اخوند شیر محمدؒ سے تحصیل علم کی۔ بخارا، کابل، قندھار اور پشاور وغیرہ سے علماء وفضلاء ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔ ڈیڑھ سو کا مجمع اہل حق ان کے ہاں ہوتا تھا۔ نواب افضل الدولہ مغفرت مکان انہی کے معتقد تھے۔ حضرت شاہ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۲۷۰ھ میں ہوا۔ آپ کے مزار پر افضل الدولہ مذکور کے استاد محمد حسین نے گنبد تعمیر کرایا۔

آپ کے خلفائے عظام کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت مولوی محمد عثمان پشاوریؒ (۲) حضرت میر اشرف علی حیدر آبادیؒ (۳) حضرت مولوی عبدالرحیم حیدر آبادیؒ (۴) حضرت محمد عبدالقویؒ برادر مولوی عبدالرحیمؒ مذکور (۵) حضرت مولوی محمد سعیدؒ (۶) حضرت مولوی محمد حسین بخاریؒ (۷) حضرت مولوی محمد فضل اللہ عرف فیض اللہؒ

(۸) حضرت مولوی محمد حسنؒ (۹) حضرت مولوی فضل علیؒ (۱۰) حضرت میر رفعت علیؒ نبیرہ نواب فتح اللہؒ (۱۱) حضرت پیر عبدالوہابؒ (۱۲) حضرت مولوی اسماعیل بخاریؒ (۱۳) حضرت مولوی نیاز محمد بدخشانیؒ (۱۴) حضرت حکیم میر آصف علیؒ (۱۵) حضرت مولوی محمد نوازؒ (۱۶) حضرت مولوی سید سعید الدین حسینیؒ (مصنف مناظرۂ طریقت، مطبوعہ) حضرت مولوی محمد نعیم المعروف بہ مسکین شاہؒ۔

حضرت ملا عبدالکریم ترکستانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ نسبت حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ سے توجہات لیں۔ اجازت لے کر رخصت ہوئے۔ شہر سبز میں ان کا طریقہ خوب مروج ہوا۔ ہزاروں طلبہ ان کے حلقہ بگوش ہوئے۔ ایک عظیم خانقاہ، دیہات یعنی زمین متعلق بہ خانقاہ اور لنگر خانہ بھی قائم تھا۔ شہر کا والی یعنی امیر ان کا بہت مخلص تھا۔

حضرت ملا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع اٹک سے آئے اور حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت حاصل کی اور وطن جا کر لوگوں کو نفع پہنچانے لگے۔ پھر حرمین الشریفین چلے گئے۔ وہاں سے مشرف ہو کر وطن آتے ہوئے راستے میں وفات پائی۔

حضرت میاں اصغر رحمۃ اللہ علیہ

آپ نہایت قوی نسبت کے مالک تھے۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھتے اور آن محترم ان پر بہت عنایت فرماتے تھے۔ خانقاہ شریف کا نظم ونسق انہی کے ذمہ تھا۔ لوگوں کو ان کی توجہات سے بہت نفع ملتا تھا۔ پہلے حرمین الشریفین کے سفر سے واپس آئے اور حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بھی حج پر گئے۔ پھر دہلی شریف واپس آ گئے اور ۱۲۵۵ھ میں وفات پائی اور خانقاہ مظہریہ شریف میں مدفون ہوئے۔[۲۵]

فصل سوّم:

فضائل ومناقب

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میرے والد ماجد، سنت کے زندہ کرنے والے، بدعات کو قطع کرنے والے، حلم وحیا کے مصور، جود وسخا کے منبع، تمکین واستقامت کے پہاڑ، طریقت وحقیقت کے رازوں کے واقف، یگانہ روزگار، ہمارے آقا، ہمارے ہادی، شاہ ابوسعید صاحب، اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی کو طالبوں کے سروں پر تادیر دائم وبرقرار رکھے۔ آپ کی تاریخ ولادت اس مصرعہ سے ظاہر ہے: ''عالم وحافظ وولی بادا'' اور آپ کا اسم مبارک بطور تعمیہ اس بیت سے ظاہر ہوتا ہے:

قدت را بوئے معطر چو دید
کلاہ سعادت بپوشید عید

یعنی ''جب اس نے تیرے قد کو ایک خوشبو میں معطر پایا تو اس نے عید کے روز سعادت کی ٹوپی کو پہن لیا۔''

یعنی آپ کے قد کو خوشبو کے ساتھ معطر دیکھ کر عید نے کلاہ سعادت پہن لی۔

فی المهد ينطق عند سعادة جده اثر النجابه ساطع البرهان:

''یعنی جھولے میں اپنے دادا کی سعادت کے متعلق گویا ہے۔ شرافت نسبتی کے اثرات بالکل ظاہر ہیں۔

شعر:

سعید از ازل آمده نام او
سعادت بود اولین گام او

''یعنی ازل سے ان کا نام سعید ہے، سعادت ان کا پہلا قدم ہے۔''

آج کل آپ اپنے پیرو مرشد کی مسند ہدایت وارشاد پر فائز ہو کر ہزاروں طالبان حق کو جو دنیا کے حصوں سے چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح آپ کے آستانہ پر حاضر ہوئے ہیں، فیض رساں ہیں اور شریعت محمدی اور طریقہ احمدی (مجددی) کی ترویج واشاعت میں اپنے آباؤ اجداد کی طرح سرگرم عمل ہیں، اللّٰھُمَّ زد فزد و کثر اخواننا فی الدین۔[۲۶]

مرشد گرامی کے مکتوبات شریف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری بیماری میں حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کو کئی مکتوبات شریف لکھے، ان میں سے دو یہاں بطور تبرک نقل کیے جاتے ہیں:

مکتوب اوّل:

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی نسب والاحسب حضرت شاہ ابوسعید صاحب سلمکم ربکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ان ایام میں مجھے خارش، ضعف اور شدت تنفس کے امراض لاحق ہیں۔ اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہیں رہی۔ اس کے علاوہ کمر کا درد بھی ایسا ظاہر ہوا ہے کہ بیٹھ کر نماز ادا کرنا محال ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ان دونوں اشخاص کا آپ کے پاس یکے بعد دیگرے ہونا لازم ہے۔ پس ان دنوں امراض کی شدت حد سے بڑھ چکی ہے کہ بیٹھنے کی طاقت نہیں رہی اور ستہ ضروریہ (کی ادائیگی) میں انتہائی سستی آ گئی ہے۔ اس لیے اس وقت تمہارا آنا بہت مناسب ہے۔ بہت جلد آ جائیں۔

مولوی بشارت صاحب اپنے اہل خانہ کی بیمارداری کے لیے رخصت لے گئے ہیں۔ ان کے آنے کا علم نہیں۔ اس سے پیشتر تمہاری طلب کے لیے میں متواتر خطوط مع تبرکات جدیدہ روانہ کر چکا ہوں۔ تعجب ہے کہ تم یہاں آنے کا قصد نہیں کر رہے۔ ظاہراً اب مجھے صحت ملنا محال ہے اور افسوس ہے کہ تم نے اس قدر دیر کر دی ہے:

خوبان درین معاملہ تاخیر می کنند

"یعنی معشوق اس معاملے میں تاخیر کیا کرتے ہیں۔"

میں دیکھتا ہوں کہ اس خاندان عالی شان کے مقامات کا آخری منصب تمہیں سے متعلق ہے۔ اس سے پہلے بھی میں نے پہلی بیماری کے دوران دیکھا تھا کہ تم میری چارپائی پر بیٹھے ہو اور قیومیت تمہیں عطا ہوئی ہے۔ ان عجیب و غریب توجہات کے لیے تمہارے سوا کوئی نہیں ہے۔ اس خط کے ملتے ہی تم اکیلے یہاں چلے آؤ اور برخوردار احمد سعید کو وہاں اپنی جگہ پر چھوڑ آؤ اور دعائے حسن خاتمہ، درود و استغفار، ختم کلمہ طیبہ و قرآن مجید، ختم پیران کبار، لقائے جانفزا اور اتباع حبیب مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مدد فرمائیں۔ والسلام

مکتوب ثانی:

بعد حمد و صلوٰۃ معلوم ہونا چاہیے کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے طریقہ علیہ میں مقامات و اصلاحات مقرر ہیں اور ہر درجہ میں جو کیفیات و حالات و انوار و اسرار پیش آتے ہیں ان (اصطلاحات) کو جانے بغیر طریقہ اختیار کرنا بے کار ہے۔ عمر کیوں ضائع کی جائے۔ اگر توبہ سے رضا تک مقامات عشرہ باطن میں نہ ہوں تو اس طریقہ کا کیا فائدہ؟ لطائف عالم امر کی سیر میں کیفیات بہت ہوتی ہیں۔ لطیفہ قلبی کی سیر میں مراقبہ اقربیت اور محبت معمول ہے۔ جس سے استہلاک و اضمحلال اور فنائے انا وغیرہ حاصل ہوتی ہے، لطائف عالم خلق کی سیر، عنصر خاک کے سوا عناصر ثلاثہ کا فیض ملتا ہے اور (مانند) تجلیات سمی الباطن، ملاء اعلیٰ علیہم السلام اور لطیفہ قالبیہ کی تہذیب حاصل ہوتی ہے۔ کمالات ثلاثہ میں بیرنگی اور نسبت باطن کی لطافت (پیدا ہوتی ہے) حقائق سبعہ میں وسعت انوار، ہدایت، حضرات انبیاء علیہم السلام کی زیارت اور محبت ذاتیہ کے اذواق کا حصول ثابت ہے:

ع تا یار کرا خواہد میلش بکہ باشد؟

یعنی محبوب کس کو چاہتا ہے اور اس کی طبیعت کس طرف مائل ہے؟

نہ سلطان خریدار ہر بندہ ایست

نہ در زیر ہر ژندۂ زندہ ایست

یعنی سلطان ہر غلام کا خریدار نہیں ہوتا اور نہ ہر گدڑی والا بزرگ ہوتا ہے۔

اس طریقہ کا سالک اگر اس قسم کے علوم و معارف کا ادراک کر سکے تو مبارک ہے، ورنہ اس نے غرور اور خودی کا کسب کیا ہے۔ پس اس کے لیے ہلاکت ہے۔

جس کی صحبت سے اس قسم کے حالات (مذکورہ) حاصل ہوں، وہ بہتر ہے ورنہ طریقہ بدنام ہے۔ اس قسم کے لوگوں سے مشائخ کو ندامت آتی ہے۔ یہ عجیب مرید ہیں جو طریقہ کو بدنام کرتے اور خود کو پیر کہلواتے ہیں:

هداهم الله سبحانه الى رضائه و اشتياق لقائه، آمين.

یعنی اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا اور ملاقات کے شوق کی ہدایت فرمائے۔ آمین

الحمدللہ حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب اور حضرت حافظ ابو سعید صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ نے اشاعت طریقہ میں ان مقامات سے مناسبت پیدا کر لی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ دوسرے عزیزوں کو بھی استقامت، اتباع سنت، محبت مشائخ، ترک (دنیا) اور گوشہ نشینی، غیر سے نا اُمیدی اور خدا سبحانہ وتعالیٰ سے امید کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کو، میرے تمام دوستوں کو اور مجھ خاک افتادہ اور عمر برباد کیے ہوئے بوڑھے کو یہ حالات عطا فرمائے۔ میں بڑی ندامت سے یہ لکھ رہا ہوں کہ مرشدوں کے اجازت ناموں کی تحریر میں ہر دو لفظ لکھیں۔ (اس لیے) میں کہتا ہوں کہ ان کا ہاتھ جو میرے ہاتھ سے بہتر ہے (وہ) میرا ہی ہاتھ ہے۔ ان کی بیعت کرنا میری ہی بیعت ہے، جو سعادت اور نجات کا قوی ترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ (اس صورت میں) مبارک کرے کہ اگر وہ (مرشد و طالب) اہل دنیا سے روگردانی (کرکے) اور درِ حق پر، شکستہ پا ہو کر وعدۂ کریم مطلق جل سلطانہ صدق (دل) سے بیٹھے، وہ میرے طریقے کے ارکان ہیں اور میری سالہا سال کی توجہ کا حاصل ہے۔

اللهم وفقني واياهم لمرضاتك ومرضات حبيبك صلّى الله عليه وسلّم وجعل آخرتنا خيرا من الاولى، آمين آمين آمين.

"یعنی اے اللہ! مجھے اور انہیں اپنی اور اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رضا کی توفیق عطا فرما اور ہماری آخرت کو پہلے سے بہتر بنا۔ آمین آمین ، آمین۔[27]

فصل چہارم:

کرامات

کمال تصرف

میاں عظیم اللہ صاحب سے منقول ہے کہ میں نواب محمد امیر خان (۱۱۸۲ھ-۱۷۶۸-۱۸۳۴ء) کے ہاں نوکر تھا۔ حضرت شاہ ابوسعیدؒ نے کسی شخص کو مجھے بلانے کے لیے بھیجا لیکن اتفاق سے میں گھر میں نہیں تھا اور نہ ہی گھر آنے کے بعد میرے گھر والوں نے مجھے اس کی اطلاع دی۔ آپ نے دوسرے آدمی کو بھیجا۔ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے غصے سے فرمایا کہ میں نے تمہیں طلب کیا تھا تم کیوں نہیں آئے؟ اگر تمہارا نواب طلب کرتا تو چلا جاتا! میں نے عذر کیا کہ مجھے ہرگز اطلاع نہیں ملی کہ آپ نے مجھے طلب فرمایا ہے۔ الغرض اس دن مجھے روزانہ حاضری کا حکم ہوا اور توجہات میں بڑے عجائب وغرائب کا مشاہدہ کیا۔ جب تک رات کو نچلے مقام کے وصول کا مجھے یقین نہ ہو جاتا، مقام فوق کی کبھی توجہ نہ دیتے۔ جب مجھے یقیناً ''وصول'' حاصل ہو جاتا تو صبح دوسرے مقام کی توجہ دیتے، یہ دائمی عمل تھا۔ اگر نوکری پر جانے سے گھر میں ہی دیر ہو جاتی اور میں گھر سے اس ارادے سے نکلتا کہ جلدی نوکری پر چلا جاؤں اور آج ان کی خدمت میں نہ جاؤں، جب میں اس جگہ پہنچتا، جہاں سے یہ راستہ خانقاہ کو جاتا تھا تو وہاں محسوس ہوتا کہ کوئی مجھے کھینچ رہا ہے اور میں چاروناچار آپ کی خدمت میں پہنچ جاتا اور یہ آپ کا بڑا تصرف تھا۔

عنایت الٰہی

ایک مرتبہ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ رام پور سے سنبھل (ہندوستان) جا رہے تھے۔ پہلی منزل میں دریا کے کنارے پہنچے تو نماز عشاء کا وقت دریا ہی میں آ گیا لیکن ملاح نہیں

تھا۔ آپ سوار تھے، کشتی کا مالک مشرک تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کشتی دریا میں ڈال دو۔ اس نے آپ کی ہیبت سے اسے دریا میں ڈال دیا۔ اللہ کی عنایت سے دریا سے صحیح و سالم گزر گئے۔ وہ مشرک آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

بزرگی

مرزا طہماس نے قلعہ میں حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی۔ بہت سے شہزادے جمع ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کسی بزرگ کی کرامت نہیں دیکھی۔ آپ نے نعرہ مارا تو سب گر پڑے اور معتقد ہو گئے۔

گستاخ کو سزا ملنا

حکیم فرخ حسین جو کہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مصاحبوں میں سے تھا نے حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی شان کے خلاف بات کی۔ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کو بہت غصہ آیا۔ فرمایا کہ اس کی سزا تمہیں ملے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس پر تہمت لگی اور وہ خفیہ طور پر فرار ہو گیا۔

اصلاح حال

حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کا ایک قدیم مرید شیخ احمد بخش دہلی شریف میں آپ کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے اُسے خواب میں فرمایا کہ وہ نیک نامی کا کاغذ جو تم نے فرنگی سے لیا ہے اور تمہاری گٹھڑی میں ہے اسے پھاڑ ڈالو۔ کیونکہ یہ اسلام کے لیے مناسب نہیں۔ شیخ مذکور نے کہا کہ مجھے ہرگز یاد نہیں تھا کہ وہ سند میرے ہمراہ ہے۔ جب تلاش کی تو وہ سند وہیں سے برآمد ہوئی جس کی نشاندہی آپ نے فرمائی تھی۔ بس میں نے اسے پھاڑ ڈالا اور فرنگیوں کی محبت میرے دل سے نکل گئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

توجہ خاص

میاں محمد اصغر صاحب سے منقول ہے کہ میری نماز تہجد بعض اوقات فوت ہو جاتی تھی۔ ایک بار میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی تو فرمایا کہ ہمارے خادم سے کہہ دو کہ تہجد کے وقت تمہارے بارے میں مجھے یاد کروا دیا کرے۔ میں تمہیں اٹھا دیا کروں گا۔ میں تو صرف اتنا ہی ذمہ لے سکتا ہوں اور باقی تمہارے اختیار میں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا کہ گویا کوئی مجھے اُٹھا دیتا تھا۔

کمال فیض

سفر حجاز مقدس کے سلسلہ میں جب حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ بلدہ سورت (ہندوستان) میں پہنچے۔ وہاں ایک مسجد میں بو علی خان نام کا ایک امیر جو کہ زمرۂ فقراء میں داخل تھا اور تہہ بند باندھے مسجد میں بیٹھا کرتا تھا۔ جب اس نے آپ کے آنے کی خبر سنی تو اس نے مسجد میں آنا بند کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ نہایت نیاز مندی سے حاضر خدمت ہوا اور سو روپے نذر کیا۔ حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی صاحبہ کو حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کروایا جس سے لوگوں کو تعجب ہوا کہ اس شخص نے تو کمال انحراف سے مسجد میں آنا ہی ترک کر دیا تھا لیکن اب اسے کیا ہوا کہ نذر پیش کر رہا ہے بلکہ وہ آپ کے راسخ الاعتقاد مخلصین میں سے ہو گیا۔

کشف مصلحت

حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ جب سفر حج کے دوران بمبئی پہنچے تو جہاز کا کرایہ ادا کیا۔ بعض دوسرے لوگ بھی آپ کی صحبت غنیمت جانتے ہوئے اسی سمندری جہاز پر سوار ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس جہاز پر بیٹھنا مصلحت کے مطابق معلوم نہیں ہوتا۔ اس لیے کرایہ واپس

لے لیا۔ کیوں کہ اس قسم کا وعدہ ملاح سے پہلے ہی کر لیا گیا تھا۔ آخر آپ دوسرے جہاز میں سوار ہوئے۔ پہلا جہاز حج کے بعد وہاں پہنچا اور دوسرا جہاز پہلے حج کے موقع پر اور حاجیوں کا پہلا جہاز ایک سال تک راہ میں ہی رکا رہا۔[۴۸]

حواشی باب اوّل

۱- فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، لاہور، مکتبہ حسن سہیل، ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء (سے عکسی طباعت)، ص ۴۸۹/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ (شریف)، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۵۹/ ابوالحسن زید فاروقی، شاہ: مقامات خیر، دہلی: ۱۹۷۲ء، ص ۸۹

۲- اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ ۲۱: حاشیہ ۲/ فقیر محمد جہلمی، مولوی، حدائق الحنفیہ ۴۸۹

۳- فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ ۴۸۹

۴- نذیر احمد نقشبندی مجددیؒ، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی، ص ۲۵۹/ فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، ص ۴۸۹

۵- ایضاً

۶- نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی، ص ۲۶۰-۲۶۱

۷- فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ ۴۸۹/ نذیر احمد نقشبندی مجددی: حضرات کرام نقشبندیہ، ص ۲۶۲

۸- ایضاً

۹- احمد سعید مجددیؒ، شاہ: اربع انہار (مترجم اردو)، ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۳ء، ص

۷۳(پیش لفظ)

-۱۰ اکبر علی نقشبندی مجددی، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۲۱/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہ، ص ۲۶۰

-۱۱ فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، ص ۴۸۹/ اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۲۱/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہ، ص ۲۶۰

-۱۲ شاہ غلام علی دہلویؒ/ محمد اقبال مجددی (مترجم): مقامات مظہری، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۱۹۸۳ء، ص ۶۰۸-۶۱۰/ اکبر علی نقشبندی مجددی، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۲

-۱۳ شاہ عبدالغنی مجددی: تکملہ در حالات شاہ غلام علی دہلویؒ، مقامات مظہری، ص ۶۰۲/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): ترجمہ ہائے متون فارسی بہ زبانہائے پاکستانی، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، ص ۱۳۳/ محمد نذیر رانجھا: برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی و فارسی کتب اور ان کے اُردو تراجم)، لاہور: میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۸ء-۱۹۹۹ء، ص ۱۶۰، ۳۶۵/ ابوسعید فاروقی مجددیؒ، شاہ: ہدایت الطالبین، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۳۸۵ھ، ص ۱۴۴

-۱۴ فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، ص ۴۸۹/ احمد سعید مجددیؒ شاہ: اربع انہار (اُردو ترجمہ)، ص ۴۷/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہ، ص ۲۶۰/ ابوالحسن زید فاروقی: مقامات خیر، دہلی: ۱۳۹۲ھ، ص ۷۰-۷۴

-۱۵ احمد سعید مجددیؒ، شاہ: اربع انہار (مترجم اُردو)، ص ۴۷/ اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۲۱/ نذیر احمد نقشبندی

مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہ، ص ۲۶۰/ ابو الحسن علی ندویؒ، مولانا: تاریخ دعوت و عزیمت، کراچی: مجلس نشریات اسلام (۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء کی عکسی طباعت)، جلد ۴: ۳۷۲

۱۶- فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، ص ۴۹۰، احمد سعید مجددیؒ، شاہ: اربع انہار (اردو ترجمہ)، ص ۱۱۴

۱۷- ابو الحسن علی ندویؒ، مولانا: تاریخ دعوت و عزیمت، جلد ۴: ۳۶۸/ فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، ص ۴۹۰/ رؤف احمد مجددی: جواہر علویہ (اُردو ترجمہ)، لاہور: ۱۹۱۹، ص ۷۰-۷۳/ غلام علی دہلویؒ، شاہ/ محمد اقبال مجددی (مترجم): مقامات مظہری، ص ۶۲۶/ رؤف احمد رافت مجددی: درالمعارف، (ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ)، استنبول: مکتبہ ایشیق، ۱۹۷۴ء

۱۸- شاہ عبدالغنی مجددی، مولانا: تکملہ مقامات مظہری (مشمولہ مقامات مظہری)، ص ۶۱۴/ محمد حسن جان: انساب الانجاب (انساب اولاد حضرت مجددؒ)، ٹنڈو سائیں داد، سندھ، ۱۳۴۰ھ، ص ۱۱۳/ عبدالحی حسنی: نزھۃ الخواطر، حیدر آباد دکن: دائرۃ المعارف عثمانیہ، ۱۹۶۲ء، جلد ۷: ۱۵۹/ ابو الحسن علی ندوی: صحبتے با اولیاء، لاہور، س ن، ص ۱۱

۱۹- فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، ص ۵۰۷

۲۰- ابو الحسن علی ندوی، مولانا: تاریخ دعوت و عزیمت، جلد ۴: ۳۷۵

۲۱- شاہ عبدالغنی: تکملہ در حالات شاہ غلام علی دہلویؒ: مقامات مظہری، ص ۵۶۸/ فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، ص ۵۰۷-۵۰۸

۲۲- ابو الحسن علی ندویؒ، مولانا: تاریخ دعوت و عزیمت، جلد ۴: ۳۷۴-۳۷۵/ محمد اکرام، شیخ: رود کوثر، ص ۶۶۰

۲۳- ایضاً/ فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، ص ۵۰۸

۲۴- محمد مظہر مجددی: مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ، ص ۶۶ / ابوالحسن زید فاروقی: مقامات خیر، ص ۸۱-۸۲

۲۵- شاہ عبدالغنی مجددی، مولانا: تکملہ مقامات مظہری (مشمولہ مقامات مظہری)، ص ۶۱۱-۶۱۲، ۶۲۳ / محمد مظہر مجددی: مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ، دہلی: اکمل المطابع، ۱۲۸۴ھ، ص ۶۷-۶۸ / محمد قطب الدین و محمد خلیل الرحمٰن: احوال العارفین (حالات شاہ سعد اللہ نقشبندیؒ)، حیدرآباد دکن: ۱۳۱۷ھ، ص ۴، ۶، ۷، ۱۷

۲۶- احمد سعید مجددیؒ، شاہ: اربع انہار (مترجم اُردو)، ص ۱۰۸-۱۰۹

۲۷- عبدالغنی مجددی، مولانا: تکملہ مقامات مظہری، ص ۶۰۵-۶۰۷

۲۸- عبدالغنی مجددی، مولانا: تکملہ مقامات مظہری، ص ۶۰۳-۶۰۵

باب دوّم

احوال ومناقب

محرم راز علوم شریعت وطریقت وحقیقت

حضرت شاہ احمد سعید دہلوی مہاجر مدنی قدس سرہ

(۱۲۱۷-۱۲۷۷ھ/۱۸۰۲-۱۸۶۰ء)

ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد
گر فرق مراتب نکنی زندیقی

عکس روئے تو چو در آئینہ خام افتاد
عارف از خندہ می در طمع خام افتاد

در و دیوار چو آئینہ شد از کثرت شوق
ہر کجا می نگرم روئے ترا می بینم

محرم راز علوم شریعت، طریقت اور حقیقت حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید اپنے باکمال والد بزرگوار کی تربیت سے چھوٹی عمر میں حفظ کیا اور ممتاز اساتذہ سے علوم عقلی ونقلی کی تحصیل فرمائی۔ بیس سال کی عمر میں سند فراغت اور دستار فضیلت سے مشرف ہوئے۔ دس سال کی عمر میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اور کسب واخذ سلوک سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ شروع کر دیا۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حال پر کمال لطف ومہربانی فرماتے تھے۔ آپ درسی کتب کے اسباق سے فراغت کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ کے حلقہ میں شمولیت کے لیے جاتے، جب لوگوں کی کثرت کی بنا پر وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ ہوتی تو حضرت شاہ صاحبؒ آپ کو دیکھ کر اپنے پاس بلا لیتے اور اپنی مسند کے قریب بٹھا لیتے اور پھر اپنی توجہ خاص سے مالا مال فرماتے رہتے تھے۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے لوگوں سے ایک بچہ طلب کیا، کسی نے نہیں دیا۔ ابو سعید نے میری طلب پوری کر دی اور اپنا بیٹا مجھے دے دیا۔ جب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری بیماری میں حضرت شاہ ابو سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی مسند نشینی کے لیے طلب فرمایا تو انہیں تحریر فرمایا:

''برخوردار احمد سعید را آنجا بجائے خود گذارند''

یعنی اپنے صاحبزادے احمد سعید کو اپنی مسند ارشاد پر جلوہ افروز فرما دیں۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کمالات مظہری'' میں تحریر فرمایا ہے:

''شاہ ابو سعید کے فرزند حضرت احمد سعید علم، عمل، حفظ قرآن مجید اور

احوال نسبت شریفہ میں اپنے والد ماجد کی طرح ہیں۔''

بعد ازاں جب آپ کے والد بزرگوارؒ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۴ء میں حج کے لیے تشریف لے گئے تو آپ کو خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کی مسند ارشاد کے لیے اپنا نائب مقرر فرما گئے۔ سفر حج سے واپسی پر انہوں نے یکم شوال ۱۲۵۰ھ/ ۳۱ جنوری ۱۸۳۵ء کو وصال فرمایا اور یوں آپ اپنے والد بزرگوارؒ کے جانشین معظم بنے اور بہمت تمام اشاعت شریعت اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں مصروف ہو گئے اور ۲۳ برس تک سجادہ مرشد گرامی کو رونق بخشی۔ ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہند کے صدمات و واقعات کے پیش نظر آپ نے اپنے اہل وعیال، درویشوں اور خلفائے عظام کے ہمراہ دہلی شریف سے کوچ کیا اور اپنے محب، جاں نثار اور خلیفہ ارشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خانقاہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان قدم رنجہ فرمایا اور کچھ عرصہ یہاں قیام فرمایا۔ بعد ازاں آپ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کو اپنا نائب و جانشین مقرر فرمایا اور خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف اور خانقاہ غنڈان شریف (قندھار) افغانستان کی تولیت و نیابت بھی انہیں عطا فرمائی اور براستہ ٹھٹھہ اور بمبئی عازم حرمین شریفین ہو گئے۔ موسیٰ زئی شریف میں آپ کے چند روزہ قیام کی برکت سے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ کی رونقیں یوں دوبالا ہوئیں کہ شبہ قارہ پاکستان و ہند میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے متعدد چشمہ ہائے فیض جاری ہو گئے۔ اس باب میں انہی سعادت مندیوں کا تذکرہ ہے۔

فصل اوّل:

ولادت باسعادت سے خلافت و جانشینی

ولادت باسعادت:

حضرت شاہ احمد سعید بن شاہ ابو سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ یکم ربیع الاوّل ۱۲۱۷ھ/ ۳۱ جولائی ۱۸۰۲ء کو مصطفیٰ آباد معروف بہ رام پور (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت ''مظہر یزدان'' سے برآمد ہوتی ہے۔ آپ فقیہ، محدث، مفسر، جامع علوم شریعت و طریقت تھے۔[۱]

تعلیم و تربیت:

اپنے باکمال والد بزرگوار (حضرت شاہ ابو سعید قدس سرہ) کی تربیت سے چھوٹی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور کتب منقول و معقول کا علم اپنے وقت کے بے نظیر علماء حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے تلامذہ مولانا فضل امام اور مفتی شرف الدین رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کیا اور علوم حدیث و تفسیر مولوی رشید الدین خان رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ خود فرماتے ہیں کہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور حدیث کی سند مجھ کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔ آپ بیس سال کی عمر میں تمام علوم معقول و منقول سے فارغ ہو گئے اور دستار فضیلت سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم دینی اور فیض باطنی کا وافر حصہ عنایت فرمایا۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے:

> ''شاہ ابو سعید، شاہ احمد سعید، شاہ رؤف اور مولوی بشارت اللہ اس زمانہ میں ستون دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔''

مروجہ علوم کی تحصیل مفتی شرف الدینؒ، شاہ سراج احمد مجددیؒ، مولوی محمد اشرفؒ اور مولوی نور سے کی۔[۲]

بیعت حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ:

آپ دس سال کی عمر میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے اور کسب سلوک واخذ سلسلہ نقشبندیہ شروع کیا۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ آپ کے حال پر الطاف ومہربانی فرماتے۔ جب آپ سبق پڑھ کر آتے اور حضرت شاہ صاحب کا حلقہ جاری ہوتا تو آپ وہاں جاتے اور اگر لوگوں کی کثرت کی وجہ سے وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ ہوتی اور حضرت شاہ صاحبؒ آپ کو دیکھ لیتے تو بلا کر اپنی مسند کے قریب بٹھا لیتے اور پوری قوت کے ساتھ آپ پر توجہ فرماتے۔ آپ خود فرماتے ہیں:

> ''میں نے تصوف کی زیادہ کتابیں مثلاً رسالہ قشیریہ، عوارف المعارف، احیاء العلوم، مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ، مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور بعض کتب حدیث حضرت شاہ (غلام علی دہلوی) صاحب قدس سرہ سے پڑھی ہیں۔''

آپ نے حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ سے کسب ونسب اور اجازت وخلافت پائی۔ آپ نے پندرہ برس تک حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے اخذ وکسب سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کیا اور حضرت شاہ صاحبؒ نے آپ کو اپنا متبنّٰی قرار دیا تھا۔[۳]

اخذ وکسب روحانیت از والد بزرگوارؒ:

آپ خود فرماتے ہیں:

> ''جن دنوں میں حصول علم میں مصروف تھا، اکثر رات مطالعہ میں بسر ہو جایا کرتی تھی اور اس دوران ایسے ہی ذکر وفکر اور حضرت شاہ (غلام علی دہلوی) صاحبؒ کے حلقہ ومراقبہ کا بھی التزام رکھا ہوا تھا۔ اگر حضرت شاہ صاحبؒ سے جدائی ہوتی تو اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے توجہ

حاصل کرتا تھا، بلکہ شاہ صاحبؒ کی موجودگی میں بھی ان سے توجہ لیتا تھا۔ میں نے تمام مقامات (روحانی) پر اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی توجہ لی ہے اور اسی وجہ سے سلسلہ میں ان کے نام کے بعد اپنا نام داخل کیا ہے۔''

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ فرمایا کرتے کہ میں نے لوگوں سے ایک بچہ طلب کیا کسی نے نہیں دیا۔ ابوسعید نے میری طلب پوری کر دی اور اپنا بیٹا مجھے دے دیا۔[۴]

بلندی درجات:

آپ خود فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ میں حضرت شاہ (غلام علی دہلوی) صاحبؒ کے روبرو بیٹھا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: ''حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ میری اولاد سے یہ نسبت حاصل کریں گے۔'' حضرت شاہ احمد سعید فرماتے ہیں کہ مجھے بہ نظر کشفی اس طرح معلوم ہوتا ہے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس لڑکے کی اولاد سے کریں گے۔ جب حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ نے اپنی شدید مرض میں حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جگہ مسند نشینی کے لیے طلب فرمایا تو انہیں تحریر فرمایا: ''برخوردار احمد سعید را آنجا بجائے خود گذارند'' یعنی برخوردار احمد سعید کو اپنی جگہ مقرر کر دیں۔''

یہ تحریر آپ کی سعادت مندی اور بلندی درجات کی علامت تھی۔ نیز حضرت غلام علی شاہؒ نے اپنے رسالہ کمالات مظہری (تالیف ۱۲۳۷ھ) میں لکھا ہے:

''شاہ ابوسعید کے فرزند حضرت احمد سعید علم، عمل، حفظ قرآن مجید اور احوال نسبت شریفہ میں اپنے والد ماجد کی طرح ہیں۔''[۵]

خلافت و جانشینی:

چنانچہ آپ حسب الحکم حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ اپنے والد بزرگوار کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور طالبان حق کے افادہ میں مشغول ہو گئے اور ایک عرصہ کے بعد دہلی شریف تشریف لائے۔ پھر جب آپ کے والد بزرگوار ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۴ء میں حج کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کی اپنی مسند ارشاد کے لیے آپ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور یکم شوال ۱۲۵۰ھ/ ۳۱ جنوری ۱۸۳۵ء سفر حج سے واپسی پر جب انہوں نے وصال فرمایا تو آپ اپنے والد بزرگوار کے جانشین بنے۔

اس طرح آپ بہمت تمام اشاعت شریعت و طریقت میں مصروف ہو گئے اور طالبان حق کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمانے لگے۔ آپ نے کامل ۲۳ برس (۱۲۵۰-۱۲۷۳ھ) تک حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ اور حضرت مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ کے سجادہ کو رونق بخشی اور پوری تندہی سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں سرگرم عمل رہے۔[۶]

فصل دوّم:

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ اور ہجرت مدینہ منورہ

۱۸۵۷ء/۱۲۷۴ھ کی جنگ آزادی میں جب برصغیر پاکستان و ہند کے مسلمانوں نے اپنی غیرت ایمانی اور حمیت اسلامی کی بنا پر انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو اس میں علماء وصوفیا نے بھی بے پناہ مجاہدانہ اور سرفروشانہ خدمات سرانجام دیں۔ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان ہستیوں میں شامل تھے جن کی ملی وقومی خدمات سرفہرست تھیں۔ منجملہ ان میں جہاد کا فتویٰ دینا اور اس پر سب سے پہلے اپنے دستخط ثبت فرمانا۔ پھر یہ کہ سب سے پہلے یہ تصدیق کرنا کہ شرعی نقطہ نظر سے یہ ٹھیک جہاد اسلامی ہے۔ یہ جرأت مندانہ اقدام سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب کے حصہ میں آیا۔ حالانکہ اس وقت ایسا کرنا اپنی جان پر کھیل جانے کے مترادف تھا۔ [۷]

جنگ آزادی کے دوران اور اس میں ناکامی کے بعد جو آفت مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی وہ عروس البلاد بغداد کی بربادی سے کچھ کم نہ تھی۔ فرق صرف یہ ہے کہ تاریخ دہلی (شریف) کو کوئی سعدی شیرازیؒ نہ ملا جو ہندوستان کی اس جنگ آزادی کا مرثیہ لکھتا۔ جب انگریزوں نے اپنا تسلط جما لیا تو ان کے اوّلین ہدف بننے والوں میں حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ آپ نے ان انتہائی خراب حالات میں چار ماہ تک دہلی شریف میں استقامت کے ساتھ قیام کیا۔ جب کوئی آپ سے ہجرت کے لیے کہتا تو آپ فرماتے کہ ہم اپنے مشائخ کرام کی اجازت کے بغیر شہر سے باہر نہیں جا سکتے۔ ان حالات میں آپ خود مع فرزندان ومریدین، سراج الدین محمد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے اور کتاب وسنت کے مطابق بادشاہ کی فہمائش کی۔ کچھ عرصہ بعد ازاں استخارہ مسنونہ کے بعد مع اہل وعیال عازم حرمین شریفین ہو گئے۔ [۸]

بے سروسامانی میں دہلی شریف سے کوچ کرنا

دہلی شریف میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کی خانقاہ مظہریہ شریف میں ایک روز عصر کی نماز کے وقت حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے کسی ہمدرد اور خیر خواہ نے آپ کو انگریز حکومت کے منصوبہ کی خبر دی کہ حکومت نے آپ کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا ہے اور آج رات بارہ بجے انگریزی سپاہ آپ کی خانقاہ کا محاصرہ کر کے آپ کو جملہ اہل خانہ کے ہمراہ گرفتار کرلے گی اور آپ کی خانقاہ اور جملہ مکانات ضبط ہو جائیں گے۔ لہٰذا آپ مہربانی فرما کر اپنی اور اپنے اہل خانہ کی حفاظت کا بندوبست فرمالیں۔

چنانچہ آپ محرم ۱۲۷۴ھ/ اگست ستمبر ۱۸۵۷ء کو عشاء کی نماز کے بعد اپنے اہل وعیال، درویشوں اور خلفائے عظام جن کی تعداد ایک سو سے زیادہ تھی، کے ہمراہ دہلی شریف سے نکل گئے۔ اللہ والوں کا یہ قافلہ رات کے اندھیرے میں روانہ ہوا۔ دہلی شریف میں خانقاہ مظہریہ شریف وہ سرچشمہ فیض تھا جس سے ہزاروں لاکھوں تشنگان باطن اور نفوس قدسیہ نے اپنے روح وقلب اور جسم وجاں کو انوار مقامات حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس اللہ روحہ سے سیراب کیا تھا۔ ایک طرف اسے چھوڑنا اور دوسری طرف داستاں خونچکاں دہلی شریف کا پورا منظر نگاہوں کے سامنے ہونا، یہ کیسی پر درد اور روح فرسا ساعت ہوگی؟ جب یہ حضرات صرف اللہ کے بھروسے پر دہلی شریف سے ملک داماں (ڈیرہ اسماعیل خان) کو چلے ہوں گے۔ منصوبہ یہ تھا کہ اوّل لاہور، وہاں سے جھنگ اور خوشاب اور پھر وہاں سے ڈیرہ اسماعیل خان حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے پاس پہنچیں گے۔ اس طرح لاہور کی جانب چلے۔ رات بھر دین اسلام کے شیدائی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی چلتے رہے۔ جب صبح کی سپیدی پھوٹی تو راستہ میں ایک جگہ کچھ رہائشی مکانات اور ایک تالاب موجود پایا۔ اللہ والوں کا یہ قافلہ یہاں فروکش ہوا۔ وضو تازہ بنایا اور نماز فجر ادا کی۔ [9]

دوسری جانب انگریزی سپاہ خانقاہ مظہریہ شریف پر آئی تو اسے خالی پا کر بڑی متعجب ہوئی۔ ایک رسالہ افغانی جو کہ انگریزوں کا بڑا معتمد تھا، فوراً اس کے رسالہ دار میجر خان بہادر

نورنگ خان قوم گنڈہ پور کو آٹھ سو سواروں کے ہمراہ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے تعاقب میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ مطلوبہ شخصیات کو پکڑ کر واپس لے آئے۔

کمک الٰہی کا پہنچنا

ادھر حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلفاء و خدام کے ہمراہ نماز فجر کے بعد مذکورہ تالاب کے قریب مراقبہ میں محو و مستغرق تھے کہ نورنگ خان رسالدار نے آپ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ نورنگ خان حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کا مخلص مرید تھا۔ چونکہ اس رسالہ میں شامل تمام لوگ مسلمان تھے، لہٰذا انہوں نے اسلامی حمیت کے سبب مراقبہ یادالٰہی میں مصروف اہل قافلہ پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہ سمجھا۔ نیز رسالدار میجر نورنگ خان کے دل میں خیال آیا کہ شاید یہ حضرت شاہ صاحب وہ شاہ صاحب نہ ہوں جو میرے پیر و مرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کے پیر و مرشد ہیں۔ لہٰذا اس نے پشتو زبان میں اپنے سپاہیوں سے اس بارے میں دریافت کیا۔ اس پر ایک گھڑ سوار نے اسے آواز دی کہ بالکل یہ وہی شاہ صاحب ہیں۔ اچانک نورنگ خان پر ایسا جذبہ طاری ہوا کہ وہ بے اختیار ہو کر اپنے گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور تڑپنے لگا۔ قدرے سنبھلا تو مؤدب ہو کر حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے قریب جا بیٹھا۔ آپ نے مراقبہ سے فارغ ہونے کے بعد دُعا مانگی اور بعد ازاں درویشوں کی طرف رُخِ انور پھیرا۔ جوں ہی نورنگ خاں رسالدار نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا تو اپنی جگہ سے اُٹھا اور اپنا سر حضرت شاہ صاحب کی گود میں رکھ لیا۔ پھر اس پر وہی جذبہ طاری ہو گیا اور تڑپنے لگا۔ جب ہوش آئی تو حضرت شاہ صاحب کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور پھر آپ کے سامنے دیر تک ہچکیاں بھر کے روتا اور دست بوسی کرتا رہا۔ بعد ازاں عرض کیا:

''حضور قبلہ! آپ یہ فرمائیں کہ کیسے دہلی سے اکیلے ہی اس افراتفری کے عالم میں آپ نکل کھڑے ہوئے ہیں اور اب ارادہ مبارک کہاں جانے کا ہے؟'' اس پر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: ''میں موسیٰ زئی جا رہا ہوں، وہاں اپنے بھائی صاحب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خلیفے اکمل و اجل حاجی دوست محمد قندھاری کے ہاں کچھ روز قیام کرنے کا ارادہ ہے:''

لذت خضر و فقیری بس ترا
باوجود سلطنت سرمایہ دیگر مخواہ

"تیرے لیے (حضرت) خضر (علیہ السلام) اور فقیری ہی کافی ہے، تو
یہ سلطنت رکھنے کے باوجود اور کوئی دولت مت مانگ۔"

لاہور پہنچنا

بالآخر نورنگ خان رسالدار نے دست بستہ ہو کر نہایت ادب سے عرض کی کہ حضور اس شورش اور افراتفری کے زمانہ میں یوں تنہا بغیر سرکاری انتظام کے وہاں تک جانا خطرہ سے خالی نہیں۔ آپ دو روز یہیں قیام رکھیں۔ میں دہلی واپس جا کر راستے کے انتظام اور خوراک کے لیے باقاعدہ سرکاری چٹھی لے آتا ہوں۔ حضرت شاہ صاحب کو رسالدار صاحب مذکور کی یہ رائے پسند آئی اور وہیں مقیم رہے۔ بعد ازاں نورنگ خان موصوف نے دہلی شریف جا کر متعلقہ حکام سے حضرت شاہ صاحب کے لیے راہداری حاصل کی اور خرچ، خوراک اور بیس تیس سوار محافظین کا دستہ لے کر تیسرے روز واپس پہنچا اور پھر آپ کو دہلی شریف سے لاہور جانے والی سڑک پر روانہ کر کے خود واپس چلا گیا۔

آپ نے لاہور پہنچ کر اپنے خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مکتوب گرامی تحریر فرمایا۔ جو درج ذیل ہے:

مکتوب گرامی بنام حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میرے بھائی! عزیز اور ارشد حاجی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیر احمد سعید کی طرف سے سلام مسنون کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ فقیر ربیع الثانی (۱۲۷۴ھ) کی دسویں تاریخ کو لاہور سے ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف روانہ ہوگا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ شاہ پور (ضلع سرگودھا) تک گاڑیاں کر لی ہیں۔ ضروری ہے کہ پندرہ اونٹ، جن میں سے بارہ کجاووں کے ساتھ اور

تین سامان کے لیے فوری طور پر شاہ پور روانہ فرما دیں تا کہ وہاں سے اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں۔ باقی حالات ملاقات پر واضح ہوں گے۔ والسلام"۔[۱۰]

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی حالت زار

جس رات حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی شریف کو خیر باد کہا اور پھر صبح نورنگ خان راستے میں سپاہیوں کے ہمراہ آپ کے پاس آ پہنچے تھے۔ ان دو دنوں میں قدرت خداوندی سے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے احباب و خدام کے ساتھ ہم نشینی اور کلام ترک فرما دیا تھا۔ نماز فجر کے ذکر اور مراقبہ کے بعد تسبیح خانہ میں تشریف لے جاتے اور دروازہ بند کر کے معمول کے خلاف وہیں فروکش رہتے۔ گویا ایک خاموشی اور سراسیمگی ساری خانقاہ پر طاری تھی۔ جس روز نورنگ خان رسالدار نے خود کو حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی میں پیش کیا اس روز اچانک ایک وقت میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری نے اپنے خلفاء، درویشوں اور زائرین گرامی کی موجودگی میں فرمایا:

"نورنگ خان بہ یک عمل جنتی شد"

"نورنگ خان ایک عمل کے ذریعے جنتی بن گیا"

یعنی نورنگ خان نے انگریزی حکومت کی نوکری میں رہ کر جو عمل حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری کے لیے کیا تھا اور بعد ازاں حضرت شاہ صاحب کی غلامی میں شامل ہو کر جو قدم ان کی مدد کے لیے اٹھایا اس نے اس کے بدلہ جنت پا لی ہے۔

اور پھر حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک خوشی سے کھل اُٹھا۔

موسیٰ زئی شریف آمد

ادھر قاصد حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی لے کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ پہنچا جس پر حضرت حاجی صاحبؒ نے فوراً مطلوبہ اونٹ شاہ پور روانہ فرما دیے اور خود پیر و مرشد کے مبارک قدموں کے انتظار میں ڈیرہ اسماعیل خان حاضر ہو

گئے۔ جب حضرت شاہ صاحب اپنے حرم شریف، صاحبزادگان گرامی، درویشوں اور خلفائے عظام کے ہمراہ ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے تو حضرت حاجی صاحبؒ اپنے سینکڑوں مریدوں اور خلفاء کے ہمراہ استقبال کی غرض سے یہاں موجود تھے۔

حضرت حاجی صاحبؒ اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کو بصد احترام و احتشام موسیٰ زئی شریف لے آئے۔ اس طرح حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۷۴ھ/ ۲۸ نومبر ۱۸۵۷ء کے چند روز بعد موسیٰ زئی شریف میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنے حرم محترم کو حرم سرا سے نکال کر ایک علیحدہ خیمہ لگا کر اس میں ٹھہرایا اور حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کے حرم محترم اور صاحبزادگان گرامی کو اپنے حرم سرا میں ٹھہرا کر آسودہ خاطر فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی آمد کی خبر عقیدتمندوں کے ذریعے دور دور تک جا پہنچی۔ افغانستان، کوہ سلیمان، علاقہ دامان، سرحد اور پنجاب سے سینکڑوں لوگ آنے لگے۔ ہر روز پندرہ بیس دنبے اور ایک دو بیل لنگر شریف کے لیے ذبح کیے جاتے تھے۔

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے چند روز کے بعد اپنی خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف اور مبلغ چھ ہزار روپے نقد اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا اور عرض کیا کہ آپ یہیں قیام فرمائیں، تاکہ ہم ساری عمر آپ کی غلامی اور نیازمندی میں بسر کریں اور آپ کی توجہات شریفہ سے اپنے باطن کو مزید منور کریں۔

اس پر حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا:

> ''فقیر کو آں محبؒ کا نذرانہ اور خانقاہ شریف دونوں منظور ہیں، لیکن یہ رقم تو آپ کی خاطر بطور ہدیہ قبول کرتا ہوں، مگر یہ خانقاہ شریف، مع خانقاہ شریف دہلی دونوں آں محبؒ کو ہبہ کرتا ہوں۔ یہ دونوں خانقاہیں میری ہیں اور آپ ان کے متولی ہیں۔''[11]

یہاں تقریباً دو ماہ (اور بروایت دیگر صرف اٹھارہ روز) قیام فرمانے کے بعد آپ نے حرمین شریفین جانے کے لیے بندرگاہ بمبئی کی طرف سفر اختیار فرمایا اور آپ کے اس سفر کا انتظام حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔[12]

دہلی شریف سے کوچ اور ہجرت مدینہ منورہ کی مزید شہادتیں

(حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کو) جنگ آزادی ۱۸۵۷ء/ ۱۲۷۴ھ کے دوران مجبوراً ہندوستان اور اپنے آباؤ اجداد کی خانقاہ کو خیر باد کہنا پڑا اور محرم ۱۲۷۴ھ/ اگست ستمبر ۱۸۵۷ء میں آپ مع اہل وعیال دہلی شریف سے روانہ ہوئے۔

دہلی (شریف) کی بربادی کے بعد (حضرت) شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے جس جگہ سے اپنی امیدیں وابستہ کیں وہ ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب موسیٰ زئی شریف کا مقام تھا اور جس مخلص اور عقیدتمند بزرگ کو انہوں نے اپنا جانشین بنایا، وہ اس علاقے کے صوفی صافی حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت شاہ احمد سعیدؒ نے دہلی شریف کی خانقاہ (مظہریہ) شریف، محل سرائے اور تسبیح خانہ کو بھی ان کے سپرد کیا اور اس ضمن میں ایک سند لکھ دی۔ یہ سند ۲۸ جنوری ۱۸۵۸ء/ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۷۴ھ کی مرقومہ ہے، جو غالباً موسیٰ زئی شریف میں لکھی گئی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دہلی (شریف) ابھی مسلمانوں کے لیے قیامت زار بنی ہوئی تھی۔ سند میں لکھا ہے: ''از دہلی شریف متوجہ حرمین شریفین گردیدم''۔ ''دہلی شریف کا اندراج اس بیابان نورد کی حسرتوں اور محبتوں کا مرقع ہے۔ اس زمانے کی تصانیف بلکہ خطوط سے بھی اس امر پر روشنی نہیں پڑتی، لیکن قیاس ہے کہ موسیٰ زئی (شریف) دہلی (شریف) کے بعض دوسرے ارباب سلسلہ کے لیے بھی اس زمانے میں جائے پناہ بن گئی تھی۔ [۱۳]

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز خلیفہ خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میر سید اکبر علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیے تھے۔ ان کی نسبت (مجموعہ) فوائد عثمانیہ کے دیباچے میں علامہ طالات ملتانیؒ لکھتے ہیں:

> ''میر اکبر علی صاحبؒ کے والد حاجی حافظ میر احمد علی صاحب دہلویؒ تھے، ان کے آباؤ اجداد محمد شاہ کے زمانے میں خراسان سے آکر دہلی (شریف) میں آباد ہوئے اور ''سرچوکئ خواصان'' کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں، ان میں سے اکثر لڑتے ہوئے

شہید ہوئے۔ ان کے والد حاجی (دوست محمد قندھاری) صاحبؒ سے
بیعت ہو کر اہل وعیال سمیت موسیٰ زئی شریف آ کر مقیم ہو گئے۔"[۱۴]

علاوہ ازیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ، یا آپ کے ساتھیوں نے ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں حصہ لیا۔ کیونکہ اس کے بعد آپ کے دہلی (شریف) میں مختلف سمتوں میں (بظاہر کسی قدر پریشانی کے عالم میں) جانے کا ذکر ملتا ہے اور دہلی (شریف) سے آپ کا سلامتی سے نکل جانا (جو ایک مسلمان فوجی عہدہ دار کی سعی سے ہوا) آپ کے تصرفات میں شمار ہوتا ہے۔ بزرگوں کا کوئی قدم فیض سے خالی نہیں ہوتا۔ آپ لاہور آئے اور وہاں سے ۲۸ نومبر ۱۸۵۷ء کو ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب موسیٰ زئی پہنچے۔ جہاں آپ کے محب اور جاں نثار خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ مقیم تھے اور اس جگہ آپ کی چندروزہ اقامت کی وجہ سے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ قائم ہوئی جس کی بدولت پاکستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے دوسرے کئی چشمہ ہائے فیض جاری ہوئے۔[۱۵]

حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ موسیٰ زئی شریف سے (دریا کے رستے) ٹھٹھہ نگر (کذا) پہنچے۔ وہاں سے گھوڑا باری کچھ روز قیام کے بعد بمبئی (ہند) کو روانہ ہو گئے، جہاں آپ کی تاریخ ورود ۲۲ مارچ ۱۸۵۸ء/۱۲۷۴ھ ہے۔ وہاں سے جہاز میں سوار ہو کر حجاز مقدس کا قصد کیا اور شوال ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء میں مکہ مکرمہ پہنچے۔ اسی سال حج ادا کیا اور تقریباً ۴ ماہ تک مکہ مکرمہ میں قیام رہا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ کی کشش غالب آئی، وہاں پہنچے۔ اکتوبر-نومبر ۱۸۵۸ء ربیع الاول ۱۲۷۵ھ میں وہاں پہنچے اور مستقل قیام اختیار کیا۔ اگلے سال (۱۸۵۹ء) جولائی میں آپ کی کتابیں بھی (ڈیرہ اسماعیل خان کے راستے) بمبئی سے مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔

حجاز میں آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا کام باقاعدہ شروع فرمادیا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں کئی لوگ بیعت ہو گئے۔ تادم وفات دو سال کے قلیل عرصہ میں ترک اور عرب سینکڑوں کی تعداد میں آپ سے بیعت ہوئے۔ ایک عینی شاہد کے بقول:

"اگر آپ کی حیات وفا کرتی اور یہ سلسلہ جاری رہتا تو آپ کے
مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی۔"[۱۶]

آپ کے نائب و جانشین معظم

جب آپ نے حرمین شریفین کا عزم فرمایا تو خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے قیام کے آخری روز ایک سند شریف لکھ کر اپنے خلیفہ ارشد و نامی حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کو عطا فرمائی۔ جس کے مطابق آپ نے اپنے مریدین، خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف اور خانقاہ غنڈاں شریف، قندھار (افغانستان) حضرت حاجی صاحب کے سپرد کر دی۔ اس میں تحریر فرمایا:

> ''مریدان خود کہ در ہندوستان و خراسان سکونت می دارند کہ بجائے من مقبول درگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب را کہ خلیفہ من اند، بدانند و توجہات از ایشان گرفتہ باشند''۔
>
> نیز حاجی صاحب کو اپنی ضمنیت کا شرف بخش کر خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کے مکانات اور تسبیح خانہ بھی عطا فرما دیا۔ حضرت حاجی صاحب نے اپنے ایک خلیفہ حضرت مولانا رحیم بخش اجمیری ہرصوریؒ کو اسی وقت حضرت شاہ احمد سعید صاحب کی موجودگی میں خانقاہ شریف (دہلی) جانے کا حکم فرمایا جو اپنی وفات ۱۲۸۳ھ تک وہاں آپ کے قائم مقام رہے۔''

حضرت مولانا رحیم بخش اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۲۸۳ھ کے بعد خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کی تولیت پھر سے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے پاس رہی۔ جب حضرت حاجی صاحبؒ نے ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء میں وصال فرمایا تو آپ کے جانشین و خلیفہ ارشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۴ھ) ان تینوں خانقاہوں: (۱) خانقاہ مظہریہ شریف (۲) خانقاہ غنڈاں شریف (۳) خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے متولی قرار پائے۔ یہاں تک کہ حضرت شاہ ابوالخیر بن حضرت شیخ محمد عمر بن حضرت شاہ احمد سعیدؒ نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلے میں مراسلت کی اور حجاز مقدس سے دہلی شریف واپس آ کر انہوں نے پھر حضرت خواجہ محمد عثمان صاحبؒ سے خط و کتابت کی کہ

خانقاہ مظہریہ شریف ان کے سپرد کر دی جائے۔ لہٰذا حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۶ء میں دہلی شریف تشریف لائے اور اسی سال خانقاہ مظہریہ شریف کی تولیت حضرت شاہ ابوالخیر مجددیؒ کے سپرد فرما دی۔ جہاں وہ اپنے وصال ۱۳۴۱ھ/۱۸۲۳ء تک رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ بعدازاں آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی (فاضل جامعہ ازہر) خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کے سجادہ نشین قرار پائے۔[۱۷]

فصل سوّم:

وصال مبارک، آثار اور اولاد امجاد

وصال مبارک:

آپ قیام مدینہ منورہ کے دو برسوں میں بانواع انعامات وتشریفات حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم مشرف ہوئے۔ آخری ایام میں آپ کی صحت بگڑتی گئی اور بالآخر بروز منگل مابین ظہر وعصر ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ/ ۱۸ ستمبر ۱۸۶۰ء کو آپ نے اسی شہر مقدس میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب آسودہ خاک ہوئے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔[۱۸]

حجاز مقدس میں آپ کے صاحبزادگان نے آپ کا کام جاری رکھا۔

آثار

۱۔ ''اربعہ نہار'' (فارسی) آپ سے یادگار ہے۔ جسے ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء میں لکھنؤ سے مطبع علوی نے شائع کیا تھا اور یہ دوبارہ ۱۸۹۳ء میں دہلی سے طبع ہوئی تھی۔

اس کا اُردو ترجمہ ''اربع انہار'' کے نام سے ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا تھا۔ مترجم اور ناشر کا نام معلوم نہیں اور اس کے شروع میں ''ایضاح الطریقہ'' اور ''سبعہ سیارہ'' اور آخر میں ''حاشیہ اربعہ انہار'' شامل تھے۔

۲۔ سعید البیان فی مولد سید الانس والجان (اُردو)، مطبوعہ

۳۔ الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف (فارسی)

۴۔ الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ

۵۔ تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل الاربعین (فارسی)، مطبوعہ

۶- اثبات المولد والقیام (عربی)، مطبوعہ (اس کا آپ کے ہاتھ مبارک سے لکھا ہوا ایک خطی نسخہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے کتب خانہ میں موجود ہے)۔ جو عکسی صورت میں پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب کے مقدمہ کے ساتھ مکتبہ سراجیہ مجددیہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل سے ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء میں طبع ہوا تھا۔

۷- فتاوی- آپ احیاناً فتاوی بھی دیتے تھے لیکن کسی نے انہیں جمع نہیں کیا۔[۱۹]

مکتوبات

آپ نے جو مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرمائے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ نے تبرک کی نیت سے ان کی تدوین وترتیب فرمائی تھی جو ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کی کوشش سے بنام ''تحفہ زاوریہ'' (حیدرآباد، سندھ سے) طبع ہوئے ہیں۔ یہ طباعت ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ مکتوبات احمد سعید مجددیؒ (فارسی) کا ایک نسخہ خطی ملا خان محمد بن ملا فیض محمد کاکڑ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے مکتوبہ ۸ رجب ۱۳۵۳ھ، کتب خانہ سعدیہ، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ کندیاں، ضلع میانوالی میں موجود ہے۔ مکتوبات زیادہ طویل نہیں لیکن بعض بڑے دلچسپ ہیں۔ مدینہ منورہ میں بھی آپ کو خانقاہ مظہریہ (شاہ غلام علی دہلویؒ) کا خیال جس طرح بے قرار رکھتا تھا اس کا اظہار کئی خطوط سے ہوتا ہے۔ آپ نے ایک مکتوب گرامی مرقومہ رجب ۱۲۷۵ھ میں لکھا ہے:

> ''مکرر آنکہ اگر چیزی از حال خانقاہ بدریافت رسیدہ باشد، ازان نیز مطلع سازند کہ کدام درویش درانجا مقیم گردید، ہیچ صورت آبادیش رسیدہ یانہ؟''

یعنی پھر یہ کہ اگر خانقاہ کے بارے میں کوئی خبر پہنچی ہو تو اس سے بھی مطلع کریں کہ کون سا درویش وہاں مقیم ہوا ہے۔ اس کی آبادی کی کوئی

صورت بنی یا نہ؟''

ایک دوسرے مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:

''لازم کہ پیوستہ بہ نگارش حالات خویش مشتمل بر خیریت خود و احوال دہلی و احوال خانقاہ شریف نوشتہ باشد کہ ازان اطمینان خاطر خواہد شد۔ فکر آبادی خانقاہ شریف از ھمہ چیز مدنظر باشد کہ سعادت دارین دران متصوراست۔''

یعنی ضروری ہے کہ ہمیشہ اپنے احوال خیریت لکھتے رہیں اور (ایسے ہی) دہلی کے حالات اور احوال خانقاہ شریف بھی لکھیں کہ اس سے اطمینان خاطر ہوگا۔ خانقاہ شریف کی آبادی کا فکر ہر چیز سے زیادہ مدنظر رہے کہ سعادت دارین اسی میں خیال کی جاتی ہے۔

اولادِ امجاد:

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں:

(۱) حضرت شاہ عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۷-۱۲۸۷ھ) نواب کلب علی خان والی رامپور (ہند) نے ان سے تربیت حاصل کی۔ یہ اپنے والد ماجد کے وصال ۱۲۷۷ھ کے بعد مدینہ منورہ میں ان کے جانشین و قائم مقام ہوئے۔ آخر میں مکہ مکرمہ آگئے تھے اور وہاں طالبین کی تربیت میں مشغول رہ کر راہی ملک بقا اور جنت المعلاۃ میں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ کے صاحبزادہ شاہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۳-۱۳۴۱ھ) نے رام پور میں خانقاہ معصومی کی بنیاد رکھی۔ ۳۲ سال رام پور میں قیام رہا اور ۱۳۴۱ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ شاہ محمد معصومؒ کے فرزند مولانا ابوسعیدؒ ہوئے ہیں۔

(۲) حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۸-۱۳۰۱ھ) آپ بڑے قوی النسبت اور کثیر الارشاد بزرگ تھے۔ سمرقند، بخارا، قزان، ارض روم، افغانستان، ایران، جزیرۃ العرب اور شام کے صدہا طالبین راہ خدا آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب (باب جمعہ کی طرف باب النساء اور جنت البقیع کے

درمیان) ایک خوشنما وعمدہ خانقاہ تعمیر کی جو رباط مظہری کے نام سے مشہور تھی اور ۱۹۲۶ء کے قریب سڑک کی وسعت اور دوسرے منصوبوں کی وجہ سے ختم کردی گئی لیکن ان کا خاندانی کتب خانہ محفوظ رہا۔

شاہ محمد مظہر نقشبندی مجددیؒ نے اپنے والد بزرگوار کے حالات میں مناقب ومقامات احمدیہ سعیدیہ (فارسی) لکھی تھی جو ۱۲۸۱ھ میں افضل المطابع، دہلی سے طبع ہوئی تھی۔ [۲۰] اور اس کتاب کا بعینہٖ عربی ترجمہ ترکی کے عقیدت مندوں، مریدوں اور خلفاء نے استنبول (قزان) سے ۱۸۹۶ء میں بنام "المناقب والمقامات الاحمدیہ السعیدیہ" شائع کیا تھا۔ [۲۱]

(۳) حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۴-۱۲۹۸ھ) ان کے صاحبزادے حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء) تھے۔

(۴) حضرت شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) ایک صاحبزادی حضرت روشن آراء رحمۃ اللہ علیہا۔ [۲۲]

فصل چہارم:

خلفائے عظام و علم ظاہری کے تلامذہ

خلفائے عظام

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ میں اسّی حضرات کے نام مذکور ہیں۔ انساب الطاہرین میں حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سینکڑوں افراد نے آپ سے اجازت خلافت پائی۔

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ

شبہ قارہ پاکستان و ہندوستان میں ان کے سلسلہ کی اشاعت ایک طرف حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ) کے ذریعہ ہوئی جو بیک وقت تین اہم خانقاہوں (۱) غنڈان شریف، قندھار (۲) موسیٰ زئی شریف (۳) خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کے سربراہ تھے۔ افغانستان، پاکستان اور ہندوستان میں آپ سے ہزاروں لوگ فیض یاب ہوئے اور حقیقت یہ ہے کہ دور آخر میں آپ کی بدولت ہی پاکستان میں (بالخصوص پنجاب میں) سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو استحکام نصیب ہوا۔

حاجی دوست محمد قندھاری کے خلیفہ اعظم خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۴ھ) تھے جنہوں نے ڈیرہ اسماعیل خان کی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف میں بیٹھ کر فضا کو عشق کی حرارت اور نسبت نقشبندیہ کی سکینت سے معمور و مخمور کر دیا۔ جن کے ملفوظات، مکتوبات اور معمولات مجموعہ فوائد عثمانیہ میں چھپ چکے ہیں۔

خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے خلیفہ اعظم خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ) تھے۔ ان کی بدولت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ نے اس خطے میں بڑی وسعت پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو وجاہت عظیم عطا فرمائی اور انہوں نے ارشاد و تربیت اور عزم و استقامت اور اشتغال

بالحدیث کے ساتھ اپنے اسلاف کرام کے سجادہ کو آباد رکھا۔

خواجہ محمد سراج الدین اور خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہما کی بدولت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ نے پاکستان میں بڑی وسعت پائی اور کئی خانقاہیں قائم ہوئیں۔ان میں خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں شریف ضلع میانوالی ہے۔جس کے بانی قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۷-۱۳۶۰ھ) خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کو شروع سے ہی خانقاہی نظام میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی اور قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے ۳۰ خلفائے گرامی تھے جو پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور حجاز مقدس میں سلسلہ عالیہ کے فیوض و برکات سے خاص و عام کو نوازتے رہے۔بعدازاں ان کے جانشین و خلیفہ اعظم نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۰۴-۱۹۵۶ء) عرصہ دراز تک راہروان جادہ حق کی رہبری فرماتے رہے اور آج کل حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مخدوم زماں حضرت خواجہ ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی خانقاہ سراجیہ شریف کے سجادہ نشین ہیں، جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار و گوہر نامدار بن کر خستگان وادی عرفان کو آسودہ خاطر فرما رہے ہیں اور کشاں کشاں منزل مقصود پر پہنچا رہے ہیں۔اللہ کریم تاقیامت یہ سلسلہ عالی جاری وساری رکھے۔آمین

خواجہ محمد سراج الدین کے ایک خلیفہ، مفسر قرآن اور داعی الی التوحید، واں بھچراں (ضلع میانوالی) کے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۳-۱۳۶۳ھ) ہوئے ہیں، جن سے اس پیمانہ پر اصلاح عقائد کا کام ہوا اور توحید خالص کا آوازہ بلند ہوا جس کی نظیر اس زمانہ میں مشکل ہے۔

اسی زمانہ میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک بڑے شیخ حضرت شاہ امام علی مکانوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۱۲-۱۲۸۲ھ) ہوئے ہیں۔جن کے رجوع عام و مقبولیت کا حال یہ تھا کہ ان کے باورچی خانہ میں روزانہ مہمانوں کے لیے تین سو بکرے ذبح ہوتے تھے، ان کا سلسلہ حضرت عبدالاحد وحدت معروف بشاہ گل رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ حضرت امام مجدد الف ثانی شیخ محمد

سرہندی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ انہی کے سلسلہ میں زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرق پوریؒ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) اپنے زمانے کے معروف ولی اللہ ہوئے ہیں۔ جن کے جانشین ان کے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۳ء) تھے اور آج کل حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ (آستانہ عالیہ)، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ آپ کے سجادہ نشین ہیں۔

علاوہ ازیں حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ خاندان والاشان کے چشم و چراغ اور اس سلسلہ کے ایک جلیل القدر شیخ حضرت شاہ ابو الخیر نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲-۱۳۴۱ھ) ہیں جو شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب نسبت و باکمال پوتے تھے۔ جنہوں نے حضرت شاہ احمد سعیدؒ اور حضرت شاہ عبدالغنیؒ کے ہندوستان سے ہجرت کر جانے بعد خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کو (پھر سے) آباد کیا اور جلد وہ خانقاہ پھر مرجع الخلائق بن گئی۔[۲۳]

حضرت مولانا شاہ سید عبدالسلام واسطی ہسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ حضرت شاہ سید عبدالسلام واسطی ہسوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۴-۱۲۹۹ھ) تھے، جو بڑے عالی نسبت و صاحب استقامت شیخ تھے اور جن سے صوبہ جات متحدہ (ہندوستان) میں طریقہ کی اشاعت ہوئی۔[۲۴]

علم ظاہری کے تلامذہ

حضرت شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ کے علم ظاہری کے تلامذہ کے بارے میں صاحب سرالکاملین نے لکھا ہے:

''اس زمانے کے بہت سارے علماء آپ کے شاگرد تھے۔ مثلاً:
(۱) مولوی عبدالقیوم بن مولوی عبدالحی (۲) مولانا محمد نواب
(۳) مولوی احمد علی سہارنپوری (۴) مولوی ارشاد حسین مجددی
(۵) مولوی فیض الحسن سہارنپوری (۶) مولوی عبدالعلی بن قاری ہاشم
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ۔''[۲۵]

فصل پنجم:

ارشادات وملفوظات

آپ نہایت کریم النفس ، رقیق القلب ، دائم الذکر وفکر، حلیم الطبع اور پیکر رحمت وشفقت تھے۔

مریدوں میں سے اگر کسی سے کوئی لغزش ہو جاتی تو اس کو اپنی طرف منسوب کرتے اور فرماتے کہ قصور میرا ہے۔ اگر مجھ میں کمال ہوتا تو تم سے یہ بات وقوع میں نہ آتی بلکہ میرے عکس سے میرے اوصاف رذیلہ ظاہر ہوئے ، شکست ومسکنت اور دید قصور آپ میں بدرجہ غایت پائی جاتی تھی۔

جنتی لباس

خانقاہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل پر قیام کے دوران ایک روز حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے قیمتی قبائیں ، بیش بہا لباس نذرانہ کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ آپ نے فرمایا:

”حاجی صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو جنتی لباس پہنائے گا۔“

محبت کا غلبہ

ایک روز حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

”ہمارا خاص ارادہ صرف حرمین شریفین جانے کا تھا لیکن محض آپ کی ملاقات کے لیے اس راستے سے آیا ہوں۔ کیونکہ آپ کی محبت مجھ پر بہت غالب ہے جس کی وجہ سے یہ راستہ اختیار کیا ہے۔“

قندِ مکرر

ایک روز فرمایا:

''حاجی صاحب (دوست محمد قندھاری) فرماتے ہیں کہ ان کی محبت فقیر کے ساتھ زیادہ ہے لیکن فقیر کہتا ہے کہ میری محبت حاجی صاحب کی محبت سے زیادہ ہے جو مجھ کو حرمین شریفین جانے کے لیے اس راستے پر لے آئی ہے۔''

بہشت میں اکٹھے ہوں گے

ایک روز فرمایا:

''حاجی صاحب! یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور فقیر کی جدائی بھی چند روزہ ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰه چند دنوں کے بعد بہشت میں اکٹھے ہوں گے۔''

حق تعالیٰ کی رضا

ایک روز حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

''حق تبارک وتعالیٰ آپ سے راضی ہو، فقیر آپ سے راضی ہے۔''

نیز فرمایا:

''حدیث شریف ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل میں انبیاء (علیہم السلام) بہت گزرے ہیں، اسی طرح ہمارے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے علماء سے مراد پیران طریقت ہیں جو لوگوں کو اللہ پاک کی جانب بلاتے ہیں اور اللہ اللہ سکھاتے ہیں اور شریعت و سنت پر لوگوں کو کاربند رکھتے

ہیں تو واضح ہوا کہ جس پیر کے مرید زیادہ ہوں گے وہ (ثواب کے لحاظ سے) بنی اسرائیل کے نبی (علیہ السلام) کے درجہ میں ہوگا۔ شکر ہے اللہ پاک کا کہ آپ کی ذات عالی صفات سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بکثرت شائع ہوا اور آپ کے مرید بھی زیادہ ہیں۔ **اَللّٰهُمَّ زد فزد ثم زد فزد۔**"

دلی قربت

ایک روز فرمایا:

"حاجی صاحب! تم جہاں بھی بیٹھے رہو میرے دل کے قریب ہو اور ہر وقت اور ہر زماں آپ کی جگہ میرے دل میں ہے۔"

شیخ کے حکم کی تعمیل کا درجہ

جب آپ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی اور دہلی شریف اور غنڈان شریف کی خانقاہوں کا متولی بنایا تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت اقدس میں بتاشے پیش کیے اور تجدید بیعت بھی فرمائی۔ بعدازاں عرض کیا:

"حضور! فقیر تو آنجناب کے مریدوں کا بھی ادب کرتا ہے تو اب جبکہ آنحضور نے فقیر کو اجازت عامہ مرحمت فرمائی ہے۔ حیران ہوں کہ اس صورت میں آنجناب کے مریدوں کو کیسے توجہ دے سکوں گا اور یہ ہے کہ فقیر اس قابل بھی نہیں؟"

اس پر آپ نے فرمایا:

"حاجی صاحب! اللہ پاک نے آپ کو اس لائق بنایا ہے تو تب ہی فقیر نے آپ کو اجازت عامہ دی ہے اور پھر اب جب کہ فقیر آپ کو کہہ رہا

ہے تو آپ توجہ کیوں نہیں دیں گے؟ کیونکہ شیخ کے حکم کی تعمیل کرنے کا درجہ شیخ کے ادب کرنے سے زیادہ بلند ہے اور "اَلطَّرِیْقَۃُ کُلُّہٗ اَدَبٌ" یعنی طریقت تو درحقیقت ادب ہی ہے۔

نور سے بھرپور مکان

ایک روز فرمایا:

"یہ مکان (خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف) نور سے بھرپور ہے کیونکہ ان کا مالک (حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ) نور سے بھرپور ہے۔"

پھر ساتھ ہی فرمایا:

"اب ہم سے توجہ لینے کی ان (مریدین) کو ضرورت نہیں ہے۔"

طریقہ نقشبندیہ کی ریاضت ومجاہدت

ایک مرتبہ فرمایا:

"لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے اس طریقہ (نقشبندیہ مجددیہ) میں ریاضت اور مجاہدت نہیں ہے، حالانکہ لوگوں کے ساتھ مشغول رہنا اور لوگوں کی امداد کرنا اور لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنا یہ (سب) ریاضت نہیں تو اور کیا ہے؟ اس سے سخت ریاضت اور کون سی ہو سکتی ہے؟"

اس پر حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

"حضور بیماری کے سبب فقیر سے تو یہ ریاضت (اب) نہیں ہو پا رہی لیکن اس کی مجھے خواہش ضرور ہے۔"

آپ نے ارشاد فرمایا:

''حاجی صاحب! آپ کو (اب ایسی) ریاضت کی ضرورت نہیں رہی، آپ اس منزل سے آگے گزر گئے ہیں۔''

اخلاق الٰہیہ کا پالینا

ایک دفعہ ارشاد فرمایا:

''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ'' جو ارباب سلوک نے فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب فقیر کمال کو پہنچتا ہے تو احتیاج ختم ہو جاتی ہے یعنی استغناء عن الخلق بدرجہ کمال حاصل ہو جاتا ہے اور فقیر کو کسی قسم کی احتیاج نہیں رہتی کیونکہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات سے متخلق ہو جاتا ہے۔ فقیر سالک جب ولایت کبریٰ اور ولایت علیاء (کی منازل) طے کر لیتا ہے تو اس کے قلب اور نفس بلکہ لطائف خمسہ، عالم امر بالا کمال والتکمیل مزکی و مصفّٰی ہو جاتے ہیں تو اس وقت وہ متخلق باخلاق الٰہیہ جل شانہ ہو جاتا ہے اور صفات الٰہیہ جل شانہ میں فانی ہو کر بقاء باللہ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ''تَخَلَّقُوْا بِاَخلاَقِ اللّٰہ'' آیا ہے۔''

احترام مرشد

ایک روز فرمایا:

''مرید اپنے پیر و مرشد کو دوسرے تمام پیران عظام پر فوقیت دے۔ اگر پیر کے وصال کے بعد پیر کا کوئی جانشین ہو تو اسے بھی پیر جیسا ہی سمجھے۔''

نیز فرمایا:

''اگر مرید کو اپنے پیر کے حق میں کوئی خطرہ (وسوسہ) پیش آئے تو توبہ

اور استغفار پڑھ کر اسے دفع کرے۔ اگر اس حیلہ سے بھی مرید کا دل صاف نہ ہو تو اپنے پیر کی خدمت میں اپنے خطرات (وسوسے) پیش کرے اور اگر پھر بھی دل صاف نہ ہو تو اپنے شیخ سے تجدید بیعت کر کے اُن سے توجہ حاصل کرے۔ اس طرح اپنے پیر و مرشد کی مبارک توجہ سے اِنْ شَاءَ اللّٰہ تَعَالٰی مرید کا دل صاف ہو جائے گا۔''

وقت وداع ختم شریف کی وصیت

جب آپ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف سے حرمین شریفین کے لیے روانہ ہوئے تو وقت وداع ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا:

''ہمارے پیچھے یہ ختم شریف روزانہ پڑھتے رہنا۔'' اوّل و آخر درود شریف ایک سو بار اور درمیان میں ''یَاسَلَامُ'' ایک ہزار مرتبہ، تاکہ اللہ کریم ہمیں سلامتی کے ساتھ حرمین شریفین میں پہنچا دے اور سارا سفر بخیر و سلامتی انجام پائے۔''

ایک دفعہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں اپنے مخالفین اور دشمنوں کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

''اور بھی ہوں''۔

اس سے آپ کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے دشمن خواہ جتنے زیادہ ہو جائیں کوئی خوف نہیں:

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

یعنی جب اللہ تبارک وتعالیٰ مہربان ہو تو پھر دشمن کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

اس کی تشریح و ذکر حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے ملا سید نور آخوند زادہ کے ایک خواب کی تعبیر بیان کرنے کے بعد فرمائی۔ [۲۶]

تاثیر وفیض صحبت

آپ کی تاثیر صحبت سے طالبان حقیقت کا دل دنیا اور اہل دنیا سے سرد ہو جاتا تھا اور محبت الٰہی سے گرم ہو جاتا تھا۔ آپ دن رات میں تین مرتبہ حلقہ فرمایا کرتے تھے اور یہ نماز صبح کے بعد، نماز ظہر کے بعد اور نماز مغرب کے بعد ہوا کرتا تھا۔ جب تک مرید کے ظاہری و باطنی رشد کو نہ دیکھ لیتے، اسے رخصت نہ فرماتے تھے بلکہ اگر وہ مبالغہ اور زاری سے رخصت طلب کرتا تو بھی اجازت نہ عنایت فرماتے اور اس صورت میں ارشاد فرماتے:

''کسی مقام (سلوک) پر نہ پہنچا ہوا مرید اس شیر خوار بچے کی مانند ہوتا ہے جو اپنے نفع اور نقصان سے ناواقف ہوتا ہے۔ جس طرح شیر خوار بچہ کا دودھ، دودھ پلانے کی مدت (رضاعت) سے پہلے چھڑا دیا جائے تو اس کو نشو ونما میں نقصان ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر مرید استعداد سے پہلے (پیرومرشد کی صحبت سے) جدا ہو جائے تو وہ ناقص وابتر ہو جاتا ہے۔''

میل دنیا ورغبت اغنیا کا ضرر

اگر آپ طالب میں میل دنیا اور رغبت اغنیا دیکھتے تو اس سے مایوس ہو جاتے اور آپ کا ارشاد ہے:

''صحبت اغنیا اور ارباب نعمت' طالب حق کے لیے سم قاتل اور سد سکندری ہے اور اس سے چشمہ فیض بند ہو جاتا ہے اور قلب پر ظلمات کثیفہ پڑتے ہیں۔ خیال کرو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

ایاک و مجالسۃ الاغنیاء و احبی المساکین و قربتھم''

''یعنی (اے عائشہ رضی اللہ عنہا) امرا کی مجالس سے بچنا اور مساکین کے پاس بیٹھنا اور ان سے محبت رکھنا۔''

رغبت نکاح مبتدی کے لیے مضر ہے

اگر آپ مبتدی کو نکاح پر مایل دیکھتے تو اس سے بھی نا اُمید ہو جاتے اور کلمہ استرجاع پڑھتے اور فرماتے کہ مبتدی کے لیے کوئی چیز عورت کی طرح مضر نہیں ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

''جس وقت (طالب کا) نکاح ہوا (وہ) دنیادار ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی طلب اس کے دل سے جاتی رہی۔''

آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں
ایں خیال است ومحال است وجنوں

یعنی تو خدا تعالیٰ کو بھی چاہتا ہے اور کمینی دنیا کی طلب بھی رکھتا ہے۔ (اس طرح کی خدا طلبی) ایک خیال ہے جو کہ ناممکن ہے اور دیوانگی کے سوا کچھ نہیں۔

التفات حق

آپ فقرا اور برادران طریقت کی آپس میں زیادہ صحبت پسند نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ فرماتے کہ مرید حق کے سوا کسی سے التفات نہیں کرتا اور وہ غیر (خدا) سے متنفر ہوتا ہے۔

ملتزم ذکر وفکر

طالبین میں سے جو شخص حجرہ میں بند ہو کر ذکر وفکر کو اپنے اوپر لازم کر لیتا آپ اس کو بہت پسند فرماتے تھے۔

ارادت الٰہی

آپ نے فرمایا کہ طالب اس وقت اللہ تعالیٰ کا مرید ہوتا ہے جب وہ اپنے سینے سے تمام مقاصد اور مرادات دفع کر دے اور رضائے حق کے سوا اس کی کوئی مراد نہ رہے اور وہ مردہ

بدست زندہ بن کر رہے اور وہ ہر وقت بارگاہ الٰہی میں تضرع اور زاری سے دعا کرتا رہے کہ الٰہی جو تیری رضا ہو (مجھے) اس پر قائم رکھنا اور (مجھے) ایک لحظہ بھی اپنے سے دور مت کرنا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (اس پر) قادر ہے کہ طالب کو اس کی دلی تمنا پر پہنچا دے۔

آرزوئے بلند

آپ نے فرمایا:

''فقیر کی آرزو یہی ہے کہ زندگی کی مستعار سانسیں اللہ تعالیٰ کی رضا میں بسر ہوں اور گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر زبان کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ کے تکرار سے تروتازہ رہے۔''

اسباب قبولیت بدرگاہ الٰہی

آپ نے فرمایا:

''کامل انکساری کے ساتھ ''دوام ذکر'' اور ''دوام توجہ الی اللہ'' (کا حصول) درگاہ الٰہی میں قبولیت (پانے) کے اسباب ہیں۔ (لہٰذا) اس میں غفلت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس راستے میں (گامزن) طالبان حق کے لیے (یہ) بہت ضروری (امر) ہے۔''

خلاصہ زندگی

آپ نے فرمایا (طالب کو) چاہیے کہ دل کو وعدہ ہائے الٰہی پر قوی رکھے کیونکہ یہی (یقین) خلاصہ زندگی ہے۔''

دوام حضوری

آپ نے فرمایا:

''طالبان خدا کو چاہیے کہ ایک لحہ (بھی) جناب الٰہی سے غافل نہ ہوں تا کہ توجہ الی اللہ بے مزاحمت اغیار، جسے دوام حضوری بھی کہتے ہیں ملکہ دل بن جائے اور تعلق ماسوا کا کلی انقطاع (نصیب) ہو جائے اور دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (چیز) مراد و مقصود نہ رہے۔''

وظائف اور طاعت الٰہی کے ذریعے تعمیر اوقات

آپ نے فرمایا:

''(طالب حق اپنے) اوقات کی تعمیر (مصرف) وظائف اور طاعت (الٰہی) میں کرے۔ اس طرح کہ ہر روز کم از کم پانچ ہزار بار ذکر اسم ذات اور تمام لطائف سے کم از کم ایک ایک ہزار بار ذکر اسم ذات کرے اور گیارہ سو بار ذکر نفی و اثبات اور پانچ ہزار مرتبہ ذکر تہلیل، بلحاظ معنی کرے اور کم از کم ایک پارہ قرآن شریف با تدبر معنی پڑھے اور بارہ رکعت نماز تہجد اور چار چار رکعت اشراق، چاشت اور فی زوال پڑھے اور بیس رکعت اوابین، اگر ممکن ہو تو ورنہ چھ رکعت ہی کمال خضوع و خشوع کے ساتھ ادا کرے اور لوگوں سے بقدر ضرورت میل جول کرے، تا کہ حقوق (خلقت) ادا ہو جائیں۔''

واسطہ پیران کبار

آپ نے فرمایا:

''امور دین و دنیا کو پیران کبار کے واسطہ (وسیلہ) سے درگاہ الٰہی میں

پیش کرے۔ احوال (وکیفیات) کے مجاری (چشموں) کو تقدیر سے جانے اور واقعات (پیش آمدہ) پر چون و چرا نہ کرے اور ماسوی (اللہ) سے نا اُمید رہے اور صبر وتوکل، قناعت ورضا، افتقار وانکسار اور خاکساری وتواضع کو اپنی عادت بنائے۔''

کتب تصوف کا مطالعہ

آپ نے فرمایا:

''کتب صوفیہ میں مکتوبات شریف (امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ) کو مطالعہ میں رکھنا بہت ضروری ہے۔''

عنایات رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپ نے فرمایا:

''ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھا رہا ہوں۔''

فرمایا:

''ایک بار ایسا معلوم ہوا کہ رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک سے میرے لیے کھانا بھیجا ہے اور حضرت مجدد (قدس سرہ) فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ خاص کھانا تمہارے لیے بھیجا ہے۔''

فرمایا:

''ایک دفعہ خانقاہ شریف پر رمضان مبارک کے دنوں میں تراویح کے وقت مشاہدہ ہوا کہ رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے کبار اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ اس حقیر کا قرآن شریف سننے کے لیے تشریف لائے ہیں اور سماعت فرمانے کے بعد قرات کی تحسین فرمائی۔''

زیارت حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ

آپ نے فرمایا:

''ایک مرتبہ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گیا۔ راستہ میں دیکھا کہ حضرت خواجہ تشریف لا رہے ہیں اور فقیر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''عشق آن خانمان خرابے ہست کہ ترا آورد بخانہ ما''

یعنی عشق وہ خانہ خراب ہے جو تمہیں گھر بار چھڑا کر ہمارے ہاں لے آیا۔''[۲۷]

فصل ششم:

کرامات

دعائے صحت یابی

آپ کے ایک مرید کا بچہ بیمار تھا۔ آپ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ بچہ پر نزع کی حالت طاری ہے۔ غرغرہ شروع ہو چکا تھا اور سوائے سینہ کے اور کسی عضو میں جان نہ تھی۔ بچہ کی والدہ روتے ہوئے اس کے منہ میں پانی ٹپکا رہی تھی۔ اس نے بچہ کو آپ کے قدموں میں رکھا اور الحاح وزاری کرتے ہوئے آپ سے دعائے صحت یابی کے لیے عرض کیا۔ یہ حالت دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں بھی آنسو اُمڈ آئے اور جسم پر کپکپی طاری ہوگئی۔ آپ نے پوری توجہ اور زاری کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں اس بچہ کی شفایابی کے لیے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی۔ اللہ کریم کے فضل سے بچہ نے آنکھیں کھول دیں اور کھانے کے لیے کچھ مانگا۔ آپ نے اپنے مبارک ہاتھ سے خود اسے چند لقمے کھلائے اور یوں اللہ تعالیٰ نے اسے کامل صحت نصیب فرمائی۔

طوفان میں جہاز کی حفاظت فرمانا

آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ سمندری جہاز پر سوار ہو کر حج کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں بہت بڑا طوفان آ گیا اور جہاز کے پردے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور حالت نا اُمیدی نے آ گھیرا۔ انہوں نے اس حالت میں آپ کی طرف توجہ کی تو دیکھا کہ آپ نے جہاز کو اپنی پشت پر اُٹھایا ہوا ہے۔ چنانچہ یوں اللہ کریم نے کرم فرمایا اور طوفان تھم گیا۔

مصیبت سے نجات پانا

انہی حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ سے منقول ہے کہ میں بعد وقوف عرفہ جب مزدلفہ کی طرف چلا تو اتباع سنت کے لیے اونٹ سے اتر کر پیدل چلنے لگا۔ لوگوں کے اژدھام کی وجہ سے اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ ہر چند کوشش و تلاش کی لیکن ان سے نہ مل سکا اور یونہی تین راتیں گزر گئیں۔ اسی طرح سرگردان و متحیر تھا کہ اچانک حضرت (شاہ احمد سعیدؒ) کی آواز سنائی دی کہ ادھر آؤ۔ میں فوراً اس طرف چل پڑا۔ جب تھوڑی دور چل لیتا تو پھر آواز سنائی دیتی۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ میں ساتھیوں سے جاملا۔ [۲۸]

عرابہ کا دریا عبور کرنا

آپ ایک دفعہ سفر میں تھے۔ عشاء کے وقت دریا سامنے آ گیا اور ملاح وہاں موجود نہ تھا۔ آپ جس عرابہ میں سوار تھے، اس کا مالک مشرک تھا۔ اسے فرمایا کہ عرابہ کو دریا میں جانے دو۔ اس نے آپ کی ہیبت سے مجبور ہو کر اسے دریا میں ڈال دیا۔ آپ کے تصرف سے عرابہ صحیح وسالم صورت میں دریا سے پار گزر گئی اور وہ مشرک آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ [۲۹]

فصل ہفتم:

شجرہائے طریقت

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اربع انہار'' کے خاتمہ میں سلاسل طریقت کے شجرہ جات دیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ، قادریہ اور چشتیہ میں مجاز طریقت تھے، اہمیت وافادیت کے پیش نظر یہ ملاحظہ فرمائیں:

شجرہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت صاحب رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود دانجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگاں و پیر پیراں حضرت سید بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سہرندی (سرہندی) رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شمس الدین حبیب اللہ حضرت میرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت مجدد مائۃ الثالث والعشر نائب حضرت خیر البشر خلیفہ خدا مروج شریعت مصطفیٰ حضرت مولانا و سیدنا عبد اللہ المعروف بشاہ غلام علی احمدی (دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت والدی ماجدی قیوم زماں قطب دوراں حضرت شاہ ابو سعید احمدی رحمۃ اللہ علیہ، ناچیز فقیر احمد سعید پر رحم فرما اور اپنی محبت و مغفرت عطا فرما۔

شجرہ سلسلہ قادریہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت سبط رسول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

الٰہی ۔ بحرمت امام ہمام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت خواجہ محمد معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت عبد العزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت ابو الفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت شیخ ابو الحسن قرشی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت پیر پیران دستگیر میراں محی الدین محبوب سلطانی قطب ربانی حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت شاہ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت شرف الدین قتال رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت سید عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت سید بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت سید شمس الدین صحرائی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت سید ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی ۔ بحرمت حضرت سید گدا رحمٰن اول رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ فضل رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سہرندی (سرہندی) رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ حضرت شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت دلیل الرحمٰن حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شمس الدین حبیب اللہ مرزا جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت مجدد مائۃ الثالث والعشر نائب خیر البشر سیدنا ومولانا حضرت شاہ عبد اللہ المعروف بہ شاہ غلام علی احمدی (دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت والدی ماجدی مرشدی ومولائی شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ، درویشوں میں سب سے کمتر احمد سعید مجددی پر رحم فرما اور ان اکابر کی نسبت خاص سے بہرہ ور فرما۔

شجرہ سلسلہ چشتیہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت خیر التابعین حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت شیخ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سلطان ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان و قطب ہندوستان امام الطریقہ حضرت معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی (کاکی) رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ فرید الحق والدین مسعود اجودھنی (المعروف گنج شکر) رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت مخدوم عالم علاء الدین حضرت علی احمد صابر (کلیری) رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد عبد الحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مخدوم عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سہرندی (سرہندی) رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ حضرت شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت دلیل الرحمٰن حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد (سنامی) رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت قیم الطریقۃ احمدیہ شمس الدین حبیب اللہ مرزا جان جانجاں رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت مجدد مائۃ الثالث والعشر نائب خیر البشر سیدنا و مولانا حضرت شاہ عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی احمدی (دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت قیوم زماں وقطب دوراں والدی ماجدی حضرت شاہ ابوسعید احمدی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں میں سب سے زیادہ حقیر احمد سعید مجددی پر کرم، فرما اپنا ذوق وشوق، اپنی محبت و معرفت نصیب فرما۔ اے اللہ ان برگزیدہ نفوس سے تو راضی ہو جا اور مجھے ان کے کمالات و برکات سے متمتع فرما۔ آمین۔ [۳۰]

حواشی باب دوّم

۱۔ ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا: تاریخ دعوت وعزیمت، جلد۴: ۲-۳۷/فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، ص ۴۹۷/احمد سعید مجددیؒ، شاہ/محمد اقبال مجددی (مقدمہ): اثبات المولد والقیام، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان: مکتبہ سراجیہ مجددیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء، ص ۳/محمد اسماعیل سراجیہ مجددیؒ: مواہب رحمانیہ، موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان، مکتبہ سراجیہ مجددیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء، جلد۱:۱۱

۲۔ احمد سعید مجددیؒ، شاہ: اربع انہار (مترجم اُردو)، ص ۲-۳۷/نذیر احمد نقشبندیہ مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۱-۲۶۲/اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۲۱/احمد سعید مجددیؒ، شاہ/محمد اقبال مجددی (مترجم): اثبات المولد والقیام، ص ۴/فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، ص ۴۹۷

۳۔ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۱/فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، ص ۴۹۷/محمد اکرام، شیخ: رود کوثر، ص ۶۶۰، احمد سعید مجددیؒ، شاہ/غلام مصطفیٰ، ڈاکٹر: تحفہء زواریہ، حیدرآباد سندھ، ت۔ن، دیباچہ/احمد سعید مجددیؒ، شاہ/محمد اقبال مجددی (مقدمہ): اثبات المولد والقیام، ص ۳-۴

۴۔ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۱/احمد سعید مجددیؒ، شاہ/محمد اقبال مجددی (مقدمہ): ص ۳

۵۔ ایضاً/احمد سعید مجددیؒ، شاہ/محمد اقبال مجددی (مقدمہ): اثبات المولد و

القیام، ص ۴

۶- ابوالحسن علی ندوی، مولانا: تاریخ دعوت وعزیمت، جلد ۴: ۳۷۲

۷- عتیق صدیقی: اٹھارہ سو ستاون اخبار، اردو دستاویزیں، دہلی: ۱۹۶۶ء/ عبداللطیف، روزنامچہ ۱۸۵۷ء، مرتبہ خلیق احمد نظامی دہلی: ن، ص ۸۸/ محمد اسماعیل سراجی مجددی، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۶۸/ احمد سعید مجددی، شاہ/ محمد اقبال مجددی (مقدمہ): اثبات المولد والقیام، ص ۵/ شاہ غلام علی دہلوی/ محمد اقبال مجددی (مترجم): مقاماتِ مظہری، ص ۱۲۶

۸- ایضاً، ص ۶۹/ ایضاً/ ڈاکٹر تارا چند/ ڈاکٹر کے ایم اشرف: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، لاہور: الفیصل، ۱۹۹۰ء، ص ۶ ۷۴/ محمد ایوب قادری: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، کراچی: ۱۹۷۶ء، ص ۴۰۷-۴۰۸

۹- محمد اسماعیل سراجی مجددی، مولانا: مواہب رحمانیہ، ۱: ۷۰/ افروغ حسن، حافظ (مقالہ): ''موسیٰ زئی'' (۱)، لاہور: ماہنامہ اُردو ڈائجسٹ، اکتوبر ۱۹۸۹ء، ص ۱۵۱

۱۰- محمد اسماعیل سراجی مجددی، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۷۶

۱۱- ایضاً، ص ۷۷-۸۰

۱۲- ایضاً، ص ۸۶/ محمد اکرام، شیخ: رود کوثر، ص ۶۶۱

۱۳- ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت وعزیمت، جلد ۴: ۳۷۲/ محمد اکرام، شیخ: رود کوثر، ص ۶۶۲

۱۴- اکبر علی نقشبندی مجددی، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۷/ محمد اکرام، شیخ: رود کوثر، ص ۶۶۳

۱۵- محمد اکرام، شیخ: رود کوثر، ص ۶۶۱/ احمد سعید مجددی، شاہ/ محمد اقبال مجددی (مقدمہ): اثبات المولد والقیام، ص ۴-۵

۱۶- محمد اسماعیل سراجی مجددی، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۸۶، محمد اکرم،

شیخ: رود کوثر، ص ۶۶۳/ ابو الحسن علی ندویؒ، مولانا: تاریخ دعوت و عزیمت، جلد ۴: ۳۷۲، احمد سعید مجددیؒ، شاہ/ محمد اقبال مجددی (مقدمہ): اثبات المولد والقیام، ص ۷

۱۷- ابو الحسن زید فاروقی: مقامات خیر، ص ۱۹۹-۲۰۱/ پیش لفظ مقامات مظہری، ص ۱۶۷-۱۶۸

۱۸- احمد سعید مجددی، شاہ/ محمد اقبال مجددی (مقدمہ): اثبات المولد والقیام، ص ۳/ محمد معصوم شاہ رام پوری: ذکر السعدین فی سیرۃ الوالدین، رام پور (ہند): مظہر العلوم، ۱۳۱۵ھ/ ابو الحسن زید فاروقی: مقامات خیر، ص ۸۲-۱۰۳/ محمد مظہر: رشحات عنبریہ (عربی)، استنبول، مکتبہ ایشیق، ۱۹۷۹ء

۱۹- محمد نذیر رانجھا: برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات، ص ۸۷/ آکسفورڈ یونیورسٹی: فہرست انڈیا آفس لائبریری، لندن: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۸۰ء، ص ۲۰۵/ احمد سعید مجددیؒ، شاہ/ محمد اقبال مجددی (مقدمہ): اثبات المولد و القیام، ص ۱۷/ محمد مظہر مجددی، مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ، دہلی، ۱۲۸۴ھ/ محمد مظہر: رشحات عنبریہ، شرقپور، ۱۹۷۹ء

۲۰- محمد نذیر رانجھا: برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات، ص ۲۱۰/ محمد عبد الستار قادری چشتی، مولانا حافظ: مرآۃ التصانیف، لاہور: حامد اینڈ کمپنی، ۱۴۴۰ھ/ ۱۹۸۰ء، جلد ۱: ۲۲۹

۲۱- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۴۲

۲۲- ابو الحسن علی ندویؒ، مولانا: تاریخ دعوت و عزیمت، جلد ۴: ۳۷۴/ محمد اکرام، شیخ: رود کوثر ص ۶۶۳/ احمد سعید مجددیؒ، شاہ/ محمد اقبال مجددی (مقدمہ): اثبات المولد والقیام، ص ۷

۲۳- ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا: تاریخ دعوت وعزیمت، جلد۴: ۳۷۵-۳۷۶، ابوالحسن زید فاروقی، مولانا شاہ: مقامات خیر، ص۵۴؛

۲۴- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہ؛ محمد نذیر رانجھا: تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی، لاہور: جمعیۃ پبلی کیشنز، جون ۲۰۰۳ء/ محمد نذیر رانجھا: تذکرہ زبدۃ الاولیا، شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی قدس سرہ، شرق پور شریف، ضلع شیخوپورہ: دارالمبلغین، ۱۹۹۵ء/ ابوالحسن علی ندوی، مولانا: تاریخ دعوت وعزیمت، جلد۴: ۳۷۲-۳۷۳/ محمد اکرام، شیخ: رودکوثر، ص۶۶۴/ محمد مظہر، حافظ: مناقب ومقامات احمدیہ سعیدیہ، دہلی: افضل المطابع، ۱۲۸۴ھ/ عبدالحی حسنی لکھنوی: نزہۃ الخواطر، حیدر آباد دکن (ہند): دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء، جلد۷: ۱۱۱/ ظفر اللہ خان، مرزا: تذکرہ بے مثل راجگان راجور، ہندوستان، ص۵۰۸-۵۲۱

۲۵- احمد سعید مجددیؒ، شاہ/ محمد اقبال مجددی (مقدمہ): اثبات المولد والقیام، ص۷

۲۶- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۱: ۹۳-۱۰۰/ محمد عادلؒ، مولانا/ رحیم بخش اجمیریؒ، مولانا: فضائل البہاری فی مناقب و ملفوظات ومکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ، (قلمی مخطوطہ مخزونہ کتاب خانہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان)

۲۷- نذیر احمد نقشبندی مجددیؒ، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص۲۶۰-۲۶۳

۲۸- ایضاً، ص۲۶۳-۲۶۴

۲۹- اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص۴۹

۳۰- احمد سعید مجددیؒ، شاہ: اربع انہار (اردو ترجمہ)، ص۱۵۳-۱۶۰

باب سوّم:

احوال ومناقب

معدن اسرار الٰہی مخزن انوار نامتناہی

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ

(۱۲۱۶-۱۲۸۴ھ/۱۸۰۱-۱۸۶۸ء)

علم کثیر آمدہ عمرت قصیر
آنچہ ضروریست بدان شغل گیر

دادیم ترا از گنج مقصود نشان
گرما نرسیدیم تو شاید برسی

ذکر کن ذکر تا ترا جانست
پاکی دل ز ذکر رحمٰن است

معدن اسرار الٰہی، مخزن انوار نامتناہی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہوش سنبھالا تو تحصیل علم کا شوق دامن گیر ہوا۔ ابتدائی آموزش و پرورش قندھار ہی میں ہوئی اور بعد ازاں کابل کے مدرسہ میں پیاس علم بجھانے لگے۔ ابتدائے عمر ہی سے اہل اللہ اور عارفان حق کی محبت وعقیدت کے اسیر تھے۔ جب کسی بزرگ اور عارف باللہ کا علم ہوتا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے حق میں دُعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔

قاصد غیبی آ پہنچا اور آپ کے مبارک سینہ میں نادیدنی درد پیدا ہوگیا جس کی شدت سے بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آئی تو زبان پر بے ساختہ اللہ ہو اور سبحان اللہ جاری تھا۔ پشاور کے قریب ایک دیہات میں کسی صاحب کے پاس آنا ہوا جس سے یہ حالت جذب جاتی رہی اور اس کی جگہ اضطراب و ہیجان پیدا ہوا۔ اس کے ہاتھوں مغلوب ہوکر بغداد جا کر حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی اور وہاں سے عراق و بصرہ سے گھوم پھر کر اہل اللہ کی زیارت کرتے رہے اور بعد ازاں زیارت حرمین شریفین اور حج کی سعادت حاصل کی۔ پھر واپس بصرہ آئے۔ یہاں رہ کر علوم حدیث، فقہ اور تفسیر کی سندات حاصل کیں۔ یہاں سے ترکستان، روم اور کردستان کے ملکوں میں گئے۔ بعد ازاں بغداد سے ہوتے ہوئے سلیمانیہ پہنچے۔ یہاں شیخ عبداللہ ہروی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر ہرات میں وارد ہوئے۔ انہوں نے دہلی شریف حضرت شاہ ابوسعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ بالآخر عازم دہلی شریف ہوئے۔ حضرت شاہ ابوسعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بمبئی میں ہوئی جو سفر حج کی نیت سے یہاں آئے ہوئے تھے۔ یہاں ان کی بیعت کا شرف نصیب ہوا۔ حضرت شاہ ابوسعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ بمبئی سے عازم حرمین شریفین ہو گئے تو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف میں حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے مبارک ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی۔ مشیت ایزدی

نے یاری فرمائی اور آپ نے ایک سال دو ماہ اور پانچ دن یہیں قیام فرمایا اور حضرت شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ سے سلوک واحسان کے مراحل طے کرنے کے ساتھ حدیث شریف میں صحاح ستہ کا درس بھی لیا اور ظاہر و باطن کے اس اجتماع نے آپ کو مجمع البحار اور معدن الانوار بنا دیا اور آپ نے قلیل مدت میں سلاسل نقشبندیہ مجددیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں اجازت و خلافت پائی اور بعد ازاں سلاسل ہشتگانہ کی خلافت عطا ہوئی۔

آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ حضرت حاجی صاحب ولایت میں ایک عظیم الشان مقام پر فائز ہوں گے اور لاکھوں افراد ان کے رشد و ہدایت سے بہرہ اندوز ہوں گے۔

مرشد مہربان نے پہلی بار آپ کو افغانستان کے سوداگروں کے ساتھ رفیق بنا کر دہلی شریف سے افغانستان بھیجا اور اس موقع پر ارشاد فرمایا: ''حاجی صاحب تمہارے ساتھ ہیں، گویا فقیر تمہارے ساتھ ہے۔'' نیز فرمایا: ''ایک دنیا ان سے نفع حاصل کرے گی۔''

راستے میں آپ کا قافلہ جہاں پڑاؤ ڈالتا وہیں آس پاس کے لوگ پروانہ وار آپ کے گرد جمع ہو جاتے اور آپ سے دنیا و آخرت کے مسائل و مصائب میں راہنمائی طلب کرتے۔ آپ فرماتے: ''یہ سب میرے آقا اور میرے مرشد کریم کی نگاہوں اور توجہات شریفہ کی تاثیرات ہیں کہ دوست محمد فقیر سے پیر اور مرشد بن گیا۔''

ہیچ آہن خود بخود تیغے نشد
ہیچ چیزے خود بخود چیزے نشد
مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نشد

''یعنی کوئی لوہا خود بخود ایک تلوار نہیں بنا، کوئی بھی اپنے آپ ایک چیز نہیں بنی۔
مولانا رومؒ ہرگز مولوی نہیں بنے، جب تک کہ وہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے مرید نہیں بنے۔''

آپ کے مکتوبات گرامی میں حضرت ملا امان اللہ آخوند رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ آپ خراسان میں دین کے دشمنوں کے ساتھ جنگ میں برسرِ پیکار رہے اور جب جان جانے کا خطرہ محسوس ہوا تو آپ نے اپنے دو عقیدتمندوں (۱) ملا غازی آخوند زادہ اور ملا امان اللہ آخوند کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔

جب ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء میں حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے واقعات و مصائب کے پیش نظر عازم حرمین شریفین ہوئے تو دہلی شریف سے کوچ کر کے پہلے لاہور آئے اور پھر خوشاب، ڈیرہ اسماعیل خان کے راستے خانقاہ موسیٰ زئی شریف اپنے محب و مخلص اور خلیفہ ارشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف فرما ہوئے۔ کچھ عرصہ یہاں قیام فرمایا اور خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف اور خانقاہ غنڈان شریف، قندھار (افغانستان) کی تولیت و نیابت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو تفویض کر کے براستہ ٹھٹھہ، بمبئی، حجاز مقدس تشریف لے گئے اور وقت وداع جو اجازت و خلافت نامہ مطلقہ (ثانی) تحریر فرما کر دے گئے اس میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا:

> ''اے ہمارے اللہ! ان کو ہادی اور مہدی بنا اور سب خلقت کو ہمیشہ اور مسلسل ان کے ذریعے ہدایت نصیب فرما اور ان کی عمر، رشد، صلاح اور فلاح میں اضافہ فرما۔''

اس طرح ہزاروں، لاکھوں انسانوں اور اہل ایمان کے قلوب و اذہان آپ کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہوئے اور سینکڑوں علماء، صلحاء اور اہل سعادت نے آپ سے اجازت و خلافت پائی۔ اس باب میں اس ہادی و مہدی کے احوال و مناقب اور آپ کے خلفائے عظام کا تذکرہ ہے۔

فصل اوّل:

ولادت باسعادت تا کسب علوم ظاہری و باطنی

ولادت باسعادت:

آپ ۱۲۱۶ھ/۱۸۰۱ء میں قندھار (افغانستان) کے قریب گاؤں ارغسان یوسف زئی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی اخوند ملا علی رحمۃ اللہ علیہ یوسف زئی درانی قبیلے کے معزز فرد تھے۔ بچپن میں ہی آپ کے تمام خویش و اقارب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔[۱]

ابتدائی تعلیم:

آپ نے جب ہوش سنبھالا تو تحصیل علم کا شوق دامنگیر ہوا۔ سب سے پہلے قرآن مجید اور اس کے بعد عربی و فارسی زبان میں دینی علوم کا آغاز کیا اور اپنے علاقے (قندھار) اور بعد ازاں کابل کے مدرسہ میں زیر تعلیم رہے اور گویا درسی علوم ابتدائی طور پر علمائے کابل کی خدمت میں رہ کر حاصل کیے۔[۲]

محبت و عقیدت اولیاء:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرفان الٰہی کا جذبہ روزِ ازل سے آپ کی سرشت میں ودیعت کر رکھا تھا۔ لہٰذا ابھی ظاہری علوم کی تحصیل میں لگے تھے کہ محبت و عقیدت اولیاء میں مستغرق ہو گئے۔ خود لکھتے ہیں:

> ''ابتدائے عمر ہی سے فقیر کو اہل اللہ اور عارفان حق سے ایک خاص قسم کا انس رہا ہے۔ اگرچہ شروع میں ظاہری علوم کی مشغولی فقراء کے زمرہ میں شامل ہونے سے مانع تھی لیکن پھر بھی جب کسی بزرگ اور عارف باللہ کا علم ہوتا، ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے حق میں دُعا کی درخواست کیا کرتا تھا۔''[۳]

تلاشِ حق:

آپ کابل میں قیام کے دوران عجیب وغریب کشمکش میں مبتلا تھے۔ایک طرف میلان طبع اہل اللہ کی جانب تھا اور دوسری طرف تحصیل علم کا شوق پابند مدرسہ رکھنا چاہتا تھا۔آپ نے ابھی صرف ونحو کی چند کتب اور منطق کے بعض رسائل پڑھے تھے کہ درسی علوم سے طبیعت اچاٹ ہوگئی۔اسی اثنا میں ایک روز رات کے وقت آپ کے سینہ مبارک میں ایسا درد اُٹھا کہ جس کی شدت سے بے ہوش ہو گئے۔ بے ہوشی کی یہ حالت جیسا کہ دیکھنے والوں نے بعد میں بتایا، لگاتار تیرہ روز تک جاری رہی۔ بعد ازاں خود بخود ہوش آ گیا تو اس وقت زبان پر بے ساختہ اللہ ہو اور سبحان اللہ کا ورد جاری تھا اور پھر یہ ذکر کبھی آہستہ اور کبھی بلند آواز میں جاری رہا۔ ہونٹوں پر کبھی جانگداز نالے اور کبھی درد بھری آہیں ہوتی تھیں۔ کچھ سمجھ نہیں آتا ہے کہ اس حالت زار کا سبب کیا ہے اور اس کا خاتمہ کیا ہوگا؟ ان دنوں پشاور کے ایک دیہات میں کسی صاحب دل کا پتہ چلا تو ان کے ہاں حاضر ہوئے۔ان کی صحبت میں وہ ذوق وشوق جو ذکر کے اجرا کی بدولت حاصل ہوا تھا، بالکل ختم ہو گیا اور اس کی جگہ ایک باطنی اضطراب اور ہیجان پیدا ہو گیا۔[۴]

حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے مزار کی حاضری:

اس اضطراب وہیجان میں اضافہ ہوا تو آپ نے حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرہ (م ۵۶۱ھ/ ۱۱۶۶ء) کے مزار اقدس پر حاضری دینے کا عزم فرمایا۔ چنانچہ وارد بغداد ہوئے اور حضرت شیخ قدس سرہ کے مزار پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی فرمائی اور دعائیں مانگیں لیکن درد نایافت کی بے چینی اور اضطراب قائم رہی:

جانم بلب رسید کجائی بیا بیا
وقت است گر بہ پرسشم آئی بیا بیا[۵]

"یعنی میری جان لبوں پہ آ پہنچی ہے تو کہاں ہے؟ آ جا آ جا، وقت ہے
اگر میری عیادت کو آنا چاہتا ہے تو آ جا آ جا۔"

سعادت حج:

عراق و بصرہ کے شہروں میں پھرتے رہے اور طلب الٰہی کا جذبہ غالب رہا۔ ہر ایک شیخ کے پاس ہفتہ دو ہفتہ قیام فرماتے رہے حتیٰ کہ دوبارہ حرمین شریفین میں پہنچے اور حج بیعت اللہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔[۶]

تلاش مرشد میں سرگردانی:

پھر بصرہ میں آئے۔ علوم حدیث، فقہ، تفسیر کی سندات حاصل کیں۔ یہاں سے ترکستان، روم اور کردستان کے ملکوں میں گئے اور پھر چند روز بغداد میں قیام فرمایا اور جب اس اضطراب و ہیجان نے گھائل کر دیا تو ذوق وقلق باطنی کے ہاتھوں مجبور ہو کر عازم کردستان ہوئے۔ وہاں سلیمانیہ میں پہنچ کر کسی شخص سے شیخ عبداللہ ہروی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی و ولایت کا شہرہ سنا۔ لہٰذا سلیمانیہ سے فوراً ہرات آ گئے اور ایک ماہ شیخ عبداللہ ہرویؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ مگر آپ کے باطنی اضطراب اور بے چینی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ جب شیخ عبداللہؒ نے آپ کی یہ جانگداز کیفیت ملاحظہ فرمائی تو حکم فرمایا:

> ”تم حضرت شاہ ابوسعید صاحب کی خدمت میں دہلی چلے جاؤ۔ وہاں تمہیں سکون نصیب ہوگا۔“

آپ سفر دہلی شریف کا فیصلہ نہ کر پاتے تھے۔ اسی تذبذب کی حالت میں دوبارہ بغداد میں پہنچ کر شیخ محمد جدیدؒ کے ہاں حاضری دی، کچھ روز ان کی خدمت میں رہنے کے بعد بصرہ چلے گئے اور یہاں حضرت حسین دوسری بصریؒ کی خدمت میں سات ماہ تک اقامت پذیر رہے۔ بعد ازاں خشکی کے راستے کئی شہروں میں سرگرداں رہے اور ہر جگہ، ہر شہر کے بزرگوں کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور ان سے دُعاؤں کے طالب بنتے رہے، یہاں تک کہ قلات کے شہر نصیر خان میں وارد ہوئے۔[۷]

بشارت آمیز خواب:

اب پھر وہی اضطراب و ہیجان دامنگیر ہو گیا۔ آپ بارگاہ الٰہی میں عجز و انکسار کے ساتھ

گریہ زاری کرنے لگے اور انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ استخارے کیے جس کی بدولت کئی بشارت آمیز خواب دیکھے۔ پس مصمم ارادہ کیا کہ حضرت شاہ ابو سعید دہلویؒ کی خدمت میں حاضری دی جائے۔ بمبئی کے راستے دہلی شریف کے سفر پر روانہ ہوئے۔ بمبئی پہنچے تو خوشخبری پائی کہ حضرت شاہ ابوسعیدؒ سفرِ حج کی نیت سے یہاں آئے ہوئے ہیں۔[۸]

شرفِ بیعت:

حضرت شاہ ابوسعیدؒ جہاز کے انتظار میں بمبئی میں قیام فرما تھے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ خوشی خوشی ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے فوراً شرف قبولیت بخشا اور آپ ان کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے۔ ایک روز مناسب موقع پر اپنے باطنی اضطراب وہیجان کی ساری کیفیت حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں پیش کر دی جس پر انہوں نے فرمایا:

> ''تمہاری باطنی کشائش کے لیے وقت درکار ہے۔ میں حج پر جا رہا ہوں اور روح کی تمام لطافتیں سرزمین حجاز کی طرف مرکوز ہیں۔ لہٰذا اس قلبی اضطراب کی تسکین کے لیے دہلی جا کر میرے فرزند احمد سعید کی صحبت اختیار کرو اور ان سے کسب فیض کرتے رہو یا پھر بمبئی ٹھہر جاؤ اور میری واپسی کا انتظار کرو۔''[۹]

خانقاہ مظہریہ شریف میں رسائی:

آپ نے پہلی شق کو ترجیح دی کہ دہلی شریف جا کر حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی خدمت میں رہنا ہی مناسب ہوگا۔ بمبئی ویسے بھی ایک ایسا شہر تھا جہاں آپ کی کسی سے شناسائی نہ تھی اور یہاں کے موسم گرما کی شدت بھی ناقابل برداشت تھی، چنانچہ بمبئی سے دہلی شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

بشارت خلافت:

اس سفر کے دوران آپ نے ایک رات خواب دیکھا کہ حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ

تشریف فرما ہیں اور آپ سے یوں فرماتے ہیں: "شماماذونِ ماہستید" یعنی تم ہمارے خلیفہ ہو۔

آپ صبح سویرے بیدار ہوئے تو دل نے دہلی شریف کی طرف شدید کشش محسوس کی۔ بالآخر آپ دہلی شریف پہنچ گئے۔ خانقاہ مظہریہ شریف میں داخل ہوتے ہی شیخ طریقت امام و مرشد وقت حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کے چہرہ مبارک پر نگاہ پڑی تو آپ کی زیارت و برکت سے سابقہ تردد و انتشار لمحہ بھر میں ختم ہو گیا اور دل میں ایک ایسا انقلاب رونما ہو گیا کہ آناً فاناً تمام اضطراب و ہیجان، راحت و سکون میں تبدیل ہو گیا:

منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز
چہ شکر گویمت اے کار ساز بندہ نواز

"یعنی میں ہوں کہ دوست (محبوب) کے دیدار پر جس نے آنکھ کھولی ہے، ترا شکر کیسے ادا کروں، اے کارساز، اے بندہ نواز"

تجدید بیعت با مرشد عالی مقام:

آپ نے حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کی۔ ایک سال دو ماہ اور پانچ روز مرشد عالی مقام کی خدمت مبارک میں رہے اور انہوں نے اس قلیل عرصہ میں آپ کو طریقہ نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ کی نسبتوں سے مالا مال فرمایا اور تینوں سلاسل عالیہ میں خلافت عطا فرمائی۔[10]

کسب سلوک واخذ علوم حدیث:

آپ نے حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر سلوک واحسان کے مراحل طے کرنے کے ساتھ ساتھ حدیث شریف میں صحاح ستہ کا درس بھی لیا۔ ظاہر و باطن کے اس اجتماع نے حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو مجمع البحار اور معدن الانوار بنا دیا۔[11]

محبت وخدمت شیخ کا والہانہ انداز:

آپ کو اپنے شیخ و مرشد حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی۔ اس والہانہ عقیدت میں اپنے شیخ مکرم کی مبارک جوتیاں اٹھا کر اپنے سر پہ رکھتے، انہیں

آنکھوں سے لگاتے اور فرطِ رقت سے دیر تک روتے رہتے تھے۔ خاکروبوں کی کسی شہر میں کمی نہیں ہوا کرتی، دہلی شریف میں بھی حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے ہاں بیت الخلاء کی صفائی کے لیے خاکروب مقرر تھا۔ مگر حضرت خواجہ دوست محمد قندھاریؒ دہلی شریف میں اپنے قیام کے دوران اپنے شیخ و مرشد مکرم کے ذاتی بیت الخلاء کی صفائی خود اپنے مبارک ہاتھ سے کیا کرتے تھے اور اس چیز کو اپنے لیے باعث افتخار و شرف خیال فرماتے تھے۔ [۱۲]

سبحان اللہ نیاز مندی وانکساری کا یہ مقام کسے میسر آ سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ رابطہ محبت ایک ایسی چیز ہے کہ وہ محبّ کو محبوب کی ذات میں فنا کر دیتا ہے۔ اس بے پناہ عقیدت کے پیش نظر حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ بھی حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔

محبت مرشد کا صلہ:

حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ فرمایا کرتے تھے:

> ''حاجی صاحب (دوست محمد قندھاری) نے جو کچھ پایا ہے وہ انہیں میری محبت کے طفیل ملا ہے اور مجھے جو محبت ان کے ساتھ ہے متوسلین سلسلہ میں سے کسی اور کے ساتھ نہیں، وہ ان میں سے خاص درجہ رکھتے ہیں۔'' [۱۳]

پیش گوئی و بشارت مرشد:

حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کرتے کہ جس طرح حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء) کے خلفا میں مولانا خالد رومی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۲ھ/ ۱۸۲۶ء) امتیازی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے طفیل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیضان کثرت کے ساتھ خلق خدا کو پہنچا، اسی طرح حضرت حاجی صاحب ولایت میں ایک عظیم الشان مقام پر فائز ہوں گے اور لاکھوں افراد ان کے رشد و ہدایت سے بہرہ اندوز ہوں گے۔

اجازت نامہ میں کلمات مدح:

حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ نے جو تحریری اجازت نامہ بوقت رخصت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا، اس میں آپ کی شان میں جو کلمات استعمال فرمائے ہیں وہ ایک عارف کامل ہی اپنے باکمال جانشین کے لیے استعمال کر سکتا ہے، حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"فَصَارَ مَجْمَعَ الْاَنْوَارِ وَمَعْدَنِ الْبِحَارِ فَاَجَزْتُهٗ بِاِجَازَةٍ مُطْلَقَةٍ"

"یعنی (حضرت حاجی صاحب بفضلہٖ تعالیٰ) انوار الٰہیہ کے جامع اور بحار معرفت کے منبع بن گئے ہیں۔ لہٰذا میں نے انہیں طریقہ کی کامل اجازت دے دی ہے۔"[۱۴]

بشارت عالیہ:

حضرت حاجی صاحبؒ نے ایک دفعہ مراقبے میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ آپ کو خوشخبری دے کر فرما رہے ہیں:

"میں اپنے عطر دان سے تم کو عطر لگا رہا ہوں":

تو مگو ما را بہ آن شہ بار نیست
بر کریمان کارہا دشوار نیست

یعنی تو مت کہہ کہ ہمیں اس شاہ کی باریابی (کا شرف حاصل) نہیں ہے،
کریم لوگوں کے لیے کاموں کا کر دینا مشکل نہیں ہوا کرتا۔

ایک بار پھر حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت دی کہ میں اور تو اور میرے تینوں فرزند ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھا رہے ہیں۔[۱۵]

فصل دوّم:

خلافت واجازت اولیٰ تا جانشینی وخلافت مطلقہ

عطائے خلافت

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ پورے ایک سال دو ماہ پانچ دن اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی صحبت شریف سے مستفید ہوئے۔ اس قلیل مدت میں مرشد مہربان نے آپ کو سلاسل اربعہ کا سلوک طے کرایا اور درجہ کمال و تکمیل تک پہنچایا اور ساتھ ہی سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ بلکہ سلاسل ہشتگانہ یعنی چار مزید سلاسل، قلندریہ، کبرویہ، مداریہ اور شطاریہ میں اجازت نامہ خلافت اپنے مبارک ہاتھ سے لکھ کر عنایت فرمایا اور رخصت فرماتے وقت ایک دستار، ایک قمیض اور ایک کلاہ مبارک بطور تبرک عنایت فرمائے۔[16]

اجازت نامہ اوّل

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بعد حمد وصلوٰۃ فقیر احمد سعید مجددی نسباً وطریقۃً کان اللہ لہ، واضح می نماید کہ صلاحیت و کمالات مرتبت حاجی الحرمین الشریفین ملا حاجی حضرت دوست محمد وفقہ اللہ لما یحب ویرضی، نزد این لاشیٔ برائے کسب باطن آمدہ وزیادہ از یک سال نزد فقیر اقامت ورزیدہ۔ درین مدت بلطائف عشرہ ایشان بطریق طفرہ توجہ نمودہ شد۔ حمداً للہ سبحانہ کہ ببرکت پیران کبار در ہر مقام چاشنی آن چشیدند وآثار وانوار ہر لطیفہ دریافتند وامارت فنا وبقا در خود مشاہدہ نمودند، لہٰذا ایشان را اجازت تعلیم طریقہ نقشبندیہ مجددیہ وقادریہ وچشتیہ وسہروردیہ دادم۔ اللہ تعالیٰ در عمر ایشان برکت نماید وموجب ترویج طریقہ شریفہ فرماید۔ وشرط الاجازۃ الاستقامۃ علی الشریعۃ واتباع السنۃ والاجتناب عن البدعۃ ودوام الذکر والشغل مع اللہ تعالیٰ سبحانہ والاعراض من الخلق والایاس عنہم والرجاء من اللہ تعالیٰ بصبر وتوکل وقناعۃ ورضاء وتسلیم بسر برند۔ شعر:

تو مباش اصلاً و کمال اینست و بس
پس در و گم شو وصال اینست و بس

فقط۔ [۱۷]

''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ترجمہ: حمد وصلوات کے بعد فقیر احمد سعید کان اللہ لہ، جو نسباً اور طریقۃً (دونوں لحاظ سے) مجددی ہے، واضح کرنا چاہتا ہے کہ میرے صاحب صلاحیت و کمال مرتبت بھائی حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا حاجی دوست محمد قندھاری اللہ کریم، ان کو مزید بر مزید نیک کاموں کی توفیق عنایت فرمائے۔ اس ناچیز کے پاس کسب باطن کے لیے آئے اور ایک سال سے زیادہ عرصہ فقیر کی صحبت میں رہے۔ اس عرصے میں ان کے لطائف عشرہ پر بطریق طفرہ (جلدی میں) توجہ کی گئی۔ تمام تعریفوں کے لائق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے کہ پیران کبار کی برکت سے انہوں نے ہر مقام میں چاشنی پائی اور ہر لطیفہ کے آثار و انوار انہیں نصیب ہوئے اور انہوں نے امارت فنا و بقا خود میں مشاہدہ کی۔ لہٰذا میں نے ان کو نقشبندیہ مجددیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ طریقوں کی تعلیم دینے کی اجازت دے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت رکھے اور ان کو طریقہ شریفہ کی ترقی کا ذریعہ بنائے اور اجازت کی شرط شریعت پر استقامت، سنت کی پیروی، بدعت سے بچنے، ذکر و شغل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دوام، لوگوں سے منہ موڑنے، ان سے نا اُمید رہنے اور اللہ تعالیٰ سے صبر، توکل، قناعت، رضا اور تسلیم کے ساتھ با اُمید ہو کر زندگی گزارنے پر ہے۔''

(شعر کا) ترجمہ: ''تو نہ رہے اصلاً، کمال یہی ہے اور بس، پس اسی میں گم ہو جا، وصال یہی ہے اور بس۔''

افغانستان پہلی روانگی

یہ اجازت نامہ عطا فرمانے کے بعد حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو افغانستان کے سوداگروں کے ساتھ رفیق بنا کر رخصت فرمایا۔ آپ بوقت رخصت خانقاہ مظہریہ شریف سے باہر تشریف لے آئے اور حضرت حاجی صاحبؒ اور اہل قافلہ کے لیے دیر تک دُعا فرماتے رہے۔ دُعا کے بعد میر قافلہ ملا جلال اچکزئی کو فرمایا:

''حاجی صاحب تمہارے ساتھ ہیں۔ ایسے سمجھو جیسے فقیر تمہارے ساتھ ہے۔''

بعد ازاں فرمایا: ''ایک دنیا ان سے نفع حاصل کرے گی''۔ یہ الفاظ آپ نے تین بار ارشاد فرمائے۔

یہ قافلہ دہلی شریف سے افغانستان کے راستے پر چل پڑا۔ جس جگہ قافلہ پڑاؤ ڈالتا وہیں آس پاس کے لوگ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گرد اکٹھے ہو جاتے۔ کوئی عرض کرتا ''حضور مرید فرمائیں''۔ کوئی التماس کرتا: ''حضرت دم کریں'' اور کوئی کہتا: ''حضرت تعویذ دیں''۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوچتے کہ اس سے پہلے تو فقیر کا یہ حال نہ تھا اور نہ کسی نے اس سے پہلے فقیر کے ساتھ ایسا معاملہ کیا تھا۔ حضرت حاجی صاحبؒ خود لکھتے ہیں:

''یہ سب میرے آقا، میرے مرشد کریم کی نگاہوں اور توجہات شریفہ کی تاثیرات ہیں کہ دوست محمد فقیر سے پیر اور مرشد بن گیا۔''

رباعی:

ہیچ آہن خود بخود تیغے نشد
ہیچ چیزے خود بخود چیزے نشد
مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نشد [۱۸]

یعنی کوئی لوہا خود بخود ایک تلوار نہیں بنا، کوئی بھی اپنے آپ ایک چیز نہیں

بنی۔ مولانا روم ہرگز مولوی نہیں بنے، جب تک وہ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید نہیں بنے۔

دہلی شریف واپس آنا

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے چند سال افغانستان میں گزارے اور اس دوران خلق خدا کو طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات سے نوازا۔ پھر اپنے کریم مرشد و روحانی مربی کی محبت سے بے قرار ہو کر دہلی شریف کا رخ کیا اور خانقاہ مظہریہ شریف میں پہنچ کر شرف قدم بوسی پیر و مرشد حاصل کیا۔

مرشد مہربان نے آپ کو پھر از سر نو ہر ہر مقام پر تفصیلی توجہات مبارکہ سے نوازا اور آپ نے مقامات عالیہ سلوک نقشبندیہ مجددیہ الگ الگ طے فرمائے۔ چند ماہ تک یونہی مزید توجہات حاصل کرتے رہے اور پھر حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مبارک ہاتھ سے آپ کو دوسرا اجازت نامہ مطلقہ عطا فرمایا، جو درج ذیل ہے:

اجازت نامہ مطلقہ (ثانی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین وآلہٖ واصحابہ اجمعین، اما بعد یقول الفقیر احمد سعید المجددی کان اللّٰہ له عوضاً عن کل شی ان الاخ الصالح المستقیم والاعز الارشد الصمیم حاجی الحرمین الشریفین و جامع العلمین مولانا دوست محمد سلمه اللّٰہ سبحانه واجعله لذاته محباً واماماً فی مخلوقه وهادیاً مهدیاً لمصنوعاته لما اخذ الطریقة واشتغل بالاذکار و المراقبات و توجهت الیه فی جمیع المقامات الطریقة النقشبندیه المجددیه و القادریه والچشتیه والسهروردیه

والکبرویه وغیرها. فصار مجمع البحار و معدن الانوار. فاجزت له اجازة مطلقة الارشاد الطلاب والقاء السکینة والحضور فی قلوب الاخیار واخذ البیعة المسنونة من طالب الطرق المذکورة. فهو خلیفتی ویده کیدی فطوبی لمن اقتدی به. قال اللّٰه: اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡهِمۡ. وصلّی اللّٰه تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و آلهٖ وصحابه اجمعین۔فقط

ترجمہ: ''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے اور درود وسلام خاتم النبیین پر ہو اور آپ کی آل (اطہارؓ) اور صحابہ (کرامؓ) پر ہو۔اما بعد،فقیر احمد سعید مجددی کان اللہ لہ کہتا ہے کہ میرے نیک بخت بھائی اور بزرگ حاجی الحرمین الشریفین و جامع العلمین مولانا دوست محمد، اللہ سبحانہ انہیں سلامت رکھے اور اپنی ذات کا محب اور اپنی مخلوق کا امام بنائے اور انہیں اپنی تمام مخلوقات کے لیے ہادی و مہدی بنائے۔ جب انہوں نے طریقہ اخذ کیا اور وہ اذکار و مراقبات میں مشغول ہو گئے تو میں نے انہیں جملہ مقامات، طریقہ نقشبندیہ مجددیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ میں توجہات دیں۔سو وہ فضل الٰہی سے مجمع البحار اور معدن الانوار بن گئے۔پس میں نے ان کو نقشبندیہ مجددیہ، قادریہ چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ سب طریقوں کی اجازت دے دی ہے تا کہ وہ طالبین کو ارشاد کریں اور ان کے دلوں میں سکینہ اور حضوری القاء کریں اور مذکورہ سلاسل میں لوگوں کو مسنون طریقے سے بیعت کریں۔ پس وہ میرے خلیفہ ہیں اور ان کا ہاتھ میرے ہاتھ کی طرح ہے۔سو خوشی (نصیب) ہو اس آدمی کو جو ان کی پیروی کرے۔ارشاد ربانی ہے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو لوگ

آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ (درحقیقت) اللہ کی بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ فقط[۱۹]

دوسری بار دہلی شریف سے افغانستان روانگی

خلعت خلافت اور اجازت مطلقہ (ثانی) عطا فرمانے کے بعد حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو دوبارہ افغانستان روانہ فرمایا اور اس وقت قوم میمن، شادی زئی اور ناصر پٹھانوں کے سردار میمن ناصر نامی کا ہاتھ پکڑ کر حضرت حاجی صاحبؒ کے مبارک ہاتھ میں دیا اور ارشاد فرمایا:

''میمن! حاجی صاحب تمہارے ساتھ ہیں۔ ایسے سمجھو جیسے فقیر تمہارے ساتھ ہے۔ حضرت حاجی صاحب کا وجود ایسا اکسیر ہے جو تانبے کو سونا بناتا ہے۔ ان کو اچھی طرح سنبھال کر رکھنا۔ یہ گویا گوہر نایاب ہیں۔ ان کی قدر و تعظیم کرنا۔ ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ ان کے وجود کو اپنے لیے اور اپنی ساری قوم کے لیے غنیمت اور نعمت عظمیٰ سمجھنا اور جس قدر ان کی خدمت کرو گے اور ان کی صحبت شریف میں رہو گے، اتنا فیض تم اور تمہاری قوم حاصل کرو گے۔ حاجی صاحب نہایت اچھے شخص ہیں۔ ایک خلق خدا ان سے فیضیاب ہوگی اور جو بھی حاجی صاحب کی صحبت شریف میں بیٹھا رہے گا وہ ہرگز محروم نہ رہے گا۔ حاجی صاحب کو خداوند کریم نے بلند کمالات سے سرفراز فرمایا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ روحہ کے مقامات و انوارات سے ان کو رنگین فرمایا ہے۔ زہے نصیب اس شخص کے جو ان کی صحبت شریف میں بیٹھے گا۔''

آہن کہ بپارس آشنا شد
آنہم بصورت طلا شد[۲۰]

یعنی لوہا جب پارس کا آشنا ہوا، تو وہ بھی سونا بن گیا۔

بعدازاں حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ، میمن ناصر اور ان کے رفقاء کے ساتھ اپنی خانقاہ مظہریہ شریف (دہلی شریف) سے باہر تشریف لائے اور حضرت حاجی صاحبؒ اور آپ کے روانہ ہونے والے قافلہ میں شامل لوگوں کے لیے دیر تک دعا فرماتے رہے۔ دُعا سے فارغ ہوکر پہلے حضرت حاجی صاحبؒ سے بہت دیر تک بغلگیر رہے۔ پھر میمن ناصر اور ان کے تمام رفقاء کے ساتھ بغلگیر ہوئے اور پھر سب کو دہلی شریف سے افغانستان کی طرف جانے کے لیے رخصت فرمایا۔

شادی:

جب آپ میمن ناصر کے ہمراہ ایک قافلہ کی صورت میں افغانستان پہنچے تو میمن ناصر کے قبیلہ کڑی پٹھاناں کے لوگوں نے حضرت حاجی صاحبؒ کی اپنی قوم میں شادی کر دی۔ کیونکہ انہیں فکر تھی کہ اگر حضور متاہل نہ ہوئے تو شاید ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ کڑی پٹھاناں کی بستی خیموں پر مشتمل تھی اور یہاں کے باشندے اکثر خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ موسم سرما میں افغانستان سے نقل مکانی کر کے گرم یا معتدل مقام کی طرف چلے جاتے تھے اور موسم گرما میں واپس افغانستان آ جاتے تھے۔ لہٰذا ان لوگوں نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے لیے پانچ چھ خیمے بنوائے۔ ایک با جماعت نماز پڑھنے کے لیے، دوسرا آپ کے گھر کے لیے، تیسرا آپ کی خلوت نشینی (عبادت و ریاضت) کے لیے اور دو تین خیمے مزید آپ کے زائرین و واردین اور درویشوں و طالبین حق کے لیے۔ تاکہ جو بھی آئے اس کی رہائش کے لیے آسانی ہو۔ یوں حضرت حاجی صاحبؒ کڑی پٹھاناں (افغانستان) کے رہائشی بن گئے اور یہاں کے لوگ بھی گرمیوں اور سردیوں میں آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ [۲۱]

افغانستان میں ورود اور قبولیت عامہ

جب حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ افغانستان میں وارد ہوئے تو فضا

الٰہی سے اپنے پیر و مرشد کی توجہات شریفہ آپ کے شامل حال رہیں اور افغانستان میں اس قدر قبولیت عامہ نصیب ہوئی کہ آپ مرجع خلائق بن گئے۔ ایک ہی دن میں چار سو سے زائد لوگ دیوانہ وار آپ کے قدموں میں آ بیٹھے۔ جن میں متبحر علما و فضلاء بھی شامل تھے۔ یہاں تک کہ خانقاہوں کے سجادہ نشین حضرات بھی آپ سے کسب فیض اور اخذ توجہات عالیہ کرنے لگے اور عامۃ الناس کی تعداد تو شمار سے باہر تھی۔

فیض مجددیہ کا مخزن بیکراں

خاندان مجددیہ کے جتنے صاحبزادگان اور متوسلین کابل اور قندھار میں رہتے تھے، حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنے مکتوبات گرامی کے ذریعے بار بار تاکید فرماتے تھے کہ وہ سب حضرت حاجی صاحبؒ سے فیوضات و توجہات حاصل کریں۔ ایک مکتوب شریف میں لکھا:

> ''اس ملک (افغانستان) میں حضرت مجدد (الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے خلفاء میں سے (حضرت) حاجی دوست محمد صاحب قیام رکھتے ہیں اور وہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے فیوضات و مقامات سے بہت زیادہ حصہ رکھتے ہیں۔ وہ انوار مجددیہ سے رنگین و مالا مال ہیں۔ اس ملک میں ان کا وجود کبریت احمر ہے جو شخص ان کی صحبت میں توجہات حاصل کرے گا۔ ان شاء اللہ وہ فیوضات و انوار مجددیہ سے وافر حصہ پائے گا اور ہرگز محروم نہ رہے گا۔ آپ سب (ان کے پاس) جائیں اور ان سے تمام مقامات مجددیہ میں توجہات حاصل کریں۔''

اسی طرح کے بے شمار مکتوبات شریفہ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے افغانستان میں اپنے عقیدت مندوں اور خلفاء کو لکھے۔ خان ملا خان صاحب جو امیر شیر علی خان والی حکومت افغانستان کے دست راست تھے، ان کو بھی آپ نے اس طرح کے تاکیدی مکتوبات گرامی لکھے، جن میں سے ایک میں تحریر فرمایا:

''حضرت حاجی صاحب (دوست محمد قندھاریؒ) کا وجود شریف اس ملک (افغانستان) کے لیے غنیمت اور ان کی صحبت کبریت احمر ہے جو ان کی صحبت شریف میں پہنچے گا اور ان سے استفادہ کرے گا ان شاءَ اللہ اسے حضرت مجدد پاکؒ کے مقامات، ولایات اور معارف سے وافر حصہ نصیب ہوگا اور ہرگز محروم نہیں رہے گا۔''

پیرومرشد سے والہانہ محبت وعقیدت

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیرومرشد حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت اور وارفتگی تھی۔ محبت اور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جدائی کے ان دنوں میں جب اپنے پیرومرشد کی یاد ستاتی تو ان کا مبارک جوتا (جو دہلی شریف سے ساتھ لائے تھے) اپنے چہرہ انور پر پھیرتے رہتے اور بے ساختہ روتے رہتے اور اسی حالت میں جب کیف وسرور طاری ہوجاتا تو یہ شعر پڑھنے لگے تھے:

بچہ تسکین دہم دیدہ و دل را کہ مدام

دل ترا میطلبد و دیدہ ترا میخواہد

یعنی میں آنکھ اور دل کو کیسے مطمئن کروں کہ دل ہمیشہ تجھے طلب کرتا ہے اور آنکھ تجھے چاہتی ہے۔

خدمات پیرومرشد کی پاسداری

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وخیریت سے آگاہ رہنے اور اپنے حالات وکیفیات سے خبر دینے کے لیے مسلسل خطوط شریف روانہ کرتے رہتے تھے۔ علاوہ ازیں ہر سال بہت سی زر نقد، میوہ جات، قالینیں اور بیش بہا کپڑے بطور نذر دہلی شریف روانہ فرماتے رہتے تھے۔ افغانستان سے جو بھی با اخلاص ارادت مند دہلی شریف حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف

ہونے کے لیے جاتے، حضرت حاجی صاحبؒ ان کے ہاتھ سے کم وبیش دو سو روپیہ کلدار فوری بھیج دیا کرتے تھے اور کوشش کرتے کہ اپنے پاس کچھ نہ رہے کیونکہ اپنے پاس موجود سب کچھ اپنے پیرومرشد کا مال سمجھتے تھے۔ جب ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء میں حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کی طرف جانے والے حاجیوں کے ہاتھ بیش بہا تحفے تحائف اور نقدی وغیرہ اپنے پیرومرشد کی مبارک زندگی میں مسلسل بھیجتے رہے۔[۲۲]

جانشینی وخلافت مطلقہ

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے جب حرمین شریفین کی طرف ہجرت فرمائی تو دہلی شریف سے ۲۸ نومبر ۱۸۵۷ء کو ڈیرہ اسماعیل خان تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے محب اور جاں نثار خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سینکڑوں مریدوں کے ہمراہ آپ کا استقبال کیا اور آپ کو اپنی خانقاہ موسیٰ زئی شریف پر لے گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کچھ عرصہ یہاں مقیم رہے اور پھر یہاں سے ٹھٹھہ اور بمبئی کے راستے عازم حرمین شریفین ہو گئے۔ آپ نے جاتے وقت حضرت حاجی صاحب کو اپنا جانشین اور خلیفہ مطلق قرار دیا اور دہلی شریف کی اپنی خانقاہ مظہریہ شریف کا جانشین بھی حضرت حاجی صاحب کو بنایا اور اس ضمن میں ایک تحریر لکھ کر انہیں عنایت فرمائی۔ نیز خلافت ونیابت کی یہ سند بھی تحریر فرمائی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم. الحمدللہ افضل الحمد واجلہ واعلاہ کما یلیق بجناب قدسہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علی سید الوریٰ کما ینبغی ویجری وعلیٰ آلہ التقی واصحابہ التقی، امابعد باعث این سطور آنکہ از مدت آرزوئے زیارت حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا وکرامۃ دردل بود، حال ارادہ الٰہی سبحانہ بآن متعلق گردید ونیت طواف آنجا راسخ شد ومتوجہ آن حدود مع اہل وعیال شدیم۔ اللہ تعالیٰ از کرم خویش آنجا رساند، لہذا امر قوم میسازم بمریدان خود کہ در ہندوستان وخراسان سکونت میدارند کہ بجای من مقبول بارگاہ

احد حاجی دوست محمد صاحب را کہ خلیفہ من اند، بدانند وتوجہات ازیشان گرفتہ باشند وھو خلیفتی ویدہ کیدی فطوبی لمن اقتدی بہ فھو خلیفتی علی الاطلاق بای طریق یامرکم فعلیکم بامتثالہ ولا یجوز العدول عن حکمہ، اللھم اجعلہ ھادیاً و مھدیاً واھدبہ الناس طرا علی سبیل الدوام والا ستمرار وزدفی عمرہ ورشدہ و صلاحہ و فلاحہ یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ واصحابہ اجمعین ویرحم عبداً قال آمینا والسلام اولاً و آخراً.

مہر احمد سعید

''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

''ساری تعریفیں اور اعلیٰ اور اجل حمد اللہ کے لیے ہے جو اسی کی پاک اور بلند ذات کے لائق ہے اور درود و سلام اس کے محبوبؐ پر نازل ہو جو دونوں جہاں کے سردار ہیں اور آپؐ کی آل (اطہارؓ) اور اصحاب (کرامؓ) پر۔

امابعد۔ ان سطور کی تحریر کا باعث یہ ہے کہ دل مدت سے حرمین شریفین کی زیارت کے لیے آرزومند رہتا تھا۔ اب قضائے الٰہی سجانہ نے اسے خوشحال بنایا اور اس مقام مبارک کے طواف کا عزم پختہ ہوا اور ہم اہل وعیال کے ساتھ ان (مقدس) مقامات کی طرف جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے وہاں پہنچائے۔

لہٰذا جس قدر میرے مرید ہندوستان اور خراسان (قدیم افغانستان) میں مقیم ہیں، ان کے لیے میں لکھ رہا ہوں کہ وہ مقبول بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب جو کہ میرے خلیفہ ہیں، کو میرا قائم مقام سمجھیں اور ان سے باطنی توجہات حاصل کریں۔ یہ میرے خلیفہ ہیں اور ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے، سو خوشی (نصیب) ہو اس آدمی کو، جو ان کی پیروی

کرے۔ وہ میرے جانشین اور خلیفہ مطلق ہیں، جو بھی حکم فرمائیں، اس کو بجا لانا تمہارے لیے لازم ہے اور ان کے حکم کی خلاف ورزی تمہارے لیے جائز نہیں۔ اے ہمارے اللہ! ان کو ہادی اور مہدی بنا اور سب خلقت کو ہمیشہ اور مسلسل ان کے ذریعے ہدایت نصیب فرما اور ان کی عمر، رشد، صلاح اور فلاح میں اضافہ فرما، اے رب العالمین (ایسا فرما)۔ بطفیل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، درود و سلام ہو آپ پر اور آپ کی آل (کرامؓ) اور سب صحابہ (عظامؓ) پر اور اللہ رحم فرمائے اس بندہ پر جو آمین کہے اور سلام ہو اوّل و آخر میں۔"

دشمنانِ دین کے خلاف جنگ میں شمولیت

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں آپ کے خلیفہ حضرت حاجی ملا امان اللہ آخوند رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں مذکور ہے کہ حضرت حاجی صاحبؒ خراسان میں آئے تو حضرت ملا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ وہ وقت دین کے دشمنوں کے ساتھ جنگ و جدل کرنے کا تھا۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ نے خیال فرمایا کہ شاید میں اس جنگ میں شہید ہو جاؤں، اس لیے مجھے چاہیے کہ جو امانت اپنے حضرات سے پہنچی ہے وہ کسی اہل استعداد کے سپرد کر دوں، یہی بہتر ہوگا۔ حضرت ملا غازی آخوند زادہ بھی اس وقت حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے پاس مقیم تھے، اس طرح آپ نے یہ امانت ان کے سپرد فرمائی اور انہیں اجازت کا شرف عطا فرمایا۔ چند روز بعد افغانوں نے دین کے دشمنوں پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا تو عصر کے قریب حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی ملا امان اللہ آخوند زادہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی خلافت و اجازت مرحمت فرمائی۔

فصل سوم:

خانقاہوں کی تعمیر، تربیت سالکین، وصال مبارک، جانشین معظم اور آثار

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گرمیوں کے موسم میں قندھار میں تشریف لے جاتے تھے اور سردیوں میں علاقہ دامان میں مقیم رہتے تھے۔

خانقاہ:

خانقاہ درحقیقت ایک ایسی چاردیواری کا نام ہے جس میں شیخ وقت کی رہائش کے ساتھ، طالبان حق، درویشوں، ذاکرین اور زائرین و واردین کے رہائشی حجرے، باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے ایک مسجد، صحبت شیخ کے لیے ایک تسبیح خانہ یعنی ایسی خلوت گاہ جس میں طالبان حق کی تربیت کی جائے، ذاکرین ذکر الٰہی میں مستغرق ہو سکیں، شیخ سے بیعت کی سعادت حاصل کی جائے اور توجہات باطنی کا اکتساب ہو سکے۔ ایسے مجموعہ مکانات کو خانقاہ کہا جاتا ہے۔

پہلی خانقاہ ناوہ ترکیاں کی تعمیر

آپ کے عقیدتمندوں اور مریدوں نے علاقہ قندھار (افغانستان) میں ناوہ ترکیاں کے مقام پر آپ کے لیے ایک خانقاہ بنائی۔ جس میں آپ نے کم و بیش سات آٹھ سال گزارے۔ قوم ترکی جرائم پیشہ تھی، کوشش بلیغ کے باوجود یہ اپنی جاہلانہ حرکات سے باز نہ آئی تو آپ نے دلبرداشتہ ہو کر وہاں سے نقل مکانی کا عزم فرمایا۔

دوسری خانقاہ لوڑگئی کی تعمیر

جب آپ کی اس دلبر داشتگی کا علم علاقہ غنڈان، مضافات قندھار کے رئیس ملا عبدالحق صاحب کو ہوا تو وہ اپنے ایک عزیز حاجی محمد صدیق کے ہمراہ آپ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ ہم آپ کے لیے اپنے علاقہ غنڈان میں خانقاہ تعمیر کرتے ہیں، اجازت عنایت فرمائیں۔ آپ نے ان کا اخلاص اور شوق کمال دیکھ کر اجازت مرحمت فرمائی۔ اس طرح ان دونوں صاحبان کی کوشش اور ہمت سے علاقہ غنڈاں کے مقام پر موضع لوڑگئی میں ایک خانقاہ تیار ہوگئی۔ جس میں درویشوں، طالبین، زائرین اور مریدین کے قیام کے لیے آٹھ حجرے، ایک حویلی حرم سرا اور پانچ چھ کمرے وغیرہ، اہالیان متعلقہ خانہ کے لیے اور مستورات و ذاکرات کے لیے، لنگر خانہ اور تسبیح خانہ کے لیے بنوائے گئے۔ جب یہ خانقاہ جملہ لوازمات کے ساتھ مکمل ہوگئی تو آپ ۱۲۵۵ھ/ ۴۰-۱۸۳۹ء) کو اس میں تشریف فرما ہوئے اور یہ خانقاہ لوڑگئی کے نام سے معروف ہوگئی۔

دامان

ملک دامان یا علاقہ دامان اس ٹکڑہ ارض کا نام ہے جو کوہ سلیمان کے دامن میں واقع ہے۔ یہ شمالاً درہ گومل، جنوباً درہ بولان سے کچھ جنوب تک، غرباً سلسلہ حدود کوہ سلیمان اور شرقاً حدود دریائے سندھ تک کا علاقہ ہے۔

خانقاہ موسیٰ زئی شریف کی تعمیر

آپ موسم گرما گزارنے کے لیے ڈیرہ اسماعیل خان کے شہر چودھوان کے مغرب میں پہاڑ کے دامن میں علاقہ دامان کے اندر اپنی کڑی قوم شادی زئی کے ساتھ خیموں میں رہتے تھے، چونکہ آپ کے پاس لوگ کثیر تعداد میں آیا کرتے تھے اور زائرین و واردین کے لیے جگہ تنگ ہوگئی تھی، لہٰذا اس علاقہ کے جو لوگ آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے تھے ان

میں سے چودھوان کے رہنے والی دو صاحب حیثیت و مرتبہ شخصیات خان غلام نبی خان صاحب اور شہر کے قاضی مولانا فتح محمد صاحب نے چودھوان میں آپ کے لیے ایک خانقاہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا، جبکہ کلاچی کے بڑے خان نورنگ خان گنڈہ پور چاہتے تھے کہ کلاچی میں آپ کے لیے ایک خانقاہ بنائیں، لیکن تقدیر ازلی کے فیصلہ کے مطابق ان سے پہلے ہی خان میر عالم خان صاحب، رئیس موسیٰ زئی شریف نے قاضی عبدالغفار صاحب اور قاضی عبدالرحیم صاحب، ساکنان درابن کے ایماء پر موسیٰ زئی شریف میں آپ کے لیے خانقاہ کی تعمیر شروع کرادی۔ ان دنوں موسم گرما تھا، لہٰذا آپ اپنے اہل خانہ اور درویشوں کے ہمراہ افغانستان تشریف فرما ہو چکے تھے۔ بعد ازاں موسم خزاں آیا تو آپ افغانستان سے علاقہ دامان میں چودھوان کے قریب تشریف لے آئے تو آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی خان صاحب مذکور نے شب و روز کی محنت شاقہ سے موسیٰ زئی شریف میں آپ کے لیے خانقاہ تیار کرالی تھی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- وسیع اور کشادہ چاردیواری اور درمیان میں ایک بڑا دروازہ۔

۲- دو عدد بڑے کشادہ کمرے برائے رہائش حرم محترم بمعہ حویلی۔

۳- ایک کشادہ دالان (کمرہ ہوادار) برائے خواتین پردہ نشین۔

۴- ایک تسبیح خانہ شریف برائے محفل و ختم حلقہ شریف۔

۵- ایک مسجد شریف فراخ جس میں چار پانچ بڑی صفیں تھیں، تاکہ نمازی آسودگی سے سما سکیں۔

۶- تین عدد کمرے برائے خاص و عام طالبان خداوند تعالیٰ کی رہائش کے لیے۔

۷- دو عدد بڑے کمرے برائے رہائش خاص خلفاء و علماء۔

۸- ایک اصطبل گھوڑوں کے لیے۔

۹- ایک عدد کمرہ برائے گھاس و بھوسہ وغیرہ۔

۱۰- ایک عدد کمرہ فالتو مگر نہایت ہی صاف اور ستھرا، ضرورت خاص کے لیے۔

اس خانقاہ موسیٰ زئی شریف کی تعمیر ۱۲۶۶ھ میں مکمل ہوگئی تھی۔[۲۳]

بعد ازاں حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ ۲۸ نومبر ۱۸۵۷ء/ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۷۴ھ کے قریب، یا چند روز بعد خانقاہ موسیٰ زئی میں تشریف فرما ہوئے اور کچھ عرصہ یہاں قیام فرما ہونے کے بعد ۲۸ جنوری ۱۸۵۸ء/ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۷۴ھ کو براستہ بمبئی ہجرت حرمین شریفین کے لیے روانہ ہو گئے تھے، جس کی مناسبت سے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری نے اسی روز سے خانقاہ موسیٰ زئی شریف کا نام خانقاہ احمدیہ سعدیہ تجویز فرمایا تھا۔ آج بھی خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے تسبیح خانہ کے دروازہ کے اوپر والے (قدیم ترین) سنگ مرمر کے کتبہ میں یوں کندہ ہے:

"خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ۷۳-۱۲۷۴ھ" [۲۴]

تربیت سالکین

آپ کا انداز تربیت وہی تھا جو آپ نے اپنے شیخ حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی صحبت میں رہ کر دیکھا اور آپ کی تربیت سے سیکھا تھا۔ معمولات طریقہ نقشبندیہ یعنی تلقین ذکر و وظائف، توجہات شبانہ روز، لطائف و مراقبات، وعظ و تذکیر، سالکین کے احوال کی خبر گیری، ان پر غایت شفقت، تحریص و ترغیب، ترویج سلسلہ میں سرگرمی اور اصلاح و تربیت میں گرم جوشی۔ الغرض جو محاسن کمالات ایک کامل و مکمل خدا رسیدہ اور خدا رساں بزرگ کی شان کے شایاں ہیں وہ سب کے سب آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ تمام درویشوں کو آپ کے لنگر سے دونوں وقت کا کھانا ملتا تھا۔ طالبان حق ہر قسم کی دنیوی پریشانیوں سے آسودہ ہو کر تحصیل سلوک میں مشغول رہتے تھے۔ شریعت مطہرہ کا اتباع اور بدعات سے کامل اجتناب لوازم سلسلہ میں سے تھا۔ یہ آپ کی عظمت و ولایت کا ادنیٰ کمال تھا کہ تمام وابستگان طریقہ پر ہمیشہ ہیبت طاری رہتی تھی اور کوئی فرد اپنے اوراد و وظائف میں تساہل نہ کر سکتا تھا۔ گاہے گاہے سالکین کے حجروں میں جا کر ان کے کپڑوں، کھانے پینے کے برتنوں اور کتابوں کا جائزہ لیا کرتے تھے کہ کوئی امر آداب طریقہ اور ضوابط خانقاہ کے منافی نہ ہونے پائے، جو انتشار توجہ کا موجب بنے۔ [۲۵]

اصول تربیت

طریقت کے اصولوں میں یہ بات بہت اہم ہے کہ شیخ نے سالک کو جس ذکر و شغل پر کاربند رہنے کا حکم دیا ہے وہ اس سے سرمو تجاوز وانحراف نہ کرے۔ صلوٰۃ پنجگانہ اور فرائض و سنن سے فراغت کے بعد فکر و نظر کی تمام صلاحیتوں کو اپنے معمولات پر صرف کرے، تا کہ یکسوئی اور جمعیت باطن حاصل کر سکے۔

لنگر سے جو غذا ملتی تھی وہ سادہ اور بقدر کفاف ہوتی تھی۔ خانقاہ میں کم خوردن، کم گفتن، کم خفتن اور کم باخلق بودن کا اصول کارفرما تھا۔

درویشی اور شکم سیری

ایک نوجوان اور تنومند افغانی درویش حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خانقاہ میں زیر تربیت تھا۔ خانقاہ شریف کے لنگر کے کھانے کے بعد بھی اس کی بھوک باقی رہتی تھی۔ لہٰذا اس نے مکئی اور جوار وغیرہ بھنوا کر اپنے پاس رکھی ہوئی تھی اور جب کبھی بھوک غلبہ کرتی تو ان میں سے کچھ کھا کر اسے دفع کرتا۔ اتفاق سے ایک روز حضرت حاجی صاحب قدس سرہ درویشوں کے حجروں کا معائنہ کرنے کے لیے آ گئے۔ آپ کے خادم خاص حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو جلدی سے اس درویش کے پاس آئے اور اسے بتایا کہ حضرت حاجی صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ وہ بھنے ہوئے دانوں کی تھیلی کو فوراً کسی جگہ چھپا دے۔ مبادا حضرت اقدس دیکھ لیں اور آپ اس کی بے صبری و ہوس پر کبیدہ خاطر ہوں۔

اس طرح معلوم ہوا کہ آپ کی خانقاہ کے آداب میں یہ شامل تھا کہ درویش کو جو غذا جتنی مقدار میں لنگر سے ملتی ہو، وہ اس پر قناعت کرے اور درحقیقت تربیت سالکین کے زریں اصولوں میں سے ایک قناعت پسندی بھی ہے۔ درویش کے لیے قانع و صابر ہونا انتہائی ضروری ہے۔ اسے خود کو قلت طعام کا عادی اور خوگر بنانا چاہیے۔ کیونکہ شکم سیری اس راہ میں سخت مضر ہے اور یہ چیز عرفان خداوندی سے محرومی کا سبب ہے۔ سعدی شیرازیؒ نے کہا ہے:

اندروں از طعام خالی دار
تا درو نور معرفت بینی [۲۶]

یعنی تو پیٹ کو طعام سے خالی رکھ، تاکہ اس کے اندر نور معرفت دیکھ سکے۔

وصال مبارک

آپ نے شب سوموار ۲۲ شوال المکرّم ۱۲۸۴ھ / ۱۶ جنوری ۱۸۶۸ء کو وصال فرمایا اور اپنی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف میں آخری آرام گاہ پائی۔ [۲۷] فَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

جانشین معظم

آپ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ آپ کے خلیفہ اعظم و جانشین معظم قرار پائے جن سے ایک جہان کے لوگوں نے کسب فیض کیا۔ ان کے احوال مبارک باب چہارم میں آرہے ہیں۔

آثار:

(۱) حضرت حاجی دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں اس وقت دو مجموعہ مکتوبات دستیاب ہیں۔ ایک مجموعہ ان مکاتیب شریفہ (فارسی) پر مشتمل ہے جو آپ کے شیخ و مرشد حضرت شاہ احمد سعید دہلوی ثم مہاجر مدنی قدس سرہ نے آپ کے نام تحریر فرمائے ہیں۔ آپ نے بہ نیت تبرک ان کی تدوین و ترتیب فرمائی۔ ان مکاتیب کے مطالعہ سے شیخ و مرید کے قریب ترین روابط کا علم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان میں سلوک کے بیشمار فوائد مندرج ہیں جو قلب و روح کو طراوت و جلا بخشتے ہیں۔

یہ مجموعہ ''مکاتیب حضرت شاہ احمد سعید صاحبؒ بنام حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ،

مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ، ''تحفہ زواریہ در انفاس سعیدیہ'' (فارسی) کے نام سے اعلیٰ کتب خانہ، کراچی سے ۱۹۵۵ء میں طبع ہوا تھا جو ۱۴۴ صفحات پر مشتمل تھا۔

دوسرا مجموعہ آپ کے ذاتی مکتوبات شریفہ (فارسی) کا ہے جو تلقین و ذکر اور تعلیم کے مضامین پر مشتمل ہے اور جنہیں آپ نے اپنے شیخ، دیگر اعزہ واقارب اور مریدین و مخلصین کی طرف تحریر کیا تھا۔

یہ مجموعہ اکتیس مکاتیب شریفہ پر مشتمل ہے جو حضرت مفتی عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ (سکنہ چودھوان، ڈیرہ اسماعیل خان) خلیفہ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م ۱۹۵۶ء)، خانقاہ سراجیہ، کندیاں ضلع میانوالی کو کہیں سے دستیاب ہوا جو انہوں نے حافظ نصر اللہ خان خاکوانی کی اعانت سے طبع کرا دیا تھا۔ نیز اسے محمد عادل بن فیض محمد نے مرتب کر کے ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء میں ملتان سے، منجاب حافظ محمد یوسف و برادران (از مطبع صدیقیہ۔ ملتان) بنام: ''مکتوبات (فارسی) حضرت دوست محمد قندھاریؒ'' طبع کرایا تھا جو ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کا اردو ترجمہ از حضرت صوفی محمد احمد نور اللہ مرقدہ پہلی بار جناب حاجی قربان بیگ کے اہتمام سے تحفہ ابراہیمیہ مکتوبات حضرت مولانا حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ۱۹۶۶ء میں طبع ہوا تھا اور اسے بعد ازاں زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی نے شائع کیا تھا۔ زوار اکیڈمی کی جانب سے یہ دوسری بار ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں طبع ہوا ہے اور ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے۔[۲۸]

(۲) آپ کی ایک تصنیف بعنوان احوال دوست محمد قندھاری (فارسی) ہے جو آپ نے حافظ مولوی محمد مظہر ابن شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہما کی خواہش پر لکھی تھی۔ اس کا نسخہء خطی کتاب خانہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ، خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں موجود ہے، جو ۱۲۷۱ھ/ ۱۲۷۵ھ کا مکتوبہ ہے۔

فصل چہارم:

خلفائے عظام

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی ذات اقدس منبع فیوض و برکات تھی۔ خلق خدا جوق در جوق آپ کی خانقاہ میں آیا کرتی تھی۔ عقیدت مندوں اور مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ جن میں سے سینکڑوں نے خرقہ خلافت اور سند اجازت سے سرفرازی حاصل کی۔ یہ خلفاء بھی گویا اس شجر معرفت کی بار آور شاخیں تھیں، جنہوں نے ثمرات شریعت اور تجلیات معرفت سے ہزار ہا نفوس کو تنویر باطن عطا کی، حتیٰ کہ ان شاخوں سے نئی کونپلیں پھوٹیں اور وہ بھی سایہ گستری اور فیض رسانی میں اپنی اہل کی ممد و معاون ثابت ہوئیں۔ گویا چشم بصیرت

"وَمَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ"

کی تفسیر مشاہدہ کر رہی تھی۔ آپ کی حیات مبارک ہی میں آپ کے خلفاء اور متبعین کا سلسلہ وسیع پیمانہ پر کابل، قندھار، ہرات اور اضلاع سرحد و پنجاب میں دور دور تک پھیلا اور یہ دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ آپ نے جو مکتوب گرامی اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا۔ اس میں اپنے خلفاء کی تعداد سو کے قریب بیان کی ہے۔ آپ سراپا عجز و انکسار تھے۔ اپنے ارادت مندوں کا ذکر کرتے ہوئے بغرض اطلاع اس تعداد کو تحدیث نعمت کے طور پر ذکر فرمایا جو مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ اور آپ کے مکتوبات شریف (فارسی) میں (ص ۵۴-۷۱)، نیز مواہب رحمانیہ (ص ۱۹۳-۲۲۲) میں شامل ہے[۲۹] اور یہاں آپ کے خلفائے عظام کی تعداد تقریباً ایک سو بیس مذکور ہے۔ ان میں سے جن اصحاب و خلفائے گرامی کے احوال آپ نے تحریر فرمائے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

حضرت سید حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کوچی تھے اور جلیل القدر عالم تھے۔ ہر فن میں مہارت رکھتے تھے۔ چند سال کسب

سلوک کرنے کے بعد خلعت خلافت سے مشرف ہوئے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج میں مشغول رہے۔ حقائق و معارف سے آگاہ تھے۔ طالب علموں کو ظاہری و باطنی علم کی تعلیم دیتے تھے۔[۳۰]

حضرت سید مہتر موسیٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تھے۔ پہلے انڈر قوم کے ایک شیخ جو ''حاجی صاحب'' کے نام سے معروف تھے، سے بیعت ہوئے۔ جب کچھ فائدہ نہ ہوا تو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت ہوئے اور آپ سے خلعت خلافت پائی۔

حضرت مولوی عبدالرحیم آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ درابن (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) کے رہنے والے تھے۔ علم فقہ واصول میں علاقۂ داماں اور پیوندگان میں عالم بے مثال و بے نظیر تھے۔ آپ کا کہنا تھا کہ اگر تمام کتب فقہ کو پانی سے دھو ڈالیں تو ان شاء اللہ میں اپنے دل سے دوبارہ لکھ سکتا ہوں۔ بڑی فہیم و ذہین شخصیت تھے اور طریقہ کے آداب سے واقف تھے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کر کے چند سال کسب طریقہ کرتے رہے۔ عجیب وغریب احوال ان پر منکشف ہوتے تھے۔ صحیح ادراک حاصل تھا اور ہر مقام کا بالتفصیل ادراک رکھتے تھے۔ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہونے کے بعد سابقہ حالت کالعدم ہوگئی تھی۔ اجازت سے مشرف ہوئے۔ حظیرہ قدس کے نزدیک وصال ہوا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔[۳۱]

حضرت ملا رحیم بخش اجمیری ہرصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہندوستان کے مشہور شیخ احمد عرب عباس رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوتے ہوئے بھی

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تجدید بیعت کر لی۔ صاحب مقامات عالیہ ہو کر خلافت عظمٰی اور نعمت کبریٰ سے مشرف ہوئے۔

آپ حضرت دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں رہتے تھے۔ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرت مدینہ منورہ کے وقت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری صاحبؒ نے ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء میں خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کا انتظام وانصرام آپ کے سپرد فرمایا تھا۔

آپ نے فضائل الباری فی مناقب وملفوظات ومکتوبات حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قدس سرہ کی ترتیب وتدوین میں حضرت محمد عادل کاکڑ رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ دیا تھا۔

آپ کے ابتدائی حالات میں آیا ہے کہ آپ پہلے شیخ احمد عرب صاحب مدنی الافندی الجوخدار انصاری قدس سرہ جو ان کو ہندوستان میں ملے تھے، سے بیعت ہو گئے تھے اور ان سے طریقہ قادریہ اور چشتیہ میں خلافت بھی حاصل کی اور کچھ لوگوں کو طریقہ میں داخل بھی کیا۔ پھر تقدیر الٰہی سے سرکار انگریز کی ملازمت میں لگ گئے۔ تیس روپے ماہوار کی ملازمت اختیار کر لی۔ چھ سال انگریز کی نوکری کرتے رہے مگر چونکہ اپنے آپ میں لیاقت اور نسبت باطنی نہ پاتے تھے (لہٰذا) بزرگوں کی صحبت میں بیٹھتے رہے اور کسی صاحب نسبت بزرگ کی تلاش جاری رکھی۔ اسی اثناء میں صوبہ سرحد کے ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ درابن میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے مثل خواں بنے اور درابن میں ملازمت کرنے لگے تو حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں آنے جانے کا موقع میسر آیا۔ ایک بار حاضر خدمت ہونے پر ان کے دل میں حضرت اقدس سے ایسا دلی لگاؤ ہوا کہ آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کر لی۔ آپ نے انہیں قلب پر ذکر اسم ذات کی تلقین فرمائی تو بفضلہٖ تعالیٰ ان پر جذبات وواردات الٰہیہ ایسے طاری ہوئے کہ ان کا حال دگر گوں ہو گیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نوکری سے مستعفی ہونے کا ارادہ کر لیا۔ بڑے فاضل وانشاء پرداز تھے۔ انگریز نے ان کی نوکری نہ چھوڑنے پر مبلغ بیس روپے کا اور اضافہ کر دیا اور مبلغ پچاس روپے دینے کا وعدہ کیا۔ چونکہ تائید ایزدی اور امداد

غیبی ان کے شامل حال تھی۔ لہٰذا مبلغ پچاس روپے لینا اور نوکری کرنا منظور نہ کی۔ آخر نوکری چھوڑ کر حضرت دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مقیم ہو گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ انوار تجلیات اور ادراک صحیح اور فیوض و برکات حضرات خواجگان رضوان علیہم اجمعین سے مال مال ہوئے اور شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔ سلوک مجددیہ کی تکمیل تک حضرت اقدس قدس سرہ کے پاس خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ہی مقیم تھے۔ یہاں تک کہ ۲۸ جنوری ۱۸۵۸ء/ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۷۴ھ کو حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ نے خانقاہ موسیٰ زئی شریف پر، خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف اور خانقاہ غنڈان شریف، قندھار کی تولیت و نیابت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کو عطا فرمائی۔ تو آنمحترم نے حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی موجودگی میں حضرت ملا رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کو خانقاہ شریف (دہلی شریف) جانے کا حکم فرمایا جو وہاں آپ کے قائم مقام بن کر گئے اور پھر وہیں انہوں نے ۱۲۸۳ھ/ ۶۶-۱۸۶۷ء میں وفات پائی۔[۳۲]

حضرت مولوی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

آپ پہلے حضرت میاں خواجہ سلیمان سنگھڑوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہوئے۔ کئی سال ان کی صحبت میں گزارے۔ بعد ازاں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے بیعت کا شرف پایا۔ تکمیل سلوک کے بعد اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور پھر لوگوں کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیوض برکات سے نوازتے رہے۔

حضرت ملا قطار آخوندزادہ فقیہ کسیغری رحمۃ اللہ علیہ

اپنے خانوادہ کے آباؤ اجداد میں سے ہیں۔ چند سال تک حضرت خواجہ سلیمان چشتی قدس سرہ سے طریقت حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ شرف اجازت پایا اور طریقہ شریف کی اشاعت میں لگ گئے۔ انہوں نے

خواب دیکھا کہ بغیر دھوئیں کے ایک شعلہ شمع کی طرح حضرت حاجی صاحب کے سینہ سے روشن ہوا۔ مختلف اطراف کے لوگ اس شمع سے اپنی اپنی شمع روشن کر رہے ہیں۔ اپنے جد بزرگوار کے اشارہ پر انہوں نے اپنی شمع بھی روشن کی۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس آ کر بیعت حاصل کر لی۔ [۳۳]

حضرت ملا سمور آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے عالم فاضل اور فقیہ کامل تھے۔ مقامات طریقت کسب کر کے خلافت سے مشرف ہوئے اور خلق خدا کو مستفیض فرماتے رہے۔ یہ صاحب طرفہ تماشا تھے۔ ایک دنبہ بلخی بڑا سری پائے سمیت کھا جاتے تھے اور اس پر چند سیر انگور اور میوہ جات بھی تناول فرما جاتے تھے، تب بھی سیر نہیں ہوتے تھے اور اتنا کثیر کھانے کے باوجود بھی عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس امتحان لینے کی غرض سے حاضر ہوئے تھے کہ اگر اس فقیر کے پاس تھوڑے سے کھانے پر بندہ سیر ہو گیا تو ان سے بیعت کر لوں گا۔ چنانچہ حضرت قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے چند ٹکڑے گوشت کے اور شوربا اور تین روٹیاں نہایت باریک ان کے آگے رکھیں۔ اس طرح کھانا ابھی باقی تھا کہ وہ سیر ہو گئے اور یہی واقعہ ان کے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہونے کا سبب بن گیا۔ [۳۴]

حضرت ملا میر باز اخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت ملا سمور آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے تھے۔ عالم کامل تھے۔ جب شروع میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو طریقہ میں داخل ہونا چاہا۔ حضرت قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کہا کہ تم نسوار کھانے والے آدمی ہو لہٰذا فقیر تمہیں بیعت نہیں کرتا۔ جب تم تمبا کو کھانے سے باز آ جاؤ گے تو تمہیں طریقہ میں داخل کر لوں گا۔ لہٰذا جب یہ واپس گھر کو گئے تو فضل خدا سے تیسرے دن انہیں جذبات و واردات اور

تجلیات نے آن گھیرا، یہاں تک کہ اپنے کیے پر پشیمان ہوئے اور تمبا کو فوری چھوڑ کر حضرت قندھاری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے اور صاحب مقامات عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بنے اور خلعت خلافت سے مشرف ہو کر اپنے ملک اور وطن (علاقہ مقر افغانستان) میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ایک خانقاہ بنائی اور یہاں ہزاروں لوگوں کو اپنے فیوضات و برکات سے مالا مال فرمایا اور سینکڑوں کو خرقہ خلافت سے نوازا۔ ان کے وجود مسعود سے خلق خدا کو بے حساب فیض نصیب ہوا۔ ۳۵

حضرت ملا محمد گل آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

اپنے آباء واجداد سے ہی صاحب کمال تھے۔ اپنے علاقہ کے فقراء کے ہاں پھرتے رہے کہ کوئی صاحب کمال ملے تو اس کی بیعت کرلوں۔ اسی خیال میں گم رہتے تھے کہ ایک روز خواب دیکھا کہ ان کے جد بزرگوار جن کا نام ملا شاہوار آخوندؒ تھا اور جو حضرت میاں عمر رحمۃ اللہ علیہ چوگنی والوں کے مرید تھے، وہ ان کو فرمارہے ہیں کہ جاؤ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری صاحب کے بیعت ہو جاؤ۔ سو آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بہت ہی زیادہ عاجزی وانکساری سے عرض کیا کہ حضور! مجھے بیعت فرمائیں۔ اس وقت حضرت ملا محمد گل آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے بڑے حاکم خان میر عالم کی طرف سے منصب قضا وفتویٰ کے حامل تھے۔ لہٰذا حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ نے انہیں بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ منصب قضا اور مولویت ترک نہ کرو گے، اس وقت تک تمہیں طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل نہیں کروں گا۔ اس پر آپ حاکم خراسان خان میر عالم کے پاس پہنچے اور منصب قضا سے مستعفی ہو گئے۔ قضا اور مولویت دونوں کو ترک کر کے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو شرف بیعت سے نوازا۔ کئی سال اذکار وافکار الٰہیہ میں مصروف رہے اور تمام مقامات سلوک طے کر کے خلعت خلافت سے مشرف ہوئے اور بعد ازاں طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں مصروف رہے۔ ۳۶

حضرت خان آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ غزنی (افغانستان) کے آس پاس کے رہنے والے تھے۔ دو جگہ بیعت کر چکے تھے مگر اپنے آپ کو نسبت شریفہ نقشبندیہ مجددیہ سے خالی پا کر حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی جانب رجوع کیا اور آپ کی بیعت مبارک سے مشرف ہوئے۔ چند سال کے بعد حضرت اقدس نے آپ کو شرف اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔ بعد ازاں آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت وترویج اور طالبان حق کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ [۳۷]

حضرت مولوی محمد جاناں آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ علاقہ مرغہ (افغانستان) کے رہنے والے تھے اور بڑے بزرگ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام قاضی یار محمد آخوندزادہ تھا۔ جامع العلوم متداولہ تھے اور علم تصوف میں بے نظیر تھے۔ آپ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو گئے۔ کئی سال کسب سلوک کرنے کے بعد خلعت خلافت سے مشرف ہوئے۔ بحمد اللہ انہوں نے ہزاروں افراد کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت فرمایا اور ایک جہان ان کے انوار سے منور ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ صاحب کشف صحیح اور عجیب احوال کے مالک تھے۔ اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کو بہت پیارے لگتے تھے کہ جامع جمیع علوم وفنون تھے اور ساتھ ہی اپنے پیر و مرشد کے ساتھ ان کو کمال محبت تھی۔ [۳۸]

حضرت ملا دوران آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ علاقہ غنڈان (قندھار، افغانستان) کے رہنے والے تھے اور حضرت محمد سعید آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی اور ان سے چند سال کسب طریقت بھی کرتے رہے۔ مگر باطنی کیفیت سے خالی تھے۔ آخر اپنے پیر حضرت محمد سعید آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت

سے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور آخری دم تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں مصروف رہے۔[۳۹]

حضرت ملا راز محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ پیر کی تلاش میں ہندوستان، دکن اور خراسان کے علاقوں میں سرگرداں رہے، مگر کوئی دلخواہ پیر نہ ملا اور نہ کہیں دل کو تسکین میسر آئی۔ بالآخر حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت اقدس میں پہنچے۔ یک دم تسکین قلب نصیب ہوگئی۔ آپ کی بیعت کا شرف پایا۔ کسب طریقت میں لگ گئے۔ بحمد للہ سبحانہ جلد ہی حالات عجیبہ اور تاثیرات غریبہ سے مالا مال ہونے لگے۔ بعد ازاں شرف اجازت وخلافت سے مشرف ہوکر پہلے بلخ گئے اور پھر بخارا اور آخر میں سمرقند پہنچے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے سمرقند میں ان کو شہرت تمام حاصل ہوئی۔ ہزاروں افراد ان کے مرید ہوئے اور اس علاقے میں ایسی قبولیت عامہ وتامہ نصیب ہوئی کہ مرجع خلائق بن گئے۔ بعد ازاں اپنے مرشد وشیخ حضرت دوست محمد قندھاریؒ کی زیارت کے لیے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے، شرف زیارت وفیوض برکات کے حصول کے بعد رخصت حاصل کی اور واپس قندھار کا عزم کیا۔ مشیت ایزدی سے غزنین کی حدود میں پہنچے تو بیمار ہوگئے اور قضائے الٰہی سے وہیں وفات پائی۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔[۴۰]

حضرت حاجی ملا شہباز آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

قریہ ابہ، نزد غزنی (افغانستان) کے رہنے والے تھے اور قدیم خراسان سے تعلق تھا۔ حضرت حاجی قدس سرہ سے بیعت کی اور چند سال کسب طریقت کرنے کے بعد شرف اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور بعد ازاں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ کچھ ہی لوگوں کو ذکر کے انوارات سے منور فرمایا تھا کہ وصال ہوگیا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔[۴۱]

حضرت ملا اسلام آخوند کاکڑ رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی خراسان کے باشندے تھے۔ صاحب علم اور فقیہ تھے۔ حضرت حاجی قدس سرہ کی خدمت میں آئے۔ شرف بیعت حاصل کیا اور کسب سلوک میں مصروف ہو گئے۔ فضل الٰہی سے بعد از تکمیل سلوک اجازت وخلافت کا شرف پایا اور عمر بھر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت فرماتے رہے۔ لوگوں کو ذکر کی تلقین فرماتے رہے۔[۴۲]

حضرت ملا مراد خان آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

علاقہ زیچ، خراسان کے رہنے والے تھے۔ چند سال حضرت میاں خواجہ سلیمان صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے کتب سلوک پڑھتے رہے۔ مگر نسبت باطنی نصیب نہ ہوئی۔ بعد ازاں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے پاس آ کر بیعت ہوئے اور کسب طریقت میں مشغول ہو گئے۔ بحمد للہ عجیب حالات اور تاثیرات کے مالک بنے اور اجازت وخلافت کا شرف پایا۔ بعد ازاں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں مشغول ہو گئے۔[۴۳]

حضرت مولوی محمد عادل کاکڑ رحمۃ اللہ علیہ

علاقہ ژوب، بلوچستان کے رہنے والے تھے۔ عالم بے بدل، فاضل اکمل اور صاحب تصنیف تھے اور آپ کے والد گرامی ملا فیض محمد کاکڑ رحمۃ اللہ علیہ نیک سیرت شخصیت تھے۔

شروع میں چند آدمیوں کے ہمراہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئے ہو؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ بحث ومباحثہ کرنے آیا ہوں۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا: ''کس مسئلے میں؟'' کہنے لگے کہ آپ نے اپنے جن مریدوں کو خلافت سے سرفراز فرما کر ژوب بھیجا ہے وہ سب بے علم ہیں اور بے علم جاہل کو خلافت دینی جائز نہیں؟ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے دریافت فرمایا: ''یہ بتاؤ کہ علم کا حاصل کرنا کیا حصول

طریقت میں شرط ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''جی ہاں! علم طریقت حاصل کرنے کے لیے علم ظاہری حاصل کرنا شرط ہے۔'' حضرت حاجی صاحب نے فرمایا: ''یہ تم غلط کہتے ہو، علم شرط اعمال ہے نہ کہ فیوضات ربانی۔'' انہوں نے کہا: ''طریقت حاصل کرنا بغیر علم جائز نہیں''۔ حضرت حاجی صاحب نے دریافت فرمایا: ''یہ بتاؤ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے پیغمبر (اکرم) حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کس سے علم حاصل کیا؟''

اس پر انہوں نے عرض کیا: ''خداوند کریم سے''۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا: ''مولوی صاحب! وہ خداوند کریم جس ذات پاک نے ان بزرگوں، پیغمبران دین علیہم السلام کو اپنی جانب سے علم (لدنی) عطا فرمایا ہے، کیا وہ اب میرے خلفاء کو جنہیں تم جاہل سمجھتے ہو، اپنی بلند ذات سے علم عطا نہیں فرما سکتا؟ حالانکہ اس کی صفت اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ (یعنی وہ اب بھی ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھا) ہے۔ وہ ہر حال میں ایک ہی طرح ہے اور ایک ہی طرح کی قدرت کا مالک ہے۔ تو کیا وہ بغیر درس وتدریس اور کسی سے علم ظاہری پڑھے بغیر اپنی جناب عالی سے ان کو علم عطا فرمانے پر قادر نہیں؟'' پھر حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا: ''تم کہو گے کہ آپ نے جو مثالیں پیش کی ہیں، یہ سب تو نبیوں اور رسولوں کی ہیں۔ لہٰذا فقیر تمہیں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت کے ایسے بزرگوں کے نام بتاتا ہے جو بالکل ناخواندہ اور امی ہو گزرے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی جناب عالی سے بے پایاں علم (لدنی) عطا فرمایا تھا۔ مثلاً حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خواجہ ابوسعود سندی، حضرت خواجہ احرار، حضرت شیخ احمد نامقی اور حضرت شیخ برکہ وغیرہ، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ یہ سب حضرات ایسے بزرگ ہو گزرے ہیں، جن کو اللہ کریم نے بغیر رسمی علم پڑھے اپنی جناب عالی سے علم (لدنی) عطا فرما کر درجہ کمال کو پہنچایا ہے۔'' حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے علاوہ ازیں بھی ایسے صاحب کمال بزرگوں کے نام آپ کے سامنے ذکر کیے، لیکن وقت اشراق سے لے کر نماز ظہر تک حضرت محمد عادل رحمۃ اللہ علیہ انکار پر اصرار ہی کرتے رہے۔ آخر حضرت حاجی صاحبؒ نے ان کی جانب قلبی توجہ فرمائی اور ان کو ان کی قومیت سے یاد کرتے ہوئے فرمایا: ''اے کاکڑ! قابو رہنا، اگر تم

نے اس فقیر کولاجواب کیا تو اپنی خانقاہ چھوڑ کر تمہاری شاگردی اختیار کروں گا، ورنہ تمہیں فقیر کے سامنے ہاتھ باندھ کر اور باادب بیٹھ کر بندہ کا مرید بننا پڑے گا۔'' بس حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کا یہ فرمانا تھا کہ حضرت مولوی محمد عادل صاحب پر لرزہ طاری ہوگیا اور زبان میں لکنت آگئی اور زبان سے صحیح لفظ نہ نکال سکتے تھے۔ جب ان کی یہ حالت ہوگئی تو دست بستہ ہوکر باادب بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ حضرت قبلہ! بندہ کو معاف فرمائیں اور ساتھ ہی بیعت فرمائیں۔ بندہ نے آپ کے ساتھ اس قدر بحث ومباحثہ اس امتحان کی غرض سے کیا ہے کہ کیا آپ حضورِ عالم ہیں یا نہیں؟ اب آپ حضور کا حال بندہ کو معلوم ہوگیا ہے، لہٰذا ازراہِ عنایت بندہ کو اپنا مرید بھی بنائیں اور شرف بیعت سے نوازیں۔ اس پر حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے ان کو بیعت فرمالیا۔ انہوں نے بڑے ذوق وشوق سے بیعت کی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار الٰہیہ اور مراقبات مقامات عالیہ میں مشغول ہوگئے۔ بالآخر اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور بے شمار لوگوں کو طریقہ عالیہ میں داخل فرمایا اور تادم آخر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں مشغول رہے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔[۴۴]

آپ نے حضرت ملا رحیم بخش ہرصوری رحمۃ اللہ علیہ کے اشتراک سے کتاب ''فضائل الباری فی مناقب وملفوظات ومکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ'' مرتب و مدون فرمائی۔ آپ کی دو تصانیف کے قلمی مخطوطات کتابخانہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ، خانقاہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں موجود ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- جوہر ملفوظات: ملفوظات حاجی دوست محمد قندھاریؒ۔ یہ آپ کے بھائی خان محمد بن ملا فیض محمد کاکڑؒ کے ہاتھ سے ۱۳۳۷ھ کا مکتوبہ ہے۔

۲- مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ، مکتوبہ ۲۳ شوال ۱۲۷۹ھ، بدست مصنف۔

حضرت مولانا محمد عادل رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت ملا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی صاحب علم وذی مرتبت شخصیت تھے اور وہ بھی حضرات کرام خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے عقیدت مندوں میں شامل تھے۔ ان کے ہاتھ سے مکتوبہ درج ذیل قلمی مخطوطات

حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے کتب خانہ میں موجود ہیں:

۱- حوارئیہ از خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبہ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ۔

۲- رسالہ والدیہ از خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبہ جمادی ۱۳۵۵ھ۔

انہیں ملا خان محمد بن ملا فیض محمدؒ کے ہاتھ سے مکتوبہ درج ذیل قلمی مخطوطات کتب خانہ سعدیہ، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ، کندیاں ضلع میانوالی میں موجود ہیں:

۱- رسائل حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبہ ۱۳۵۰ھ۔

۲- مکتوبات احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبہ ۸ رجب ۱۳۴۲ھ۔

حضرت ملا کا کی رحمۃ اللہ علیہ

آپ پوندہ اور قوم کے کوچی تھے۔ بچپن میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے پاس آئے۔ شرف بیعت حاصل کیا اور ذکر و مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے کامل ومکمل مقامات حاصل کیے اور عجیب حالات کے حامل بن گئے۔ آپ کشف عیانی کے مالک تھے اور حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت اور دیدار انہیں اکثر نصیب ہوتا رہتا تھا۔ جب بھی مراقبہ میں مصروف ہوتے تو گویا حضور (نبی کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مجلس شریف کی حضوری اور جمال باکمال نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم حاصل ہو جاتا تھا۔ آپ بہت ہی زیادہ مرتاض اور ریاضت کش تھے۔ حقیقت کعبہ ربانی تک سلوک طے کیا اور اجازت وخلافت پائی۔ کافروں کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تھے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة وَ نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ۔[۴۵]

حضرت ملا میاں خان آخوندزادہ پوندہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور سلوک نقشبند مجددیہ کے مقامات عالیہ حاصل کر کے اجازت وخلافت کا شرف پایا۔ آپ صاحب کرامات عالیہ تھے

یہاں تک کہ پرندوں کی زبانیں اور بولیاں سمجھتے تھے اور پتھروں سے ہم کلام رہا کرتے تھے۔ اپنے پیرومرشد کے زمانے میں نوے برس کی عمر میں رحلت فرمائی۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً [۴۶]

حضرت ملا اعظم پونده رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ابتدا میں بیعت ہوئے اور سلوک حاصل کر کے شرف اجازت پایا۔ ان پر اس قدر استغراق غالب رہتا تھا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرماتے اور ادراک صحیح اور کشف قلوب کے حامل تھے۔ شرف اجازت حاصل کرنے کے بعد اذکار و افکار الٰہیہ میں مشغول ہو گئے، ساتھ ہی طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں بھی مصروف رہے اور چند سال لوگوں کو اپنے نور باطنی سے منور فرمایا۔ [۴۷]

حضرت ملا حاجی یار محمد (باز محمد؟) رحمۃ اللہ علیہ

آپ قوم کے بختیار تھے۔ بہت سارے مشائخ زمانہ کے پاس پھرتے رہے اور آخر تکمیل سلوک کے لیے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بڑے عالم اور عامل تھے۔ مرشد گرامی کے ہاں حضوری کے دنوں میں ۹۰ سال سے زیادہ عمر رکھتے تھے۔ اجازت نامہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سے مشرف ہوئے۔ [۴۸]

حضرت مولوی خان محمد آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ جید فقیہ تھے۔ پہلے مشائخ ذاکریوں (ذکریوں) سے بیعت تھے۔ بعد ازاں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کیونکہ نسبت سے خالی تھے، لہٰذا حضرت اقدس کی بیعت کا شرف حاصل کیا اور سلوک طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تکمیل کر کے شرف اجازت پایا۔ لوگوں کو اپنے فیوض و برکات سے مالا مال کرتے رہے۔ [۴۹]

حضرت ملا مہربان آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ابتدا میں بیعت ہوئے اور کسب طریقت کر کے شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں طریقہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں مشغول رہے۔[۵۰]

حضرت ملا غازی آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ ابتدا ہی میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی بیعت سے مشرف ہوئے اور کمالات عالیہ کے مالک تھے۔ کامل اور مکمل طور پر کسب طریقت کرنے کے بعد شرف اجازت و خلافت کا شرف پایا اور خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ ترکی میں مقیم ہو گئے اور وہاں طریقہ شریفہ کی اشاعت میں مشغول رہے۔ مراقبات و ذکر و اذکار میں اپنا وقت گزارتے تھے۔[۵۱]

حضرت ملا دین محمد آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

علاقہ پشین، افغانستان میں رہتے تھے اور خراسان کے باشندے تھے۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور کسب طریقت کر کے اذکار و افکار الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ عالم فاضل تھے لوگوں کو علم ظاہری و باطنی کی تعلیم دیتے تھے۔ شرف اجازت پا کر طریقہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں لگ گئے۔[۵۲]

حضرت ملا الیاس آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی علاقہ پشین، بلوچستان کے رہنے والے تھے۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے بیعت کی اور کسب طریقت میں لگ گئے۔ عالم باعمل اور صاحب ذوق و وجد اور جذبہ ہوئے ہیں۔ ہمیشہ اذکار و افکار الٰہیہ میں مشغول رہتے تھے۔ طریقہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ کی اجازت سے مشرف ہوئے اور اس کی اشاعت فرماتے رہے۔[۵۳]

حضرت ملا پیر محمد آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ علاقہ پشین، بلوچستان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضری دی اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ کسب طریقت میں مصروف ہو کر اذکار و افکار الٰہیہ کرنے لگے۔ ذکر و افکار اور علم فقہ کی درس و تدریس میں اپنے اوقات گزارتے تھے۔ شرف اجازت پا کر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں مصروف ہو گئے اور لوگوں کو ذکر کی تلقین فرماتے رہے۔ [۵۴]

حضرت ملا میر احمد آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

خراسان سے تعلق تھا اور پشین بلوچستان میں رہتے تھے۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی بیعت کر کے اذکار و افکار الٰہیہ میں مصروف ہو گئے۔ کسب طریقت کے بعد طریقہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجاز ہوئے۔ صاحب ذوق و وجد اور جذبہ تھے۔ اذکار و افکار اور علم کی درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ [۵۵]

حضرت ملا سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ علاقہ پشین، بلوچستان کے سادات کرام میں سے تھے۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور ذکر و اذکار اور افکار الٰہیہ میں مصروف ہو گئے۔ چند سال تک سلوک طے کرتے رہے۔ بعد ازاں اجازت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت فرماتے رہے۔ حضرت حاجی قدس سرہ کو ان سے بڑی محبت تھی۔ صاحب ذوق و وجد اور جذبہ تھے۔ [۵۶]

انہوں نے یٰسین زئی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد رکھی، جس سے خوب فیض جاری ہوا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی کے والد گرامی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء) اسی خانقاہ شریف سے فیض یافتہ تھے۔

حضرت ملا خیر اللہ آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ ملا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی تھے۔ علاقہ غنڈان (قندھار) افغانستان کے رہنے والے تھے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ شرف اجازت حاصل کیا اور اشاعت سلسلہ کرتے رہے۔ عالم فاضل تھے اور ذکر و اذکار اور مراقبات میں مشغول رہتے تھے۔ [۵۷]

حضرت ملا سیف اللہ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی غنڈان (قندھار) افغانستان کے باشندے تھے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر کسب طریقت میں مشغول ہوئے۔ بالآخر شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔ ذکر واذکار میں مصروف رہتے تھے۔ [۵۸]

حضرت ملا محمد سعید آخوند فقیہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ افغانستان کے رہنے والے تھے۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور کسب طریقت اور حضرات مجددیہ رحمۃ علیہم اجمعین کے سلوک کی تکمیل کر کے خلعت خلافت کا شرف حاصل کیا۔ اشاعت طریقہ شریف میں مشغول رہے۔ اذکار و مراقبات میں اوقات عزیزہ کو صرف کرتے تھے۔ [۵۹]

حضرت ملا حاجی محمد یوسف ناضر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا تعلق افغانستان سے تھا۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شرف بیعت پا کر کسب طریقت میں لگ گئے۔ مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تکمیل کے بعد شرف اجازت کا شرف نصیب ہوا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت فرماتے رہے۔ اذکار و مراقبات ان کا شغل تھا۔ [۶۰]

حضرت ملا محمد میر (امیر خراسانی) رحمۃ اللہ علیہ

آپ افغانستان میں رہتے تھے۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی بیعت کا شرف نصیب ہوا۔ کسب طریقت اور حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے سلوک کی تکمیل کے بعد شرف اجازت سے مشرف ہوئے اور اپنی زندگی میں طریقہ شریفہ کی اشاعت میں مشغول رہے۔ ذکر واذکاران کا شغل تھا۔[۶۱]

حضرت ملا ہیبت آخوندزادہ فقیہ کسیغری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حضرت ملا میر ملک شیرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ شرف بیعت پایا۔ تین دن تک تو انہیں حرکت قلبی کے بروقت ذکر اسم ذات کا پتہ نہ چلتا تھا۔ جب پیر و مرشد سے رخصت لے کر گھر گئے تو بحمد للہ سبحانہ ان پر اس قدر جذبہ طاری ہوا کہ ہر طرف تڑپتے تڑپتے گر جاتے اور لوٹ پوٹ ہونے لگتے اور ہائے ہائے کے نعرے مارتے۔ ایسی حالت میں تھے کہ اپنے آپ سے بالکل بے خبر ہو جاتے تھے۔ جب حضرت حاجی صاحب قدس سرہ افغانستان سے واپسی پر کسیغر پہاڑ کے پاس پہنچے تو آپ حضرت ملا میر ملک شیرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ اپنے پیر و مرشد کے استقبال کے لیے اپنے گھر سے چل کر یہاں حاضر ہوئے۔ آپ جذبے کی حالت میں مست و مدہوش تھے اور نہایت بے آرام، یہاں تک کہ نماز بھی اطمینان اور آرام سے نہیں پڑھ سکتے تھے اور نماز پڑھنے کے دوران متحرک رہتے تھے۔ یہ دیکھ کر پیر و مرشد حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے آپ سے فرمایا کہ ملا صاحب! نماز تو کم از کم آرام سے پڑھو۔ مگر آپ نے معذرت ظاہر کی اور عرض کیا کہ حضور! میرے اختیار میں نہیں۔

آپ کسب سلوک اور تکمیل طریقت کر کے خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے اور طریقہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ ہزاروں رہزنوں کو توبہ تائب کیا۔[۶۲]

حضرت ملا میر ملک شیرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت ملا ہیبت آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت حاجی صاحب قدس سرہ افغانستان سے واپسی پر کسیغر پہاڑ کے پاس پہنچے تو یہ حضرت ملا ہیبت آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ اپنے پیرومرشد کے استقبال کے لیے اپنے گھر سے چل کر یہاں حاضر ہوئے اور شرف زیارت کے بعد روکر اپنے پیرومرشد حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا: ''حضور! ہم دونوں اکٹھے آپ کی خدمت اقدس میں آئے تھے۔ ملا ہیبت تو صاحب احوال ہو گئے اور میں اب تک خالی کا خالی ہوں۔'' پھر زاروقطار روتے ہوئے عرض کرنے لگے کہ حضور! خدا کے واسطے اس عاجز پر بھی کرم فرمائیں اور مجھے کسی دیو پری کے حوالے کر دیں تا کہ میں مجذوب ہو جاؤں، تڑپ اور اضطرار کی حالت مجھ پر بھی طاری ہو جائے۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کو جوش آ گیا اور آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مع اہلیہ صاحبہ اور آپ کی اولاد کے کسی پری کے حوالے کر دے اور فرمایا: ''یا اللہ ملا میر کو مع اہل وعیال اپنی جناب عالی سے جذبات وواردات سے مالا مال فرما۔'' بس بحمد للہ سبحانہ حضرت اقدس کی دعا رنگ لائی اور آپ اور آپ کے فرزند اور اہل خانہ وغیرہ حتیٰ کہ اکثر اہل کوہ کسیغر مجذوب ہو گئے۔ اس پر حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''فقیر اپنے حضرات کے قربان جائے یہ سب میرے حضرت کے سینہ گنجینہ کے معارف کے اثرات اور توجہات کے مظاہر ہیں، ورنہ من آنم کہ من دانم۔''[۶۳]

حضرت ملا ھاتی کسیغری رحمۃ اللہ علیہ

آپ پہلے خلیفہ ملا تیمر خان رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور کئی سال سے ان کے پاس کسب سلوک میں مصروف تھے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس

سرہ کے مبارک ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور آپ سے کسب سلوک کیا۔ تکمیل مراتب پر پہنچے تو اجازت وخلافت سے مشرف ہو گئے اور بعد ازاں تا دم آخر طریقہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں مشغول رہے اور لوگوں کو ذکر کی تلقین کرتے رہے۔[۶۴]

حضرت ملا ولی محمد آخوند فقیہ کسیغری رحمۃ اللہ علیہ

آپ پہلے حضرت خواجہ سلیمان سنگھڑوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت تھے مگر اپنے آپ کو نسبت باطنی سے خالی پا کر حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تجدید بیعت کا شرف پایا۔ سلوک حضرات نقشبندیہ مجددیہ طے کر کے شرف اجازت سے مشرف ہوئے اور بعد ازاں طریقہ شریفہ کی اشاعت کرتے رہے۔ آپ معمر اور صاحب برکت تھے۔[۶۵]

حضرت مولوی معز الدین رحمۃ اللہ علیہ کھوئی استرانہ والے

آپ علاقہ کھوئی بہارہ میں رہتے تھے اور جامع المعقول والمنقول تھے۔ شروع میں حضرت خواجہ سلیمان سنگھڑوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ جب باطن کو خالی پایا تو حضرت حاجی صاحب قدس کے مبارک ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بعد ازاں ان سے مقامات سلوک کی تکمیل حاصل کی اور اجازت وخلافت سے مشرف ہو گئے۔ پھر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت کرنے لگے۔ ذکر واذکار کی تلقین کیا کرتے تھے۔[۶۶]

حضرت قاضی میاں عبد الغفار آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

کھوئی استرانہ (علاقہ کھوئی بہارہ) کے رہنے والے تھے۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اور کسب سلوک کرنے کے بعد اجازت سے مشرف ہوئے۔ فقہ اور ذکر واذکار کی تعلیم میں مصروف رہے۔[۶۷]

حضرت میاں عبدالغفار آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ چودھوان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے رہنے والے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد صاحب کمال لوگوں میں سے ہوئے ہیں۔ آپ شروع میں فقیر محمد رضا پوندہ زکوڑی رحمۃ اللہ علیہ جو ڈیرہ اسماعیل میں تشریف لائے تھے، کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور چند برس تک ان سے اخذ طریقہ کرتے رہے، لیکن کئی سال کسب طریقت کرنے کے باوجود نسبت شریف حضرات نقشبندیہ سے خالی تھے۔ لہٰذا ان فقیر محمد رضا صاحبؒ سے اجازت لے کر حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کر لی۔ کسب سلوک کر کے اجازت سے مشرف ہوئے اور اشاعت طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں مصروف ہو گئے۔ ابھی کچھ ہی لوگوں کو ذکر کی تلقین کر پائے تھے کہ قضائے الٰہی سے رحلت فرمائی۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔[۶۸]

حضرت میاں غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ چودھوان والے

آپ اٹھارہ سال تک حضرت خواجہ سلیمان چشتی قدس سرہ سے اخذ طریقہ کرتے رہے اور بارہ برس تک حضرت میاں عبدالغفار مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر کسب طریقہ کرتے رہے، لیکن جب کوئی فائدہ محسوس نہ کیا تو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شرف بیعت حاصل کیا اور بڑے اثرات و انوارات سے مشرف ہوئے۔ سلوک حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ طے کیے اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بعد ازاں طالبان حق کی باطنی تعلیم میں مشغول ہو گئے۔[۶۹]

حضرت مولوی شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کلاچی والے

آپ شروع میں حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے

دست مبارک پر بیعت ہوئے اور پانچ برس ان کے پاس رہ کر اخذ طریقہ کرتے رہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ سلیمان سنگھڑوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تجدید بیعت کر کے پانچ سال تک ان سے کسب طریقہ میں مصروف رہے، لیکن نسبت شریف سے خالی رہے۔ آخر بڑی سوچ بچار کے بعد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رو دیے اور رو رو کر عرض گزار ہوئے کہ حضور! میں تو بہت سے بزرگوں کے پاس گیا ہوں اور بہت سے بزرگوں کی صحبت بھی حاصل کی ہے مگر اپنے باطن میں کچھ بھی نہیں پایا۔ خدا کے لیے آپ بندہ پر رحم و کرم کی نگاہ فرمائیں۔ اس پر حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے آپ کو بیعت فرمالیا۔ چند سال کے بعد ان کا باطنی کام دائرہ حقیقت کعبہ ربانی تک پہنچ گیا اور خلعت خلافت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت میں لگ گئے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا ''پہلوان'' کہا ہے۔ دریائے چناب کے قریب شہر واسکہ، ضلع جھنگ میں ایک خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ تیار کرائی۔ ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے اور انہوں نے حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی قدس سرہ کی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف پر تشریف آوری کے دنوں میں ان کی زیارت کا شرف حاصل کیا تھا۔ اپنے علاقہ میں طریقہ عالیہ کی اشاعت میں تادم آخر سرگرم رہے۔

آپ صاحب تصنیف ہوئے ہیں۔ آپ کا ایک رسالہ بنام ''رسالہ در مراقبت'' (فارسی) کتب خانہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں موجود ہے۔

حضرت مولوی غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ ڈیرہ اسماعیل خان کے رہنے والے تھے۔ جامع المعقول والمنقول اور جید عالم اور بڑے متقی و پرہیز گار تھے۔ شروع میں حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اور چند سال ان کی خدمت میں رہ کر اخذ طریقہ کرتے

رہے مگر بچپن سے اب تک اپنے آپ کو نسبت سے خالی پایا اور کسی قسم کے حالات و واردات کو محسوس نہ کیا۔ یہاں تک کہ حرکت قلب اور اس کی گرمی کا بھی کوئی احساس نہ ہوا۔ آخر کار حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کی۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ آپ ہمارے حلقہ میں بیٹھتے رہیں، کیونکہ طریقہ ایک ہی ہے لہٰذا آپ پیر ومرشد (حضرت غلام محی الدین قصوریؒ) کو ہی اپنا پیر مانیں، فقیر آپ کے حق میں توجہ کرے گا۔ یہ سن کر انہوں نے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی بہت منت سماجت کی کہ بندہ کو اپنے سلسلہ میں داخل فرمالیں۔ اس پر حضرت حاجی صاحبؒ نے انہیں بیعت فرمالیا۔ چند ہی دنوں میں ان کے قلب میں حرکت اور حرارت محسوس ہونے لگی۔ بعد ازاں وہ ہر سال ایک دو ماہ حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس سکونت اختیار کرتے تھے۔

جس سال حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی قدس سرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف تشریف فرما ہوئے، اس سال ان کو رخصت کرتے وقت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے قصور تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ سے مولوی غلام حسن صاحب کی سفارش کی کہ ان پر ایک جلال والی توجہ ڈالیں۔ کیونکہ ان پر جہل نسبت بہت غالب ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے جہل کو علم میں تبدیل فرمادے۔ اس پر حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ نے فرمایا کہ اس قسم کی توجہات کی طاقت تو فقیر میں نہیں ہے لیکن چونکہ حضور کا فرمان ہے، لہٰذا یہ عاجز حتی المقدور ان کے حق میں توجہ کرتا رہے گا۔ چونکہ جب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف پر واپس آئے تو حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب گرامی موصول ہوا، جس میں لکھا تھا کہ آپ مولوی غلام حسن صاحب پر قوی توجہات ڈالیں۔ لہٰذا آپ نے ان پر توجہ فرمائی جس کی بدولت ان کا جہل علم میں تبدیل ہو گیا۔ بعد ازاں اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور اذکار و مراقبات اور درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔[۱]

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا ''پہلوان'' کہا ہے۔

حضرت میاں عبداللہ واسور رحمۃ اللہ علیہ

آپ علاقہ چناب (پنجاب) کے قصبہ واسوکہ کے رہنے والے تھے۔ چند سال حضرت پیر سید محمد حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب طریقت کرتے رہے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیعت کا شرف پایا۔ اذکار و افکار الٰہیہ میں مشغول ہو گئے۔ مقامات مجددیہ کی تکمیل کے بعد شرف اجازت سے مشرف ہوئے اور بعد ازاں طریقہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت و ترویج میں مصروف ہو گئے۔[۲]

حضرت فقیر میاں عالم خان رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع کوہاٹ کے رہنے والے تھے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت ہوئے اور مقامات نقشبندیہ مجددیہ کی تکمیل کی اور شرف اجازت سے مشرف ہوئے اور اذکار و افکار میں سرگرم ہو گئے۔[۳]

حضرت میر واعظ رحمۃ اللہ علیہ

آپ قوم کے دوڑ تھے اور گاؤں کا نام بھی دوڑ تھا جو ضلع بنوں میں واقع تھا۔ فاضل کامل، عالم اور جامع المعقول والمنقول تھے۔ ہر فن میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور بڑے متقی پرہیزگار تھے۔ سلوک نقشبندیہ مجددیہ کو دائرہ کمالات رسالت تک طے کیا اور ہر مقام کے انوار و اسرار سے واصل ہوئے۔ شرف اجازت سے مشرف ہوئے اور حالات عجیبہ کے مالک تھے۔ ہزاروں لوگوں کو طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل کیا اور سینکڑوں کو خلافت اور اجازت طریقہ سے مشرف فرمایا۔[۴]

حضرت شیخ انسان رحمۃ اللہ علیہ

آپ شہر گمبل کے رہنے والے تھے اور آپ کے آباؤ اجداد صاحب کمال لوگوں میں سے تھے۔ شروع میں ایک بزرگ حاجی صاحبؒ کے مرید ہوئے جو ماموں کے لقب سے مشہور تھے اور ان سے اخذ طریقہ کیا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف پایا۔ مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہ طے کرنے کے بعد اجازت سے مشرف ہوئے اور ذکر واذکار اور افکار میں مشغول ہو گئے۔ [۵]

حضرت ملا شیر محمد آخوند ترنکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ طریقت حاصل کر کے اجازت سے مشرف ہوئے۔ طالبان حق جل شانہ کو ذکر کے انوار سے مستفیض فرمایا کرتے تھے۔ [۶]

حضرت عثمان غنی آخوند زادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے زمانے کے فقہا میں بے مثل شخصیت تھے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔ بڑے متقی اور پرہیز گار تھے۔ ان کے ذریعہ سے خراسان اور حدود داماں میں علم فقہ کو بہت رواج ہوا اور بہت سے لوگ فقیہ ہو گئے۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ حصول طریقت کر کے اجازت کا شرف پایا۔ صرف چند لوگوں کو ذکر کی تعلیم دی تھی۔ کیونکہ زیادہ تر علم فقہ کی درس و تدریس میں مشغول رہے تھے۔ ۱۲۷۱ھ میں وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مرقد کو خوشبو سے معطر فرمائے۔ آمین۔ [۷]

حضرت ملا سید نور آخوند رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے متقی اور پرہیز گار تھے۔ چودہ برس تک سفر و حضر میں حضرت حاجی دوست محمد

قندھاری قدس سرہ کے ہمراہ رہے اور آپ کے ساتھ بڑا اخلاص رکھتے تھے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی۔ کسب طریقت کر کے اجازت کا شرف پایا اور شب و روز اپنے اذکار و افکار میں سرشار رہتے تھے۔[۷۸]

حضرت میاں محمد رسول پیوندہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی بیعت کی اور تقریباً بیس برس تک ان کی خدمت میں رہتے رہے۔ آپ پر بڑے آثار، انوار، برکات اور فیوضات وارد ہوتے تھے۔ قوی ادراک اور صحیح کشف کے مالک تھے۔ اجازت سے مشرف ہوئے اور اپنا وقت ذکر و اذکار اور اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں گزارتے تھے۔[۷۹]

حضرت ملا عبد الجبار آخوند رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بچپن میں ہی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ سے بیعت کر لی تھی۔ چودہ برس تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں مشغول رہے اور ساتھ ہی ذکر و اذکار کرتے رہے۔ حصول طریقت کے بعد اجازت کا شرف پایا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حق میں فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ ان کو (میری خدمت پر) اجر عظیم عطا فرمائے۔"[۸۰]

حضرت ملا ظہیر الدین فقیہ ژوبی رحمۃ اللہ علیہ

علاقہ ژوب، بلوچستان کے باشندے تھے۔ آپ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ سے بیعت کی۔ حصول طریقت کے بعد اجازت کا شرف پایا۔ اپنے پیر و مرشد کی حیات میں وصال ہوا اور انہوں نے آپ کے لیے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔[۸۱]

حضرت ملا سید محمد ژوبی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ژوب، بلوچستان کے رہنے والے تھے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ کسب طریقت کر کے اجازت کا شرف پایا۔ چند لوگوں کو رنگ دیا تھا۔ یہ بھی اپنے پیرو مرشد کی حیات مبارکہ میں فوت ہوئے اور انہوں نے ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ [۸۲]

حضرت میاں عبدالغفار آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولوی عبدالرحیم آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ علم فقہ و اصول میں اپنے برادر گرامی کا سا درجہ رکھتے تھے اور علم میراث میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ کسب طریقت کر کے اجازت کا شرف پایا۔ علم فقہ و باطنی تعلیم کی اشاعت میں مشغول رہتے تھے۔ [۸۳]

حضرت میاں ملا عثمان آخوند رحمۃ اللہ علیہ

آپ لونی (تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) کے رہنے والے تھے اور فقیہ تھے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ نے اپنے بہت سے کام، نماز کی امامت اور خطوط کے جواب لکھنا ان کے سپرد کیا ہوا تھا۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور کسب طریقت کی۔ آپ کو حضرت حاجی صاحبؒ سے بہت زیادہ ارادت تھی اور حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کو بھی ان سے بڑی محبت تھی۔ اجازت کا شرف پایا اور ذکر و اذکار کی تعلیم میں مشغول رہے۔ [۸۴]

حضرت حاجی ملا امان اللہ آخوند رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے شروع میں حضرت مولوی محمد جان قدس سرہ سے بیعت کی اور بعد ازاں

حضرت خواجہ سلیمان چشتی قدس سرہ سے کسب طریقت کرتے رہے۔ چونکہ بزرگوں کی نسبت کا کمال حاصل نہ ہوا اس لیے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اور اجازت کا شرف پایا۔

حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا سبب یہ بنا کہ محترم ملا فیض محمد نیازی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ملا پان محمد کے نام سے مشہور تھے اور حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے، ان کا ایک خط حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں لائے جس میں سفارش کی گئی تھی کہ حضرت حاجی صاحبؒ ان کو بیعت فرما کر طریقہ کی تعلیم دیں لیکن حضرت حاجی صاحبؒ نے انکار فرما دیا۔ دوسری مرتبہ اپنے دوست حضرت ملا غازی رحمۃ اللہ علیہ، جو حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس مقیم تھے، سے سفارش کرائی کہ یہ میرا دوست ہے اور نیک وصالح ہے، براہِ کرم اس کو ذکر کی تلقین فرمائیں۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے آپ کو لطیفہ قلب کا سبق دے کر رخصت فرمایا۔ جب حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ خراسان پہنچے تو حضرت امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ واپس آئے اور آپ کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ وہ وقت دین کے دشمنوں کے ساتھ جنگ وجدل کرنے کا تھا۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے خیال فرمایا کہ شاید میں اس جنگ میں شہید ہو جاؤں، اس لیے مجھے چاہیے کہ جو امانت مجھے اپنے حضرات سے پہنچی ہے، وہ کسی اہل استعداد کے سپرد کر دوں تو بہتر ہوگا۔ سو حضرت ملا غازی رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر پہلے آیا ہے، ان دنوں حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس مقیم تھے۔ آپ نے یہ امانت ان کے سپرد فرمائی اور انہیں اجازت کا شرف عطا فرمایا۔ حضرت ملا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس موقع پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے اور وہ بھی اجازت حاصل کرنے کے لیے مصر ہوئے۔ حضرت حاجی صاحب نے انکار فرما دیا اور انہیں سمجھایا کہ تمہارا ابھی سلوک مکمل نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں تمہیں کیسے اجازت دی جا سکتی ہے۔ آپ نے انہیں بار بار سمجھایا اور منع فرمایا۔ چنانچہ چند روز اسی کشمکش میں گزر گئے۔ افغانوں نے دین کے دشمنوں پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ عصر کا وقت تھا، روانہ ہونے کے وقت حضرت ملا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ کے گھوڑے کی باگ مضبوط پکڑ

کر عرض کیا:

''مجھے خلافت دیجیے!'' حضرت حاجی صاحب نے انکار فرمادیا۔ کہنے لگے: ''اگر آپ شہید ہو گئے تو میں کیا کروں گا، مجھے دوسرے مشائخ کا محتاج ہونا پڑے گا۔ بہر حال میں باگ نہیں چھوڑں گا۔''

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گھوڑے کو تازیانہ بھی لگایا، ایڑی بھی لگائی، گھوڑے کی باگ بھی موڑ دی، لیکن انہوں نے کسی صورت بھی باگ کو نہ چھوڑا۔ بالآخر حضرت حاجی صاحب کو غصہ آ گیا اور آپ نے فرمایا: ''جا تجھے اجازت ہے میرا پیچھا چھوڑ۔'' اس پر بھی انہوں نے لگام نہیں چھوڑی۔ کہنے لگے: ''مجھے چاروں طریقوں میں اجازت دیجیے۔'' حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا: ''دیوانے ہو گئے ہو؟'' وہ پھر بھی نہ ہٹے۔ آخر حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا: ''جاؤ تم کو چاروں طریقوں میں اجازت ہے۔'' غرض حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ان سے اپنی جان چھڑائی۔ جب حضرت حاجی صاحبؒ جنگ کے معاملات سے فارغ ہوئے اور اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے تو نصیحت کے طور پر ان سے پوچھا کہ اجازت کے معاملہ میں تمہاری یہ کیا حرکت تھی؟ غرض حضرت حاجی صاحبؒ نے ان سے فرمایا کہ اب آپ کے لیے لازم ہے کہ دن رات ہمت کر کے اپنے حضرات کے طریقہ سے متعلق جو رسائل ہیں ان کا مطالعہ رکھیے۔ چند سال بعد حضرت حاجی صاحبؒ نے ان کو ہرات کی طرف رخصت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرات کرام کی توجہات کے طفیل ان کی توجہ میں اس قدر قوی تاثیرات پیدا ہوئیں کہ پہلے ہی دن علاقہ غور کے آس پاس کے کوہستانی دیہات میں تین سو آدمیوں نے ان سے بیعت حاصل کر لی اور ان پر قوی جذبات و حالات طاری ہونے لگے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں اپنے مکتوب گرامی میں لکھا ہے:

''اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی حالت ترقی پر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیروں کے طفیل میں امان اللہ صاحب کو انوارات سے منور کرے اور اسرار و فیوضات و برکات سے مالا مال کرے اور وہ ایک

نیک اور باکمال انسان کی حیثیت سے طریقہ کی اشاعت میں مشغول رہیں۔الحمدللہ انہوں نے ہزاروں لوگوں کو اجازت دے دی ہے۔ان میں سے تیرہ حضرات کو تو میں جانتا ہوں جواب تک اس حدود میں تشریف فرما ہیں اور لوگوں کو بھی اپنے فیض و برکات سے بہرہ مند کر رہے ہیں۔''

ان کے تیرہ خلفا کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱-حضرت ملا یٰسین رحمۃ اللہ علیہ

وزد کے درہ میں نجور کے رہنے والے تھے جو ولایت فراہ (افغانستان) کا مشہور شہر تھا۔ صاحب کرامات وخوارق عادات تھے۔ان کی ایک کرامت مشہور ہے کہ ایک ملانے آ کر آپ پر طعنہ زنی کی کہ پیر کے لیے علم کثیر کی ضرورت ہے اور آپ ہیں کہ کچھ بھی نہیں جانتے۔آپ نے جواب دیا کہ رسمی علم سے کچھ نہیں بنتا۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور برکت کی ضرورت ہوتی ہے۔اس ملانے کہا:''جناب آپ کے پاس کیا برکت ہے؟''وہاں اس وقت ایک نوزائیدہ بچہ تھا جو ابھی چالیس دن کا ہوا تھا۔آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر یہ بچہ اللہ کا ذکر اپنی زبان سے ادا کرنے لگے تو تم میری برکت کے قائل ہو جاؤ گے؟اس نے کہا بے شک! آپ نے اس بچہ کی طرف جو پنگھوڑے میں تھا اشارہ کر کے فرمایا:''کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ''۔بچہ نے صاف زبان میں ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' پڑھا۔ملا قائل ہو گیا اور آپ کے سلسلہ میں داخل ہو گیا۔

۲- سیادت پناہ، حقائق و معارف سے آگاہ حضرت ملا عبدالخالق آخوند رحمۃ اللہ علیہ، آپ شہر آنہ میں رہتے تھے۔

۳- سیادت پناہ حضرت قاضی ملا رسول آخوند زادہ رحمۃ اللہ علیہ۔ولایت صدرہ میں استقامت پذیر تھے۔

۴- حضرت غلام آخوند رحمۃ اللہ علیہ، جو شہر ہرات میں رہتے تھے۔

۵- حضرت ملا عطا محمد آخوند رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بھی شہر ہرات میں رہتے تھے۔

۶- حضرت ملا جہان آخوند رحمۃ اللہ علیہ، آپ شہر گلستان کے باشندے تھے۔

۷- حضرت ملا شہسوار آخوند عرب رحمۃ اللہ علیہ، آپ قندھار کے علاقے زنداور میں رہتے تھے۔

۸- حضرت ملا دین محمد آخوند رحمۃ اللہ علیہ، آپ بکوا میں مقیم تھے۔

۹- حضرت قاضی نور محمد صادق آخوند رحمۃ اللہ علیہ، آپ قیصار میں رہتے تھے۔

۱۰- حضرت ملا فیض محمد آخوند رحمۃ اللہ علیہ، آپ فراہ میں رہتے تھے۔

۱۱- حضرت ملا محمد رسول اللہ رحمۃ اللہ علیہ، آپ ساغر میں رہتے تھے۔

۱۲- حضرت ملا الف آخوند رحمۃ اللہ علیہ، آپ گورزنگ کے علاقہ میں رہتے تھے۔

۱۳- حضرت ملا جلال آخوند رحمۃ اللہ علیہ، آپ حضرت ملا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے تھے۔

ان تیرہ حضرات کو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ نے خود اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ان میں سے ہر ایک صاحب کمال اور قوی حالات کا مالک تھا اور یہ سب حضرات پہلے ہی سال میں اجازت سے مشرف ہو گئے تھے۔[۸۵]

فصل پنجم:

ملفوظاتِ گرامی

سلسلہ نقشبندیہ کی خصوصیت

فرمایا: ''اس طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلوت در انجمن ہے اور بس۔ اور کم خوردنی ارباب ریاضت اور مجاہدت کا طریقہ ہے۔ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں خوب پیٹ بھر کر کھاؤ اور اسے اسم ذات مبارک سے ہضم کرو۔ گوشہ نشینی، کم خوردنی اور ریاضت و مجاہدت، طریقہ قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ شریفہ میں ضروری ہیں۔ اس طریقہ شریفہ نقشبندیہ میں شریعت کے مطابق عمل، ناپسندیدہ بدعتوں سے پرہیز اور اپنے مرشد سے رابطہ و محبت اور ان کی ہمیشہ خدمت کرنا پہلی شرط ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ سیدنا حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے شروع ہوتا ہے جن کی شان میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا فَضَلِ اَبِیْ بَکر بِکَثْرَۃِ الصُّوْم وَلاَ بِکَثْرَۃِ الصَّلوٰۃِ وَلٰکِن بشَیءٍ وُقِرَ فِیْ قَلْبِہٖ"

''یعنی ابی بکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی فضیلت نہ کثرت روزہ داری ہے، نہ کثرت نماز سے، بلکہ ان کی فضیلت اس چیز سے ہے جو ان کے دل میں آشیانہ بنائے ہوئے ہے۔

جو انہیں درحقیقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال رابطہ و محبت اور تصدیق قلبی کی بدولت حاصل تھی۔''[۸۶]

ادب شیخ و مرشد

فرمایا: ''ہر وقت حاضری اور غیر حاضری میں اپنے پیر و مرشد کے آداب کو ملحوظ رکھے اور

جو آدمی شیخ کی صحبت کا منکر ہو، اس کے ساتھ نہ بیٹھے۔ پیر و مرشد کی مرضی کے بغیر قدم نہ اٹھائے، یہاں تک کہ ان کے محبوب کو اپنا محبوب جانے اور جو شیخ کو ناپسند ہو، اسے یہ بھی ناپسند کرے۔ اس ضمن میں اتنا محتاط رہے کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ فرماتے ہیں: جو تیرے پیر کے ساتھ برا ہو اور تو اس کے ساتھ اچھا بنے تو تجھ سے کتا بہتر ہے۔"

اپنی پسند سے دست بردار ہو جائے اور اپنے شیخ کے ارادہ اور رضا کے تابع ہو جائے اور تمام ارادے اور عام مقاصد اپنے سینے اور دل سے نکال دے۔ جب یہ حالت حاصل ہو جائے گی اور یہ صفت طاری ہو جائے گی تو اسے اپنے شیخ کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آئے گا اور یوں اسے فناء فی الشیخ کا مقام حاصل ہو جائے گی اور یہ حالت ترقی کر کے اسے فناء فی اللہ اور بقاء باللہ کے بلند مقامات تک پہنچادے گی۔" [۸۷]

قند مکرر

فرمایا: "اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی افضلیت جذبہ کے ذریعہ سے ہے اور طریق جذب سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ ترین صحابہؓ میں سے تھے اور جب بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت شریف میں بیٹھتے تو فوراً آپ پر گریہ اور جذب طاری ہو جاتا تھا اور یہ آپ کی حالت استمراری تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت شریف میں جذبہ اور گریہ میں رہنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی جبلی حالت بن گئی تھی۔" [۸۸]

قند مکرر

فرمایا: "سید الطائفہ خواجہ خواجگان حضرت شاہ (بہاء الدین) نقشبند بخاری قدس اللہ روحہ وافاض علینا فتوحہ نے اللہ تعالیٰ سے ایسا طریقہ مانگا جو آسان تر اور قریب تر ہو۔ چنانچہ ان کی دُعا قبول ہوئی اور اللہ کریم نے حضرت خواجہ کو ایسا طریقہ عطا فرمایا جس کی ابتدا دوسرے طریقوں کی انتہا ہے اور یہی تو اس جذبہ عالی کی برکت ہے کہ دوسرے طریقوں میں جو نعمت

بڑی مدتوں کے بعد، مشکل ریاضتوں اور سخت مجاہدوں سے حاصل ہوتی ہے وہ اس طریقہ (نقشبندیہ) میں شیخ کامل کی بیعت کرتے وقت ہی نصیب ہو جاتی ہے۔" [۸۹]

انسان کی اصل اُنس ہے

فرمایا: "انسان اُنس سے عبارت ہے۔ محبت اور اُنس جس میں نہیں وہ حیوان ہے، چونکہ انسان میں فطرتاً محبت اور اُنس ودیعت کی گئی ہے، لہٰذا اسے انسان بمعنی "اُنس کرنے والا" کہتے ہیں۔" [۹۰]

جذبہ قوی اور مخالفین کا عناد

فرمایا: "ہمارے طلباء تو بہت ہیں مگر جو شہرت و قبولیت ملا امان اللہ ہراتی کو حاصل ہوئی ہے، وہ کسی دوسرے کو میسر نہیں آئی۔ طریقہ نقشبندیہ ایسا عجیب طریقہ ہے جس میں مریدوں کا کام شیخ کی صحبت کے بغیر، غائبانہ توجہ سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قوی جذبہ سے نوازا ہے، جیسا کہ اس نے اپنے (پیارے) انبیاء و مرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور اولیائے کاملین (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کو نوازا ہے، لیکن کیا کیا جائے مخالفین کے عناد کا جس کی بدولت فقیر کا دل سرد ہو گیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو نوح (نوحہ گر) اس لیے کہتے ہیں کہ ان کو وعظ کرتے وقت لوگ مارتے تھے اور وہ نوحہ (گریہ زاری) اور فریاد کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز آپ وعظ میں بہت دل تنگ ہوئے اور بارگاہ رب العزت میں عرض کی:

"رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا، فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآئِیْۤ اِلَّا فِرَارًا" (سورہ نوح ۵-۶)

ترجمہ: "اے رب! میں اپنی قوم کو رات دن بلاتا رہا، لیکن میرے بلانے سے وہ اور زیادہ گریز کرتے رہے۔

پھر ایک بار یہاں تک قوم سے دل تنگ ہوئے کہ دعا کی اور عرض کیا:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا" (سورہ نوح ۲۶)

ترجمہ: ''اے میرے رب! کسی کافر کو روئے زمین پر (زندہ) نہ چھوڑ۔''[۹۱]

عشق ومحبت کی چنگاریاں

حضرت ملا محمد عادل کاکڑ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں فی الواقعہ دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص آگ کی سرخ چنگاریاں میرے سامنے کھانے کے لیے رکھتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا:

''یہ عشق ومحبت کی چنگاریاں ہیں کیونکہ ''اَلْعِشْقُ جُمْرَةٌ وَالْمُحَبَّةُ نَارٌ یُحْرِقُ مَا سِوَی اللّٰہِ وَالذِّکْرُ حَرَارَةٌ''

یعنی ''عشق چنگاری ہے اور محبت آگ ہے، جو ماسوی اللہ کو جلا ڈالتی ہے اور ذکر میں گرمی ہے۔''[۹۲]

مال کی آفت

فرمایا: ''مالدار اپنے مال سے مغرور ہیں لیکن جانتے نہیں کہ اس مال کو وہ اپنے ساتھ آخرت میں نہیں لے جاسکیں گے اور پھر اگر اس مال کی زکوۃ بھی ادا نہیں کی تو اس مال سے آخرت میں ان کے بدن داغے جائیں گے۔''

رضائے الٰہی کے لیے امامت

فرمایا: ''اگر مجھے امامت کے لیے کوئی لاکھ روپے بھی دے تو امامت کے لیے تنخواہ قبول نہ کروں گا۔ بلکہ محض رضائے مولا (کریم) کے لیے امامت کروں گا اور ہاں فقیر کی اس بات سے یہ نہ سمجھ لینا کہ فقیر مالدار ہو جائے گا تو اسے اخروی ضرر کا سامنا کرنا پڑے گا، لیکن ہمارے پیرومرشد حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ بڑے ہی مالدار تھے۔ ایک دفعہ بادشاہ وقت

نے آپ سے عرض کیا: ''اے حضرت! ملک تو آپ نے ہی لے لیا ہے، میرے پاس تو صرف ایک تخت ہے، جس پر میں بیٹھتا ہوں، وہ بھی آپ ہی لے لیں تاکہ ساری سلطنت آپ ہی کی ہو جائے۔''

چنانچہ باوجود اس قدر مالداری اور جلال وحشمت کے، آپ کے ہاں ایک درویش کئی سالوں سے رہتا تھا جو سردیوں اور گرمیوں میں پھٹا پرانا لباس پہنے رکھتا تھا۔ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے معمول کے مطابق بہت زیادہ خیرات کی اور اس درویش کو کچھ بھی نہ دیا، حالانکہ آپ کی خانقاہ میں مدت سے رہنے والا یہ آدمی واقعی درویش تھا۔ اس پر لوگوں نے آپ کی خدمت اس درویش کو خیرات میں سے کچھ دینے کو عرض کیا، تو حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''اس برہنہ درویش کے لیے مال زہر قاتل ہے۔ فقیر اس لیے اسے مال نہیں دیتا۔ درحقیقت فقیر اپنے مال کو اس درویش سے نہیں بچاتا، بلکہ اس مال کے نقصان سے اس درویش کو بچاتا ہے۔ اگر فقیر اسے مال دے دے تو یہ اسے نقصان پہنچائے گا، حالانکہ فقیر کا یہ مال دوسروں کے لیے آب حیات ہے اور اس فقیر کے لیے زہر ہے، جیسا کہ مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
>
> زہر ماراں مارا باشد حیات
> نسبتش با دیگراں باشد ممات
>
> یعنی سانپوں کا زہر ہمارے لیے زندگی ہے اور اس کی نسبت دوسروں کے ساتھ موت ہے۔

بعد ازاں فرمایا: ''اسی لیے تو میں خانقاہ میں رہنے والے درویشان کرام کو بقدر کفاف دیتا ہوں۔ اگر میں ان کو مال خیرات سے زیادہ دوں تو یہ ان کے لیے نقصان کا ذریعہ بن جائے گا۔''[۹۳]

پیری و مریدی

فرمایا: ''آج کل لوگ دینی مقصد لے کر نہیں آتے، بلکہ دینی مقاصد کے ساتھ دنیاوی مقاصد بھی ملا دیتے ہیں۔ آج کے مسلمانوں کی بدافعالیوں سے اس زمانہ کے کفار بھی شرماتے ہیں۔ اگر لوگوں کے ساتھ بیٹھنا، اٹھنا نہ رکھوں اور کھانا وغیرہ نہ دوں تو دینی فائدہ اور استفادہ دونوں ختم ہوتے ہیں اور دینی خدمت موقوف ہو جاتی ہے اور حضرات کے طریقے سے پھر کوئی بھی مستفید نہیں ہو سکے گا۔ اگر اہل زمانہ (دنیاداروں) کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہی رکھوں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ختم ہوتی ہے اور قریبی تعلقات و کم ہمتی اور بے اعتنائی و بے پرواہی کی وجہ سے یہ لوگ کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے اور اگر طلبا پر، ادب سکھانے کی غرض سے سختی کرتا ہوں تو وہ برا مناتے ہیں۔ حالانکہ فقیر کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ سب مؤدب بن جائیں اور احکام شرعیہ کے مطیع اور پابند ہوں۔ حیران ہوں کہ پیری کا منصب اور مقصد تو بڑا عظیم ہے لیکن ہمیں بہت دشواری پیش ہے۔''

طریقت اور مطالعہ کتاب

فرمایا: ''طریقت میں کتاب خوانی کی ضرورت نہیں۔ یہ محض فضل ربی جل شانہ ہے۔ کتاب خوانی سے تو محض بزرگوں کے حالات اور مقامات سے واقفیت حاصل ہو سکتی ہے اور علم طریقت وہ لطف ربانی ہے جو سینہ بہ سینہ اپنے حضرات کرام سے منتقل ہوتا چلا آتا ہے۔''

محض تعویذوں سے پیری قائم رکھنا گناہ عظیم

آپ نے مولوی محمد عادل کاکڑ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی کو تبرکات و عطیات عنایت کر کے رخصت فرماتے ہوئے نصیحت فرمائی: ''علم دین حاصل کرنے میں کوشش کرو۔ آج کے صاحبزادوں کی طرح علم سے جاہل رہ کر اور بزرگوں کی نسبت سے محروم رہ کر محض تعویذوں کے ذریعہ اپنی پیری قائم رکھنا گناہ عظیم ہے۔''

عظمت توجہ روحانی

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو اپنے غریب نواز حضرات عالی شان قدس اللہ ارواحہم کی مبارک برکات سے ایسے حالات سے نوازا ہے کہ جب وہ حالت اس عاجز پر وارد ہو اور اس اثناء میں ہندو، برہمن وغیرہ پر توجہ کروں تو وہ فوراً زنار توڑ کر مسلمان بن جائے اور ساتھ ہی مقامات طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے مشرف ہو کر اشاعت طریقہ شریفہ میں لگ جائے۔ میں نے اپنی اس کیفیت کا ذکر اپنے پیر و مرشد قدس سرہ کی مبارک خدمت میں کیا تو آنحضور نے فرمایا کہ بالکل درست ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ فقیر یہ خود نمائی کے لیے بیان نہیں کر رہا بلکہ تحدیث نعمت الٰہیہ کے طور پر ذکر کر رہا ہے۔''[۹۴]

آتش عشق الٰہی کی برکات

ملا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جواب میں ارشاد فرمایا: ''کتنا سچا قول ہے: ''اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَاسِوَی اللّٰہ'' یعنی عشق ایسی آگ ہے جو اللہ کے سوا سب کچھ جلا ڈالتی ہے''۔ پھر ارشاد فرمایا: ''ریاضتیں اور اذکار الٰہی طریقت کی آگ ہیں (اور) اللہ کریم قادر ہے کہ (وہ ان کی برکات سے) وجود کو ماسوی اللہ کی آلائشوں سے پاک کر دے۔''

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

ملا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: ''حضور مراقبہ میں زراعت کے مناظر اکثر دیکھتا ہوں۔'' آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: ''اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃ'' (یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے) روایت میں مذکور ہے لیکن (اس) زراعت کی دو قسمیں ہیں۔ (ایک) زراعت ظاہری جو بدن کی قوت اور غذا کا ذریعہ ہے اور دوسری زراعت باطنی جو آخرت کا زاد اور توشہ ہے۔ یہ زراعت ذکر و اذکار (الٰہی) اور (طریقت کے) مجاہدے اور ریاضتیں ہیں۔''[۹۵]

حالت رحمانی اور حالت شیطانی کی وضاحت

مفتاح القلوب کے حوالے سے حالت رحمانی اور حالت شیطانی کی وضاحت میں ارشاد فرمایا کہ رحمانی حالت سے صفات پسندیدہ، مثلاً فقر، انس، بردباری اور تواضع وغیرہ پیدا ہوتی ہیں اور شیطانی حالت سے ناپسندیدہ صفات، مثلاً فخر، عجب، غرور، حسد اور ریا وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔

کرامات وخودنمائی سے پرہیز

مفتاح القلوب کے حوالے سے حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کے اس قول کو بیان فرمایا کہ اگر تمام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات اور کمالات بھی تجھے عطا ہو جائیں تو راضی نہ ہونا۔ بندہ کو ادب درکار ہے، لہٰذا عاجزی اور نیستی کو شیوہ بنانا اور کسی منصب کی آرزو نہ کرنا اور ہمیشہ اپنے آپ کو معدوم محض دیکھنا اور ہر ذرہ ممکنات میں اس کارساز حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی جلوہ نمائی سمجھنا، سالک کے لیے ضروری ہے اور یہ اس کے لیے ادب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو بغیر طلب مراتب عالیہ اور کمالات جلیلہ پر فائز فرمایا۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

کرامات تو کبر و خودنمائی است
تو فرعونی واین خوئے خدائی است [96]

ترجمہ: ''تیری کرامات تکبر اور خودنمائی ہیں، تو فرعون ہے اور یہ خدائی دعوے ہیں۔''

دائم الفکر اور متواصل الحزن رہنا چاہیے

فرمایا: ''انسان کو ہمیشہ غمگین رہنا چاہیے کیونکہ غمناکی میں جمعیت قلب نصیب ہوتی ہے۔'' چنانچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دائم الفکر اور متواصل الحزن رہا کرتے تھے۔'' [97]

باہمی الفت ومحبت نعمت عظیم ہے

فرمایا: ''مسلمانوں کی کیسی بدنصیبی ہے کہ آپس میں اُلفت اور محبت نہیں رکھتے، حالانکہ یہ ایک بہت ہی عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اس کا احسان جتلایا ہے:

''هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ'' (سورہ الانفال: ۶۲-۶۳)

یعنی ''وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی اور ان کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی۔''

پھر آپ نے فرمایا کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

''اِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَی اللّٰهِ الَّذِیْنَ یَاْلِفُوْنَ وَیُؤْلِفُوْنَ فَالْمُؤْمِنُ اِلْفٌ مَاْلُوْفٌ''

یعنی ''آپ میں سے اللہ کریم کو وہ لوگ پیارے لگتے ہیں جو لوگوں سے اُلفت کرتے ہیں اور پھر لوگ بھی ان سے اُلفت کرنے لگ جاتے ہیں۔''

پس مومن کامل (یعنی ولی اللہ) تمام لوگوں کا ہمدرد اور محبّ ہوگا جس کی وجہ سے وہ خلقت میں ہر دلعزیز اور محبوب بن جائے گا۔''

عرض کی گئی کہ حضور یہ واقعی لوگوں کی بدنصیبی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''الحمد للہ کہ اللہ پاک نے مجھے اور تمہیں لوگوں کی روٹی کا محتاج نہیں بنایا۔ ہماری روزی اپنی طرف سے ہمیں خود عطا فرما رہا ہے۔ لوگوں کے لیے آپس میں محبت کرنا، خواہ (ساتھی یا ہمسایہ) کافر بھی ہو، بہت ضروری ہے۔''

مولوی رحیم بخش اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (جامع ملفوظات) نے عرض کیا کہ پنوں قبیلہ کے لوگ آپس میں اُلفت سے رہتے ہیں تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: ''بے شک، بے شک، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا (سورہ الرعد: ۳۲)

یعنی "اگر اللہ کریم چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کے رستے پر چلا دیتا"
کیونکہ سب لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کے مبارک ہاتھ میں ہیں۔

پھر یہ حدیث شریف پڑھی:

لَوِ اجْتَمَعَ النَّاسُ كُلُّهُمْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ لَا يَنْفَعُوْكَ وَلَوِ اجْتَمَعَ النَّاسُ كُلُّهُمْ عَلٰى اَنْ يَضُرُّوْكَ لَا يَضُرُّوْكَ":

یعنی "اگر سب لوگ اکٹھے ہو کر تجھے نفع پہنچانا چاہیں تو بغیر امرِ الٰہی تیرا نفع نہیں کر سکتے اور اگر سب لوگ مل کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو ارادہ الٰہی کے بغیر تیرا نقصان نہیں کر سکتے۔"

کرامات فروش و کرامات خریدنے والا

آپ نے فرمایا: "شیخ الاسلام (خواجہ عبداللہ انصاری ہروی) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک کرامات فروش ہوتا ہے اور ایک کرامات خریدنے والا:

☆ کرامات فروش وہ ہے جو لوگوں پر اپنی کرامات کے ذریعے اپنی بڑائی جتوائے اور منوائے اور کرامات دکھانے پر زور لگائے۔ یہ پیر مغرور ہے۔

☆ کرامات خریدنے والا وہ ہے جو کرامات کو لوگوں پر ظاہر ہونے کی خواہش رکھتا ہے یا اس سے کرامتوں کی طلب کی جاتی ہے وہ چاہتا ہے۔

"اس طرح کرامات فروش اور کرامات خریدنے والا، دونوں فقر سے عاری ہیں، کیونکہ فقر کی حقیقت و اصلیت کرامات نہیں ہیں۔"

نیز فرمایا: "کرامات کی طلب رکھنا، فرعونی دعویٰ کرنے کی خواہش ہے اور کشف کی طلب کرنا، خدائی کا دعویٰ کرنے کی خواہش ہے۔"[٩٨]

بے حد تاثیرات کے حامل ابیات

آپ نے فرمایا: ''ان اشعار کو روزانہ پڑھا کرو جوان کو ہر روز پڑھے گا، اسے بہت زیادہ تاثیرات نصیب ہوں گی:''

بے لطف تو من قرار نتوانم کرد
احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر بر تنم زبان شود ہر موئی
یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد [۹۹]

یعنی تیرے لطف کے بغیر مجھے قرار نہیں آ سکتا، میں تیرے احسانوں کو شمار نہیں کر سکتا۔

اگر میرے تن کے ہر بال کو زبان مل جائے، تو میں تیرے ہزاروں احسانات میں سے ایک کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔

خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کا فیض عام

فرمایا: ''حضرت (بہاء الدین) نقشبند قدس سرہ بڑے بے تکلف تھے۔ اپنے گھر کے لیے جلانے کی لکڑیاں اپنی پیٹھ پر لاتے تھے۔ ایک دن بازار سے گوشت لا رہے تھے۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے گوشت لے کر ان کی خانقاہ شریف تک پہنچایا۔ جب گوشت پک گیا اور کھانا تیار ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ علاء الدین کو فرمایا: ''آؤ اکٹھے کھانا کھائیں۔'' اور پھر باہم مل کر کھانا کھایا۔ اس باہم کھانے کی برکت سے خواجہ علاء الدین عطارؒ درجہ ولایت سے مشرف ہوئے اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ نے انہیں اہل سمجھ کر خلافت عنایت فرمائی اور اس برکت کی بدولت خواجہ علاء الدین عطارؒ سے وہ فیض جاری ہوا جس سے ساری دنیا منور ہوئی۔'' [۱۰۰]

طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے تین پہلوان

ایک بار فرمایا: ''اس وقت اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں فقیر کے پاس تین پہلوان ہیں:

ایک ملا عثمان جی (یعنی قطب زمان حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ)،

دوسرے میاں جی (یعنی استاد الکل حضرت مولوی غلام حسن پونگرڈیروی رحمۃ اللہ علیہ)

اور تیسرے مولوی شیر محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ۔''[۱۰۱]

روٹی کمانا

فرمایا: ''روٹی دو طرح سے کمائی جاتی ہے۔ ایک طریقہ تو روٹی کمانے کا حرفت ہے اور دوسرا طریقہ توکل ہے اور یہ بہت مشکل کام ہے۔''

یادِ الٰہی کا اشتغال سب کچھ بھلا ڈالتا ہے

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور مجھ پر نسیان غالب ہے۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ فکر مت کرو اور نسیان کے غلبہ سے اندیشہ مت کرو، کیونکہ سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامیؒ کا ایک خادم تھا جو ایک مدت سے آپ کی خدمت میں رہ رہا تھا۔ ایک دن شیخ بسطامیؒ سے اس خادم کا نام بھول گیا تو خادم نے عرض کیا کہ حضور میرا نام جناب عالی کو کیوں بھول گیا، حالانکہ یہ بندہ عرصہ دراز سے حضور کی خدمت میں رہ رہا ہے؟ شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا:

> ''ناراض مت ہو کیونکہ فقیر کا باطن اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کی یاد میں (یوں) مشغول ہے کہ ماسوی اللہ سب (کچھ) فقیر سے بھول گیا ہے۔''[۱۰۲]

حقیقت ترک دنیا

فرمایا: ”ترک دنیا یہ نہیں کہ برہنہ ہو کر لنگوٹی باندھ لے اور لنگوٹی باندھ کر دھونی لگالے، بلکہ ترک دنیا یہ ہے کہ لباس اچھا پہنے اور کھانا اچھا کھائے اور جو کچھ اللہ کریم کی جانب سے بغیر کسب ملے وہ لوگوں کو کھلائے اور اسے جمع نہ کرے اور ساتھ ہی ماسوی اللہ کی ہر شے سے منہ موڑ لے۔“ [۱۰۳]

علم کی تعظیم

ملا میر واعظ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

”کتاب شروع کرنے سے پہلے کچھ نہ کچھ شیرینی بانٹ لینی چاہیے کہ یہ علم کی تعظیم ہے۔ آج کل کے لوگ سب علوم پڑھ لیتے ہیں مگر انہیں کچھ نہیں آتا، آگے دوڑ پیچھے چوڑ کے مصداق بنے ہوئے ہیں، کیونکہ ایک تو وہ علم کی تعظیم نہیں کرتے اور دوسرا وہ علم کو دنیا کمانے کے لیے پڑھتے ہیں۔“ [۱۰۴]

عقید تمندوں کا احترام

آپ نے منشی وزیر الدین خانؒ سے نسبت باطنی کے متعلق دریافت فرمایا کہ کون ساذکر کرتے ہو اور تفکرات و وسوسے دل میں آتے ہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور بحمد للہ بندے کا قلب آپ کی توجہ سے جاری ہے اور وسوسے بھی بفضلہٖ تعالیٰ کم ہو گئے ہیں۔ اس پر آپ نے اپنے گھر سے میوہ، کشمش اور بادام طلب فرمائے اور میاں علی خان کو دیے اور فرمایا:

”یہ میرے پیر و مرشد غریب نواز کا مبارک معمول تھا کہ ہر آنے والے کو شیرینی (یا اس) جیسی کوئی چیز کچھ عنایت فرماتے تھے، خواہ وہ دو تین بتاشے ہی ہوتے۔“ [۱۰۵]

مرشدی بادشاہت سے مشکل ہے

فرمایا: ''فقیر کو میرے حضرت (یعنی پیر و مرشد) نے اپنے مصلّیٰ (یعنی سجادہ) پر کوئی جھوٹ سے تو نہیں بٹھایا! وقت کے حاکم اپنا کام کرتے ہیں اور میں اپنا کام کرتا ہوں۔ یہ (میرا کام) خلق خدا کو اللہ اللہ بتانا (ہے) جو میرے حضرت نے میرے ذمے لگایا ہے اور جن کی بادشاہت ہے، یہ (میرا) کام ان سے کئی درجے زیادہ مشکل ہے۔ بادشاہت کیا ہوتی ہے؟ حکم چلانا اور چور اچکا پکڑنا اور کسی کے اندر (باطن) کا چور نکال کر اس کے دل کو پاک و صاف بنانا اور اس کی جگہ اس کے دل میں اللہ اللہ کا نقش بٹھانا، بڑا (ہی) مشکل کام ہے۔''[۱۰۶]

ورد و وظائف

ملا یٰسینؒ نے حزب البحر کے فقرات میں سے کسی فقرہ کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

> ''میرے حضرت نے مجھے حزب البحر کی اجازت مرحمت فرمائی مگر میں اس کا ورد نہیں کرتا۔ میرے حضرت نے حزب البحر کی زکوٰۃ بھی ادا فرمائی تھی۔ تم طریقت میں میری اتباع کرو اور باقی ورد و وظائف کتابوں میں دیکھو اور پڑھو، یا جو ورد و وظائف کے عامل ہوں ان سے دریافت کرو۔ میں خود نہ عامل ہوں اور نہ کوئی عمل کرتا ہوں۔ میرا وظیفہ ذکر، مراقبہ اور اپنے پیر و مرشد کے تصور کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔''[۱۰۷]

فصل ششم:

کرامات

آپ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ یہاں صرف دو بطور تبرک درج کی جاتی ہیں:

لٹے ہوئے مویشی واپس دلانا:

ایک بار آپ کی بستی چیری کے قریب ایک ظالم کافر نے پیوندوں (خانہ بدوشوں) کے مال مویشی زبردستی پکڑ لیے اور وہ روتے پیٹتے ہوئے آپ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے انہیں وعظ و نصیحت سے صبر کی تلقین فرمائی لیکن وہ پیوندے صبر نہ کر سکے تو آپ کو ان کی حالت زار پر ترس آ گیا۔ لہٰذا آپ بڑی شفقت سے اُٹھے اور نہایت الحاح و زاری سے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اور کفار کی طرف توجہ فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد مذکورہ مال و مویشی واپس آ گئے۔ صرف اونٹ کا ایک بچہ رہ گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اِنْ شَاءَ اللّٰہ امید ہے کہ وہ بھی آ جائے گا۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا کفار کے قلعہ سے بھاگ کر اونٹ کا وہ بچہ بھی آ گیا۔

بیمار اونٹ کا صحت مند ہو جانا:

آخوندزادہ سید نور رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک بار یہ فقیر اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دہلی (شریف) کے سفر میں شریک تھا۔ ہمارے ساتھ میں گنڈھیر نام قوم کا ایک ہری پال تھا۔ چنانچہ ہمارے سفر کے دوران گنڈھیر کا اونٹ ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا کہ اس کا اُٹھنا بیٹھنا محال ہو گیا۔ گنڈھیر نے مجھے بتایا کہ میں اونٹ کو آواز دیتا ہوں اور مارتا ہوں تاکہ وہ اُٹھ کھڑا ہو، مگر وہ کسی بیماری میں یوں مبتلا ہو چکا ہے کہ اُٹھتا نہیں اور مجھے اس کے بچنے کی اُمید نہیں۔ اگر تم چاہو تو میرے اونٹ کا خیال کرو اور میں اونٹوں کے کسی حکیم کو بلا لاتا ہوں تاکہ اس کا علاج کرے۔

میں نے گنڈھیر سے کہا کہ کہیں نہ جاؤ۔ سب سے پہلے حضرت اقدس سے اس کی صحت

کے لیے دعا کراؤ۔ اِنْ شَاءَ اللہ تمہارا اونٹ ٹھیک ہو جائے گا۔ سوگنڈھیر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اپنے اونٹ کے لیے دعا کرائی۔ پھر وہ اپنے اونٹ کے پاس واپس آیا اور جونہی اونٹ کو اُٹھنے کی آواز دی، وہ اونٹ صحیح سلامت اُٹھ کھڑا ہوا۔ بالکل ایسے جیسے یہ کبھی بیمار ہی نہیں ہوا تھا اور پھر وہ تندرست اونٹوں کی طرح گھاس چرنے لگا۔ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ"[108]

فصل ہفتم: متفرقات

روضہ مبارک رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت اور آپؐ کا توسل

اس سلسلے میں آپ نے اپنے خلیفہ حضرت سید حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے استفسار کے جواب میں ایک مفصل مکتوب گرامی (نمبر۲۳) میں تحریر فرمایا ہے:

''حضرت سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضہ شریف کی زیارت کرنا باجماع اہل سنت والجماعت و باجماع جماعت سلف و خلف قولاً و فعلاً جمیع سنن سے زیادہ افضل اور جمیع مستحبات سے زیادہ موکد ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضہ کی زیارت کرنا بالاتفاق سنت ہے اور ایک ایسی فضیلت ہے جس کی بڑی ترغیب دی گئی ہے۔''

بعد ازاں آپ نے مذکورہ مکتوب گرامی میں ائمہ اربعہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضہ انور کی زیارت کے فضائل کو بیان کیا ہے اور پھر آپؐ کی قبر مبارک کی زیارت کی فضیلت میں سولہ حدیثیں تحریر فرمائی ہیں۔[۱۰۹]

نیز اس مکتوب شریف میں تحریر فرمایا ہے:

''باقی رہا یہ کہ حضور (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے توسل سے شفاعت، اعانت اور امداد طلب کرنا کیسا ہے؟ تو جاننا چاہیے کہ یہ فعل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور سلف و خلف صالحین کی یہ سیرت رہی ہے۔''[۱۱۰]

فضائل حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنے خلیفہ حضرت ملا میر واعظ آخوند رحمۃ اللہ علیہ کے نام اپنے مکتوب گرامی

(نمبر۲۲) میں امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت الکوفی رحمۃ اللہ علیہ کے جامع فضائل ومناقب تحریر فرمائے ہیں۔اس میں لکھتے ہیں:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے ابوحنیفہ کہا جائے گا جو قیامت کے روز میری امت کا چراغ ہوگا۔''[۱۱۱]

مروی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے تھے:

''میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں۔ نیز ان کی قبر پر جاتا ہوں اور اپنی حاجت روائی کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں تو میں وہاں سے اٹھنے نہیں پاتا، یعنی جلد ہی میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔''[۱۱۲]

حواشی باب سوم

۱- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۳۷/ نثار احمد الحسینی، حافظ (مقالہ): ''ایک یادگار تاریخی روحانی سفر'' الارشاد، اٹک: جامعہ مدنیہ، شوال ۱۴۱۸ھ/ فروری ۱۹۹۸ء ص ۱۶/ محمد اسماعیلؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱/ ۴۸

۲- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۳۷/ نثار احمد الحسینی، حافظ (مقالہ): ''ایک یادگار تاریخی روحانی سفر'' الارشاد، ص ۱۶

۳- محمد اسماعیلؒ مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۴۹/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۵/ محبوب الٰہیؒ، مولانا تحفہ سعدیہ، ص ۳۷

۴- نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۵/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۳۷-۳۸

۵- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۳۸

۶- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۴۹

۷- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۳۸/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۵، محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۵۰-۵۱

۸- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۳۸/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۵

۹- نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۵/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۳۹

۱۰- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۵۱/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۳۹/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۶/ نثار احمد الحسینی، حافظ (مقالہ): ایک ''یادگار تاریخی روحانی سفر'' الارشاد، ص ۱۶

۱۱- نثار احمد الحسینی، حافظ (مقالہ): ''ایک یادگار تاریخی روحانی سفر'' الارشاد، ص ۱۶

۱۲- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۲۵۹

۱۳- نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۶/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۰، ۲۵۹

۱۴- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۰

۱۵- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۳۲

۱۶- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۳۳-۳۴

۱۷- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۳۵-۳۸

۱۸- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۳۴: ۳۵

۱۹- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۳۸-۴۰

۲۰- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۵۲-۵۸

۲۱- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۵۸-۶۰

۲۲- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۴۳-۴۷

۲۳- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۵۴-۵۶، ۶۵: ۶۷

۲۴- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱، ص/ ۸۵-۸۶ محمد اکرام شیخ: رود کوثر، ص ۶۶۱

۲۵- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۵

۲۶- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۵-۴۶

۲۷- اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۲۲، حاشیہ ۱/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۹۸-۳۰۱/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۸/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان: مکتبہ سراجیہ مجددیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، ۱۳۹۵ھ، ص ۱۵/ محمد نذیر رانجھا (مقالہ): ''حضرت دوست محمد قندھاریؒ'' ماہنامہ نور اسلام، اولیائے نقشبند نمبر، شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ: جلد ۲: ۱۸۵-۱۹۴

۲۸- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۶-۴۷/ محمد نذیر رانجھا: برصغیر پاک وہند میں تصوف کی مطبوعات، ص ۱۰۴، ۱۰۶، ۲۰۳، ۲۵۵

۲۹- نیز دیکھیے: تحفہ سعدیہ، ص ۴۴-۴۵

۳۰- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۱۹۶/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ (ترجمہ مکتوبات حضرت مولانا حاجی دوست محمد قندھاریؒ)، کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، ص ۱۰۳

۳۱- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۱۳

۳۲- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۹، ۱۹۷، ۲۱۲-۲۱۳/ احمد سعید مجددیؒ، شاہ/ محمد اقبال مجددی (مترجم): اثبات المولد والقیام، ص ۶/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۱۵

۳۳- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۱۹۸/ دوست

محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص۱۱۲

۳۴- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۳/محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۱: ۱۹۸

۳۵- ایضاً

۳۶- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۱: ۱۹۹/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص۱۰۴

۳۷- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۴/محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۱: ۲۰۰

۳۸- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۱: ۲۰۰/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمہ، ص۱۰۴

۳۹- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۵/محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۱: ۱۹۹

۴۰- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۱: ۲۰۰/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص۱۰۵

۴۱- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۵/محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۱: ۲۰۱

۴۲- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۱: ۲۰۱/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص۱۰۷

۴۳- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۵/محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۱: ۲۰۱

۴۴- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۱: ۲۰۲-۲۰۴/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص

۴۵- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۷/محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۰۴

۴۶- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۰۵/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۷

۴۷- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۸/محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۰۵

۴۸- ایضاً

۴۹- ایضاً

۵۰- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۰۶/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۸

۵۱- ایضاً

۵۲- ایضاً

۵۳- ایضاً

۵۴- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۹/محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ: جلد ۱: ۲۰۶

۵۵- ایضاً

۵۶- ایضاً

۵۷- ایضاً

۵۸- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۰۷/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۹

۵۹- ایضاً

۶۰- ایضاً

۶۱- ایضاً

۶۲- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۱۰/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۰۷

۶۳- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۰۷-۲۰۸/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ ص ۱۱۱

۶۴- ایضاً

۶۵- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۱۱/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۰۹

۶۶- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۰۹/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۱۲

۶۷- ایضاً

۶۸- ایضاً

۶۹- ایضاً

۷۰- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۱۳/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۱۰

۷۱- ایضاً

۷۲- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۱۳/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۱۵

۷۳- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمد، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۱۵/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۱۴

۷۴- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۱۴/ دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۱۶

۷۵- ایضاً

۷۶- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۰۹

۷۷- ایضاً، ص ۱۱۰

۷۸- ایضاً

۷۹- ایضاً

۸۰- ایضاً

۸۱- ایضاً

۸۲- ایضاً

۸۳- ایضاً، ص ۱۱۳

۸۴- ایضاً

۸۵- ایضاً، ص ۱۱۶-۱۱۹/محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۲۱۵-۲۱۹

۸۶- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۱: ۱۰۱، ۱۶۱، ۱۶۳

۸۷- ایضاً، ص ۱۲۵-۱۲۶

۸۸- ایضاً، ص ۱۱۶

۸۹- ایضاً

۹۰- ایضاً، ص ۱۰۲

۹۱- ایضاً

۹۲- ایضاً، ص ۱۰۳-۱۰۴

۹۳- ایضاً، ص ۱۰۴-۱۰۵

۹۴- ایضاً، ص ۱۰۷-۱۰۸

۹۵- ایضاً، ص ۱۰۸-۱۰۹

۹۶- ایضاً، ص ۱۱۴-۱۱۵

۹۷- ایضاً، ص۱۲۴

۹۸- ایضاً، ص۱۵۷-۱۵۸

۹۹- ایضاً، ص۱۶۳

۱۰۰- ایضاً، ص۱۶۴

۱۰۱- ایضاً، ص۱۶۶

۱۰۲- ایضاً، ص۱۶۸-۱۶۹

۱۰۳- ایضاً، ص۱۷۱

۱۰۴- ایضاً، ص۱۷۵

۱۰۵- ایضاً

۱۰۶- ایضاً، ص۱۷۵-۱۷۶

۱۰۷- ایضاً، ص۱۷۴

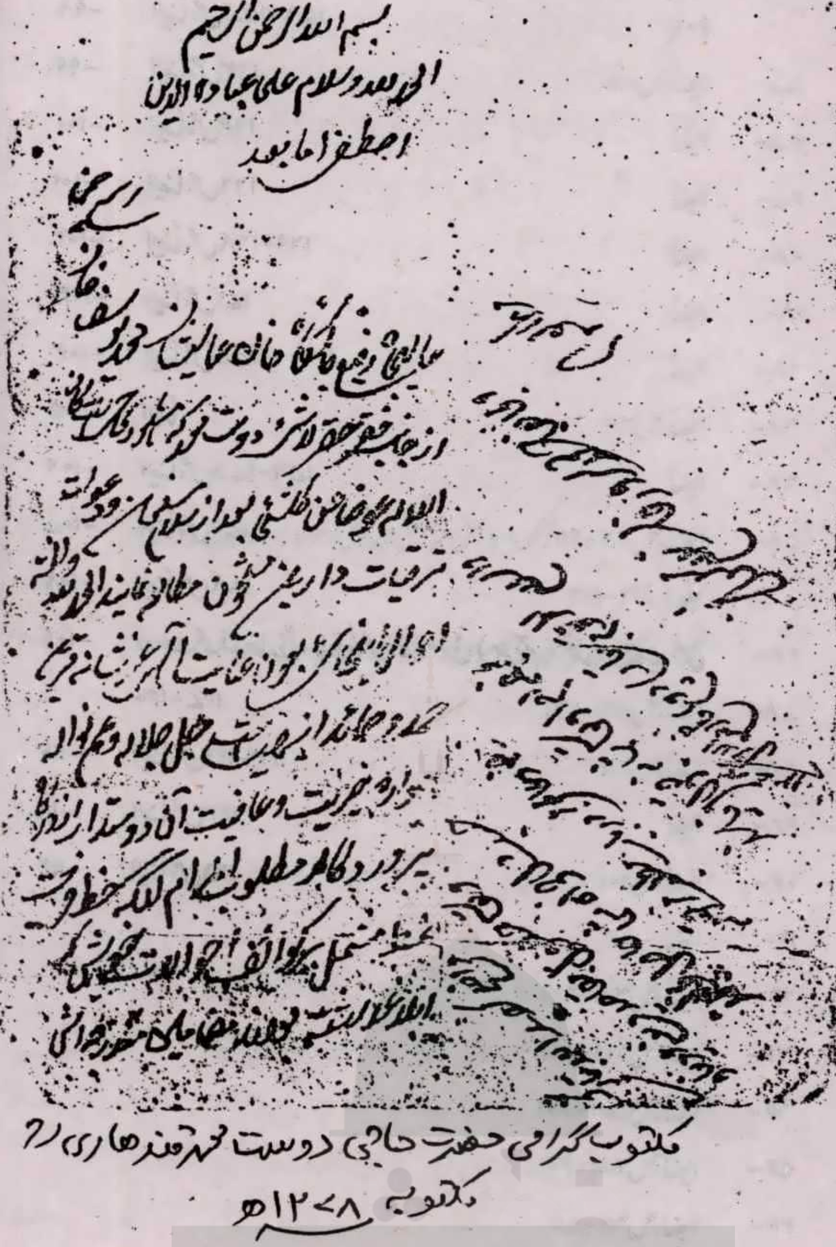
۱۰۸- ایضاً، ص۱۸۸

۱۰۹- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ، ص ۱۴۰-۱۴۷

۱۱۰- ایضاً، ص۱۲۲-۱۲۳

۱۱۱- ایضاً، ص۱۲۳

۱۱۲- ایضاً، ص۱۲۵



بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین
اصطفی اما بعد

عالیجاہ رفیع جایگاہ خان عالیشان محمد یوسف خان

مکتوب گرامی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رح
مکتوبہ ۱۲۷۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین

اصطفیٰ اما بعد

[illegible]

[illegible]

عالیجاہ و رفیع جایگاہ محب العلماء والفقراء فائق اللسان [illegible]

از جانب فقیر حقیر لاشیٔ دوست محمد کہ مشہور بحاجی است

کان اللہ لہ عوضاً عن کل شیٔ بعد از سلام مسنون و دعوات ترقیات

دارین مشحون مطالعہ نمایند الحمد للہ والمنۃ کہ احوال

اینجانب بفضل مفضل حقیقی عز شانہ قرین بیاس

بقیاس منعم علی الاطلاق است جلت نعمائہ وعمت

الآلاء پیوستہ بخیریت و عافیت آنم و ستدار از درگاہ

پروردگار مدام مطلوب المرام لکن رقیمہ کریمہ مشتمل

بر خیریت و عافیت سالمی کہ ابلاغ داشتہ بودند رسید

از مطالعہ آن خورمی و خورسندی حاصل گردید اللہ تبارک

وتعالیٰ از حوادثات و عوائقات دوران در حفظ

خود محفوظ و مسلم داراد بالنبی وآلہ الامجاد وصلی اللہ تعالیٰ

علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین والسلام خیر الختام

[illegible]

مکتوب گرامی حضرت حاجی دوست

محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ - مکتوبہ سنہ ۱۲۸۰ھ

انتخاب الاذکار رسالہ ہذا بخط مولوی الحاج احمد جی محمد یوسف زمان جان صاحب مدظلہ آید۔

از جمیع دعوات خصوصاً از حضرت عالی

وصدر الدین سلطان منور سلطان بو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد

بسم اللہ الرحمن

عالیجاہ رفیع جایگاہ [illegible] عالی شان محمد یوسف خان

از جانب فقیر حقیر اللاشئ [illegible] محمد کہ مشہور بہ حاجی [illegible] سلطان

اللہ عوضا عن کل شئ پس از سلام سنی [illegible] و دعوات

ترقیات [illegible] مشحون مطالعہ نمایند الحمد للہ والمنۃ

کہ احوال اینجانب از جمیع وجوہ بفضل و کرم الٰہی قرین شاد

قرین سپاس بیقیاس منعم حقیقی جل عزشانہ والمسئول

من اللہ سبحانہ سلامتکم وعافیتکم وثباتکم علی الشریعۃ

المرضیۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام [illegible] نامہ

کریمہ مشتمل بر خیریت خویش کہ [illegible] رسید

کوائف مندرجہ [illegible] بوضوح [illegible] امید اللہ تبارک [illegible] دعا

از جمیع عوارضات دوران و آفات زمان در حفظ

و امان خود محفوظ و مامون داراد و بطلب [illegible]

رسانیدہ بالنبی و آلہ الامجاد علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام

[illegible]

مکتوب گرامی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری

مکتوبہ ۱۲۸۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین

اصطفی اما بعد

اخوی اعزی ارشدی محمد یوسف خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

از جانب فقیر حقیر الراجی دوست محمد بعد سلام مسنون مشہور رای کتابت

کان اللہ عوضاً عن کل شیء لکن در این از سلام مسنون و دعوات

ترقیات دارین مشحون مطالعہ نمایند للہ الحمد والمنة

کہ احوال اینجانب بعون عنایت الٰہی عزشانہ قرین

خیریت است پیوستہ بہ صحت دارین و عزت کلی

آن ارجمند از درگاہ واہب العطیات مستدعی است انتہی

[illegible] بجیب وبالاجابة قریب آیلم مآب

العلیین المرام لکم رقیمہ کریمہ مشتمل بر کوائف مختلفہ

کہ غریبات [illegible] حقیقت [illegible] واقف گردید

و دعوات [illegible] آن دعا خوان برادر علی [illegible]

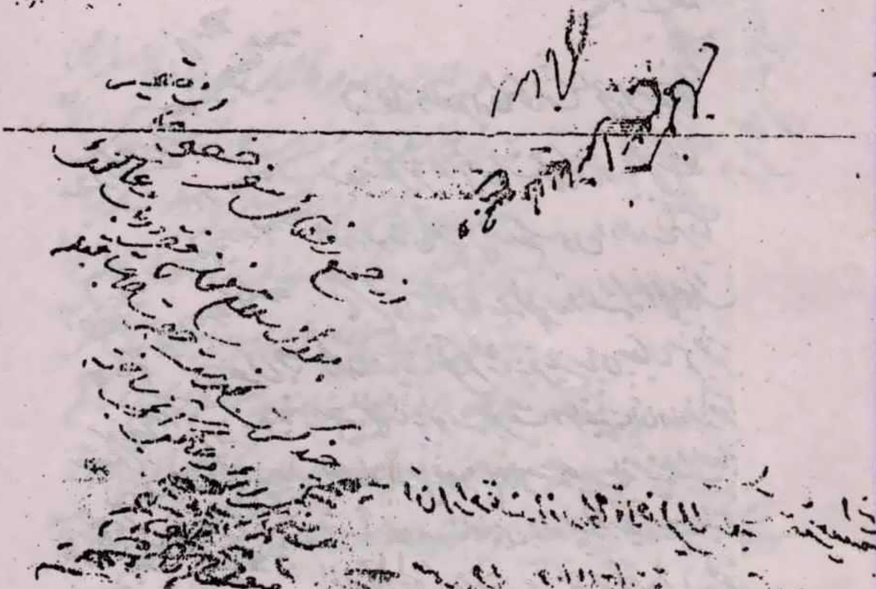
بحرمة النبی وآلہ الامجاد علیہ وعلیہم الصلوٰة والسلام

والبتہ استعفاف [illegible] از حق افقر وحقیر

[illegible]

مکتوبہ ۱۳ [illegible] ۱۲۸۱ھ

مکتوب گرامی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ



بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی اما بعد

[illegible]

محب الصلحاء والفقراء عالی حضرت حاجی محمد یوسف خان صاحب
از جانب فقیر حقیر لاشی دوست محمد که مشهور بحاجی است کان
الله له عفو عنه [illegible] بعد از سلام مسنون و دعوات ترقیات
دارین مشهود خاطر عاطر باینده اطهر لله والمنة که احوال اینجانب
بمحض عنایات الهی عز شانه قرین سپاس بیقیاس است همیشه تحقیق
آن جل شانه بوده خیریت و عافیت آن ارادتمند فقرا
از درگاه آن جل جلاله و عم نواله مستدعیست انه سمیع قریب مجیب و بالاجابة جدیر
قریب آمین یا رب العالمین بجاه سید المرسلین صلی الله علیه وسلم
المرام الکه رقیمه کریمه مشتمل بر خیریت خویش فرستاده بودند
رسید کوائف مندرجه اش واضح گردید الله تبارک و تعالی
مرادات دینی و مقاصدات جانی حسب دلخواهش بسر انجام کناد
و از ادراک خبر کلفت اثر انتقال آخوند صاحب مرحوم
آن محبت نشان خرفی و ملالی روی داد انا لله و انا الیه

[illegible]

مکتوبه سنه ۱۲۸۴ ھ

مکتوب گرامی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

محب العلماء والفقراء خان عالیشان میر یوسف خان سلمہ الرحمن
از جانب فقیر حقیر لاشئ دوست محمد کہ مشهور بحاجی صاحب کابل
عفا اللہ عنہ بعد از سلام مسنون و دعوات ترقیات
دارین مشهود مطالعہ نمایند الحمد للہ والمنۃ کہ احوال اینجانب
بفضل وکرم فیض جل شانہ قرین سپاس منعم حقیقی است
جل جلالہ وعم نوالہ والمسئول من اللہ سلامتکم وعافیتکم وثباتکم
علی الشریعۃ المرضیۃ علی صاحبها الصلوۃ والسلام المرام رقیمہ
کریمہ مشتمل بر احوالات سلامتی و تنگدستی از بابت وجوہ یادے
کہ ابتلا نموده اند بوصول رسید مسرور خوشی واضح گردید کارساز
حقیقی جل شانہ آنمحب را از تنگدستی وخواری خلاصی داده
بفراخی وگشائش رزق رساناد بالنبی وآلہ الامجاد
علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام ای برادر ہر وقت روی با اجل
در ایشان است ہرگز [illegible] گلوگیرد فرصت دم زدن

[illegible]

مکتوب گرامی حضرت حاجی دوست محمد
قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد

محب العلماء والفقراء جناب سلالۃ السادات محمد یوسف خان صاحب [illegible]

از جانب [illegible] حقیر [illegible] بہ [illegible] دعا [illegible] گان [illegible]

عوض [illegible] بعد از سلام مسنون و دعوات [illegible]

دارین [illegible] مطالعہ نمایند الحمد للہ والمنۃ کہ احوالی

اینجانب بعون عنایت الٰہی عز شانہ قرین خیریت است

بہ موقتہ خیریت و عافیت [illegible] آن برادر

از درگاہ رب الاکبر جل جلالہ وعم نوالہ مطلوب المراد [illegible]

[illegible] بہ خیریت [illegible]

[illegible] سجادہ [illegible]

[illegible] آن دعا خواہ [illegible] برادر [illegible]

رسانا [illegible] و از [illegible] تنگی رزق و سختی روزگار

نجات [illegible]

مکتوب گرامی حضرت حاجی [illegible]

باب چہارم:

احوال ومناقب

سید الاولیا سند الاتقیا زبدۃ الفقہا راس العلما

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۴۴-۱۳۱۴ھ/ ۲۸-۱۸۲۹-۱۸۹۷ء)

بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدہ ریائی
بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

خود بخود آن مہ دلدار بہ برمی آید
نہ بزور نہ بزاری نہ بزرمی آید

قوت جبرئیلؑ از مطبخ نبود
بود از درگاہ خلاق و ودود

نیاوردم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ہمہ چیز و من چیزے تست

سپردم بہ تو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

سید الاولیاء، سند الاتقیاء، زبدۃ الفقہاء اور راس العلماء حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد بزرگوارؒ سے پائی اور پھر وطن سے باہر دیگر مدارس میں پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ شروع سے ہی فقراء اور اہل اللہ کی محبت وعقیدت سے سرشار تھے۔ لہٰذا توفیق الٰہی ارزانی ہوگئی اور اہل اللہ کی مجالس سے مستفیض ومستفید ہونے کا ذوق دامنگیر ہوگیا اور جاذبہ حق نے یوں مجبور کیا کہ مدرسہ سے خانقاہ میں آپہنچے۔ یہ یوں ہوا کہ ایک روز بند بہ دل آپ کو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں کھینچ لایا جو اپنے قافلے کے ہمراہ چودھوان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب تشریف فرما تھے۔

بوقت عصر بیعت کی درخواست کی۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے یہ فرماتے ہوئے انکار کر دیا کہ فقیری اختیار کرنا دشوار کام ہے۔ آپ نے کمال ادب سے عرض کیا کہ حضرت حقیر صرف اس کام کے لیے تیار ہو کر حاضر خدمت ہوا ہے اور ہر چیز سے قطع تعلق کرلیا ہے اور سب کو تین طلاق دے دی ہیں۔ اس پر حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ اپنے اس ارادے پر قائم رہو، مغرب کے بعد دیکھا جائے گا۔ مغرب کے بعد مشیت ایزدی نے یاری فرمائی اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بیعت فرمالیا۔ قسمت ومقدر نے یوں ساتھ دیا کہ تفسیر و حدیث اور کتب تصوف کا درس پیر ومرشد نے دینا شروع کر دیا اور یوں علم کی ظاہری موشگافیوں کے ساتھ ساتھ جملہ باطنی حقائق ومعارف بھی آشکار ہونے لگے اور درجہ علمی استدلال سے گزر کر عرفان وایقان کی منزل پر پہنچ گئے۔ پیر ومرشد کی شفقت وعنایت گھٹا کی مانند برستی تھی۔ ایک روز انہوں نے خوش ہو کر دریافت فرمایا: ''عثمان! تمہیں وہ دن یاد ہے جب اپنے ماموں کا سلام پہنچانے آئے تھے؟''

آپ نے عرض کیا ''جی حضور! مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے۔''

اس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہم نے اس دن تمہاری پیشانی میں اپنے حضرات (نقشبندیہ) رحمہم اللہ کی نسبت مشاہدہ کی تھی اور یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ شخص ہمارے حضرات کے فیض ونسبت سے رنگین اور مالا مال ہوگا۔''

آپ نے تقریباً ساڑھے اٹھارہ برس اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں گزارے۔ بیعت ہونے کے بعد اپنے آبائی وطن قصبہ لونی، تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اور کاروبار دنیا سے یوں منہ موڑا کہ سفر و حضر میں ہمیشہ اپنے شیخ و مرشد کے ساتھ رہے اور اس دوران شادی تک نہ کی، تاکہ دنیاوی علائق مرشد کی خدمت میں حائل نہ ہوں۔ پیر و مرشد کی جو خدمات آپ نے انجام دیں وہ کسی دوسرے مرید یا خلیفہ کے حصہ میں نہ آئیں۔ کئی دفعہ ہندوستان، خراسان اور افغانستان کے سفروں میں شیخ و مرشد کے ہمراہ رہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے موسیٰ زئی شریف ۳۲ میل کا سفر ہے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کی اہلیہ محترمہ کی بیماری کے دوران اس زمانے میں پیدل چل کر دوالائے اور جسم پر نہ تکان کا احساس تھا اور نہ اضمحلال کا اثر۔ ایک روز حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ شریف میں رات کو محو استراحت تھے اور حضرت خواجہ محمد عثمانؒ آپ کے خادم خاص کی حیثیت سے ایک گوشہ میں دیا سلائی ہاتھ میں لیے ذکر و مراقبہ میں مشغول بیٹھے تھے۔ اس خیال سے نہ لیٹے اور نہ سوئے کہ نہ معلوم کس وقت حضرت شیخ بیدار ہوں اور خدمت کے لیے آواز دیں۔ بوقت تہجد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے اور ''ملا عثمان'' کہہ کر پکارا۔ آپ نے ''جی حضور'' کہنے کے ساتھ ہی دیا سلائی جلا کر چراغ روشن کر دیا۔ حضرت حاجی صاحبؒ یوں خوش ہوئے کہ فرمایا:

> ''ملا عثمان! تم نے بڑی اہم اور صبر آزما خدمات انجام دی ہیں مگر تمہاری یہ خدمت سب پر فوقیت لے گئی۔''

انہی اہم اور صبر آزما خدمات کا نتیجہ تھا کہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ نے اپنی مبارک زندگی کے آخری ایام میں آپ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔ اجازت و خلافت مطلقہ (تحریری) عطا فرمائی اور اپنی زیر نگرانی خانقاہوں (۱) خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف (۲) خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف، خانقاہ غنڈان شریف، قندھار (افغانستان) کا انتظام و انصرام اور جملہ تولیت بھی آپ کے سپرد فرما دی اور یوں آپ ۲۲ شوال ۱۲۸۴ھ/ ۱۶ جنوری ۱۸۶۸ء کو اپنے پیر و مرشد کے وصال مبارک کے بعد مسند ارشاد خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان پر جلوہ افروز ہوئے اور تقریباً ۳۰ برس تک خلق خدا کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات سے نوازتے رہے۔ اس باب میں آپ کے احوال و مناقب اور آپ کے خلفائے عظام کے احوال درج ہیں۔

فصل اوّل:

ولادت باسعادت تا تکمیل علوم ظاہری و باطنی

نسب مبارک

آپ کا نسب مبارک چار واسطوں سے قندھار اور اس کے مضافات کے قاضی القضاۃ قاضی ملا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے جو ملا شمس کے نام سے خاص و عام میں معروف تھے اور احمد شاہ ابدالی کے دور حکومت میں اس منصب جلیلہ پر فائز المرام تھے۔ شجرہ نسب یوں ہے:

حضرت مولانا محمد عثمان دامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا محمد موسیٰ جان ابن حضرت ملا احمد جان ابن حضرت ملا عبدالحلیم ابن حضرت ملا عبدالکریم ابن حضرت ملا قاضی القضاۃ مولانا شمس الدین آخوند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ خاندانی طور پر افغانوں کے قبیلہ درانی کی شاخ اچگ زئی درانی سے تعلق رکھتے تھے جو اپنی سیادت، سخاوت، قیادت اور دینی حمیت و غیرت میں ممتاز مقام کا مالک تھا۔[۱]

ولادت باسعادت:

آپ اپنے آبائی وطن قصبہ لونی، تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ۱۲۴۴ھ/ ۲۸-۱۸۲۹ء میں پیدا ہوئے۔ موضع لونی، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف سے تقریباً پندرہ میل شمال کی جانب واقع ہے اور یہ قصبہ افغانوں کے مشہور قبیلہ گنڈہ پور کا شہر ہے۔[۲]

والد بزرگوار:

آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بڑے عابد زاہد اور جلیل القدر فقیہ تھے اور اپنے علاقہ میں ''فقیہ لونی'' کے لقب سے معروف تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں

سے کوئی حضرت قندھار سے ہجرت کر کے لونی آ گئے تھے، جبکہ آپ کے ننھیال قصبہ لونی کے مقامی باشندے تھے۔ [۳]

ابتدائی تعلیم:

آپ کے والد ماجدؒ نہایت صالح اور باخدا شخص تھے۔ لہٰذا انہوں نے اس زمانے کے رسم ورواج کے لحاظ سے آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی شروع فرمائی اور آپ نے اپنے والد بزرگوار سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے ماموں حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ مروجہ دینی علوم میں مہارت تامہ اور ید طولیٰ رکھتے تھے۔ [۴]

حصول علم کے لیے مسافرت:

آپ دو بھائی تھے۔ دوسرے بھائی کا نام مولوی سعید احمد آخوند رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ کی عمر پانچ چھ برس تھی اور چھوٹے بھائی ابھی شیر خوار تھے کہ والد بزرگوار انتقال فرما گئے۔ لہٰذا کفالت ماموں جان نے کی۔ آپ کو اپنے والد بزرگوار کی خواہش کے مطابق وطن سے باہر دیگر مدارس میں تعلیم کے لیے بھیجا گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے عربی صرف ونحو کی کتابیں پڑھ لیں اور ساتھ ہی عربی وفارسی کی مبادیات پر عبور حاصل کر لیا اور متوسطات نصاب تک رسائی حاصل کر لی۔ [۵]

محبت اولیا و جاذبہ حق:

آپ شروع سے ہی فقرا اور اہل اللہ کی محبت وعقیدت سے سرشار تھے۔ لہٰذا توفیق الٰہی ارزانی ہو گئی اور ابھی تحصیل علم میں مصروف تھے کہ اہل اللہ کی مجالس سے مستفیض ومستفید ہونے کا ذوق دامنگیر ہو گیا اور جاذبہ حق نے یوں مجبور کیا کہ مدرسہ سے خانقاہ میں آ پہنچے۔ [۶]

حضرت حاجی صاحب کی زیارت نصیب ہونا

آپ کے بڑے بھائی آخوند محمد سعید صاحبؒ موضع کھوئی بہارہ میں اپنے ماموں مولانا نظام الدین صاحبؒ کے پاس پڑھا کرتے تھے اور ان دنوں مشہور درسی کتاب یوسف زلیخا

(فارسی) زیر درس تھی۔ آپ کے ماموں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ ایک دفعہ آپ اپنے بھائی محمد سعید صاحب کے پاس ان کے کپڑے لے کر موضع کھوئی بہارہ تشریف لے گئے۔ آپ کے ماموں مولانا نظام الدین صاحبؒ نے آپ سے دریافت کیا کہ ہمارے پیر و مرشد حضرت حاجی صاحب کا قافلہ چودھوان کے قریب فروکش ہے، ان کے بارے میں آپ کو کچھ معلوم ہے؟ مقصد خیریت دریافت کرنا تھا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں ان سے متعارف نہیں اور مجھے ان کے بارے میں علم نہیں کہ وہ کون بزرگ ہیں اور کس جگہ قیام فرما ہیں؟

آپ کھوئی بہارہ سے جب واپس گھر جانے لگے تو ماموں صاحبؒ نے ہدایت کی کہ آپ کے راستہ میں چودھوان آئے گا اور اسی کے قریب حضرت حاجی صاحب دامت برکاتہم کا قافلہ قیام پذیر ہے۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا سلام عرض کرنا اور یہ پیغام دینا کہ حضور کے جو درویش و خدام کام کی غرض سے یہاں آئے ہوئے ہیں، وہ کل آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائیں گے۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ جب گھر واپس جاتے ہوئے چودھوان سے گزرے تو آپ نے حضرت حاجی صاحب قبلہ کے قافلے کے بارے میں اہل قریہ سے پوچھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت والا یہیں موضع کڑی میں قیام فرما ہیں۔ آپ ایک مسافر کی حیثیت سے حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے ماموں صاحبؒ کا سلام و پیغام پہنچایا اور پھر وہاں سے رخصت ہو کر اپنے تعلیمی مشاغل میں مصروف ہو گئے۔

طلب الٰہی کا ذوق دامنگیر ہونا

کچھ عرصہ بعد طلب الٰہی کے ذوق وشوق نے آپ کے دل میں ایک تلاطم برپا کر دیا۔ ان ایام میں فقہ کی مشہور اور اہم کتاب ہدایہ پڑھ رہے تھے۔ مگر جذبہ طلب بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ گیا کہ ہر وقت استغراق کی کیفیت طاری رہنے لگی، نہ مطالعہ کر سکتے تھے اور نہ سبق

پڑھ سکتے تھے۔ آخر جب جاذبہ حق کے ہاتھوں مجبور ہو گئے تو استاد محترم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے لیے اب تعلیم مزید جاری رکھنا مشکل ہو گیا ہے۔ محبت الٰہی کا غلبہ روز بروز بڑھتا جارہا ہے اور اب یہ عزم صمیم کر لیا ہے کہ فی الحال سلسلہ تعلیم ملتوی کرتے ہوئے کسی اہل اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کروں۔ شاید اس طرح غلبہ حال اور جوش دروں کا مداوا ہو سکے۔

استاد محترم یہ سن کر حیران ہوئے اور آپ کو مشورہ دیا کہ ہدایہ آخرین کا کچھ حصہ باقی ہے۔ اسے مکمل کر لیں بعد ازاں ان شاءاللہ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا اور دونوں ایک ساتھ کسی اہل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ آپ نے ادب سے عرض کیا: ''ہدایہ ختم کرنے میں چند دن کی دیر ہے اور میرا اضطراب کمال درجہ کو پہنچ گیا ہے کیونکہ ہر وقت استغراق غالب ہے اور یہ استغراق مجھے کوئی کام نہیں کرنے دیتا، میں کل بفضلہ تعالیٰ روانہ ہو جاؤں گا۔''

اسی اثنا میں آپ کے استاد کے بڑے بھائی (جو آپ کے استاد کے بھی استاد تھے) نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر آپ نے فقیری اختیار کر لینے کا حتمی اور یقینی ارادہ کر لیا ہے تو یہ بہت مناسب اور موزوں ہے، اپنے اس ارادے پر مضبوطی سے گامزن ہو جائیں۔'' آپ نے عرض کیا: ''میرے دل کی گہرائیوں سے اب صرف یہی ایک آواز آ رہی ہے کہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری سے بیعت ہو جاؤں۔''[کے]

بیعت مرشد

استاد محترم نے آپ کو ہر چند روکنا چاہا لیکن جذب دل نے آپ کو رکنے کی مہلت نہ دی۔ آپ اگلے دن صبح سویرے اپنے مدرسہ سے روانہ ہو گئے اور سیدھے چودھوان پہنچے۔ اس وقت چودھوان سے دو میل جنوب کی طرف حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کا قافلہ فروکش تھا۔

جب موسیٰ زئی شریف کی نہر کے کنارے پہنچے تو چونکہ نسبت غالب آنے کی وجہ سے وجود مبارک میں سخت گرمی اور حرارت پیدا ہو گئی تھی، اس لیے نہر میں چھلانگ لگا دی اور کچھ دیر

خوب نہاتے رہے، باوجودیکہ اس زمانے میں آپ یوں توانا تھے کہ ہاڑ جیسے گرم مہینے میں بھی پیاس کی حالت میں دوپہر کے وقت روانہ ہو پڑتے تھے اور غروب آفتاب تک پیدل چلتے رہتے اور گرمی کی وجہ سے دل برداشتہ نہ ہوتے اور تنگی محسوس نہ کرتے۔[۸]

چنانچہ بروز جمعہ ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ/۲۲ اپریل ۱۸۵۰ء حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بوقت عصر بیعت کی درخواست کی۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے یہ فرماتے ہوئے انکار کیا: ''فقیری اختیار کردن بسا مشکل است۔'' یعنی فقیری اختیار کرنا بڑا دشوار کام ہے۔ آپ نے کمال ادب سے عرض کیا:

''من محض برای این کار تیار شدہ آمدہ ام و از ھر چیز تعلق برداشتہ ام و پس پشت کردم ہر چیز را و دادم سہ طلاق۔''

یعنی میں صرف اس کام کے لیے تیار ہو کر آیا ہوں اور ہر چیز سے قطع تعلق کر لیا ہے اور سب کچھ پس پشت ڈال دیا ہے اور (سب کو) تین طلاقیں دے دی ہیں:

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا تن رسد بجاناں، یا جاں ز تن برآید

یعنی ''میں اس وقت تک طلب سے ہاتھ نہیں کھینچوں گا جب تک میرا کام نہ بن جائے، یا میرا تن جاناں سے ملے گا، یا پھر جسم سے جان نکل جائے گی۔''

اس پر حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ نے فرمایا: ''باش''۔ یعنی اپنے اس ارادے پر قائم رہیں۔ نیز فرمایا: ''مغرب کے بعد دیکھا جائے گا''۔ بحمداللہ مغرب کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرما لیا۔ اس وقت عجیب و غریب کیفیات (آپ پر) وارد ہوئیں۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک بائیس سال تھی۔[۹]

تکمیل علوم ظاہری و باطنی

آپ اس سے قبل علم صرف ونحو، عقائد، فقہ واصول، تفسیر وحدیث اور دیگر ضروری علوم سے فارغ ہو چکے تھے۔ بیعت کرنے کے بعد اپنے پیر ومرشد سے علم حدیث میں مشکوٰۃ شریف، صحاح ستہ، علم اخلاق میں احیاء العلوم (کامل)، علم تفسیر میں معالم التنزیل (کامل)، علم سیر (کاملاً) اور علم تصوف میں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ (کامل) ومکتوبات خواجہ محمد معصوم قدس سرہ (کامل) بڑی تحقیق وتوجہ سے پڑھیں، نیز علم تصوف کی بعض دیگر کتب ورسائل اپنے پیر ومرشد سے سنداً پڑھیں۔ [۱۰]

انشراح باطن

آپ فرماتے ہیں: ''جو کتابیں (پیر ومرشد کے پاس آنے سے قبل) میں نے پڑھی تھیں، اگرچہ یاد تھیں اور ان کے نقوش ذہن میں محفوظ تھے، لیکن نگاہ ان کے ظواہر سے آگے نہ جا سکتی تھی۔ اس لیے حضرت حاجی صاحب (دوست محمد قندھاریؒ) نے ازراہِ مرحمت فقیر کو دوبارہ تفسیر وحدیث اور کتب تصوف کا درس دینا شروع کر دیا، گویا یوں سلسلہ تعلیم جو معرض التوا میں پڑ گیا تھا، اسے نہ صرف تازہ کر دیا، بلکہ علم ظاہر کے ساتھ اس کے تمام باطنی حقائق و معارف بھی مجھ پر آشکار فرما دیے۔ بحمد للہ حضرت والا کی عنایت سے روح علمی استدلال سے گزر کر عرفان وایقان کے درجہ پر پہنچ گئی۔'' [۱۱]

محبت وشفقت مرشد

آپ کے پیر ومرشد حضرت دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ آپ پر بڑے مہربان وشفیق تھے۔ ایک روز انہوں نے آپ سے فرمایا:

''تمہیں وہ دن یاد ہے، جب اپنے ماموں کا سلام پہنچانے آئے تھے؟''

آپ نے عرض کیا ''جی ہاں، مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے۔''

اس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''میں نے اس دن تمہاری پیشانی میں اپنے حضرات (نقشبندیہ) رحمہم اللہ کی نسبت مشاہدہ کی تھی اور یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ شخص ہمارے حضرات کے فیض ونسبت سے رنگین و مالا مال ہوگا۔ جب اس کے بعد کچھ عرصہ گزر گیا اور تم نہ آئے تو میں نے اپنے دل میں خیال کہ شاید میرے کشف میں کوئی خطا واقع ہوگئی ہے۔ اب تمہارا نوشتہ ازلی ظاہر ہوگیا ہے۔'' یعنی تم آگئے ہو اور کشف کی صداقت ظاہر ہوگئی ہے۔ [۱۲]

مقصد عظیم

کبھی کبھار حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ آپ سے فرماتے: ''تمہارے لیے مناسب ہے کہ حسب ضرورت علم منطق کی تحصیل کرلو''۔ آپ نے عرض کیا: ''حضرت منطق پڑھنے کو میرا جی نہیں چاہتا کیونکہ میرا مقصود خدائے پاک ہے۔''

چند روز بعد حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا: ''سفید ریش (حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) فرماتے ہیں کہ عثمان کو علم منطق پر مجبور نہ کیا جائے، کیونکہ اس کا مقصود خدائے پاک ہے۔'' پھر فرمایا: ''مجھے ہر کام میں سفید ریش مشورہ دیتے ہیں اور ان کی صلاح کے بغیر میں کوئی کام نہیں کرتا۔'' [۱۳]

خرید وفروخت سے دُوری ومعذوری

آپ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ سے درس مشکوٰۃ میں مصروف تھے۔ نوبت جب کتاب البیوع پر پہنچی تو حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ ملا عثمان کتاب البیوع بھی پڑھو گے؟

آپ نے عرض کیا: ''حضرت! میرے پاس کوئی نقد مال اور جائیداد نہیں، بظاہر تو مجھے بیع وشریٰ (خرید وفروخت) کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔'' حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا:

”خوب! نہ میرے پاس متاع دنیا، نہ تمہارے پاس کہ ہمیں لوگوں سے خرید وفروخت اور لین دین کی نوبت آئے۔“ پھر یہ شعر پڑھا:

علم کثیر آمد و عمرت قصیر
آنچہ ضروری ست بداں شغل گیر

یعنی ”علم وسیع ہے اور تیری عمر تھوڑی ہے۔ لہٰذا جو ضروری ہے، اسے سیکھ لے۔“

اور کتاب البیوع چھوڑ کر کتاب الآداب شروع کرادی اور یہ اشارہ اس طرف تھا کہ فقیر کا سرمایہ درحقیقت اخلاق الٰہیہ اور آداب نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ ان کا حاصل کرنا مقدم ہے، بلکہ ان کے حصول کے بغیر معاملات کی صحت و درستی محال ہے۔[۱۴]

خدمت مرشد

آپ بروز سوموار ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ/ ۲۲ اپریل ۱۸۵۰ء کو نماز مغرب کے بعد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے اور اس روز سے لے کر بروز سوموار ۲۲ شوال المکرّم ۱۲۸۴ھ/ ۱۶ جنوری ۱۸۶۸ء جس روز حضرت حاجی صاحب نے وصال فرمایا تک اٹھارہ سال چار ماہ تیرہ روز پیر و مرشد کی صحبت و خدمت میں رہے۔ بیعت ہونے کے بعد اپنے گھربار اور کاروبار دنیا سے ایسا منہ موڑا کہ سفر و حضر میں ہمیشہ اپنے شیخ و مرشد کے ساتھ رہے اور اس دوران شادی تک نہ کی تاکہ دنیاوی علائق حائل نہ ہوں اور مرشد کی خدمت و حاضری میں رکاوٹ پیدا نہ ہو، پیر و مرشد سفر پر ہوتے یا گھر ان کے مشکل ترین امور اور اہم خدمات آپ ہی سرانجام دیا کرتے تھے۔

چنانچہ بے شمار مرتبہ اکثر صبح کے وقت خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف سے اپنے پیرو مرشد کے حکم سے کسی کام یا خدمت کے لیے ڈیرہ اسماعیل خان کا رخ کرتے اور پیدل چلتے ہوئے ڈیرہ اسماعیل خان پہنچتے، وہاں پیر و مرشد کے فرمودہ کام کو ان کی خواہش کے مطابق سرانجام دیتے اور پھر اسی روز واپس پیدل روانہ ہوتے اور شام کی نماز پیر و مرشد کی معیت میں

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں ادا فرماتے۔ جذب واشتیاق کے کمال غلبہ کے سبب راستے کی دشواریوں اور مشکلات کا احساس مطلقاً نہ ہوتا۔

پیرومرشد کی جو خدمات آپ نے انجام دیں وہ کسی دوسرے مرید یا خلیفہ کے حصہ میں نہ آئیں۔ کئی دفعہ ہندوستان، خراسان اور افغانستان کے سفروں میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ رہے۔[15]

رابطہ باہمی شیخ ومرشد

وہ رابطہ محبت جو شیخ ومرید کے درمیان استوار ہو چکا تھا، اس کا تقاضا بھی یہی تھا کہ ایک دوسرے سے زندگی بھر جدا نہ ہوں۔ آپ نے جس خلوص ووفا شعاری سے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر ہر قسم کی خدمات انجام دیں اس میں آپ کا کوئی سہیم وشریک نظر نہیں آتا۔ دوسری طرف هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (سورہ الرحمٰن ۶۰) کے بموجب حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی جانب سے جو محبت، انس اور شفقت آپ کے شامل حال رہی، اس نے آپ کو تمام ارادتمندوں میں ایک امتیازی مقام عطا کر دیا تھا۔ جب مرید شیخ کی ذات پر ہر چیز کو نثار کر دیتا ہے تو یہ جذبہ ایثار ایک لافانی رابطے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مرید شیخ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہونا احترام کے منافی سمجھتا ہے اور شیخ بھی یہ گوارا نہیں کرتا کہ مرید کا غیر کی طرف متوجہ ہونا اسے اخلاص عمل سے محروم کر دے۔[16]

ابتلائے گراں

مستند روایات سے منقول ہے کہ جس زمانہ میں حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ درسی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد مقامات سلوک کے حصول میں ہمہ تن مشغول تھے۔ ایک دن حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کبھی کبھی درویشوں کے حجروں کا معائنہ فرمایا کرتے تھے، خواجہ محمد عثمانؒ کے حجرہ شریف میں لے آئے۔ اس وقت آپ حجرہ میں موجود نہ تھے، مگر وہاں دو

کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے شریک حجرہ سے دریافت کیا کہ یہ کتابیں کس کی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ملا محمد عثمان کی ہیں، یہ سن کر حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا:

''اچھا ملا عثمان کا میں بھی ہوں اور کتابیں بھی!'' یعنی جب ملا عثمان نے حصولِ فقر کے لیے مجھ سے رابطہ استوار کر لیا ہے تو پھر کتابوں کے مطالعہ میں مشغول ہونا فرضِ وقت سے غفلت کے مترادف ہے۔

سبحان اللہ! امیر خسرو دہلویؒ نے کیا خواب کہا ہے:

من تو شدم، تو من شدی، من تن شدم، تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم، تو دیگری

یعنی ''میں تو ہو گیا، تو میں بن گیا، میں تن بنا، تو جان بن گیا، تاکہ اس کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ میں اور ہوں اور تو اور ہے۔''

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس باطنی جوشِ غیرت کے نتیجہ میں آپ کی نسبت مستور ہو گئی۔ اب جو خواجہ محمد عثمانؒ اپنے باطن کی طرف دیکھتے ہیں تو خود کو نسبت سے خالی پاتے ہیں۔ اس کی وجہ معلوم ہو گئی، مگر حضرت حاجی صاحبؒ کے جلال و ہیبت کے سامنے یہ جرأت کہاں کہ عذر و معذرت کر سکیں۔ تسلیم و رضا کا مسلک اختیار کرتے ہوئے تمام فرائض خدمت کی بجا آوری میں حسبِ سابق آمادہ و مستعد رہے اور اسی حالت میں ایک طویل مدت گزر گئی۔ معمولات کی پابندی برقرار، خدمات کی بجا آوری بدستور، مگر دل حسرت و یاس کا مرقع بنا ہوا تھا۔ بیم و امید کی یہ حالت جس پر گزرتی ہے وہی جانتا ہے۔ تاہم آپ نے اس غم کو سینہ میں پنہاں رکھتے ہوئے کسی سے اس کا افشا نہ فرمایا۔

قضا سے ایک روز نمازِ تہجد کے بعد بوقتِ سحر بے اختیار چیخ نکل گئی۔ شریک حجرہ نے ہر چند اس راز سے پردہ اُٹھانے کی درخواست کی، مگر حضرت خواجہ عثمانؒ نے اس کا اخفا ہی مناسب سمجھا۔ جب اس نے بے حد اصرار کیا تو بامر مجبوری کنایۃً اسے حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت اقدس نے جو نعمت مجھے عطا کی تھی، وہ مجھ سے چھن گئی ہے۔ مدت مدید تک ضبط کیا، مگر آج حسرت و ندامت کا یہ احساس بے اختیار آہ بن کر لبوں پر آ گیا۔

یہ سن کر ساتھی کے دل کو بہت صدمہ پہنچا۔ ان کا خیال تھا کہ آپ تمام مقامات سلوک طے کر چکے ہوں گے۔ خواجہ عثمان صاحب کی آہ دلسوز نے اس میں جذبہ غم گساری پیدا کر دیا۔ آخر ایک دن ان ساتھی نے مناسب موقع پا کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے ساتھی (حضرت خواجہ محمد عثمانؒ) کی سفارش کر دی کہ حضرت ان کے حال پر بھی نظر کرم ہو جائے۔ یہ سن کر حضرت حاجی صاحبؒ کے چہرہ مبارک پر جلال کے آثار نمودار ہو گئے اور فرمایا:

''تم میرے اور ملا عثمان کے درمیان حائل ہونے والے کون ہو؟ میں جانوں اور ملا عثمان، تمہیں اس سے کیا سروکار؟''

کتابوں میں آتا ہے کہ سفارش کنندہ کی خود رائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت خواجہ محمد عثمانؒ کی نسبت تو بحال ہو گئی البتہ سفارشی صاحب خالی از نسبت ہو گئے۔ [۱۷]

فنافی الشیخ ہونے کا نفع

حضرت حاجی صاحبؒ نے ہر دو مریدوں کے حق میں جو تصرف فرمایا، اس کا مقصد ضرر رسانی یا اظہار آزردگی نہ تھا، صرف تنبیہ مقصود تھی۔ حاشا و کلا اس سے یہ مراد نہیں کہ حضرت اقدس ان کی روحانی تربیت سے دستکش ہو گئے تھے۔ تربیت بدستور جاری تھی اور مقامات بھی طے ہو رہے تھے، مگر ترقی کا ادراک و احساس نہ تھا۔ اسی بنا پر بزرگوں نے فرمایا ہے کہ فنافی الشیخ حقیقت میں فنافی اللہ کا مقدمہ ہے۔ شیخ و مرید میں جب تک ایک عظیم اور مستحکم روحانی رابطہ نہ ہو، بارگاہ قرب میں رسائی ناممکن ہے۔

محیر العقول ریاضات و خدمات

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے ہوئے جہاں سلوک کے مراحل و منازل طے فرمائے، وہاں عظمت شیخ کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ محیر العقول خدمات انجام دی ہیں کہ باید و شاید کوئی خوش قسمت اور ارادت مند ہی اس دشوار منزل کو طے کر سکتا ہے، جس پر آپ بڑی استقامت سے گامزن رہے۔ حضرت

خواجہ محمد عثمانؒ نے اس وادی کو حیرت انگیز مستعدی اور جان نثاری کے ساتھ عبور کیا۔ [۱۸]

ایک بار حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنی اہلیہ محترمہ کی علالت کے سلسلہ میں خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں فلاں حکیم صاحب کو کیفیات مرض بتا کر ان سے دوا لے آؤ۔ اگرچہ اس وقت دن بہت تھوڑا باقی تھا اور شب کی آمد قریب تھی، راستہ ناہموار اور دشوار گزار تھا۔ پیدل سفر سے ڈیرہ تک کا فاصلہ ۳۲ میل تھا۔ بایں ہمہ آپ ارشاد گرامی سنتے ہی فوراً سفر پر روانہ ہو گئے۔ تمام رات چلتے رہے، صبح کو ڈیرہ پہنچے۔ حکیم صاحب سے ملے اور دوا لے کر اسی وقت واپس چل پڑے۔ ادھر آپ راستہ کی صعوبتوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے موسیٰ زئی شریف کی طرف جادہ پیما تھے، ادھر حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ روحانی طور پر آپ کی طرف متوجہ تھے اور فرما رہے تھے: ''ہائے میں نے ملا عثمان کو ہلاک کر دیا، نہ معلوم اس پر راستہ میں کیا کیا افتاد پڑی ہوگی؟'' زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ اس طرح ۶۴ میل کی کٹھن منزلیں پیدل طے کرنے کے بعد بھی آپ تازہ دم نظر آتے تھے، نہ تکان کا احساس تھا اور نہ اضمحلال کا اثر۔ بقول حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ:

در رہِ منزل لیلیٰ کہ خطر ہاست بجاں
شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنون باشی

یعنی ''کو لیلیٰ کے گھر کے راستے میں جان کو ضرور خطرات لاحق ہیں، مگر وہاں تک جانے کی پہلی شرط یہ ہے کہ تو مجنون بن جائے۔''

رحمت حق بہانہ می جوید

دوسری طرف ایک معمولی خدمت ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کس طرح خدمات جلیلہ پر فوقیت لے جاتی ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ میں شب کو آرام فرما تھے اور خواجہ محمد عثمان آپ کے خادم خاص ایک گوشہ میں دیا سلائی کی ڈبیہ ہاتھ میں لیے ذکر و مراقبہ میں مشغول بیٹھے تھے۔ اس خیال سے نہ لیٹے اور نہ سوئے کہ نہ معلوم کس وقت حضرت شیخ بیدار ہوں اور خدمت کے لیے آواز دیں۔ بوقت تہجد حضرت حاجی صاحبؒ بیدار ہوئے اور

''ملا عثمان'' کہہ کر پکارا۔ آپ نے ''جی حضور'' کہنے کے ساتھ ہی دیا سلائی جلا کر چراغ روشن کر دیا۔ حضرت حاجی صاحبؒ بہت مسرور ہوئے اور خدمت گزاری میں یہ سرگرمی و مستعدی دیکھ کر فرمایا:

''ملا عثمان! تم نے بڑی اہم اور صبر آزما خدمات انجام دی ہیں مگر تمہاری یہ خدمت سب پر فوقیت لے گئی۔''

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے رضا و خوشنودی کے اس اظہار نے حضرت خواجہ محمد عثمان کو جو کیف روحانی اور سرور جاودانی عطا کیا ہوگا وہ کچھ اُنہی کا دل جانتا ہوگا۔ خوشنودی کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنے عطا و کرم کا معاملہ انتہا کو پہنچا دیا ہوگا۔ [19]

اگرچہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خداشناس خلفاء بہت تھے لیکن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کا تعلق قلبی اور رسوخ باطنی اس قدر زیادہ تھا کہ علم حدیث، علم اخلاق، علم سیر اور علم تصوف کی سند اپنے پیر و مرشد حضرت قندھاری رحمۃ اللہ علیہ سے پائی۔ سلوک و تصوف کے تمام مقامات تفصیل و تحقیق کے ساتھ اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے زیر نظر طے کیے۔ فیوض و برکات و انوار سے مالا مال ہوئے۔ [20]

علمی مقام و مرتبہ کی بلندی

حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے جید عالم تھے اور ان کا یہ دعویٰ تھا کہ اگر ہدایہ کی چاروں جلدیں جلادی جائیں تو میں اس کی مکمل عبارت اوّل سے آخر تک نقل کروا سکتا ہوں۔ [21]

طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے پہلوان

آپ کے بارے میں حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس سرہ نے فرمایا کہ ملا عثمان جی طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے پہلوان ہیں (ملاحظہ فرمائیں زیر نظر کتاب کے باب سوم کی فصل پنجم ''ملفوظات گرامی'' کا عنوان ''طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے تین پہلوان'')۔

فصل دوّم:

خلافت واجازت مطلقہ وجانشینی

خلافت:

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ اپنے شیخ و مرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے ساتھ اپنی والہانہ محبت، خدمت اور جذبہ ایثار و قربانی کی بدولت نہ صرف طریقہ نقشبندیہ مجددیہ بلکہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ، قلندریہ، شطاریہ اور مداریہ میں بھی خلیفہ مجاز قرار دیے گئے اور شرف ضمنیت سے سرفراز ہوئے۔[۲۲]

جانشینی:

چونکہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے خلفاء میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ خلیفہ اعظم تھے اور کمال و تکمیل کے منصب جلیل پر فائز تھے۔ اس لیے حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں (اپنے وصال مبارک سے تقریباً ۲۷ روز پہلے) آپ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا اور اپنی زیر نگرانی متعدد خانقاہوں کا انتظام وانصرام اور جملہ تولیت بھی آپ کے سپرد فرما دی۔ ان خانقاہوں میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف، خانقاہ شریف غنڈان (قندھار) افغانستان شامل ہیں اور یوں اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے وصال مبارک (۲۳ شوال ۱۲۸۴ھ/ ۱۶ جنوری ۱۸۶۸ء) کے بعد آپ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور تقریباً ۳۰ برس تک خلق خدا کو اپنے فیوض و برکات سے نوازتے رہے۔[۲۳]

اجازت نامہ وخلافت نامہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدلله والسلام علیٰ عباده الّذین اصطفیٰ. اما بعد! فلا یخفی علی الانام من الخواص والعوام ان اخی الصالح الجامع الکمالات الظاهرية والباطنية المولوی محمد عثمان صاحب سلمه الرحمن اخذ الطريقة العليه النقشبندية المجددية المعصومية المظهرية من هذا المسكين لاشیء دوست محمد المشتهر الافاق بالحاجی كان الله له عوضاً عن كل شیء.

فتوجهت اليه فی لطيفة القلب والسائر اللطائف عالم الامر، فانكشف له انوارها واسرارها وحصل له الجذبات القوية والانوار الجلية والحضور الجمعية والسرور و الاستغراق الذی هو مقدمة الفناء المستلزم للبقاء. ثم توجهت اليه فی لطيفة النفس و القالب فحصل له الاستهلاک والاضمحلال من الفناء والزوال من العين والاثر. ثم توجهت اليه فی مراقبة الاحدية وفی الدوائر الولايات الثلاثة: الصغراء و الكبراء والعلياء، فحصل له المناسبة باربابها من الاولياء والانبياء والملاء الاعلیٰ من الملائكة العظام عليهم الصلوٰة والسلام.

ثمّ توجهت اليه فی الكمالات الثلاثة والحقائق السبع والحب الصرف والدائرة لاتعين و السيف القاطع، فحصل له بعنايت الله باليمن توجه مشائخ الكبار رضوان الله تعالیٰ اجمعين، حظوظ وافرة و حالات متكاثره متناسّبة لكلّ مقام بالتفصيل التام. ثم سلكته ثانياً علی اوّل امربانياً، حتّی اتممت تسليكه مرّه اُخری،

فصار بفضل الله تعالیٰ بحراً ذخاراً. ومع ذلک قد صحبنی سبعة عشرة سنة فی الحضر والسفر و خدمنی خدمات کثیرة جزاه الله تعالیٰ عنا خیر الجزآء. فصار ممتازاً فی اصحابی و مختاراً فی احبابی، فاجزت له اجازة مطلقه فی الطریقة النقشبندیة المجددیة المعصومیة المظهریة والقادریة والچشتیة والسهروردیة والکبرویة والشطاریة والمداریة والقلندریة وغیرها من طرق الصوفیة.

فصار من الخلفاء المجددیة علیهم الرحمة والتحیة وجعلته جالساً علیٰ مسند ارشادی بعد انتقالی الی الله الهادی، وحولت الیه جمیع الاسباب المتعلقة والزمت بها علیٰ کل من دخل فی طریقتی من الطلاب والمجازین وغیرهم من الاصحاب ان یتبعوا امره ولا یخالفوه من بعدی. فیده کیدی، مقبوله مقبولی، فطوبیٰ لمن اقتدی به، وتأسّی بامره. جعله الله تعالیٰ سبحانه للمتقین اماماً واخلصه لنفسهٖ سبحانه ولحبیبه محمد صلّی الله علیه وسلّم. فعلیه ان یروج الطریقة الشریفة ویلقنها لطالبی الحق سبحانه وتعالیٰ ویلقی الانوار فیهم بتوجهه وصرف همته الیهم و اوصیٰ له بدوام الذکور والفکر و المراقبة والخلوة والانزواء والایاس من الخلق والرجاء علی الخالق والصبر والقناعة والتسلیم والرضاء والتفویض والتوکل والرضاء بالقضا والالتجاء الی الله تعالیٰ بتوسل المشائخ الکرام قدسنا الله تعالیٰ باسرارهم الاقدس، فی حل المشکلات والمعضلات. وشرط الاجازة الاستقامة علی الشریعة المصطفویة واتباع سنة النبویة علی صاحبها الصلوٰة والسلام وحب مشائخ الکرام رضوان الله علیهم ـ اللّٰهم اجعله عابداً لک وزاهداً لک

وشاکراً لک وعاشقاً لک ومتوکلاً علیک. وبارک فی عمره وارشاده وعمله وکن له حافظاً وناصراً فی الامور کلها. آمین یارب العالمین. بجاه سید المرسلین صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد وآلہٖ واصحابه اجمعین، برحمتک یا ارحم الراحمین.

وادخلته فی ضمنی کما ادخلتی شیخی و امامی وقدوتی هادی الضلال حافظ القرآن المجید شاه احمد سعید صاحب، قدسنی اللّٰہ بسره الاقدس، فی ضمنه وادخله شیخه المکرم مجدد المائة الثالثه والعشر، نائب خیر البشر (صلّی اللّٰہ علیه وسلّم) الشاه عبداللّٰہ المعروف بشاه غلام علی شاه صاحب قدس سره العزیز، فقبل من قبل بلاعلة وذلک فضل اللّٰہ یؤتیه من یشآء واللّٰہ ذو الفضل العظیم. فحرره فی ست والعشرین من الرمضان المبارک ۱۲۸۴ھ. تمت تمام شد اجازت نامه و خلافت نامه[۲۴]

نمونہ مہر

دوست محمد مجددی نقشبندی قادری چشتی سہروردی — یا اللہ مرادوست محمد در ہر دو جہانست

ترجمہ: ”شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور سلام ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں پر۔

اما بعد۔ سو پوشیدہ نہ رہے لوگوں میں سے خاص و عام پر کہ جامع کمالات ظاہری و باطنی میرے بھائی مولوی محمد عثمان صاحب، اللہ انہیں سلامت رکھے، نے اس مسکین لاشے دوست محمد کان اللہ لہ عوضا عن کل شئ، جو دنیا میں حاجی (کے نام سے) معروف ہے، سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ مظہریہ اخذ کیا ہے۔

سو فقیر نے ان کے لطیفہ قلب پر اور عالم امر کے تمام لطائف پر توجہ کی

ہے۔ پس ان پر انوار واسرار ظاہر ہوئے اور انہیں قوی جذبات، انوار عظیم، حضور جمعیت، سرور اور استغراق حاصل ہو گئے ہیں' جو فنا کے لیے مقدمہ اور بقا کے لیے لازمہ ہیں۔ پھر فقیر نے ان کے لطیفہ نفس اور (لطیفہ) قالب پر توجہ ڈالی ہے۔ سو انہیں (مقام) فنا کی نابودی اور نیستی اور وجود (خود) کے زوال کا یقین میسر آ گیا ہے۔ پھر فقیر نے ان کے مراقبہ احدیہ اور دوائر ولایت ثلاثہ: الصغریٰ، الکبریٰ اور العلیا (کے احوال) پر توجہ کی ہے۔ سو انہیں مقامات کبراء کی مناسبت سے درجات اولیاء، انبیاء اور بارگاہ خدا کے فرشتگان گرامی علیہم الصلوٰۃ والسلام کا فیض نصیب ہو گیا ہے۔

بعد ازاں میں نے انہیں کمالات ثلاثہ، حقائق سبعہ، حب صرفہ، دائرہ لاتعین اور سیف قاطع کی توجہات دی ہیں۔ سو انہیں عنایت الٰہی اور مشائخ الکبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بابرکت توجہ سے بہت وافر حصہ اور کثیر احوال، ہر مقام کے مناسب پوری تفصیل کے ساتھ نصیب ہو گئے ہیں۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ انہیں اوّل سے توجہات دینی شروع کیں، یہاں تک کہ دوبارہ آخر تک مقامات طے کرائے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بحر ذخار بن گئے ہیں اور اس کے ساتھ وہ سترہ سال سفر وحضر میں میرے ہمراہ رہے ہیں اور انہوں نے بہت زیادہ میری خدمات سرانجام دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ سو وہ میرے ممتاز دوستوں اور بااختیار ساتھیوں میں شامل ہو چکے ہیں۔ پس میں نے انہیں صوفیہ کے طریقوں میں سے طریقہ نقشبندیہ، مجددیہ معصومیہ مظہریہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبیرویہ، شطاریہ، مداریہ اور قلندریہ وغیرہ میں اجازت مطلقہ دے دی ہے۔

پس وہ مجددیہ خلفاء، ان پر (اللہ کی) رحمت اور سلامتی (نازل) ہو، میں

سے ہو گئے ہیں اور میں نے ان کو اپنے انتقال الی اللہ الہادی کے بعد اپنی مسند ارشاد پر بیٹھنے کی اجازت دے دی ہے اور اس (خانقاہ) کے تمام متعلقہ اسباب ان کے حوالے کر دیے ہیں اور میں اپنے طریقہ میں داخل ہونے والے ہر شخص اور اپنے اصحاب میں سے ہر طالب اور مجاز طریقت کے لیے (اس امر کو) لازمی قرار دیتا ہوں کہ وہ میرے بعد ان کے حکم کو مانیں اور ان کی ہرگز مخالفت نہ کریں۔ سو ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے، ان کا پسندیدہ میرا پسندیدہ ہے۔ پس خوش (قسمت) ہے وہ آدمی جو ان کی اقتدا کرے اور بدقسمت ہے وہ جو ان کی نافرمانی کرے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ انہیں متقین کا امام بنائے اور انہیں اپنی ذات اقدس اور اپنے حبیب (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مخلص بنائے۔ سو ان پر لازم ہے کہ وہ طریقہ شریفہ (نقشبندیہ) کو رواج دیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے طالب کو تلقین کریں اور اپنی توجہ سے ان پر انوار القا کریں اور ان پر اپنی ہمت صرف فرمائیں۔ ان کو دائم ذکر و فکر (الٰہی)، مراقبہ، خلوت و گوشہ نشینی، خلق سے ناامید رہنے، خالق سے پراُمید رہنے، صبر، قناعت، تسلیم، رضا، تفویض و توکل (علی اللہ کرنے)، راضی بقضا اور ہر مشکل و مصیبت میں مشائع کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم الاقدس کے توسل سے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرنے کی وصیت کریں اور اجازت کی شرط (حضرت محمد) مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت پر استقامت اور نبی (کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی پیروی ہے اور مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم کی محبت ہے۔ اے اللہ انہیں اپنا عابد بنا، اپنا زاہد بنا، اپنا شکر گزار بنا، اپنا عاشق بنا اور اپنا متوکل بنا۔ ان کی عمر، ارشاد اور عمل میں برکت بھر دے اور تمام کاموں میں تو ان کا نگہبان اور مددگار بن جا۔ اے سارے جہانوں کے پروردگار تو قبول فرما، سید

المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے۔ درود ہو اللہ تعالیٰ کا ان پر جو اس کی خلقت میں سب سے اعلیٰ ہیں، ہمارے سردار (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ ﷺ کی آل (کرامؓ) اور تمام اصحاب (عظامؓ) پر۔ اپنی رحمت کے صدقے، اے سب سے بڑے مہربان۔

اور میں نے ان کو اپنی ضمنیت میں ایسے داخل کیا ہے جس طرح کہ میرے شیخ، میرے امام، میرے قدوہ اور گمراہی سے ہدایت بخشنے والے، قرآن مجید کے حافظ شاہ احمد سعید صاحب، اللہ تعالیٰ ان کے راز مقدس کو میرے لیے پاکیزہ بنائے، نے مجھے اپنی ضمنیت میں داخل فرمایا ہے اور جیسا کہ ان کو ان کے شیخ مکرم، تیرہویں صدی کے مجدد، خیر البشر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نائب شاہ عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی شاہ صاحبؒ نے اپنی ضمنیت میں داخل فرمایا تھا۔ سو قبول کیا اس نے جس نے بغیر کسی سبب کے قبول کیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فضل ہے، جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ سب سے زیادہ فضل کرنے والا ہے۔

پس یہ تحریر ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۸۴ھ کو لکھی گئی ہے۔

تمت تمام شد اجازت نامہ اور خلافت نامہ

نمونہ مہر مبارک

فصل سوّم:

خانقاہ ڈیپ شریف کی تاسیس و تعمیر

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے فیوض و برکات سے اللہ کریم نے ایک زمانے کو نوازا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت زور و شور سے ہونے لگی۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے وادی سون سیکسر، ضلع خوشاب میں ڈیپ شریف کے مقام پر ایک خانقاہ تعمیر ہوئی جسے اللہ کریم نے دور و نزدیک کے ہزاروں لوگوں کے لیے ذریعہ فیض بنایا۔

وادی سون ایک خوشگوار، پر بہار اور سرد علاقہ ہے۔ یہاں کے کئی حضرات آپ کے محبین، مخلصین اور خدام میں شامل تھے، جن میں سے چند ایک خلفائے عظام میں بھی شامل تھے۔ ان سب کی دلی آرزو تھی کہ کاش حضرت اقدس ہمارے قرب و جوار میں تشریف فرما ہوتے اور ہم یوں صبح و شام آپ کی زیارت اور قدم بوسی کے شرف سے آسودہ خاطر ہوتے۔ رب کریم اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ لہٰذا جب حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ والی کابل امیر عبدالرحمٰن (۱۸۴۴-۱۹۰۱ء) کے مظالم شبانہ روز سے تنگ آ گئے تو افغانستان میں قیام نہ کرنے کا عہد فرمایا اور یوں دو سال مسلسل گرمیوں کے موسم میں اپنے تمام اہل و عیال، درویشوں اور خلفائے عظام کے ہمراہ موسیٰ زئی شریف میں ہی قیام فرما رہے۔ جب آپ کے متعلقین اور ارادت مندوں نے دیکھا کہ موسیٰ زئی شریف کی گرمی آپ کے لیے اذیت کا سبب ہے تو عرض کیا کہ حضرت! وادی سون سیکسر ایک سرد علاقہ ہے اور وہاں آپ کے وابستگان کی کثیر تعداد بھی موجود ہے، کیا خوب اگر آپ گرمیوں میں وہاں قیام فرما لیا کریں۔

اس طرح آپ نے وادی سون میں قدم رنجہ فرمایا تو آپ کے بڑے اعلیٰ اور نامور خلفاء آپ کے ہمراہ تھے۔ جن میں حضرت سید لعل شاہ ہمدانی بلاولی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاضی عبدالرسول انگوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نور خان چکڑالوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قاری قمر الدین کرڈھوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نفوس قدسیہ شامل تھے۔ قرب و جوار کے خوش نصیب

اعوان خاندان کے صاحبان نے اپنی اپنی خدمات پیش کر دیں اور آناً فاناً عقیدت منداور خلق خدا جوق در جوق حاضر خدمت ہونے لگی۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مقام خلقت کی نفع رسانی کے لیے بہت پسند آیا اور آپ نے یہاں مستقل قیام کا ارادہ فرمایا۔ یہ ۱۳۰۳ھ/ ۸۵-۱۸۸۶ء کا واقعہ ہے۔ لہٰذا اس روز سے خانقاہ ڈیپ شریف: خانقاہ عثمانیہ کے نام سے موسوم ہوگئی اور بعد ازاں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے روزگار سے خانقاہ عثمانیہ سراجیہ مشہور ہوگئی اور بحمد للہ آج تک اس کی یہ شہرت اور حرمت وعزت قائم ودائم ہے۔

یہاں قریب موضع کفری اور کرڈھی کے عقیدت مندوں اور محب مریدین نے مذکورہ خانقاہ شریف کی تعمیر کے لیے دوسو بیگھہ زمین آپ کی خدمت میں بطور نذر پیش کی اور پھر چند ہی مہینوں میں ایک عالی شان مسجد، زائرین اور درویشوں کے لیے پندرہ بیس حجرے اور حرم سرا کے لیے ایک بڑی حویلی جس میں چھ سات کمرے تھے، تیار ہوگئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈیپ شریف کو اپنی خانقاہ اور مستقل قیام گاہ بنانے کے ایک سال بعد ۹ شعبان ۱۳۰۴ھ/ ۳-اپریل ۱۸۸۷ء مسجد شریف کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ مسجد تقریباً ۳۶ فٹ لمبی اور ۲۵ فٹ چوڑی تھی۔ بفضل ربی عقیدت مندوں اور محبین باصفا کی شبانہ روز کی محنت سے چند دنوں میں یہ مسجد تیار ہوگئی۔ آپ کے اجل وارشد خلیفہ حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں قطعہ تاریخ کہا جو دوعدد ملتانی پتھروں پر کندہ کر کے ۱۳۰۴ھ ہی میں مسجد کے محراب کی شمالی جانب نصب کیا گیا تھا۔ قضائے الٰہی سے ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۱ء میں یہ مسجد نہایت کہنہ ہونے پر شہید ہوگئی۔

خوش قسمتی سے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ/ فروری ۱۹۵۵ء میں حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ والے قطعہ تاریخ (جس کے پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے) کے کندہ پتھروں کو جوڑ کر تحریر کر لیا تھا اور پھر ان سب کو ایک بڑے خوبصورت پتھر پر کندہ کرا کے بصورت لوح تاریخ مرتب فرمایا تھا۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔

پھر حضرت خواجہ مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۱ء میں یہ مسجد شریف ملک حاجی قاسم علی خان سوڈھوی کی معاونت سے دوبارہ تعمیر کرائی جو ایک ماہ میں مکمل ہوئی۔ اس وقت آنمحترم نے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا کندہ کرایا ہوا پتھر (جس کے آخر میں ''لاشیٔ حافظ محمد ابراہیم، سجادہ نشین خانقاہ موسیٰ زئی شریف'' بھی کندہ ہے) مسجد شریف کے محراب کی دائیں جانب دیوار میں نصب کرادیا، تا کہ قطعہ تاریخ مسجد جو ان کے اسلاف گرامی اور والد ماجد کی یادگار ہے، شائقین زیارت اور عقیدت مندوں کے لیے موجب فراوانی عقیدت وسعادت دارین بن سکے۔[۲۵] فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَآءِ۔

قطعہ تاریخ سنگ بنیاد و تعمیر خانقاہ ڈیپ شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لِلّٰہِ الْحَمْدُ ہر آں چیز کہ خاطرمی خواست
آخر آمد ز پسِ پردۂ تقدیر پدید

قطعۂ تاریخ نہادِ سنگ بنیادِ خانقاہ شریف سون سیکسر و مسجد شریف

خانقاہ سراجیہ دوستیہ عثمانیہ، ڈیپ شریف، ضلع سرگودھا، تحصیل خوشاب

این جامع فیض، جامع عثمانی ست — این طاق متصر فست آستانی ست رفیع
در فردِ بقا خامہ منشی قضا — اعضائے ورا نبشت خط توقیع
از درج کمال خواجہ عالم یافت — این طاق فلک رواق زیب ترصیع
حاجی بہیں دوست محمد کہ دوتا ست — قد فلک اندر برش از وقع وقیع
وصفش چکنم کہ سیرت خواجہ ما — برہان کمال اوست والا مر وسیع

بو بکر بصدق و عمر اندر انصاف   عثمان دوّم جامع الالقاب جمیع

بردرگہ او کرمنا اللہ بہا   در بذل وجود عیبے است شنیع

ایں صومعہ چوں گرفت انجام گرفت   زیں سوئے لوائے عزم دولت تشیع

چون کرد نزول جستم از پیر خرد   تاریخ قدوم وے وایں قصر رفیع

او بود در اندیشہ کہ شیرازی گفت

صبح نہم شعبان در فصل ربیع

۱۳۰۴ھ

مرتب کنندۂ لوح تاریخ لاشیٔ حافظ محمد ابراہیم، سجادہ نشین خانقاہ موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) بتاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ، مطابق فروری ۱۹۵۵ء

محفوظ کنندہ نام نیکاں، نیک نام حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی عفی عنہ

فصل چہارم:

فضائل وخصائل ستودہ

زیارت حرمین شریفین

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ اپنے پیر ومرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی وفات مبارک کے بعد تین برس تک خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں قیام فرما رہے۔ بعد ازاں آپ کے دل میں زیارت حرمین شریفین کا شوق پیدا ہوا اور آپ انتہائی عقیدت ومحبت سے عازم حجاز مقدس ہوئے۔ حج بیت اللہ کی ادائیگی کا شرف حاصل کیا۔ اوّل مکہ معظّمہ اور پھر مدینہ منورہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ جب مدینہ منورہ میں حاضری دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا رابطہ محبت اور غلبہ شوق اس قدر رفزوں تر ہو گیا کہ ہر در و دیوار سے صورت محبوب (صلّی اللہ علیہ وسلّم) مشاہدہ فرماتے تھے۔ اس شہر مقدس میں گیارہ روز قیام رہا اور اس مدت میں ادب واحترام کی وجہ سے کھانا پینا بالکل ترک کر دیا، تاکہ قضائے حاجت کی ادائیگی خدانخواستہ ایسی جگہ نہ ہو جائے جہاں حبیب خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قدم مبارک رکھے ہوں۔ [۲۷]

اجرائے فیض اور ترویج سلسلہ

جب فریضہ حج کی ادائیگی اور زیارت گنبد خضرا سے شادکام وبامراد ہوئے تو واپس خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف تشریف لائے اور حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کا فیضان عام پنجاب سے نکل کر دہلی شریف، بمبئی، بنگال، کلکتہ اور آسام وغیرہ تک جا پہنچا اور خراسان، افغانستان، شبہ قارہ پاکستان وہند اور دیگر ممالک کے ہزاروں عقیدتمند جوق در جوق خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی

شریف کی جانب رواں دواں ہو گئے اور آپ ان کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیمات سے بہرہ مند فرمانے لگے۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و ترقی کے لیے بے پناہ خدمات سر انجام دیں اور ایک جہان کو اپنے فیض عام سے منور و تاباں فرمایا۔[۲۸]

اتباع کتاب وسنت

آپ نے شریعت مطہرہ پر استقامت کے ساتھ کاربند رہنے کو اپنا لائحہ عمل بنایا اور گفتار و کردار، نشست و برخاست، خورد و نوش، وضع و قطع اور لباس وغیرہ، الغرض تمام شعبہ ہائے حیات میں آپ کی یہ کوشش ہوتی کہ سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سر مو انحراف نہ ہو۔ پانچ وقت کی نمازوں کو اوّل وقت میں باجماعت ادا کرنے کی تاکید فرماتے۔ خانقاہ شریف میں مقیم درویشوں اور اعتکاف کرنے والوں کو ہمیشہ آپ یہ نصیحت فرماتے کہ نماز تہجد، مراقبہ اور کثرت ذکر کی پابندی کی جائے اور اکثر فرماتے کہ یاد الٰہی سے ایک لمحہ بھی غفلت نہیں ہونی چاہیے۔ آپ یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے:

ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکی دل ز ذکر رحمٰن است[۲۹]

یعنی "ذکر کر ذکر جب تک تو زندہ ہے، (کیونکہ) دل کی پاکیزگی (اللہ) رحمٰن کا ذکر کرنے سے (نصیب ہوتی) ہے۔

انتہائے عجز

آپ کے مریدوں اور عقیدتمندوں کی تعداد ہزاروں میں تھی لیکن اس کے باوجود آپ کمال منکسر المزاجی سے فرمایا کرتے تھے:

"میں پیر اور بزرگ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا، میں تو خانقاہ شریف کے درویشوں، زائرین اور واردین کا خدمت گزار اور اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری نور اللہ مرقدہ کے مزار پر انوار کا جاروب کش ہوں۔"[۳۰]

توکل علی اللہ

آپ کی خانقاہ شریف پر آنے والے ارادتمندوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی تھی اور اس کے تمام اخراجات اللہ کے توکل پر جاری رہتے تھے۔ بظاہر ایک دھیلے کی آمدنی کسی جگہ سے مقرر نہ تھی اور بعض اوقات سینکڑوں کی تعداد میں مہمان ہوتے۔ زائرین اور واردین کے علاوہ خانقاہ شریف میں ہمہ وقتی قیام پذیر خدمت گزار مرد و زن اور اہل خانہ کی تعداد چالیس سے زیادہ تھی۔ ان سب اخراجات و مصارف کی واحد کفیل صرف ذات خداوندی تھی جس پر توکل اور یقین کامل تھا۔ بعض ظاہر بین اور حاسد جب اس قدر کثیر اخراجات و مصارف کا مشاہدہ کرتے تو وہ گمان کرتے کہ حضرت اقدس کوئی عمل تسخیر کرتے ہیں یا عامل ہیں یا عمل کیمیا کے ذریعے سونا بنانا جانتے ہیں۔ آپ سخاوت اور توکل کا بحر بیکراں تھے۔ آپ سائل کے سوال کو کبھی رد نہ کرتے تھے۔ جب کوئی سائل حاضر ہوتا تو اسے اس کی حیثیت کے مطابق عطا کرتے اور کسی کو خالی نہ لوٹاتے تھے۔ [۱۳۱]

استغنائے عالی

ایک دفعہ گرمیوں کا موسم گزارنے کے لیے آپ خانقاہ شریف غنڈان، قندھار (افغانستان) تشریف لے گئے۔ ایک روز کڑی افغانان کے قبائل توخے لنگ خیل اور خدوزئی کے سب چھوٹے بڑے مرد و زن حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت زاری سے عرض کی:

> ''ہم ایک کاریز اور اس سے آباد ہونے والی ملحقہ اراضی جس کی قیمت دس ہزار روپے اور سالانہ آمدنی دو ہزار روپے ہے۔ حضرت قبلہ کے لنگر اور خانقاہ شریف کے مصارف کے لیے ہدیۃً نذر کرتے ہیں، حضرت قبلہ اسے منظور فرماویں۔''

حضرت اقدس نے یہ جائیداد لینے سے انکار فرمایا۔ بعد ازاں بھی مذکورہ قبائل کے لوگوں

نے ہر چند کوشش کی کہ حضرت اقدس اس جائیداد کو قبول فرمالیں لیکن آپ نے ہر بار انکار کیا:

دوست مارا ارز دہد منت نہد

رازق ما رزق بے منت دہد

یعنی ''دوست ہمیں مال دیتا ہے تو احسان جتلاتا ہے (جبکہ) ہمارا رازق (حقیقی) ہمیں بغیر احسان کے رزق عطا فرماتا ہے۔''

اور فرمایا:

''جمیع کار فقیر بر توکل خدائے تعالیٰ جاری اند'' [۳۲]

یعنی فقیر کے سب کام خداوند قدوس کریم کے سہارے اور بھروسے پہ جاری وساری ہیں۔

ایک بار حاجی غلام نبی قوم بابڑ سکنہ چودھوان نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا جس کا خلاصہ درج ذیل تھا:

''اپنی تمام جائیداد، زمین، حصہ خراس (پن چکی)، ایک باغ پھل دارد اور رہائشی مکان، جن کی مجموعی مالیت گیارہ ہزار روپے ہے، کا بندہ واحد مالک ہے، بندہ اس جائیداد کو رضا ورغبت سے لنگر اور خانقاہ شریف کے مصارف کے لیے نذر خدمت کرتا ہے۔ پس حضرت اقدس اسے قبول فرما کر داخل لنگر شریف فرمائیں اور خادم کو درویشوں کے زمرے میں جگہ دے کر خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف میں مستقل قیام کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ غلام کا ارادہ ہے کہ تمام دنیاوی علائق و روابط کو خیر باد کہہ کر بقیہ زندگی اپنے پیر و مرشد کے حضور یاد الٰہی میں بسر کروں۔''

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی صاحب موصوف کے عریضہ کی پشت پر جو جواب تحریر فرمایا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

''جناب من! آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے، بلاشک و شبہ یہ آپ کا خلوص نیت اور حسن اعتقاد ہے، حق تعالیٰ آنعزیز کو اس نیک نیتی کی جزائے خیر بخشے۔ بحرمۃ النون والصاد۔

اے عزیز! فقیر کے لنگر کے سب اخراجات توکل الٰہی پر موقوف و منحصر ہیں اور ہمارے حضرات کبار رحمہم اللہ کی زمانہ قدیم سے یہ عادت مستمرہ (ہمیشہ کا دستور) ہے کہ زمانہ قبل کے لیے مال و دولت سمیٹنے کا دردِ سر کبھی مول نہیں لیا کرتے اور لنگر کے مصارف اور دیگر ہر قسم کے امور کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتے تھے:

تو چنین خواہی خدا خواہد چنین
می دہد حق آرزوئے متقین

یعنی ''تو ایسے چاہتا ہے اور اللہ یوں چاہتا ہے، حق (تعالیٰ) پرہیزگاروں کی آرزو پوری فرما دیتا ہے۔''

فقیر کو اس جائیداد کے منظور کرنے میں معذور سمجھیں۔ خانقاہ شریف آپ کا اپنا گھر ہے، جس وقت آپ عزیز کی مرضی اور خواہش ہو، بڑی خوشی سے تشریف لائیں اور دعا سے کسی قسم کا دریغ نہیں کیا جائے گا، تسلی رکھیں۔''[۳۳]

اس کے بعد حاجی صاحب موصوف نے کئی مرتبہ یہ کوشش کی کہ حضرت اقدس ان کی جائیداد قبول فرما لیں لیکن حضرت اقدس نے ہر بار انکار فرمایا۔ آپ کی شان استغنا علاقے کے اطراف و جوانب میں ہر سو مشہور و معروف تھی۔

انتہائے بندہ نوازی

آپ سے تعلق رکھنے والا ہر شخص یہی سوچتا کہ حضرت اقدس جو لطف و مہربانی اس کے ساتھ فرماتے ہیں وہ کسی اور کے ساتھ نہیں فرماتے۔

احترام سائل

آپ کے پاس جب کبھی کوئی سائل حاضر ہوتا تو اس کو اس کی حیثیت کے مطابق عطا کرتے اور کبھی خالی نہ لوٹاتے تھے۔

فتویٰ دینے سے معذوری

جب کبھی کبھار خانقاہ شریف میں کوئی آدمی فتوی استفسار کے لیے آ جاتا تو حضرت اقدس اس کام سے معذوری کا اظہار کرتے اور فرماتے: ''میں درویش ہوں لہٰذا درویشی کرتا ہوں اور دنیا میں ہر آدمی کی اپنی ایک ڈیوٹی ہے۔''[۳۴]

ہر دلعزیزی و بلندی مراتب

ایک دفعہ اتفاقاً چند سیاح خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف آئے اور انہوں نے حضرت اقدس کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ وہ اپنی پہلی ملاقات میں ہی آپ کے گرویدہ ہو گئے، نیز اس بات کے معترف ہو گئے کہ قبل ازیں انہیں ایسی برگزیدہ اور دلنواز شخصیت کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا:

پس بہ ہر دورے ولی قائم است
تا قیامت آزمائش دائم است

یعنی ''پس ہر زمانے میں ولی موجود ہے، قیامت تک ہمیشہ یہی روش رہے گی، آزمائش شرط ہے۔''

علالت و بیماری پر استقامت

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ آخری عمر میں مختلف عوارض جسمانی اور بیماریوں میں مبتلا رہے۔ آپ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ بیماریاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوازم ہیں جو فقیر پر مسلط کیے گئے ہیں:

وصل پیدا گشت از عین بلا
زان حلاوت شد عبارت ما قلیٰ

عاشقم بر رنج خویش و درد خویش
بہر خوشنودی شاہ مرد خویش
عاشقم بر لطف و قہرش من بجد
اے عجب من عاشقم این ہر دو ضد

یعنی (ہجر کی) مصیبت کے بعد وصال نصیب ہوا (اور) ماقلی (وہ ناراض نہیں ہوا) کی عبارت میں اس کی لذت ظاہر ہوگئی۔

میں اپنے دکھ اور اپنے درد کا عاشق ہوں، اپنے شاہ مرد (محبوب) کی رضا کے حصول کی خاطر۔

میں اس کے قہر اور لطف پر سنجیدگی سے عاشق ہوں۔ کیسا عجیب میں عاشق ہوں ان دو متضاد چیزوں کا؟

غلبہ خلوت گزینی

آپ نے وصال سے پانچ سال قبل اپنے احباب، دریشوں اور اہل خانہ سے تعلقات و روابط منقطع کر لیے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے:

"اب تو میرا جی چاہتا ہے کہ خلوت گزینی اور گوشہ نشینی اختیار کروں، کیونکہ عمر اپنے انجام کو پہنچ گئی ہے، بقول مولانا رومؒ:

روئے در و دیوار کن تنہا نشین
از وجود خویش ہم خلوت گزین

یعنی تو در و دیوار کی طرف منہ کر کے اکیلا بیٹھ جا اور اپنے وجود سے بھی تنہائی اختیار کر۔

لیکن میں کیا کروں؟ لوگ فیض باطنی کے استفادے کے لیے دور و دراز سے چل کر اور راستے کی تکالیف جھیل کر آتے ہیں، مجھے مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ ان سے روگردانی کروں۔"

گنج مقصود

کبھی کبھار فرماتے:

''میری مثال ایسی ہے گویا قبر کے کنارے پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں۔''

(اور پھر) بعض احباب کو اکثر یہ شعر سناتے:

دادیم ترا از گنج مقصود نشان
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی [۳۵]

یعنی ''ہم نے تجھے گنج مقصود کا پتہ بتا دیا ہے، اگر ہم اس تک نہیں پہنچ سکے تو شاید تو اس تک پہنچ جائے۔''

پیش خیمہ برکات ظاہری و باطنی

وصال مبارک سے ایک سال قبل جو احباب و مریدین زیارت و ملاقات کے لیے حاضر ہوتے تھے، آپ ان سے اکثر فرمایا کرتے تھے:

''فقیر کی اس ملاقات کو آخری ملاقات سمجھیں، کیونکہ حیات مستعار پر کوئی اعتبار نہیں۔ آپ صاحبان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اوقات کو ذکر و فکر اور طاعت و عبادت میں صرف کریں، کیونکہ یہی چیز ظاہری و باطنی برکات کی پیش خیمہ ہے۔'' [۳۶]

سلوک نقشبندیہ

جناب حاجی حافظ محمد خان صاحب ترین، رئیس اڑی افغاناں، سال میں ایک بار آپ کی زیارت اور قدم بوسی کے لیے حاضری دیا کرتے تھے۔ انہوں نے آپ کے وصال سے چار ماہ قبل آخری دفعہ حسب معمول حاضری دی اور زیارت و قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ ان کا سبق مراقبہ احدیت پر تھا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ صاحب موصوف کے مراقبات و

مشارب کے اسباق کی تجدید فرمائی اور چند دن بعد حافظ صاحب کو رخصت فرمایا۔ آپ نے رخصت کرتے وقت حافظ صاحب کو فرمایا:

"فقیر کو اپنی زندگی پر کوئی بھروسہ نہیں۔ پھر ملاقات ہو یا نہ ہو۔ جب ایک مہینہ گزر جائے تو اپنے گھر پر ہی مراقبہ معیت کی نیت کر لینا، کیونکہ سلوک نقشبندیہ فقط اتنا ہی ہے، اپنے گھر کی مصروفیات سے فارغ اوقات میں ذکر و مراقبہ سے شغل رکھنا۔"[۳۷]

اتباع سنت واہتمام نماز جماعت

بیماریوں کے ہجوم کی بنا پر آپ کا جسم مبارک اس قدر کمزور وضعیف ہو گیا کہ موسم گرما میں گرمی اور موسم سرما میں سردی کی شدت اور زیادتی برداشت سے باہر ہو گئی۔ صحت وتندرستی کی حالت میں بھی حضرت اقدس بہت کم غذا تناول فرماتے۔ بیماری کے دنوں میں اکثر فرمایا کرتے تھے:

"تسبیح خانہ سے مسجد شریف (کے راستے) کا فاصلہ فقیر کے لیے سفر کا حکم رکھتا ہے۔"

جبکہ مسجد شریف اور تسبیح خانہ کا درمیانی فاصلہ تقریباً تیس قدم ہے۔ آپ ہر روز صبح کے وقت نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے تو ضعف اور نقاہت کی وجہ سے اس مختصر راستے میں اس قدر تھک جاتے کہ تین بار ستانے کے لیے بیٹھ جاتے، لیکن اس کے باوجود نماز فجر مسنون طویل قرأت کے ساتھ کھڑے ہو کر ادا فرماتے تھے۔

علاوہ ازیں ختم شریف اور حلقہ شریف بیماری کی حالت میں بھی معمول کے مطابق انجام دیتے تھے۔ یہ صرف خداداد توانائی وطاقت تھی، ورنہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی کمزوری اور نقاہت اس مشکل کام کو سرانجام دینے کے ہرگز قابل نہ تھی۔

قوت جبریلؑ از مطبخ نبود
بلکہ از درگاہ خلاق ودود

(حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کو قوت باورچی خانہ سے (میسر)
نہیں، بلکہ یہ خالق اور ودود (یعنی اللہ رب العزت) کی درگاہ سے
(حاصل) تھی۔

۲۸-۲۹ رجب (۱۳۱۴ھ) کی درمیانی رات کو نصف شب کے وقت حضرت اقدس کو شدید بخار ہوا۔ اسی روز نماز فجر کی دو رکعت سنت کھڑے ہو کر ادا کرنا شروع فرمائیں۔ عین قیام کے دوران بخار کا شدید حملہ ہوا اور فرش پر گر پڑے۔ چند دن بعد حکماء نے یہ رائے دی کہ آپ کو تپ محرقہ ہے۔ اس قدر شدید بیماری میں بھی پنجگانہ نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کا اہتمام فرمایا۔ مرض کی شدت سے اٹھنا بیٹھنا محال ہو گیا۔ کمزوری میں اضافہ کی وجہ سے زبان مبارک میں لکنت پیدا ہوگئی۔ بہت ہی خاص اور ضروری بات کرنا ہوتی تو وہ بھی بہت ہی ہلکی اور باریک آواز میں کرتے اور گفتگو کم فرماتے۔ [۳۸]

مہمان نوازی

حضرت اقدس بہت زیادہ مہمان نواز تھے اور اس کا خصوصی اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی بیماری کے ایام میں عیادت اور تیمارداری کے لیے سینکڑوں مہمان، عقیدتمند اور مرید آیا کرتے تھے۔ آپ ان نازک لمحات میں بھی اپنے مہمانوں کا بہت زیادہ اکرام فرماتے رہے۔ ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ مصافحہ فرماتے اور خیر و عافیت دریافت کرتے۔ جو واپس جانا چاہتے انہیں رخصت کرتے اور جو قیام کرنا چاہتے ان کو رہنے کی اجازت مرحمت فرماتے۔

ایک مرتبہ آپ نے شدید مرض میں کچھ افاقہ پایا تو عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد دریافت فرمایا:

''میرے مہمانوں کی عزت افزائی اور نان و طعام سے تواضع کی گئی ہے یا نہیں؟''

ایک خادم نے عرض کیا:

''حضرت قبلہ! مہمانوں کی خاطر مدارت بہترین طریقے سے کی گئی ہے آپ تسلی رکھیں۔''

پھر پوچھا: ''فلاں فلاں مکان میں کون کون سے مہمان رہائش پذیر ہیں؟ ہر ایک کو درست بستر دیے گئے ہیں یا نہیں؟''

خادم نے عرض کیا: ''قبلہ ہر ایک کو الگ الگ رہنے کے لیے جگہ دی گئی ہے اور بستر بھی ٹھیک دیے گئے ہیں۔''

سبحان اللہ! یہ آپ کی شان مہمان نوازی تھی۔ [۳۹]

آخری بیماری

آپ ۲۹ رجب المرجب ۱۳۱۴ھ/ ۳ جنوری ۱۸۹۷ء کی آدھی رات سے لے کر ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ/ ۲۶ جنوری ۱۸۹۷ء (بوقت اشراق، بروز منگل) تک چوبیں دن بیمار رہے۔ اس بیماری کے دوران آپ نے سینکڑوں روپے کی خیرات کی اور بیشمار گائے، بیل، بکرے، بکریاں، دنبے اور بھیڑیں حَسْبَةً لِلّٰهِ ذبح کرائیں اور اکثر غرباء و مساکین ان خیراتوں سے دل سیر ہو گئے۔ یونانی اور ڈاکٹری علاج کرائے گئے لیکن بیماری میں افاقہ نہ ہوا، بقول شاعر:

از قضا سرکہ بہ بین صفر افزود
از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت
روغن بادام خشکی می نمود
آب و آتش را مد و شد ہمچو نفت
چون قضا آید طبیب ابلہ شود
داروئے دفع مرض گمراہ شود [۴۰]

یعنی قضا سے دیکھو کہ سرکہ نے صفرا بڑھا دیا ہے اور ہلیلہ (ہڑ) سے قبض ہو گئی اور (آنتوں کی) کشادگی جاتی رہی ہے۔

روغن بادام خشکی کرنے لگا ہے اور پانی اور آگ میں تیل (اور آگ) جیسی صورت بنی ہوئی ہے۔

جب قضا آتی ہے تو حکیم نادان بن جاتا ہے اور بیماری دور کرنے والا دارو بے اثر ہو جاتا ہے۔

پند ونصائح

پند ونصائح فرمانا آپ کو بہت مرغوب تھا۔ لہٰذا یہ سلسلہ مرض کے دوران بھی جاری و ساری رہا۔ اس دوران درج ذیل ارشادات فرمائے:

۱- ملا صاحب نیازیؒ (م۱۳۱۵ھ) جو آپ کے مریدوں میں طویل العمر تھے، کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"حال من بہ بیں وعبرت گیر وغم آخرت بخور و توشہ سفر کلان بساز"۔ یعنی میری حالت دیکھیں اور اس سے عبرت حاصل کریں، آخرت کی فکر کریں اور بڑے سفر کے لیے زادراہ تیار کریں۔"

۲- ملا محمد رسول صاحبؒ لون کو بزبان پشتو فرمایا کہ دین کی فکر کریں اور خداوند کریم سے ایک لمحہ بھی غافل نہ ہوں۔ حضرت اقدس کی زبان مبارک سے یہ ارشاد سنتے ہی ملا محمد رسول صاحبؒ پر (ایک) جذبہ طاری ہو گیا۔

۳- حضرت اقدس نے اپنے ایک خادم شیخ شہزاد مچن خیلؒ (م۱۳۱۴ھ) ساکن موسیٰ زئی شریف سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"بہ بین احوال من، چہ شد تیز رفتاری من؟ وچہ شد خوش بیانی وخوش کلامی من؟ وچہ شد قوت جسمانی من! وچہ شد فہم معانی من؟ وچہ شد حواس جوانی من؟ از حال من عبرت بگیر و این وقت را یاد دار۔" یعنی میرے حالات دیکھ، کیا ہوئی میری (وہ) تیز رفتاری؟ کیا ہوئی میری (وہ) خوش بیانی اور خوش کلامی؟ کیا ہوئی میری (وہ) قوت جسمانی؟ کیا ہوا میرا وہ ادراک معانی؟ اور کیا ہوئے میرے (وہ) حواس

جوانی؟ میرے حال سے عبرت پکڑ اور اس وقت کو (ہمیشہ) یاد رکھ۔"[۱۴۱]

۴- وصال مبارک سے چار روز قبل ایک مجمع میں جو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت اور بیمار پرسی کے لیے حاضر ہونے والے عقیدت مندوں اور لوگوں کا تھا، ان کے سامنے یہ شعر پڑھا:

نیاوردم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ھمہ چیز و من چیزے تست

یعنی میں پہلے سے گھر سے کوئی چیز نہیں لایا، سب کچھ تو نے عطا فرمایا ہے اور میں بھی تیری ہی چیز (مال) ہوں۔

۵- بعد ازاں فرمایا:

سپردم بہ تو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

یعنی "میں نے اپنا سرمایہ تیرے سپرد کر دیا، حساب کی کمی و بیشی کو تو (خوب) جاننے والا ہے۔"

۶- پھر اس کے بعد فرمایا:

"میں ان تمام لوگوں کے حق میں جو اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ہیں، یا اس فقیر سے تعلق رکھتے ہیں، خواہ وہ اس وقت یہاں موجود ہیں، یا بیمار پرسی اور عیادت کر کے واپس چلے گئے ہیں، یا بیماری و علالت سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے یہاں نہیں آسکے، دعائے خیر کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس دربار (خانقاہ) کے فیوض و برکات سے محروم نہ فرمائے اور انہیں ہر دو جہاں کی مرادوں کی کامیابی سے بہرہ مند فرمائے۔ یہ ملاقات فقیر کی آخری ملاقات ہے۔ خدا پر توکل رکھیں۔"[۱۴۲]

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ پند و نصائح اور فرمودات سن کر تمام

حاضرین پر گریہ طاری ہو گیا۔ اس دوران حضرت مولوی محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت اقدس کے خلیفہ مجاز تھے، نے عرض کی:

''حضرت میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپ نے اب جو ارشاد فرمایا ہے، یہ از روئے الہام ہے یا مرض و بیماری کی وجہ سے؟

ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا:

''میرے اندر اب زیادہ بولنے کی سکت نہیں۔''

وصیت غسل

آپ نے اپنے وصال مبارک سے ایک رات پہلے اپنے فرزند ارشد و اسعد سراج الاولیاء حضرت خواجہ مولانا محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ، اپنے برادر عزیز حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے خلیفہ جناب مولانا مولوی محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو بعد از وفات اپنے غسل دینے کی اجازت عطا فرمائی۔ [۴۳]

وصیت نامہ

آپ نے اپنے وصال مبارک سے تقریباً تین برس پہلے یہ وصیت نامہ تحریر کرایا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اِخْتَصَّ بِدَوَامِ الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ الَّذِیْ قَھَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ وَتَغَیُّرِ الْاَقْدَارِ۔ فَقَالَ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ، لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ الْاَمِیْنِ الْمَامُوْنِ الَّذِیْ خُوْطِبَ فِیْ بَحْبُوْحَۃِ مَرْتَبَۃِ خَصَائِصِہٖ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ وَعَلٰی آلِہِ الْاَطْھَارِ وَعَلٰی اَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ، وَبَعْد فَقَالَ اَصْدَق مَنْ قَائِلٌ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ

الْمُوْتِ، صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَ نَبِيَّهُ الرَّسُوْلُ الْكَرِيْمُ۔

نظر بر مراتب مذکورہ اقرار می کند فقیر حقیر لاشی عثمان عفی عنہ در حالیکہ جمیع اقاریر شرعیہ از و صحیح تواند بود کہ خانقاہ شریف موضع موسیٰ زئی، تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان و خانقاہ موضع کٹک واقع در خراسان کہ بالفعل ملا محمد رسول اخوندزادہ قوم لوین را بنیابت خود برائے ترمیم آن و خدمت زائرین و عابرین مقرر کردہ و خانقاہ واقع سون بر کنار رود کوہی ولالہ رخی متعلقہ موضع کفری، ضلع خوشاب کہ بعضی از انہا وقف و بتولیت حضرت قبلہ گاہی (ا) ارشادت پناہی حاجی دوست محمد صاحب نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہ بہ فقیر رسیدہ، بعضی ازان خود فقیر بر آن افزودہ و کنون ملک فقیر است، تمامی آنہا را تولیۃً وتملیکاً بفرزندی ارشدی محمد سراج الدین و برادران او محمد بہاء الدین و محمد سیف الدین واگزاشتہ و کتب حاضرہ و متعلقہ فقیر و اسباب لنگر و جمیع اسباب خانقاہ ہا و اسباب و فروش مساجد مقامات مذکورہ ہر ازان تولیۃً وتملیکاً فرزندان است وفتوحاتی کہ بوجہ خانقاہ ہای مذکورہ بنام فقرا رسد، نیز باختیار ایشانست و از ہر یک از خانقاہ سون و خانقاہ خراستان ہر کسی را کہ بخواہند بخدمت خانقاہ و زائرین آن مقرر کنند، جائز و نافذ است و ہر کہ را عزل کنند، صحیح و مجری۔ و دیگر مایملک فقیر از خانقاہ خراستان و دامان و سون و حجرہ ہائے ملا کندل و ملا محمد رسول کہ درین ہر سہ موضع است اثاث البیت و اسپان و مال مشتری و گاوی و بزی و گوسفندی و زمینات واقع حد موضع دارابن کہ در دفتر سرکاری ثبت و ضبط است و جمیع اعیان و حقوق منقولہ و غیر منقولہ ملکیہ فقیر بطریق وراثت برسہ برخورداران مذکور منتقل است۔ روحی فقیر در رعایت مصالح ہر دو فرزندان تا بلوغ ایشان دفع معتاد و جلب مصالح فرزندگی محمد سراج الدین است و اورا مناسب است کہ این چنین تصرفی کند کہ ہیچ وجہ من الوجوہ در افراط و تفریط نباشد و ہیچ کس را در امری از امور مذکورہ با فرزندی محمد سراج الدین مزاحمت کردن جائز نہ و ہیچ کس را بذمہ فقیر حقی از حقوق شرعیہ نیست، نہ عیناً و نہ دیناً و نہ، ہیچ کس را در نزد فقیر امانتی است، و ہر کس کہ در این امور دعوای کند محض کاذب و مفتریست۔ و برادر فقیر محمد سعید را بوجہی من الوجوہ در جمیع اشیاء مندرجہ این صفحہ و نہ در دیگری امری در امور با فقیر و فرزندان فقیر دعوائی و حقی نیست۔ او ہیچ وقتی از اوقات با فقیر در ہیچ امری از امور نہ عیناً و نہ دیناً شراکتی نداشتہ و

ندارد، ومعاملاتی کہ از منافع محصول اراضی واقع موضع درابن و دیگر وجوہ با او کردہ محض احسان فقیر بود کہ بمقتضائے شفقت ورمق او مبذول داشتہ، وگرنہ دراین باب ہیچ استحقاقی نداشتہ وندارد۔ وکان ذلک روز پنجشنبہ نوزدہم ماہ شوال ۱۳۱۱ھ، یک ہزار وسہ صد و یازدہ، ہجری، مطابق ۲۶-اپریل ۱۸۹۴ء۔ جمیع عبارات وصیت نامہ ہذا متناً وظہراً صحیح است وموافق اقرار من است۔ درین ہیچ شک وشبہ نیست بدست خود بقلم خود فقیر حقیر لاشی عثمان عفی عنہ تحریر شد۔

(مہر)

ترجمہ: ''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو خاص ہے بادشاہی اور کبریائی کی ہمیشگی کے ساتھ، زندہ اور ہمیشہ رہنے والا ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ جس نے بندوں کو موت، فناء اور اقدار کے ردّ و بدل کے ذریعے مغلوب کیا، چنانچہ فرمایا: ''آج کس کی بادشاہت ہے؟ اللہ کی جو اکیلا اور غالب ہے۔'' اور درود وسلام ہو خلقت میں سب سے افضل (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر جو امین اور مامون ہیں اور جنہیں فضیلتوں کے مراتب کے درمیان اللہ تعالیٰ نے یوں مخاطب فرمایا ہے: (اے پیغمبر) ''آپ بھی مرجائیں گے اور یہ بھی مرجائیں گے۔'' اور آپ کی آل اطہارؓ اور اصحاب اخیارؓ پر ہو۔

امابعد، سب سے سچے کہنے والے (اللہ تعالیٰ) نے کہا ہے: ''ہر جی کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔'' سچ فرمایا اللہ تعالیٰ بڑے عالی رتبہ والے اور جلیل القدر نے اور اس کے نبی اور رسول کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے پہنچانے کا حق ادا کردیا۔

فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ مذکورہ مراتب پر نظر رکھتے ہوئے اقرار کرتا ہے، اس حال میں کہ تمام شرعی اقرار اس سے صحیح ہوں گے، کہ خانقاہ شریف، موضع موسیٰ زئی، تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، خانقاہ

موضع کٹنک، واقع خراسان میں، جو اس وقت (فقیر نے) ملا محمد رسول اخوندزادہ، قوم لوین کو اپنی نیابت کے تحت اس کی ترمیم اور زائرین اور مسافرین کی خدمت کے لیے دے رکھی ہے، خانقاہ جو سون میں ایک پہاڑی ندی کے کنارے اور حسین جگہ، موضع کفری، ضلع خوشاب کے علاقے میں موجود ہے، جن میں سے بعض فقیر کو حضرت قبلہ گاہی اور ہدایت پناہی حاجی دوست محمد صاحب اللہ ان کی برکات سے ہمیں نفع دے، سے وقف اور تولیت کی صورت میں ملی ہیں، ان میں سے بعض پر خود فقیر نے اضافہ کیا اور وہ اب فقیر کی ملکیت ہیں، (فقیر نے) ان سب کی تولیت اور ملکیت اپنے فرزند ارشد محمد سراج الدین اور ان کے بھائیوں محمد بہاء الدین اور محمد سیف الدین کو دے دی ہے اور (پہلے کی) موجود اور فقیر سے متعلق کتب، لنگر کے اسباب، خانقاہوں کی تمام چیزیں، سامان اور مذکورہ مقامات کی مساجد کی صفیں، ان میں سے ہر چیز (فقیر کے) بیٹوں کی تولیت اور ملکیت ہے اور مذکورہ خانقاہوں پر جو فتوحات (تحائف) فقراء کے لیے آتے ہیں، بھی ان کے اختیار میں ہوں گے۔ وہ خانقاہ سون اور خانقاہ خراسان میں سے ہر خانقاہ پر جسے چاہیں (اپنی طرف سے) خانقاہ اور زائرین کی خدمت کے لیے مقرر کریں، ان کے لیے جائز اور نافذ ہے اور جسے الگ (معزول) کریں (یہ) صحیح اور مجاز ہوگا اور خانقاہ خراسان، دامان اور سون، ملا کندل اور ملا محمد رسول کے حجروں (سمیت) جو کچھ بھی ان تینوں موضعات میں فقیر کی ملکیت میں ہے (مثلاً) گھر کا سامان، اونٹ، خرید وفروخت کے قابل مال، گائے، بکری، بھیڑ اور زمینیں جو موضع درابن کی حدود میں واقع اور سرکاری دفتر میں ثبت اور ضبط ہیں، (ان) سب کے منقولہ اور غیر منقولہ ملکیتی اختیارات اور حقوق وراثت کے طور پر فقیر (اپنے) مذکورہ تینوں بیٹوں کو منتقل کرتا ہے۔ (اپنے) ہر دو فرزندوں (محمد بہاء الدین اور محمد سیف الدین) کی بھلائی کے لیے میری دلی

خواہش پر ان کے بالغ ہونے تک نقصان سے بچانے اور نفع حاصل کرنے کے لیے میرے فرزند (ارشد) محمد سراج الدین ان کے سرپرست (وصی) ہوں گے۔ ان کے لیے مناسب ہوگا کہ وہ (ان مالوں) میں ایسا تصرف کریں کہ کسی بھی وجہ سے اس میں افراط وتفریط نہ ہو اور مذکورہ امور میں سے کسی امر میں میرے فرزند محمد سراج الدین کی مخالفت کسی آدمی کے لیے بھی جائز نہیں۔ حقوق شرعیہ میں سے کسی آدمی کا کوئی حق عیناً و دیناً (لین دین کے لحاظ سے) میرے ذمہ نہیں اور نہ کسی کی کوئی امانت فقیر کے پاس ہے اور جو بھی ان امور میں دعویٰ کرے، وہ محض جھوٹا اور بہتان باندھنے والا ہے۔

فقیر کے بھائی محمد سعید کا بعض وجوہات میں سے ایک وجہ کی بدولت اس صفحہ میں درج شدہ تمام اشیاء اور نہ دوسرے معاملات میں سے کسی معاملے میں فقیر کے ساتھ اور فقیر کے بیٹوں کے ساتھ کوئی دعویٰ اور کوئی حق (مطالبہ) نہیں ہے۔ وہ کسی وقت بھی کسی کام کے اندر فقیر کے ساتھ کوئی شراکت عیناً اور دیناً (لین دین کے ساتھ) نہ (پہلے) رکھتے تھے اور نہ (اب) رکھتے ہیں۔

فقیر نے موضع درابن میں واقع زمین کے محاصل سے (انہیں) نفع اُٹھانے اور دوسری صورتوں میں جو کچھ ان کے ساتھ کیا، یہ محض فقیر کا (ان کے ساتھ) احسان ہے، جو فقیر نے شفقت اور ان کی گزر اوقات کے تقاضہ سے کیا ہے۔ وگرنہ وہ اس ضمن میں کسی قسم کا حق نہ (پہلے) رکھتے تھے اور نہ اب رکھتے ہیں۔

یہ سند جمعرات کے روز مؤرخہ ۱۹ شوال ۱۳۱۱ھ (ایک ہزار تین سو گیارہ ہجری) مطابق ۲۶-اپریل ۱۸۹۴ء کو لکھی گئی۔

اس وصیت نامہ کی تمام عبارت متناً اور ظہراً صحیح ہے اور میرے اقرار کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں۔ بدست خود، بقلم خود فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ، لکھی گئی۔

(مہر)

فصل پنجم:

وصال مبارک واولادو جانشین معظم

وصال مبارک:

وصال مبارک کے وقت کثرت تہلیل (ذکر لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ) سے آپ کا تمام وجود مبارک جنبش کررہا تھا اور آخری سانسوں میں کلمہ طیبہ ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ'' وردزبان تھا۔

آپ نے تیس برس تک متواتر خطۂ خراساں، اطراف صوبہ سرحد بلکہ دیگر صوبہ جات پاکستان وہند سے آنے والے طالبان حق کی دستگیری فرمائی اور واماندگان منزل کو اسی کاروان امت کے نقش قدم پر چلایا جو قرون اولیٰ کے نفوس قدسیہ پر تھا۔ مضطرب دلوں کو طمانیت باطن عطا کی، یہاں تک کہ سیراب ہونے والوں کو تشنہ کامی کا احساس ہوتا تھا۔ بالآخر یہ آفتاب عالم تاب روئے ارض کے ہر بلند و پست کو منور و تاباں کرنے کے بعد ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ/ ۲۶ جنوری ۱۸۹۷ء بروز منگل بوقت اشراق افق موسیٰ زئی شریف پر چشم خلق سے پنہاں ہوگیا:

اِلَی اللّٰـہِ اَشْکُوْا لَا اِلَی النَّاسِ اِنَّنِیْ
اَرَی الْاَرْضَ تَبْقٰی وَالْاَخِلَّاءُ تَذْھَبُ

ترجمہ: ''میرا شکوہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، مخلوق سے نہیں، بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ زمین تو بدستور باقی ہے، مگر احباب رخصت ہوتے جارہے ہیں۔

آپ نے مجموعی طور پر ۷۰ سال ۲ ماہ ۱۳ روز عمر مبارک پائی۔

آپ کے وصال مبارک کے وقت احباب اور مریدین پر رنج والم کے وہ پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ جن کا بیان حیطۂ تحریر سے باہر ہے:

آن زمان خود آسمان گفت با زمین
گر قیامت راندیدستی بہ بین [۴۴]

یعنی ''اس وقت خود آسمان نے زمین سے کہا اگر تو نے قیامت نہیں دیکھی تھی تو (اب) دیکھ لے۔''

غسل اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد جنازہ مبارک اٹھایا گیا۔ لوگوں کا اس قدر ہجوم ہو گیا تھا کہ چارپائی تک ہاتھ لے جانا دشوار ہو گیا۔ حضرت میر اصاحب قلندرؒ جو بڑے طویل القامت وجسیم تھے، بہ مشکل تمام چارپائی کے ایک پائے کو دو انگلیوں سے چھو سکے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا جنازہ مبارک ہوا کے دوش پر جارہا ہے۔ جنازہ مبارک سے انوار و تجلیات کا ظہور یوں ہو رہا تھا کہ گویا تمام خانقاہ شریف منور ہو گئی:

ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ

یعنی ''سنی ہوئی بات، دیکھی ہوئی چیز کے برابر کب ہو سکتی ہے۔''

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر آناً فاناً اطراف واکناف میں یوں پھیل گئی کہ سینکڑوں افراد فوری طور پر جنازہ مبارک میں آ کر شامل ہو گئے۔ بعد ازاں جنازہ کی چارپائی کو خانقاہ شریف کے صحن میں رکھا گیا اور صفیں درست کی گئیں۔ حاضرین کی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے خانقاہ شریف میں قدم رکھنے کی جگہ تک نہ تھی۔ یہاں تک کہ خانقاہ شریف کے دروازہ سے باہر بھی چند صفیں تھیں۔

نماز جنازہ آپ کے فرزند ارشد حضرت مولانا محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد حضرت مولوی محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بلند آواز میں مجمع عام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے غسل دینے میں شریک تھا، کچھ کرامات حضرت قبلہؒ سے ظاہر ہوئی ہیں اور وقت نہ ہونے کے باعث ان کی تفصیل اس مجمع کثیر میں بیان نہیں کی جا سکتی۔''

ظہر کی نماز کے بعد حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے وجود مبارک کو آپ کے پیر و مرشد

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے مبارک قدموں کے عین سامنے سپرد خاک کیا گیا۔ اس طرح اپنے پیر ومرشد کی عالم فانی کی خدمت وحاضری کے ساتھ ساتھ اللہ کریم نے دار جاودانی کی حاضری وساتھ بھی آپ کو نصیب فرمایا:[۴۵]

ع خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

یعنی اللہ رب العزت ان پاک طینت عاشقوں پر رحمت فرمائے۔

مادہ ہائے تاریخ وصال

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد آپ کے بہت سے خدام نے جو مادہ ہائے تاریخ نکالنے کا ملکہ رکھتے تھے، آپ کے سال وفات کو نظم ونثر کی مختلف صورتوں میں تحریر کیا، جن کی تفصیل مجموعہ فوائد عثمانی (ص ۱۸۴-۱۹۱) میں موجود ہے۔ تبرکاً چند فقرات وابیات یہاں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- از مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

(الف) حَمداً لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحَیُّ القَیُّوْمُ الْمَاجِدُ۔ ۱۳۱۴ھ

(ب) سَلَامِیْ عَلٰی مَرْکَزِ الْاِیْمَانِ عُثْمَاناً۔ ۱۳۱۴ھ

(ج) شیرازی از ملال بہ تاریخ سال گفت

مہر سپہر عالم دین در محاق شد

۱۳۱۴ھ

(د) گفت شیرازی پی تاریخ سال

در جوار قرب حق دادش مقام

۱۳۱۴ھ

۲- از خان حقداد خان ترین رحمۃ اللہ علیہ

دل محزون بہ سال وصلش گفت
دوست با کام دل بدوست رسید
۱۳۱۴ ھ

۳- از مولوی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

روح مرغش بود چون قدسی وطن
شد بہ قدسی آشیانے متکا
۱۳۱۴ ھ

۴- از محمود حسین خان نازاں، رئیس جھجر

سال وصال حضرت، بہر ثواب نازاں
عثمان نقشبندی کامل ولی نوشتہ
۱۳۱۴ ھ

سقاہ اللہ تعالیٰ بشآبیب الرحمۃ والغفران واسکنہ فی بحبوبۃ الجنان وافاض علیٰ جمیع مخلصیہ و مریدیہ بواسطۃ او بلا واسطۃ الآء الفیضان والرضوان۔ [۴۶]

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی موسلا دھار رحمت اور مغفرت کے ساتھ ان کو سیراب کرے اور ان کو اپنی جنتوں کے درمیان میں ٹھہرائے اور ان کے سب بالواسطہ اور بلا واسطہ مریدین پر رضا اور فیضان کی نعمتیں نچھاور کرے۔

مرثیہ

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے خادم جناب حقداد خان ترینؒ، ساکن ڈیرہ اسماعیل خان، آپ کے انتقال پرملال کے وقت موجود نہ تھے، جب ان کو حضرت اقدس کے وصال کی تکلیف دہ خبر پہنچی تو وہ یہ خبر پاتے ہی غم واندوہ کی تصویر بن گئے اور ہجر وفراق کے اس شدید صدمے سے دوچار ہوکر درج ذیل اشعار ان کی زباں پر جاری ہوگئے:

برسیہ بختی من شام بلا می گرید — از پی ماتم من ابر فنا می گرید
روز و شب در نظرم گشت سرا سر تیرہ — دل جدا نالہ کند دیدہ جدا می گرید
تیر خوردم بدل وجان سپردم افسوس — چہ شد از دیدہ ما صبح و مسامی گرید
وقت تو دیع ندیدیم رُخ نور افشاں را — آن کہ از فرقت او خلق خدامی گرید
آرزوئے من ماند کما کان بدل — شب غم از غم محرومی ما می گرید
مدت العمر اگر گریہ کنم ہست سزا — ہر کسی را کہ فلک زو ابداً می گرید

محرمے حالت محرومی مارا چو شنید
گفت حقداد بہ حقدادہ چرامی گرید[۴۷]

اولاد امجاد و جانشین معظم

آپ نے اپنے پیچھے تین صاحبزادے چھوڑے۔ بحمد للہ سب کے سب نیک نفس اور پاک طینت تھے اور زندگی بھر شریعت مطہرہ کی ترویج میں کوشاں رہے۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے سجادہ نشین ہوئے (آپ کے احوال مبارک آگے باب پنجم میں تفصیل سے آرہے ہیں)

۲- حضرت مولانا بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے صاحبزادگان گرامی کے نام یہ ہیں:

☆ حضرت صاحبزادہ زین العابدین صاحبؒ ☆ حضرت صاحبزادہ سیف الدین صاحبؒ
☆ حضرت صاحبزادہ مصباح الدین صاحبؒ ☆ حضرت صاحبزادہ شمس الدین صاحبؒ
☆ حضرت صاحبزادہ دوست محمد صاحبؒ

۳- حضرت صاحبزادہ محمد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ لاولد فوت ہوئے۔ [۴۸]

فصل ششم:

علمی آثار

سخنوری و شاعری

آپ پیر طریقت اور عالم کامل ہی نہ تھے بلکہ ایک خوش ذوق شاعر بھی تھے۔ میرا صاحب قلندرؒ (ساکن پشین۔ بلوچستان) کے نام آپ کا ایک پشتو کا منظوم خط موجود ہے، جس کا مطلع ہے:

افغانی سلام دِ راغے تہ رانغلی
فائدہ نہ کئی بے دید نہ سلامونہ

ترجمہ فارسی:

آمد افغانی سلامت خو دنیاور دی قدم
ہر گہی تو نیائی او ندارد سودھم

یعنی ''تیرا افغانی پہنچ گیا ہے مگر (افسوس) تم نہ آئے، جب تک تو خود نہ آئے، اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔''

اسی طرح اپنے مرید و خلیفہ حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تین شعر تحریر فرمائے تھے جو مجموعہ فوائد عثمانیہ (ص ۱۰۳) میں موجود ہیں مگر آپ نے شاعری کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔ [۴۹]

آثار

مجموعہ فوائد عثمانیہ (فارسی)

آپ کے مرید و خلیفہ حضرت سید اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ملفوظات و مکتوبات و

معمولات کو مجموعہ فوائد عثمانیہ کے نام سے جمع کیا تھا جو بارہا طبع ہو چکا ہے۔ اس میں آپ کی خوارق و کرامات اور خلفائے عظام کا ذکر بھی ہے۔ آپ کے صاحبزادہ گرامی قدر و جانشین معظم حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (ساکن واں بھچراں، ضلع میانوالی) سے اس کی تصحیح کرائی تھی اور انہوں نے اس کے حواشی بھی تحریر فرمائے اور اس پر تقریظ بھی (فارسی زبان) میں لکھی جو پہلی طباعت میں طبع ہوئی تھی۔ اس کا ایک خوبصورت ایڈیشن حضرت مفتی عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ ساکن چودھوان کی تصحیح اور مولانا حافظ محمد نصر اللہ خان خاکوانی رحمۃ اللہ علیہ کی حسن توجہ سے ۱۹۶۲ء/۱۳۸۲ھ میں طبع ہوا، جس کا پیش لفظ حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا تھا۔

ذوق مطالعہ و کتب خانہ عظیم

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے ملفوظات و مکتوبات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مطالعہ انتہائی وسیع تھا۔ قرآن و حدیث، فقہ اور دیگر متداول علوم میں گہری و دقیق نظر رکھتے تھے۔ مکتوبات امام ربانی قدس سرہ، مکتوبات معصومیہ اور مثنوی مولانا رومؒ کی عبارات و ابیات اکثر و بیشتر بیان فرماتے تھے۔

اس ذوق کی تسکین کے لیے آپ کا ایک گراں قدر کتب خانہ بھی تھا، جس کی باقیات نادرہ آپ کی اولاد امجاد کے ہاں تاحال محفوظ ہیں۔ راقم الحروف حقیر نے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کی زیارت کا شرف ۱۹۷۶ء میں حاصل کیا اور ہفتہ عشرہ اس جنت نظیر خانقاہ میں مقیم رہ کر حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ کی فہرست مرتب کی، جس میں اس کتب خانہ کے گراں قدر علمی جواہرات و نوادرات دیکھنے کا موقع ملا۔[۵۰] جن کا تعارف حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے احوال باب ششم کی فصل ششم، میں شامل کتاب ہے۔

چند قلمی مخطوطات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے مبارک ہاتھ سے کتابت شدہ انتہائی خوبصورت خط میں موجود ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- رسالہ ابدالیہ (فارسی) از حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ، ایک مجموعہ میں، مکتوبہ ۱۲۶۹ھ۔

۲- رسالہ اُنسیہ (فارسی) از حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ، ایک مجموعہ میں، مکتوبہ ۱۲۶۹ھ۔

۳- رسالہ در ذبیحہ غیر اللہ و نا مسلمانان (فارسی)، از نا شناس، مکتوبہ ۲۵ شوال ۱۲۷۹ھ۔

۴- شرح بیتی مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ، شارح: امیر خسرو دہلویؒ، ایک مجموعہ میں ہے۔

۵- مبداء و معاد (فارسی) از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (شیخ احمد سرہندی) رحمۃ اللہ علیہ، ایک مجموعہ میں ہے۔

مکتوبات گرامی

حضرت سید اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعہ فوائد عثمانیہ میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے پچیس مکتوبات گرامی (ص ۷۷-۹۵) نقل کیے ہیں اور تحفہ زاہدیہ (اردو) میں آپ کے ۱۲۴ مکتوبات گرامی (ص ۴۱-۱۵۲) موجود ہیں۔ آپ کے دو مکتوب گرامی تحفہ سعدیہ میں مندرج ہیں جو قیوم زماں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ، بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ، کندیاں ضلع میانوالی کے نام ہیں، یہ دونوں مع مکتوب دیگر بنام حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ یہاں بطور تبرک نقل کیے جاتے ہیں:

مکتوب اوّل:

’’بے شک مخلص مریدوں کے لیے شیخ کی وفات ایک سانحہ عظیم ہوا کرتی ہے۔ پیر لعل شاہ صاحب کی وفات بلاشبہ بے حد رنج والم کا موجب ہے مگر صبر سے کام لینا چاہیے۔ جزع و فزع نہ کریں اور فقیر کو تحصیل صبر اور تحصیل علم میں اپنا مدد و معاون تصور کریں۔‘‘

نوٹ: یہ مکتوب شریف حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ نے حضرت قیوم زماں مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے شیخ اوّل حضرت پیر لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر تعزیت کے سلسلہ میں تحریر فرمایا تھا۔

مکتوب دوّم:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بعد:

فقیر حقیر لاشے عثمان عفی عنہ کی طرف سے میرے محبّ اور میرے مخلص میاں احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ تسلیمات و دعواتِ مزید درجات فی الدارین کے بعد (مطالعہ فرماویں) کہ آپ کا مکتوب شریف جس میں آپ نے تجدید بیعت اور طلب ورد کے متعلق استدعا کی تھی پہنچا۔ جنابِ من! حضرت لعل شاہؒ کے سب مریدان پیر (اشارہ بخود) ہی کے مرید ہیں، اس لیے فی الحال تجدید بیعت کی ضرورت نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحصیل علم سے فراغت نصیب فرمائی اور اس کے بعد نسبت باطنی حاصل کرنے کے لیے آپ کا پختہ ارادہ ہوا تو اس وقت تجدید بیعت کی ضرورت ہوگی۔ اس وقت آپ اپنے علمی مشاغل جاری رکھیں اور اوقات فراغت میں جناب شاہ صاحبؒ کے فرمودہ ذکر و اسم ذات ہی کا ورد جاری رکھیں۔ ہمارے بزرگوں کی توجہ اسم ذات میں رسوخ حاصل کرنے کی طرف رہتی ہے۔ مقدور بھر کوشش کریں کہ پنجگانہ نمازیں بغیر سستی کے وقت مستحب پر باجماعت ادا ہوں۔ نیز غیر ضروری امور سے بچنے کی پوری کوشش کرتے رہیں۔ وَالسَّلَامُ اَوَّلاً وَآخراً۔

مکتوب دیگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدَ:

میرے مخدوم، میرے مکرم جناب فیض مآب مولوی محمود شیرازی صاحب دام فیضہ

وبرکاتہ، فقیر حقیر لاشے عثمان عفی عنہ سے تسلیمات وتکریمات کے بعد (مطالعہ فرمائیں) کہ اپنے کاروبار جو کہ یاد مولیٰ ہے (اور) اندھیری رات کو افکار واذکار اور استغفار سے اس حد تک معمور رکھیں کہ لحظہ بھر غفلت میں نہ پڑیں۔ اب جوانی ہے اور وقت، وقت کار ہے۔ کل جب بڑھاپا آجائے گا، سوائے حسرت وندامت کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ جنابِ من! حضرات گرامی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم السامی کی نسبت خاص جس قدر بلند ہوتی ہے، مشاہدہ وادراک دسترس میں نہیں رہتا، کیسے مدرک ہو کہ معاملہ ذات بحت سے ہوتا ہے، مشاہدہ وادراک ظلال، صفات اور اعتبارات میں ہوتا ہے اور جب اس سے بالاتر ہوتا ہے تو حیرت، جہل اور نکارت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ معاملہ اس طرح ہے کہ من لم یذق لم یدرک یعنی جو نہیں چکھتا وہ نہیں پاتا، ہر وقت اور ہر حال میں خداوند کا شکر کریں (کہ وہ فرماتا ہے) لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ (سورہ ابراہیم ۷) یعنی تم شکر کرو گے تو میں یقیناً تمہیں مزید نعمت عطا کروں گا۔ فقیر کو اپنے احوال سے کبھی بے خبر نہ سمجھیں۔ فقط[۱۵]

فصل ہفتم:

خلفائے عظام

حضرت سید لعل شاہ ہمدانی بلاولی رحمۃ اللہ علیہ

آپ دندہ شاہ بلاول (ضلع اٹک) کے رہنے والے تھے۔ صحیح النسب سادات کبار سے تھے۔ اپنے علاقہ میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ آپ کے بزرگ بہت قدیم زمانے سے ہمدان میں رہتے تھے۔ ان میں سے حضرت شاہ بلاول عرصہ دراز سے آکر دندہ شریف میں آباد ہو گئے تھے اور ان کا مزار بھی دندہ شریف میں ہے، اسی نسبت سے اس کو دندہ شاہ بلاولؒ کہتے ہیں۔

حضرت سید لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ عالم و فاضل، صالح و متقی، دائم الذکر و الفکر، صاحب استغراق، صاحب حلم وخلق، صاحب سخاوت اور صاحب توکل تھے۔ آپ مولانا احمد دین انگوی رحمۃ اللہ علیہ، جو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، کے شاگرد تھے۔ دس سال میں علوم دینی معقول و منقول سے فارغ ہوئے اور پندرہ برس تک مولانا احمد دین صاحبؒ کے شاگردوں کو پڑھاتے رہے۔ مولانا صاحب موصوف کی وفات کے بعد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں موسم گرما کے شروع میں خانقاہ دامان میں پہنچے جب آپ خانقاہ خراسان کی طرف روانہ ہونے والے تھے اور طریقہ شریفہ (نقشبندیہ) اخذ کر کے اپنے گھر واپس تشریف لے گئے۔ جب حضرت حاجی صاحب ممدوح خراسان سے واپس خانقاہ دامان تشریف لائے تو جلد ہی حضرت لعل شاہ نے خود کو ان کی خدمت میں حاضر کیا اور آپ کی صحبت شریف میں رہ کر ذکر و اذکار اور حلقہ میں شمولیت اختیار فرمائی۔ تقریباً ایک ماہ میں ولایت صغریٰ کی اجازت حاصل کر لی۔ بعد ازاں دو سال تک حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور فیوض و برکات حاصل کر کے واپس چلے

جاتے تھے۔ حضرت اقدس کی آخری شدید بیماری کے دنوں میں بھی حاضر خدمت تھے۔ حضرت اقدس نے اس بیماری میں کمال مہربانی سے انہیں اپنے پاس بلایا اور اپنا ہاتھ مبارک ان کے سینے پر پھیرا۔ وہ کچھ دیر بے ہوش ہو گئے، جب افاقہ ہوا تو بتایا کہ حضرت اقدس کے ہاتھ پھیرنے سے میرے سینے سے تمام کدورت اور آلائشیں شیشہ کی طرح صاف ہو گئی ہیں۔

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تجدید بیعت کر لی۔ کئی سال آپ کی خدمت شریف میں آنا جانا رہا اور حضرت اقدس کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ کی صحبت شریف اور حلقہ سے مشرف ہو کر فیوضات و انوار باطنی کا مشاہدہ کرتے رہے اور سیر سلوک کے تمام مقامات تفصیل و تحقیق کے ساتھ طے کر کے شرف اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے اور ارشاد میں مشہور ہوئے۔ حالات قویہ اور مقامات سنیہ کے حامل تھے اور سینکڑوں لوگوں کو، خصوصاً اعوان قوم کو فیض ربانی کے القاء سے منور فرمایا اور اجازت اوّل سے وفات تک تیس برس مسند ارشاد پر متمکن رہے۔ مخلوق خدا کی ہدایت میں عمر عزیز بسر فرمائی۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک سے گیارہ ماہ پچیس روز پہلے بدھ کے دن ظہر کے وقت ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ/۱۲ فروری ۱۸۹۶ء کو كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (سورہ آل عمران ۱۸۵) کے حکم سے رحمت حق کے جوار میں آرام پایا۔ طَابَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَرَاهُ۔ آپ کا مزار پرانوار خانقاہ دندہ شریف میں مرجع الخلائق ہے۔

علاقہ کے خاص و عام لوگ اور اعوان قوم کے سینکڑوں افراد آپ کی تعلیم و تربیت کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہو کر شاد کام و کامران ہوئے۔[۵۲]

۳ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ/ ۸ مئی ۱۸۹۴ء کو ایک پر سعید تقریب کے اندر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے جب اپنے فرزند ارشد حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کو دستار فضیلت باندھی تو اس وقت آپ نے حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک جبہ پہنایا۔

حضرت میاں محمد فاضل اعوان رحمۃ اللہ علیہ

آپ موضع کوٹلی، علاقہ سون سیکسر، تحصیل وضلع خوشاب کے قدیمی رہائشی تھے۔ پھر مکھڈ، تحصیل پنڈی گھیپ، ضلع اٹک میں مقیم ہوگئے۔ شروع میں ان کے دل میں محبت وشوق الٰہیہ پیدا ہوا کہ کسی اہل اللہ کی خدمت میں پہنچ کر فیض حاصل کروں۔ بہت تلاش کے بعد حضرت شیر محمد شاہ المعروف پیر میاں صاحب جو حضرت شیخ سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے اور خلیفہ خاص حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ تھے، کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کی اور پانچ برس ان کی خدمت میں رہ کر (لطیفہ) قلب سے نفی واثبات تک سلوک حاصل کیا۔ ان کی وفات کے بعد بڑی انکساری سے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ حضرت اقدس کی بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ کی صحبت شریف کو اختیار کرلیا۔

چند سال کے بعد جب حضرت اقدس نے پہلی دفعہ موسم گرما میں خانقاہ (ڈیپ) شریف، سون سیکسر (ضلع خوشاب) کا سفر اختیار فرمایا تو اس سفر میں میاں فاضل صاحب بھی حضرت اقدس کے ساتھ تھے۔ تہجد کے وقت قصبہ نمل (ضلع بنوں) کی سرحد پر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوکر اجازت رخصت چاہی۔ حضرت اقدس نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''خواجگانِ نقشبندیہ مجددیہ کے تمام ختم ہر روز پڑھنے کی تمہیں اجازت ہے اور ختم شاہ ابوسعید صاحبؒ جو تین بار سورہ اخلاص، ایک بار معوذتین اور ایک بار سورہ فاتحہ (پر مشتمل ہے)، نیز ہمیشہ پڑھ کر حضرت ممدوح کی روح پر فتوح کو بخشنے کی اجازت ہے۔'' حضرت میاں فاضلؒ نے عرض کیا: ''یہ ختم شریف کتاب مناقب ومقامات احمدیہ سعیدیہ میں لکھا ہے، وہاں سے دیکھ لوں گا۔'' حضرت اقدس نے فرمایا: ''یہ ختم اس کتاب میں درج نہیں ہے، یہ تو صرف ہمارے پیر ومرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کا معمول تھا کہ آپ ہمیشہ بلاناغہ پڑھ کر حضرت شاہ ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کو بخشا کرتے تھے۔''

بعدازاں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ ڈیپ شریف، سون سیکسر سے خانقاہ شریف موسیٰ زئی کے لیے واپس ہوئے تو شہر نمل سے حضرت میاں فاضل پھر حضرت اقدس کے ہمراہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ موسیٰ زئی شریف آ پہنچے۔ ایک روز اشراق کے وقت حضرت اقدس تسبیح خانہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے میاں فاضل صاحب کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''دلائل الخیرات اور حزب البحر کے پڑھنے کی رخصت ہے۔'' اور شرف اجازت مرحمت فرمایا۔ بعدازاں ارشاد فرمایا: ''اگر تمہارے پاس کوئی طالب خدا آئے اور خدا تعالیٰ کے ذکر کا طالب بنے، تو اسے فوراً ذکر سکھلاؤ اور اس پر توجہ کرو۔'' پھر فرمایا: ''فقر کا لباس پہننا آسان ہے اور ایمان کی پرورش کرنا مشکل ہے۔'' یعنی انسان جو کام کرتا ہے اس میں شرع کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

ایک روز مولانا محمد ہاشم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک روز فرمایا: ''میں میاں محمد فاضل صاحب کے حال پر اس طرح مہربانی و شفقت کرتا ہوں جیسے آدمی اپنی اولاد پر کرتا ہے۔''

حضرت میاں فاضل رحمۃ اللہ علیہ تقریباً بیس سال تک ہر سال حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہات سے فیض یاب ہوتے رہے۔ چند روز حضرت اقدس کی خدمت میں رہ کر اپنے وطن واپس چلے جاتے تھے اور اسی طرح مقامات سلوک تا آخر مکمل کیے۔ بعدازاں مکھڈ میں ہی مقیم رہ کر آخرت کا سفر اختیار فرمایا۔[۵۳]

حضرت مولانا مہر محمد اعوان انگوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ انگہ شریف ضلع خوشاب کے رہنے والے تھے۔ بہت ہی خلیق، مسکین طبع اور خوش بیان تھے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور طریقہ شریفہ (نقشبندیہ کا فیض) اخذ کیا۔ بائیس برس یونہی انگہ شریف سے موسیٰ زئی شریف آتے رہے اور حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں چند روز قیام کرتے، توجہات (فیض عالیہ) سے مستفید ہوتے اور اپنے وطن اصلی کو مراجعت کر جاتے۔ مقامات سلوک

تقریباً مکمل طے کیے اور شرف اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ایک ماہ تک خانقاہ (ڈیپ) شریف سون سیکسر میں حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ) کی امامت کا شرف پایا۔ گھر پر اکثر تدریس میں مصروف رہتے تھے۔ عرصہ تک عیالداری کے سبب انتہائی افلاس میں مبتلا رہے اور عسرت معاش کی وجہ سے ہمیشہ پریشان حال تھے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک سے قبل ہی تردد عیال سے فراغت نصیب ہوگئی تھی اور خوش وقت ہو گئے تھے۔ [۵۴]

حضرت مولانا نور خان اعوان چکڑالوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے عمدہ اصحاب اور زبدہ خلفاء میں شامل تھے اور بڑے عالم و فاضل، صالح و حلیم اور خوش طبع تھے۔

آپ نے علم فقہ و حدیث ہندوستان میں حاصل کر لیا تھا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت اقدس سے اخذ و کسب کیا تھا۔ آپ کی صحبت مبارک میں رہے۔ چند سال کے بعد ایک دفعہ حضرت اقدس کے ہمراہ سفر خراسان بھی کیا۔ آپ صاحبزادگان حقائق و معارف آگاہ حضرت مولانا محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے استاد بھی رہے۔

آپ حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے بہت ہی زیادہ مخلص و محب تھے اور حضرت اقدس بھی ان پر بہت زیادہ شفقت و عنایت فرماتے تھے۔ تقریباً سترہ برس تک اپنے گھر سے حضرت اقدس کی خدمت میں موسیٰ زئی شریف حاضر ہوتے رہے۔ حضرت اقدس کی توجہات سے فیضیاب ہوتے، خدمات انجام دیتے اور پھر اپنے وطن واپس ہو جاتے۔ سلوک کے مقامات مکمل (حاصل) کیے اور شرف اجازت (و خلافت) سے سرفراز ہوئے۔ [۵۵]

حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے قدیمی مخلص احباب اور اعظم خلفا میں

شامل تھے۔ بروز ہفتہ ۲۷ رجب ۱۳۱۳ھ/ ۱۳ جنوری ۱۸۹۶ء وصال فرمایا اور خانقاہ بگھار شریف، کہوٹہ، ضلع راولپنڈی میں آسودہ خاک ہوئے۔آپ اس خانقاہ کے بانی ہیں۔آپ کا مزار مرجع الخلائق ہے۔آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور آج کل حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت ڈاکٹر ساجد الرحمٰن مدظلہ العالی، سجادہ نشین ہیں۔[۵۶]

(آپ کے مزید حالات کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب ہفتم کی فصل دوم: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف)

حضرت ملا بیگ محمد سر بریدہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ افغانوں کے قبیلہ سر بریدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بہت ہی بہادر اور دلیر تھے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین ومحبین میں شامل تھے۔حضرت اقدس کی بہت ہی اعلیٰ خدمت تہہ دل سے کیا کرتے تھے۔بارہا خراسان کے سفر میں حضرت اقدس کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ بندوق کو ہاتھ میں لے کر حضرت اقدس کی سواری کے آگے دوڑتے تھے، اس وجہ سے خراسانی لوگ انہیں ''شاطر حضرت قبلہ'' کہتے تھے۔مراقبہ کمال نبوت میں اجازت (وخلافت) کے شرف سے سرفراز ہوئے۔روانگی کے وقت حضرت اقدس نے انہیں چغہ عطا فرمایا۔

بعد ازاں ایک عرصہ تک حضرت اقدس سے چند برس توجہات (فیض عالیہ) حاصل کیں اور سلوک میں مراقبہ حقیقت موسوی تک رسائی پائی۔اس وقت دوبارہ حضرت اقدس کی استعمال کردہ پگڑی اور ٹوپی مبارک عطا ہوئی۔اس سے پہلے ابتدائے سلوک میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات میں سے نعلین شریف، تسبیح اور دلائل الخیرات کا سنہری قلمی مخطوطہ اپنی مہربانی سے مرحمت فرمایا۔جس کی برکات اللہ کریم نے آپ کو عطا فرمائیں۔[۵۷]

حضرت ملا محمد رسول لئون افغان خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ کثیر الذکر و الفکر، صاحب حالات وجذبات قویہ وواردات عظیمہ، زاہد، متوکل اور متقی تھے۔

دس برس کے تھے کہ پہلے تبرکاً حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کر لی تھی۔ بعد ازاں پانچ سال طالب علمی میں گزارے۔ ایک بار اتفاقاً حضرت حاجی صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے دریافت فرمایا: ''ذکر کرتے ہو یا نہیں؟'' عرض کیا: ''کرتا ہوں۔'' فرمایا: ''تم ذکر نہیں کرتے۔ تمہیں ذکر پر دوام حاصل کرنا چاہیے کیونکہ تم طریقت کے لائق ہو۔'' بعد ازاں پندرہ برس مزید طالب علمی میں بسر کیے۔

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے بعد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کمال اشتیاق اور محبت قلبی سے آپ کی بیعت کر لی اور تاثیرات وجذبات کا یوں غلبہ ہوا کہ اپنی زوجہ محترمہ جو کہ بے حد حسین تھیں، کو طلاق دے دی اور اکثر اوقات مجذوب رہتے تھے۔ پانچ سال تک خانقاہ شریف کے مٹی کے (تعمیراتی اور مرمتی) کاموں میں مشغول رہے اور تین برس حضرت اقدس کی امامت (کی خدمات) کرتے رہے۔ بعد ازاں حضرت اقدس نے انہیں طریقہ شریفہ کی اجازت (و خلافت) عطا فرمائی اور خود حرمین شریفین زادھم اللہ شرفاً وتعظیماً کے سفر پر حج کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت اقدس نے مناسک حج کی ادائیگی اور روضہ مطہرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد خانقاہ شریف موسیٰ زئی میں واپس قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت ملا محمد رسول رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد بھی سات سال تک خانقاہ شریف میں امامت اور یہاں مٹی کے (تعمیراتی ومرمتی) کاموں میں مصروف رہے۔ حضرت اقدس نے دوبارہ اجازت (وخلافت) عطا فرمائی اور تحریری اجازت نامہ مرحمت فرمایا اور خانقاہ شریف خراسان جو غنڈان (علاقہ قندھار) میں واقع تھی کی مسند ارشاد ان کے سپرد فرما دی اور طریقہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ کی

اشاعت کے لیے انہیں اپنا قائم مقام بنا کر وہاں بھیج دیا۔

اس طرح حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق حضرت ملا محمد رسول رحمۃ اللہ علیہ سالہا سال تک خانقاہ شریف غنڈان (قندھار) کی مسند ارشاد پر متمکن رہے اور وہاں قیام فرما کر اس علاقے کے اطراف و جوانب سے آنے والے لوگوں کے دلوں کو حضرات کرام (نقشبندیہ مجددیہ) علیہم الرضوان کے فیوضات و برکات سے منور کرتے رہے۔ اس علاقے کے بہت سارے لوگ آپ کے مرید تھے۔ ایک جہان کو منور کرتے تھے اور عجیب صاحب تاثیر تھے۔ بارہا فرمایا کرتے تھے: ''مجھ پر جذبات کا یوں غلبہ ہے کہ نام خدا اور نام رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے علاوہ کوئی چیز یاد نہیں رہتی۔

آپ نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے چار ماہ سات دن بعد بروز منگل نماز ظہر کے بعد ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۱۴ھ/ ۳۱ مئی ۱۸۹۷ء کو وفات پائی اور حظیرہ قدس میں آرام فرمایا۔ آپ کا مزار شریف خانقاہ غنڈان شریف، قندھار میں مرجع الخلائق ہے۔ فَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃ۔ [۵۸]

حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر اصحاب اور اجلہ خلفا میں سے تھے۔ حج بیت اللہ کے شرف سے مشرف تھے۔ خوش الحان حافظ و قاری، جید عالم اور فاضل علوم کثیرہ تھے۔ اپنے ملک (ایران) اور پھر استنبول (ترکی) میں تحصیل علم میں مشغول رہے۔ کوئی ایسا علم نہ تھا جس میں مہارت نہ رکھتے ہوں۔ علم حدیث و تفسیر اور فقہ میں گویا بے نظیر تھے۔ علم منطق اور فلسفہ و ہیئت میں گویا واضعین فن سے تھے۔ شعر و شاعری، لغت و عربی، ادب و انشاء پردازی بہ زبان فارسی و عربی میں قدرت الٰہی کا ایک نمونہ تھے:

ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ

یعنی سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی چیز کے برابر کیسے ہو سکتی ہے؟

نسبت عالی اور حالات جلیلہ کے حامل تھے۔ ایک رات عشاء کی نماز کے وقت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ خانقاہ شریف (موسیٰ زئی) کی مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے اردگرد بڑی تعداد میں ارادتمند بیٹھے تھے۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا:

"طالب پر مرشد کی توجہ اور احوال کے ورود کا دار ومدار اس کی استعداد پر ہوتا ہے۔ کوئی آدمی کم استعداد رکھتا ہے اور کوئی زیادہ۔ مرشد جب اپنے بعض مریدوں پر ایک مقام کی توجہ فرماتا ہے تو جو مرید ذی استعداد ہوتا ہے، وہ مولوی محمود شیرازی صاحب کی طرح دوسرے مقام، جو اس سے بلند ہوتا ہے کی حالت کو بھی پالیتا ہے اور اس کی کیفیت کو پہچان لیتا ہے۔"

ایک روز مولانا محمود شرازیؒ عازم ہندوستان ہوئے۔ حضرت اقدس ان کے لیے خانقاہ شریف کے بیرونی دروازے تک ساتھ تشریف لے گئے اور دُعا فرما کر انہیں رخصت فرمایا۔ جب حضرت اقدس واپس تشریف فرما ہوئے تو دالان میں بیٹھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"مولوی شیرازی صاحب نے روانگی کے وقت کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ولایت "صغریٰ"، "کبریٰ" اور "علیا" میں وہ حالات عطا فرمائے ہیں جو متقدمین نے بھی بیان نہیں کیے ہیں اور (یہ) مقامات عالیہ میں تحریر ہیں۔ پس فقیر نے ان سے کہا ہے کہ (اس پر) خدا کا شکر ادا کرو اور مزید کے طالب بنو۔"

ایک روز مولوی (محمود شیرازی) نے بیان فرمایا کہ میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ تجھے تحصیل علم کرانے کے لیے میں نے تیرے اساتذہ پر اس قدر زر کثیر خرچ کی ہے کہ اگر تیرے ساتھ اس کا وزن کروں تو اس (دولت) کا وزن تیرے (جسم) سے زیادہ ہوگا۔

آپ بڑے خوش بیاں، خوش کلام اور ہفت زباں تھے، آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان خواجہ محمد سراج الدینؒ، حضرت مولانا بہاء الدینؒ اور حضرت محمد سیف الدینؒ کے استاد تھے، نیز آپ حضرت اقدس کی امامت، تحریر مکتوبات وغیرہ اور دوسری

خدمات انتہائی اخلاص وخوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ سات برس تک توجہات (روحانی) حاصل کرتے ہوئے تمام مقامات سلوک طے کیے اور شرف اجازت وخلافت حاصل کی۔

مجموعہ فوائد عثمانیہ میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے آٹھ مکتوب گرامی (نمبر ا' ۴' ۷' ۱۰' ۱۳' ۱۶' ۱۹' ۲۳) حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہیں۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔[۵۹]

۳ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ/ ۸ مئی ۱۸۹۴ء کو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے جب اپنے فرزند ارشد حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کو دستار فضیلت باندھی تو اس تقریب سعید میں ان کے استاد گرامی حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دستار فضیلت باندھی۔

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے وصیت نامہ مؤرخہ ۱۲ صفر ۱۳۲۳ھ/ ۱۸/ اپریل ۱۹۰۵ء سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی صاحبزادی صاحبہؒ حضرت مولانا محمود شیرازیؒ کے عقد میں تھیں اور وہ انہیں اپنے ہمراہ ہندوستان لے گئے تھے اور سال مذکورہ سے قبل وہ ہندوستان میں رحلت فرما گئیں۔ جس کے بعد مولانا شیرازی صاحبؒ اپنے دو صاحبزادگان حضرت محمد معصومؒ اور حضرت محمد صادقؒ کے ہمراہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں مذکورہ بالا سال واپس آ گئے اور حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ نے اپنی ہمشیرہ مرحومہ مغفورہ کا حصہ وراثت مولانا محمود شیرازی صاحبؒ کو دے دیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپ صاحب تصنیف ہوئے ہیں۔ آپ کا ایک رسالہ بنام رسالہ درتنبا کو (فارسی)، حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ کے کتابخانہ، خانقاہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں موجود ہے۔ آپ شعر بھی کہتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک پر قطعہ تاریخ وفات کہا تھا۔

حضرت قاضی عبد الرسول کھچی انگوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے خاص کامل اصحاب اور چیدہ خلفا میں سے تھے۔ حافظ قرآن، صالح، ذاکر سحر خیز اور صاحب ذوق وشوق تھے۔

۳ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ/ ۸ مئی ۱۸۹۴ء میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے آپ کو دستار فضیلت عطا فرمائی۔ حضرت اقدس کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی۔ ہر سال آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوتے، صحبت کا شرف حاصل کرتے اور توجہات (روحانی) سے مستفید ہوتے اور پھر اپنے وطن (موضع انگہ ضلع خوشاب) چلے جاتے تھے۔ دس برس کے بعد شرف اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بعد ازاں مزید دس برس یونہی حسب سابق حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری دیتے رہے اور خدمات گوناگوں کرتے رہے اور مقامات سلوک کو آخر تک طے کیا۔ انہوں نے خانقاہ شریف ڈھپ، سون (سیکسر ضلع خوشاب) کی تعمیر میں دن رات بہت زیادہ محنت اور ریاضت کی اور اس کام میں دن رات ایک کر دیا۔ انگہ شریف، تحصیل و ضلع خوشاب میں ہر سال ۱۲ شوال کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔[۶۰]

حضرت میرا قلندر رحمۃ اللہ علیہ

آپ پشین (بلوچستان) کے رہنے والے تھے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے برگزیدہ اصحاب اور زبدہ خلفا میں سے تھے۔ آپ جوان مرد، دلیر، سخی، صاحب توکل، صاحب قناعت، حامل ذوق و شوق کثیر اور صاحب دائم الذکر و الفکر تھے۔ علم تصوف میں صاحب استعداد اور خوش طبع تھے۔ دنیاوی تعلقات کو بالکل چھوڑ رکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دیگر تمام چیزوں کو پس پشت ڈال دیا تھا۔

حضرت اقدس کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے۔ تقریباً اٹھارہ برس تک ہر سال حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں حاضری دیتے رہے، چند ماہ مقیم رہتے، آپ کی صحبت شریف سے مستفید ہوتے اور توجہات (روحانی) حاصل کر کے واپس چلے جاتے تھے۔

مثنوی مولانا روم صاحبؒ اور دیوان حافظ شیرازیؒ کی غزلیات وغیرہ اکثر یاد تھیں اور غلبہ شوق کے وقت پڑھتے رہتے تھے۔

آپ نے حضرت اقدس سے اجازت و خلافت کا شرف حاصل کیا۔ ایک بار حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے آپ کو فرمایا:

''تمہیں اجازت ہے کہ ہند، سندھ اور خراسان میں جس جگہ استقامت
پاؤ، قیام کرو اور اگر طالب خدا تمہارے پاس آئے تو اس پر توجہ کرو۔''

اس پر آپ نے عرض کیا کہ قبلہ میں اس کی قابلیت نہیں رکھتا اور یہ پابندی مجھ سے نہیں ہو سکتی۔ الغرض بڑے آزاد تھے اور ان چیزوں کی طرف التفاف نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ان کا نام ''قلندر'' پڑ گیا تھا اور در حقیقت قلندر ہی تھے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔ [۶۱]

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ نے جو وصیت نامہ مؤرخہ ۱۲ صفر ۱۳۲۳ھ/ ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء کو لکھایا تھا، اس پر آپ کے بطور گواہ دستخط موجود ہیں۔

حضرت سید امیر شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سکنہ دندہ شاہ بلاول

آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے مخلص ترین اصحاب اور کامل ترین خلفا میں شمار ہوتے تھے۔ حافظ قرآن، ذاکر، جوانمرد، بہادر، خوش مزاج اور مسکین طبع نوجوان تھے۔ آپ نے لڑکپن میں پہلی بیعت حضرت مولانا احمد دین انگوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر کی تھی۔ چند سالوں کے بعد جب مولانا انگویؒ وفات پا گئے تو آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور آپ کی بیعت سے مشرف ہو گئے۔ تقریباً نو سال اور تین ماہ خانقاہ شریف کی (تعمیر و مرمت کے لیے) مٹی کی خدمت انجام دی اور اکثر اوقات میں خانقاہ شریف پر امامت بھی کراتے رہے۔ صحبت مرشد کا التزام کر کے توجہات (روحانی) پاتے رہے اور شرف اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت اقدس نے آپ کو چند تبرکات بھی عطا فرمائے تھے۔ [۶۲]

۳ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ/ ۸ مئی ۱۸۹۴ء میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے آپ کو ستار فضیلت عطا فرمائی۔

حضرت حاجی سید میر احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حاجی الحرمین الشریفین، حافظ قرآن، عابد و ذاکر، بڑے شب بیدار، خوش طبع اور

صحیح النسب سادات میں سے تھے۔ دہلی شریف میں بھوجلا پہاڑی، نزد دروازہ شاہ ترکمان صاحب کے رہنے والے تھے۔ آپ کے بزرگ دہلی شریف کے بادشاہ محمد شاہ (۱۱۳۱-۱۱۶۱ھ/ ۱۷۱۹-۱۷۴۸ء) کے زمانے میں خراسان سے آکر دہلی شریف میں آباد ہو گئے تھے اور اس وقت سے لے کر آخری تاجدار مغلیہ بہادر شاہ ظفر (۱۱۸۹-۱۲۷۹ھ/ ۱۷۷۵-۱۸۶۲ء) کے آخری زمانہ تک سرچو کی خاصان کے عہدہ سے منسوب چلے آرہے تھے اور اس خاندان کے اکثر بزرگ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں ہنگامہ دہلی شریف کے دوران فرنگیوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے تھے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ہنگامہ دہلی شریف کے بعد آپ کے دل میں ذوق وشوق الٰہیہ اور محبت اہل اللہ پیدا ہوا اور بہت سے فقرا کی زیارت کی۔ جہاں بھی جاتے دل کو تسکین حاصل نہ ہوتی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب حقائق و معارف آگاہ قدوۃ السالکین پیشوائے عارفین حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف میں تشریف لائے تو آپ ان کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور ان کی محفل کے حلقہ میں شرکت فرمائی۔ دل کو جمعیت و سکون میسر آگیا اور شرف بیعت سے بہرہ مند ہو گئے۔ حضرت اقدس (دوست محمد قندھاریؒ) نے آپ کو ایک نسخہ کتاب مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ اور ایک (نسخہ) سلسلہ شریف پیران نقشبندیہ مجددیہ جس پر اپنے مبارک ہاتھ سے اپنی مہر مزین فرمائی تھی، عطا فرمایا اور آپ اپنے مرشد کے الطاف و مہربانی سے سرفراز ہوئے۔

چند سال گزرنے کے بعد حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت کا شوق دل میں ابھرا۔ پس چل پڑے اور مکہ معظمہ میں جا پہنچے۔ یہاں کچھ روز قیام فرمایا اور ارکان حج سے بحسن وخوبی فراغت پائی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے کمال ذوق وشوق سے مدینہ منورہ کی راہ لی۔ حبیب خدا سید الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے حصول کے بعد حاجی الحرمین الشریفین مہاجر مدینہ منورہ روضہ مطہرہ اور حقائق و معارف آگاہ حضرت حاجی حافظ مولانا محمد مظہر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۸-۱۳۰۱ھ) کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ کیونکہ بچپن سے حضرت ممدوح سے الفت و محبت کا سلسلہ تھا اور خانقاہ (مظہریہ) شریف، دہلی

(شریف) میں اکٹھے حفظ قرآن مجید کا شرف حاصل کیا تھا۔ لہٰذا حضرت ممدوح نے کمال مہربانی سے ارشاد فرمایا کہ خانہ فقیر میں قیام کریں اور انہوں نے آپ کے حال پر بہت زیادہ الطافات وعنایات فرمائیں۔ پس تقریباً ایک سال اس مبارک شہر میں قیام فرمایا۔ ہر روز روضہ منورہ مطہرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے تھے اور اکثرت شوق سے اپنے اوقات عزیزہ کو خوش بناتے تھے۔

ایک روز حضرت مولانا محمد مظہر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ میر صاحب آپ کے اہل وعیال دہلی (شریف) میں ہیں، لہٰذا وہاں جانا اور ان کی خبر گیری کرنا آپ کے لیے ضروری ہے۔ عرض کیا کہ حضرت قبلہ صحیح فرماتے ہیں، لیکن دل نہیں چاہتا کہ اس جگہ سے جاؤں اور طوق عیالداری جو گردن میں پڑا ہے، بے شک اس سے بھی رہائی نہیں پا سکتا:

در دلم بود کہ ہرگز نشوم از تو جدا
چکنم چارہ ندارم کہ خدا کرد جدا

یعنی "میرے دل میں تھا کہ تجھ سے کبھی جدا نہیں ہوں گا، کیا کروں، چارہ نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے جدا کر دیا ہے۔"

پس وہاں سے روانہ ہوئے اور دہلی شریف آ پہنچے۔ دس ماہ وہاں قیام کیا۔ آخر کار دل برداشتہ ہو گئے اور ایک عریضہ پھر حقائق ومعارف آگاہ حضرت حاجی حافظ مولانا محمد مظہر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ جس میں لکھا کہ قبلہ جس روز سے مدینہ شریف سے اس جگہ آیا ہوں تشویش مجھ پر سوار ہے اور پریشانی نے غلبہ کر رکھا ہے۔ اطمینان قلب میسر نہیں آ رہا اور اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ دوبارہ اپنے تمام اہل وعیال کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ میں پہنچ جاؤں۔ پس اب تہہ دل سے یہی ندا آ رہی ہے کہ اپنے سب اہل خانہ سمیت خانقاہ شریف موسیٰ زئی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان پہنچ کر باقی زندگی وہیں بسر کروں اور حضرت حاجی دوست محمد قندھاری نور اللہ مرقدہ کے مزار پر انوار کی جاروب کشی اختیار کروں اور ان کے خلیفہ خواجہ محمد عثمان صاحب کی خدمت میں رہ کر مقامات سلوک کی تکمیل کروں۔ اس کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور دعاؤں کا طالب ہوں۔ اگر اس فقیر کے بارے میں چند سفارشی الفاظ حضرت خواجہ عثمان

صاحب کی خدمت میں تحریر فرمائیں تو یہ آپ کے قدیم الطاف سے بعید نہیں ہوگا۔ پس اس عریضہ کے جواب میں حضرت ممدوح نے گرامی نامہ تحریر فرما کر آپ کی طرف ارسال فرمایا، جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"از مدینہ منورہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر محمد مظہر احمدی کان اللہ لہ کی طرف سے برادر عزیز حاجی حافظ میر احمد علی صاحب، سلامتی خاتمہ اور شریعت وطریقت کی استقامت کی دعا کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ آپ کا محبت بھرا مکتوب موصول ہوا۔ اس نے خوش وقت کیا اور دعائیں کی گئیں اور ہو رہی ہیں۔ اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ سب خیر ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سلسلہ عالیہ کے وابستگان کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ خاطر جمع رکھیں اور نظر اس پر رکھیں۔ خلیفہ عثمان صاحب کو لکھنا مناسب نہیں، وہ خود صاحب علم اور کرم ولطف ہیں اور ہر آدمی کی استعداد کے مطابق اس کی تربیت فرماتے ہیں۔ پیر اور مرید کے درمیان تیسرے آدمی کا ہونا اچھا نہیں۔ آپ کے لیے ضروری ہے کہ ان کی مرضی کے مطابق عمل کریں اور فقیر اور فقیرزادہ احمد کے لیے دعا کریں۔ والسلام۔"

اس کے بعد آپ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ خانقاہ شریف موسیٰ زئی پہنچے اور آپ کے صاحبزادے حضرت سید پیر اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ یہاں آ کر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے مبارک ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی۔ سالہا سال آپ کی صحبت مبارک میں رہ کر توجہات (روحانی) سے سرفراز ہوئے اور خدمات قابل ستائش انجام دیتے رہے اور اس طرح مقامات سلوک کو آخر تک طے کیا اور شرف اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور پھر تیرہ سال ایک ماہ اور ایک دن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہٗ کی وفات مبارک سے پہلے اتوار کے دن، صبح کے وقت بتاریخ ۲ رمضان مبارک ۱۳۰۰ھ/ ۷ جولائی ۱۸۸۳ء کو وفات پائی

اور حق جل شانہ کے جوار رحمت میں قرار پایا۔ آپ کا مزار مبارک خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف سے ایک سو تیس قدم شمال کی جانب مرجع الخلائق ہے۔ بَرَّدَ اللّٰہُ مَضْجَعَہٗ وَ نَوَّرَ اللّٰہ مَرْقَدَہٗ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً۔ [۶۳]

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

علوم عربیہ و دینیہ کے جید عالم، محدث، فقیہ اور مفسر حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۳ء)، ساکن واں بھچراں، ضلع میانوالی نے علم حدیث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ (م ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) اور حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۳ء) سے اخذ کیا اور آپ نے مراحل سلوک حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ سے اخذ کیے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور ۳ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ/ ۸ مئی ۱۸۹۴ء کو جب حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ نے اپنے فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد سراج الدین کو دستار فضیلت باندھی تو اس تقریب سعید میں ان کے شفیق اور مہربان استاد حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دستار فضیلت باندھی گئی اور چوغہ پہنایا گیا۔ کیونکہ آپ نے تجدید بیعت کے بعد تکمیل سلوک روحانی حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سے کی اور آپ سے تمام سلاسل طریقت میں مجاز قرار پائے۔ لہٰذا آن محترم کے خلفائے عظام میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ [۶۴]

زیر نظر کتاب کے باب ہفتم کی فصل ہفتم میں آپ کے مفصل حالات ومناقب درج ہیں۔

حضرت سید میر اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے والد بزرگوار حضرت سید میر احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دہلی شریف سے خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں پہنچے اور اپنے والد ماجد کے توسط سے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت میں بیعت کے لیے عرض کیا، جسے حضرت اقدس نے قبول فرمایا اور عشاء کی نماز کے بعد خلوت میں طلب فرمایا اور بیعت سے مشرف فرمایا اور بڑی مہربانیاں فرمائیں۔ ۳

ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ/ ۸ مئی ۱۸۹۴ء کو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے آپ کو دستار فضیلت عطا فرمائی۔

پیرومرشد کی عنایتیں

حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات آپ کو بلاتے اور کمال شفقت و عنایت سے فرماتے تھے کہ کلام اللہ شریف سے کچھ آیات بلند آواز میں پڑھ کر سنائیں۔ آپ پیرو مرشد کے ارشاد پر قرآن شریف کی سورتیں تلاوت کر کے سنانے لگتے اور ان کی دعائیں حاصل کرتے۔

آپ جس زمانے میں لطائف (نقشبندیہ) کا ذکر کیا کرتے تھے۔ بارہا خواب میں دیکھتے کہ حضرت خواجہؒ ان کی طرف متوجہ ہیں اور توجہ فرما رہے ہیں اور یہ کہ ان پر حالت جذب نے غلبہ کر لیا ہے۔ جب بیدار ہوتے تو اپنے لطائف کو بھی ذکر کی برکت سے جاری پاتے اور جذب کی یہ حالت جاگنے کے بعد بھی دیر تک جاری رہتی تھی۔ بعد ازاں حضرت خواجہؒ نے تدریجاً آپ کو مقام قوس تک پہنچایا اور آپ نے اپنے احوال ایک عریضہ کی صورت میں حضرت خواجہؒ کی خدمت میں پیش کیے تو حضرت خواجہؒ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

> ”جناب من! اگر سلوک کا کام صرف زبانی طور پر (مکمل) ہو سکتا ہے تو پھر فقیر کی جانب سے آپ کو ”دائرہ قوس“ سے ”لاتعین“ تک اجازت ہے۔ جدھر آپ کی مبارک مرضی جانا پسند کرتی ہے، آپ آج ہی چلے جائیں، مگر کیا کروں کار سلوک ایک دن (میں مکمل) ہونے والا نہیں ہے، اس کے لیے عرصہ دراز چاہیے۔ گزشتہ سال سے فقیر (آپ کو) دائرہ قوس سے لاتعین تک توجہ دے چکا ہے اور اس زمانے میں اتنے (لطائف) سلوک (طے کرا دینا) میں نے کہیں سنا نہیں ہے۔ اب بے غم اور بے فکر ہو کر جائیں۔ اگر میری زندگی رہی تو آپ کو (یقیناً) سلوک مکمل کرایا جائے گا اور اگر فقیر کی زندگی نہ رہی تو پھر صرف زبانی اجازت پر صبر فرمائیں۔ والباقی عند التلاقی۔“

ذکر و مراقبہ اور شب خیزی

ایک روز آپ نے حالات و مکشوفات کے ضمن میں ایک عریضہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا، جس میں لکھا کہ حضرت آپ کے قربان ہو جاؤں، آپ کی برکت سے ان دنوں اس حقیر کو باطن کی صفائی اور صحیح کشف اس حد تک حاصل ہو چکا ہے کہ باطن میں اپنے امورات و معاملات اور حالات و کیفیات، دور و نزدیک سے جو کچھ دیکھتا ہوں وہ ظاہری طور پر بالکل اسی طرح واقع ہوتا ہوا ملاحظہ کرتا ہوں اور اسے صحیح پاتا ہوں۔ یہ محض حضرت قبلہ کے تصرفات و توجہات کی بدولت ہے، ورنہ یہ حقیر نالائق محض ہے:

رُستن ازیں پردہ کہ بر جان تست
بے مدد پیر نہ امکان تست

یعنی ''اس پردہ سے رہائی پانا، جو تیری جان پر ہے، بغیر مرشد (کامل) کے تیرے لیے ناممکن ہے۔''

حضرت خواجہ محمد عثمانؒ نے مذکورہ عریضہ کی پشت جو کلمات تحریر فرمائے، وہ یہ ہیں:

''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْداً کَثِیْراً لیکن کوشش جاری رکھیں۔ ذکر و مراقبہ اور شب خیزی میں بہت زیادہ مشغول رہیں۔ اِدھر اور اُدھر نظر نہ فرمائیں۔''

سیر مراقبات و مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہ

حضرت خواجہ نے آپ کو سیر مراقبہ اسم الظاہر کے مکمل کر لینے کے بعد مراقبہ اسم الباطن کے سیر و سلوک اور مراقبہ کمالات نبوت کا سبق پڑھایا اور نیز فرمایا کہ اس مقام میں سالک کے باطن میں جہالت و نکارت بڑھ جاتی ہے، لہٰذا میں نے تمہیں اس مراقبہ کی تلقین دیر سے کی ہے، تاکہ تمہارا رابطہ نیچے والے مقام سے پختہ ہو جائے، نیز مقام کمالات نبوت کے حالات اس میں خلل انداز نہ ہوں، بعد ازاں فرمایا کہ خاتون جنت (سیدہ) فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

پر آپ سید حضرات فخر کرتے ہیں اور تمام جہان کو ان پر فخر ہے، آپ غور کریں کہ انہوں نے کس طرح زندگی گزاری ہے؟ پھر حضرت خواجہ نے یہ حدیث پڑھی:

"ما شبع آل محمد صلّى الله عليه وسلّم من خبز الشعير يومين متتابعين حتّى قبض."

یعنی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اہل و عیال گرامی نے کبھی جو کی روٹی مسلسل دو دن پیٹ بھر کر نہیں کھائی، یہاں تک کہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے وصال فرمایا۔

دوسرے روز آپ صبح کے وقت مراقبہ کمالات نبوت کی نیت کیے بغیر حضرت قبلہ کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔ پھر دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے مراقبہ کی نیت یاد نہیں۔ اسی خیال میں متفکر تھے کہ حلقہ شریف کے چاروں اطراف سے غیبی آواز سنی کہ اے فلاں تم کہو کہ ذات (فضل) محض سے فیض آ رہا ہے۔ آپ فیض کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حلقہ کے اختتام پر جملہ کیفیات لکھ کر حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضرت اقدس نے اس عریضہ کی پشت پر کمالات نبوت کے مراقبہ کی نیت تحریر فرما دی۔

آپ کمالات نبوت کے سبق میں مصروف تھے اور ایک روز تنہائی میں بیٹھے ذکر کر رہے تھے کہ اسی حالت میں نیند طاری ہو گئی۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ کی جانب زادراہ اور سواری کے بغیر پیدل روانہ ہیں۔ کچھ سفر کرنے کے بعد دور سے روضہ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم پر نگاہ پڑی تو فوراً روضہ مطہرہ کی زیارت کا ذوق و شوق حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ پاؤں چلنے سے معذور ہو گئے اور ہوش جاتی رہی اور جان و جہان کی یاد باقی نہ رہی۔ کچھ دیر کے بعد جاگ آئی تو دیکھا کہ آپ کی روح میں ابھی وہی شوق و محبت باقی ہے۔ پس آپ نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور متوجہ ہو کر کمال ادب اور خلوص قلب سے درود شریف کی چند تسبیحات پڑھیں۔ یہ مراقبہ کمالات نبوت کا فیض تھا۔

مقام کمالات نبوت کے سیر و سلوک کے بعد آپ کو حضرت خواجہؒ نے مراقبہ کمالات

الوالعزم کا سبق پڑھایا اور فرمایا کہ ذکر اسم ذات اور نفی و اثبات زیادہ کریں۔ آپ نے عرض کیا کہ حضرت! اس سے پہلے آپ نے پانچ ہزار بار ذکر تہلیل ہر روز پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اور یہ خادم ہمیشہ اس کا اہتمام کر رہا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ذکر تہلیل خطرات (خیالات اور وسوسوں) سے محفوظ رہنے کے لیے بہت موثر ہے اور ذکر اسم ذات اور نفی و اثبات نسبت کی تیز رفتاری کے لیے مفید ہے۔ اب تمہارا سبق مقام بالا پر پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا یہاں نسبت کی تیز رفتاری درکار رہے۔ اس طرح ذکر اسم ذات بارہ ہزار بار کیا کرو اور یہ دو ہزار بار لطیفہ قلب پر، دو ہزار بار لطیفہ نفس پر اور ایک ایک ہزار دوسرے لطائف پر پڑھا کرو، یہ کل اُنیس ہزار مرتبہ پڑھا کرو۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت اقدس نے مہربانی فرماتے ہوئے آپ کو مراقبہ حقیقت کعبہ کا سبق پڑھایا اور فرمایا کہ اِنْ شَاءَ اللہ اس مقام میں بہت زیادہ اثر ظاہر ہوگا۔

تمام سلوک کا خلاصہ

حضرت اقدس نے آپ سے فرمایا کہ سلوک کی تکمیل اور مقامات کا عبور کرنا آسان ہے۔ ایک ماہ میں بھی طے کیے جا سکتے ہیں لیکن مقامات نقشبندیہ مجددیہ قلب سے دائرہ لاتعین تک کے تمام سلوک کا ماحصل ماسوی اللہ سے نفرت اور تعلقات (دنیاوی) کی کمی ہے اور یہ کہ دل میں اللہ تعالیٰ کے ذوق و شوق کے علاوہ کوئی شے باقی نہ رہے۔ جب تک طالب اپنے باطن میں اس چیز کا مشاہدہ نہ کرے، اس وقت تک یہی سمجھے کہ راہ تصوف میں ابھی اس کا پہلا دن ہے۔

عطائے اجازت وخلافت

حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز نماز ظہر کے بعد میاں غلام مصطفیٰ صاحب قوم بائی کے ذریعے آپ کو بلوا بھیجا اور پھر مہربانی فرماتے ہوئے اجازت وخلافت عطا فرما دی اور کمال عنایت و نوازش فرماتے ہوئے اپنی استعمال شدہ چیزوں میں سے چند تبرکات عطا فرمائے جن میں پگڑی مبارک، ٹوپی مبارک، چغہ مبارک اور عصا مبارک شامل تھے۔

لطف خصوصی

حضرت خواجہؒ ہمیشہ آپ کے لیے کھانا اپنے گھر مبارک سے بھجوایا کرتے تھے۔ آپ نے کئی بار عرض کیا کہ قبلہ میں آپ کے ادنیٰ ترین خدام میں سے ہوں۔ خانقاہ شریف کے دیگر درویشوں کے ہمراہ کھانا کھالیا کروں گا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ فقیر تمہارے لیے کوئی الگ زحمت نہیں اُٹھاتا، تمہیں اپنے بیٹوں کی طرح سمجھتا ہے اور جو کچھ گھر میں میسر ہوتا ہے وہ تمہارے لیے بھی بھجوا دیا جاتا ہے۔ اس طرح کی بے شمار و لاتعداد ظاہری و باطنی مہربانیاں، عنایتیں اور شفقتیں حضرت قبلہ آپ کے حال پر فرمایا کرتے تھے اور آپ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے عمر نوح (علیہ السلام) عطا فرما دے اور میں ہر روز حضرت اقدس کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا چاہوں تو بھی ادا نہیں کر سکوں گا:

گر بر تن زبان شود ہر موئے
یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد
اگر ہر موئے من گردد زبانی
ز تو رانم بہر یک داستانی
نیارم گوہر شکر تو سفتن
سرے موئے ز احسان تو گفتن

یعنی اگر میرے تن کے ہر بال کو زبان مل جائے تو بھی میں تیرے ہزاروں احسانوں میں سے ایک کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

اگر میرے ہر بال کو زبان مل جائے تو ہر ایک سے تیری ہی تعریف کروں گا۔

تیرے شکر کا موتی میرے ہاتھ نہیں آ سکتا، اگر میں ہر بال کی زبان سے بھی تیرا احسان بیان کرو۔

عجز وانکساری

اتنے بلند مراتب و درجات کے حامل ہونے کے باوجود آپ عجز وانکساری کے پیکر تھے۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ میں لکھتے ہیں:

"تقریباً بیس سال پانچ ماہ اور پانچ روز حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانی ؒ) کی صحبت مبارک میں رہا ہوں۔ اس قدر عرصہ دراز میں کبھی اس حقیر کو سفر دور و دراز پیش نہیں آیا، جس کی وجہ سے کوئی مکتوب شریف یا کوئی عبارت حضرت اقدس نے اس حقیر کے نام لکھی ہو۔ پس حضرت قبلہ کی خدمت اور آپ کے حضور حاضری کی دولت جو نعمت عظمیٰ اور سعادت کبرا ہے، وہی نصیب رہی ہے۔

والحمد للّٰہ علیٰ ذلک حمداً کثیراً متوافراً و الشکر للّٰہ شکراً متکاثراً۔

ترجمہ: اور اس پر تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، بہت زیادہ، بہت کثیر تعریفیں اور شکر بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، بہت ہی زیادہ شکر۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس حقیر اور تمام برادران طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو ظاہری و باطنی طور پر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیران کبار علیہم الرضوان کی پیروی عطا فرمائے، بحرمت النون والصاد بالنبی و آلہ الامجاد علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلھا و من التحیات اکملھا۔

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نون اور صاد کے صدقے اور آپ کی بزرگ اولاد کے طفیل۔ آپؐ پر اور آپ کی بزرگ آل پر افضل ترین درود ہو اور کامل ترین سلام ہو۔

اور یہ تمام چیزیں جو لکھی ہیں اس کے باوجود اس روسیاہ کے احوال تباہ وخراب ہیں۔ تمام عمر بیکاری میں گزاری اور گزر رہی ہے۔ میری مثال اس نجاست کی ہے جس پر آب زر چڑھایا

گیا ہو اور اس زہر جیسی ہے جس میں شیرینی ملادی گئی ہو۔ میرا نفس امارہ حب جاہ سے عبارت ہے اور یہ ایسی ریاست کا طالب ہے جس میں سب لوگ اس کے محتاج و رعیت ہوں اور وہ کسی کا محکوم نہ ہو۔ اگر یہ دعوائے خدائی نہیں تو اور کیا ہے؟ ایمان کی خوشبو میری مشام میں نہیں پہنچی۔ میرے دل نے غیر سے خلاصی نہیں پائی۔ میرا عمل سب اللہ سبحانہ کی نافرمانی ہے، میری ہمت ظاہر آرائی کے محلات اور لوگوں کی نظر گاہ کو آراستہ کرتی ہے۔ میری گفتار میرے کردار کی مخالف ہے اور میرا حال میرے اندرونی مرض کے خیال پر مبنی ہے جو اصلاً مجھ سے الگ نہیں ہوتا اور میری باطنی بیماری ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کبھی علاج نہیں ہو سکتا:

دائماً در بند عصیاں بودہ ام
ہم قرین نفس و شیطان بودہ ام
بے گند نگذشت بر من ساعتی
با حضور دل نکردم طاعتی

یعنی میں ہمیشہ گناہ کی قید میں رہا ہوں (اپنے) نفس اور شیطان کا ہم نشین رہا ہوں۔

گندگی کے بغیر کوئی لمحہ مجھ پہ نہیں گزرا، میں نے حضور دل کے ساتھ کوئی عبادت نہیں کی۔

خداوند عالم کی قسم! اطاعت کی حضوری کہاں؟ نفس اطاعت کا وجود ہی نہیں ہے، ساری عمر میں ایک بار بھی نام خدا یوں نہیں لیا جو اس کی درگاہ میں قبولیت کا درجہ رکھتا ہو۔ صورت کے لحاظ سے اہل ایمان میں سے ہوں لیکن درحقیقت ہر بڑے سرکش کافر سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔ تم نے اللہ کریم کے احسانات کی جس شکر گزاری کی ذرہ سی مقدار مجھ میں دیکھی ہے وہ بھی ارتداد اور کفر سے ہی ہے۔ توبہ کرتا ہوں اور توڑ دیتا ہوں۔ تجدید ایمان کرتا ہوں لیکن میرے باطن سے نفاق نہیں نکلتا۔ اگر مشائخ کرام کے صدقے اللہ سبحانہ وتعالیٰ دستگیری نہ فرمائے تو مجھ سے زیادہ محروم تر اور محجوب تر کوئی آدمی نہیں ہو سکتا:

وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَکُنْ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ خُسْرَانَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

ذٰلِکَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ○

ترجمہ ''اور اگر آپ میری مغفرت نہیں فرمائیں گے اور مجھ پر مہربانی نہیں کریں گے تو میں گھاٹے والوں میں سے ہوں، یعنی دنیا اور آخرت کا گھاٹا اور یہی کھلا گھاٹا ہے۔''

میں تمام عیوب کا مجسمہ اور گناہوں کا مجموعہ ہوں۔ شرارت اور ضلالت شامل حال ہے اور ہتھیلی پر نقش جہالت کندہ۔ میرا معاملہ اصلاح سے گزر چکا ہے۔ بالکل پختہ یقین سے جانتا ہوں کہ میں اصلاً دولت حضوری کے قابل نہیں ہوں:

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی
پیش ازاں کاندر لحد خاکم کنی
اندر آندم کز بدن جانم بری
از جہان با نورِ ایمانم بری
مسکین حسن میگویدت اے وقت عشاق تو خوش
گر من از یشان نیستم درکار ایشان کن مرا''[۶۵]

یعنی میں امید رکھتا ہوں کہ تو مجھے گناہوں سے پاک کر دے گا، اس سے پہلے کہ تو مجھے قبر میں مٹی بنا دے۔

اس لمحہ جب تو بدن سے میری جان نکالے تو دنیا سے مجھے نور ایمان کے ساتھ لے جانا۔

مسکین حسن تجھ سے عرض کرتا ہے۔ اے وہ ہستی جس کے عاشق مزے میں ہیں، اگر میں ان میں شامل نہیں ہوں تو مجھے ان کے کام ہی لگا دے۔

سبحان اللہ آپ عجز و انکساری کا بے مثال نمونہ اور بے پناہ خوبیوں کے مالک اور بلند درجات کے حامل تھے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

حضرت مولانا محمد شاہ ہمدانی بلاولی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت لعل شاہ بلاولی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء) کے بھتیجے ہیں اور دندہ شاہ بلاول، ضلع اٹک کے رہنے والے تھے۔ آپ حافظ قرآن اور مسکین طبع نوجوان تھے۔ اپنے چچا مکرم کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی لیکن ان کے وصال کے بعد جلد ہی اپنے عزیزوں اور رفیقوں کے ہمراہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے دعا اور تعزیت کے بعد ان کے سر پر دستار خلافت باندھی اور حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت نامہ لکھوا کر ان کو عطا فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اب آپ اپنے گھر واپس جائیں کیونکہ ابھی بہت سے لوگ آپ کے مرشد اور چچا مکرم حضرت سید لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لیے آئیں گے۔ ان سے فارغ ہو کر پھر آنا۔ کیونکہ سلوک کی راہ کی واقفیت آپ کے لیے نہایت ضروری ہے۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق آپ تھوڑے عرصہ بعد ہی پھر حاضر خدمت ہوئے۔ کتاب درالمعارف اور کتاب اربعہ انہار حضرت خواجہؒ سے سبقاً پڑھیں اور تین ماہ قیام کر کے صحبت شیخ اور ان کی توجہات سے روحانی اور باطنی فیض حاصل کیا۔ روانگی کے وقت حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ باطنی تعلیم کے مدارج میں تم ولایت علیا کے سبق پر پہنچ چکے ہو، ابھی تم اس پر قائم رہو، اگر زندگی رہی تو باقی پھر دیکھا جائے گا۔[۶۶]

فصل ہشتم:

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض خلفائے گرامی جنہوں نے حضرت خواجہ محمد عثمانؒ سے بیعت کی

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض خلفائے عظام جنہوں نے آپ کے وصال مبارک کے بعد آپ کے خلیفہ اعظم و جانشین معظم حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ سے سالہا سال تک استفادہ فیض کیا، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱- حضرت حاجی گل افغانی باجوڑی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲- حضرت مولوی شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، ڈیرہ اسماعیل خان والے۔

۳- حضرت مولوی غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ، ڈیرہ اسماعیل خان والے۔

۴- حضرت میاں فضل علی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵- حضرت حافظ محمد یار رحمۃ اللہ علیہ۔

۶- حضرت ملا قطار آخوندزادہ کسیغری شیرانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷- حضرت حاجی محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

۸- حضرت عطا محمد آخوندزادہ کتواز رحمۃ اللہ علیہ۔

۹- حضرت ملا دوست محمد کنڈی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۰- حضرت ملا نسیم گل آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۱- حضرت ملا عبدالحق آخوندزادہ ہریپال رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲- حضرت میاں ملا محمد رسول پیوندہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۳- حضرت ملا عبدالجبار آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۴- حضرت مولوی عبدالغفار بابڑ رحمۃ اللہ علیہ، چودھوان والے۔

۱۵- حضرت خدایار آخوندزادہ بابڑ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ چودھوان۔

۱۶- حضرت غالب علی خان ہندوستانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۷- حضرت مولوی فتح محمد استرانہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۸- حضرت علی محمد بابڑ رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۹- حضرت امیر خان بابڑ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ خانگڑھ۔

۲۰- حضرت فقیر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، ڈیرہ والا۔ [۶۷]

فصل نہم:

ملفوظات وفرمودات

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ حضرت سید اکبر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مجموعہ فوائد عثمانیہ کی فصل اوّل (ص ۲۳-۷۷) خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے ملفوظات میں لکھی ہے اور اس میں آپ کے ۶۱ ملفوظات نقل کیے ہیں۔ ان میں سے کچھ بطور تبرک یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

کمال کسر نفسی

ایک روز سید اکبر علی شاہؒ تہجد کے وقت حضرت اقدس قدس سرہ کے حضور حاضر تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری نور اللہ مرقدہ کے مزار کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے تھے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد آپ اس جگہ سے اُٹھے اور آ کر مسجد میں آرام فرمانے لگے، اپنے جسم مبارک پر باریک کپڑا اوڑھ کر سوتے ہوئے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد مؤذن نے فجر کی اذان دی۔ حضرت اقدس قدس سرہ سنت پڑھنے کے لیے اُٹھے اور فرمایا کہ سنت کا وقت ہے۔ حضرت سید اکبر علی شاہؒ نے اس خیال سے کہ شاید آپ سو گئے تھے۔ عرض کی کہ وضو کے لیے پانی لاؤں؟ فرمایا حاجت وضو نہیں ہے اور پھر کمال کسر نفسی سے بیان فرمایا کہ میں گنہگار ہوں اور کوئی عمل نہیں رکھتا۔ پھر جوش میں آ کر یہ اشعار پڑھے:

بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا برآمد
کہ مراخراب کردی تو بسجدہ ریائی
بطواف کعبہ رفتم بحرم رھم ندادند
کہ بروں در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

یعنی جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے آواز آئی کہ تو نے ریا کے سجدہ سے مجھے خراب کر دیا ہے۔

میں طواف کعبہ کے لیے گیا تو مجھے (اندر جانے کا) راستہ نہ دیا گیا، کہ تم نے دروازے سے باہر کیا گیا ہے کہ (اب) اندر آتے ہو؟

شرف ہندوستان

ایک روز مجلس شریف میں مکتوبات امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کا سبق جاری فرمایا اور اثنائے سبق میں حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ ہندوستان کی زمین کو ایک ایسا شرف حاصل ہے کہ وہاں کے جاہل کو فہم و ذکا اور عقل وفکر میں یہاں کے عالم پر فوقیت حاصل ہے اور اکثر یہاں کے لوگ علم حاصل کرنے کے لیے ہندوستان جاتے ہیں اور قلیل عرصہ میں تحصیل علم کر کے واپس آ جاتے ہیں۔

علم شریعت وتصوف ایک چیز ہے

ایک روز ارشاد فرمایا کہ اس زمانے کے علماء سمجھتے ہیں کہ علم دین (شریعت) اور چیز ہے اور علم تصوف وفقیری دوسری شے ہے اور نہیں سمجھتے کہ تمام فقہا نے کتب فقہ میں خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی متابعت کے حق میں لکھا ہے۔ پس اس پر پوری طرح عمل کرنا ہی فقیری اور کمال تصوف ہے۔ اگر کسی کی تشفی نہیں ہوتی تو وہ فقیر کے پاس آئے کہ کتاب کنز (الھدایہ کے درس) میں لطیفہ قلب سے دائرہ لاتعین تک تصوف کے تمام (مقامات) بیان کروں۔ اِن شاءَ اللہ تعالیٰ اپنی زبان سے اقرار کریں گے کہ صحیح اور درست ہے۔ البتہ بعضی احوال مقامات ہیں جن کے ہر مقام کی تاثیر پیران کبار کے واسطہ سے نصیب ہوتی ہے اور اس ضمن میں علماء کا کیا واسطہ؟ پھر فرمایا کہ کتاب مشکوٰۃ شریف میں نے اپنے پیر دستگیر قدس سرہ سے پڑھی۔ جب کتاب البیوع پر پہنچا حضرت قبلہ نے فقیر سے فرمایا کہ اسے بھی پڑھو گے؟ میں نے عرض کیا کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں، کیونکہ خرید وفروخت سے میں کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ اس پر فرمایا کہ

میری رائے بھی یہی ہے کہ اسے چھوڑ و کیونکہ نہ میرے پاس کوئی چیز ہے اور نہ تو کچھ رکھتا ہے۔
پھر حضرت قبلہ نے یہ شعر پڑھا:

علم کثیر آمدہ عمرت قصیر
آنچہ ضروری ست بداں شغل گیر

یعنی علم بہت زیادہ ہے اور تیری عمر تھوڑی ہے، بس جو ضروری ہے، اسے سیکھ لے۔

بعدازاں (حضرت قبلہ نے) ہمیں کتاب الادب پڑھانی شروع فرمادی۔

لباس انانیت

ایک روز فرمایا کہ انسان بیچارے نے اپنی اصل (حقیقت) کو بھلا کر انانیت کا لباس پہن لیا ہے۔ اگر وہ اپنی اصل کو یاد رکھتا تو عجز وانکساری کے سوا اس کا کوئی کام نہ ہوتا اور شکستگی اور نیستی کو اپنا مقصد بناتا۔ اس کے بعد یہ آیات مبارک تلاوت فرمائیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ. ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِىْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ. ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰماً فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْماً ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقاً آخَرَ. فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (سورہ المومنون ۱۳-۱۴)

ترجمہ "اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا۔ پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر نطفے کو لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی۔ پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں۔۔ پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھایا۔ پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا، تو خدا سب سے بہتر بنانے والا ہے، بابرکت ہے۔"

اس کے بعد فرمایا کہ مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی چیز سے آگاہ کرتے ہیں اور اسی مطلب کو بیان کرتے ہیں:

مولوی گشتی و آگاہ نیستی
از کجا و ز کجا و کیستی؟
از خودی آگاہ نئی اے بے شعور
بر چنین، علمت نباید شد غرور

یعنی تو مولوی بن گیا اور نہیں جانتا کہ تو کہاں سے اور کس سے اور کون ہے؟

تو اپنی خودی سے آگاہ نہیں ہے، اے بے شعور، اس طرح کے علم پر مغرور نہیں ہونا چاہیے۔

ذکر کے ساتھ تجدید ایمان

فرمایا: ''ہمارے مرشد و مولانا حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو چاہیے کہ ذکر قلبی بہت زیادہ کرے یہاں تک کہ اسے موت بھی اسی ذکر کی حالت میں آجائے اور اس کی حقیقت میں یہ بھی فرمایا کہ حدیث شریف جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (یعنی تم اپنے ایمانوں کو لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ تازہ کرو) کے حکم کے مطابق ہر وقت ایمان کی تجدید کرنی چاہیے۔''

ہر حال میں ذکر

فرمایا: ''ہر وقت خوش حالی اور بھوک میں اللہ اللہ کرو۔ وہ آدمی ابن الوقت ہے جو خوشی اور فرصت کی حالت میں تو اللہ کو یاد کرتا ہے (اور غمی و مصروفیت میں نہیں کرتا)۔ ہر عبادت کے لیے (صرف) وقت مقرر ہے، چنانچہ رکوع کے لیے وقت مقرر ہے اور نماز کے لیے بھی وقت مقرر ہے لیکن ذکر کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں، ذکر ہمیشہ کرنا چاہیے۔''

نسخہ حل مشکلات

فرمایا: ''اگر کوئی مشکل پیش آئے تو آدمی صدق نیت سے توبہ کرتے ہوئے عجز و نیاز کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اس مشکل کی خلاصی طلب کرے۔ اللہ کریم اس مشکل کو آسان فرما دے گا۔''

ثمرہ تاثیر

فرمایا: ''تاثیر (کا نفع) یہ ہے کہ عبادت نماز وغیرہ کی محبت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور عبادت کے چھوٹ جانے اور گناہ کے صدور سے رنج اور غم حاصل ہوتا ہے۔''

صفات واعمال کو سپرد خدا کرنا

فرمایا: ''جس وقت بندہ اپنی صفات واعمال کو اپنے آپ سے سلب سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے، اس کے بعد وہ جو نیکی بھی کرتا ہے تو اس کے دل میں کوئی ایسا خیال نہیں گزرتا کہ یہ عبادت میں خود کر رہا ہوں۔ (بلکہ وہ اسے اپنے آقا و مولیٰ کی جانب سے سمجھتا ہے) جیسا کہ ایک غلام اپنے آقا کی اجازت سے (کوئی) مال تقسیم کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ وہ اس شے کو اپنی طرف سے تقسیم کر رہا ہے، بلکہ وہ اسے اپنے آقا کی طرف سے سمجھتا ہے اور خود کو مفلس اور مسکین تصور کرتا ہے۔''

رابطہ وتعلق مرشد کا نفع

فرمایا: ''رابطہ وتعلق (مرشد) اس لیے موصل تر (ملانے والا) ہے کہ پیر پر فیض کا نالہ جاری ہے، جس وقت بھی مرید رابطہ پکڑتا ہے تو لازمی طور پر وہ نالہ فیض سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔''

التزام تصور وخیال

فرمایا: ''قرآن مجید کی تلاوت کے وقت صرف قرآن کی حقیقت اور اس کے فیض کا خیال رکھنا چاہیے۔ نماز کی حالت (قیام) میں قرأت قرآن کے فیض کا تصور، رکوع وسجود میں رکوع وسجود کے فیض کا خیال اور تشہد میں تشہد کے فیض کا تصور رکھنا چاہیے۔''

کوئی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا

مولوی نور خان صاحب سے فرمایا: ''اگر تمام مخلوق تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی اور اگر تمام مخلوق اس پر اتفاق کرلے کہ تمہیں کوئی نفع پہنچے تو نہیں پہنچا سکتی۔''

حب جاہ ومرتبہ کا ضرر

فرمایا: ''دین ودنیا کے اکثر جھگڑوں کی جڑ جاہ ومرتبہ کی محبت ہے۔ صادق ومصدوق (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا فرمان مبارک ہے:

اَلدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ'' (یعنی دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے)۔''

سبب ہی سے مسبب پایا جاتا ہے

فرمایا: ''جیسا کہ بے دین لوگوں اور اہل سنت وجماعت کے درمیان اولیاء اللہ کی امداد کے متعلق جھگڑا ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی بھی شخص اس کا قائل نہیں کہ انبیاء کرام علیہم والسلام اور اولیاء کرام مستقل طور پر نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اگر وہ (نقصان اور نفع پہنچانے والے) ہیں تو (صرف ایک) سبب ہیں اور ان کے سبب ہونے کا انکار، عناد سے بالکل خالی نہیں، کیونکہ تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی عادت مبارک جاری ہے کہ سبب ہی سے مسبب پایا جاتا ہے۔''

شیر کا بیٹا ہے اور شیر ہی ہوگا

اپنے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فرمایا کہ شیر کا بیٹا ہے اور شیر ہی ہوگا۔

قلندروں کی جگہ بیٹھ

فرمایا: ''قلندروں کی جگہ بیٹھ کر دیکھو، یعنی اپنے کام (حالت) کا اندازہ کرو۔

مسائل ضروریہ کے یاد رہنے کا راز

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (ساکن واں بھچراں، ضلع میانوالی) سے فرمایا کہ آپ کو مسائل یاد نہیں رہتے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کو عمل کا خیال نہیں۔ مجھے عمل کا خیال رہتا ہے اس لیے مجھے تمام ضروری دینی مسائل یاد ہیں۔

سبحان اللہ! مرشد و شیخ گرامی مرتبت نے اپنے مرید رشید کی تربیت کے لیے کیا موثر انداز اختیار فرمایا اور پھر بعد ازاں مرید رشید کو اللہ کریم نے عمل میں کیا مرتبہ عطا فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے صاحبزادگان بلند مرتبت کے استاد بنے، حضرت خواجہ محمد سراج الدین سرہ سے تجدید بیعت کر کے تحریری اجازت و خلافت نامہ پایا اور آن محترم کے صاحبزادے حافظ محمد ابراہیم رحمہ اللہ علیہ اور بعد ازاں ان کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت واجازت عنایت فرمائی۔

ع خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

ذکر کی اہمیت

ایک دن قیلولہ کے وقت آپ قبلہ رو ہو کر لیٹ رہے (اور پھر) ارشاد فرمایا کہ سوتے وقت (بھی) ذکر جاری رکھنا چاہیے۔

حصول بارش کے لیے توبہ واستغفار کی جائے

کئی بار بارشوں کے بند ہونے پر وادی سون سیکسر کے قصبہ کفری (تحصیل وضلع خوشاب) کے لوگوں سے فرمایا کہ تم سب ایک جگہ اکٹھے ہو کر صدق نیت کے ساتھ گذشتہ گناہوں پر توبہ کرو اور دربار الٰہی میں عجز وزاری کرو، اِنْ شَاءَ اللہ بارش کھل جائے گی۔

غلط رسموں سے اجتناب کیا جائے

فرمایا: ''لوگوں کی (غلط) رسموں اور شادی پر ان کے رواج کے مطابق فضول خرچی سے پرہیز کرنا چاہیے۔''

قرابت ونزدیکی پیرومرشد

فرمایا: ''فطام کے ابتدائی وقت (ولایت علیا، ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ کے اخذ و تکمیل کے دوران) مرشد کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔''

سوال خفی سوال جلی سے بدتر ہے

فرمایا: ''سوالِ جلی سے سوال خفی بدتر ہے، کیونکہ سوال جلی سے نفس ذلیل ہوتا ہے اور سوال خفی میں نفس بدستور فخر وغور میں مبتلا رہتا ہے، بلکہ اُلٹا مسئول عنہ (جس سے سوال کیا جائے) پر احسان جتلاتا ہے، چنانچہ اس زمانے کے پیر جو بظاہر لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں، اصل میں ان کی غرض دوسری ہوتی ہے۔

وردکلمہ طیبہ کے ثمرات

مولوی نور خان صاحب سے بارہا فرمایا: ''تہلیل (لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ) اور اسم ذات کا ورد

بکثرت کرو، کیونکہ نزع کے وقت کلمہ طیبہ کے بغیر کوئی کتاب، تدریس، آشنا عزیز کام نہیں آئے گا، بلکہ وہ سب چاہیں گے کہ اس نزع میں مبتلا شخص کی زبان سے کلمہ طیبہ جاری ہو جائے۔ لہٰذا کلمہ طیبہ اور اسم ذات کا ورد زیادہ کرو اور عجز وزاری کے ساتھ مشکل کی آسانی اور خلاصی اللہ تعالیٰ سے طلب کرو اور ہر وقت کلمہ طیبہ میں مشغول رہو اور کسی کے ساتھ دوستی اور تعلق نہ رکھو۔ یہ سب نقصان دہ ہیں، کیونکہ لوگ مطلب کے بغیر دوستی نہیں رکھتے۔ اولاد اور دیگر تعلقات خداوند کریم پر چھوڑ دو اور خود کلمہ طیبہ کے ساتھ مشغول رہو۔ جہاں تک اپنی اولاد اور دیگر افراد کی خدمت کا تعلق ہے، اس میں شرع شریف کو ملحوظ رکھو اور شریعت کے مطابق انجام دو۔ کلمہ طیبہ خطرات کو زائل کرتا ہے۔"

نسبت مجددی عنقا ہوگئی ہے

فرمایا: "اس دور میں مجددی نسبت عنقا کی طرح (نایاب) ہوگئی ہے۔"

قول ثقیل کا مفہوم

فرمایا: "سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا" (یعنی آپ پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے، سورہ المزمل ۵) کے ثقل کا وہ مفہوم ہے جو اس آیت کریمہ سے (اس طرح) حاصل ہوتا ہے جیسا کہ کوئی شخص تم سے کہے کہ تمہارے اوپر ہزار روپے جرمانہ ہے تو اس سے تمہیں کس قدر بوجھ اور ثقل محسوس ہوگا۔ پس اسی طرح کا ثقل (بوجھ) قرآن کریم سے حاصل ہوتا ہے یا وہ (ایسا) ثقل (بوجھ) ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا۔ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ (اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے)۔

اخلاص نیت کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں

فرمایا: "نیت کی عنان ہاتھ سے جانے نہ دو، ورنہ نفس سرکش ہو جائے گا" (یعنی خلوص نیت کے بغیر سب کچھ بیکار اور فضول ہے)۔

شب تار کو ذکر وفکر سے زندہ رکھو

فرمایا: ''تاریک رات کو ذکر وفکر کے ساتھ زندہ رکھو (کیونکہ) حدیث شریف میں آیا ہے (کہ) نیند کی جگہ قبر ہے۔''

برکات درود ابراہیمی

فرمایا: ''سبق پڑھاتے وقت اور دوسرے امور (کے دوران) درود شریف:

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.''

کا ورد کثرت سے کرو، یہ مثمر برکات ہوگا (یعنی برکتوں کی صورت میں اس کا پھل نصیب ہوگا) اور مصائب وتکالیف کے بادل چھٹ جائیں گے۔''

کم خوری، سادگی اور صبر کی تلقین

فرمایا: ''تھوڑی غذا کھاؤ اور سادہ لباس پر کفایت کرو۔ میں کیا کروں کہ تم خود محنت نہیں کرتے۔ صبر اختیار کرو اور تمام امور میں اَنْتَ کَافِیْ، اَنْتَ شَافِیْ فِیْ مُهِمَّاتِ الْاُمُوْرِ اَنْتَ حَسْبِیْ، اَنْتَ رَبِّیْ، اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْل (یعنی تو میرے لیے کافی ہے، تو میرے لیے شافی ہے تمام مشکل کاموں میں، تو مجھے کافی ہے، تو میرا رب ہے، میرے لیے تو بہترین کارساز ہے) کا ورد کرو۔''

جمعیت قلب سرمایہ درویش

فرمایا: ''پیر میں شک، مرید کے لیے بہت بڑی آفت ہے۔ درویش کا سرمایہ جمعیت قلب ہے یعنی کوئی ایسا کام نہ کرو جو پراگندگی خاطر (کا ذریعہ) ہو اور (جس سے) جمعیت و طمانیت کو نقصان و خرابی لاحق ہو۔''

مصیبت میں رابطہ شیخ

فرمایا: ''مصیبت کے وقت شیخ کا رابطہ مفید (ہوتا) ہے۔''

توفیق ذکر عین احسان الٰہی

فرمایا: ''اگر خداوند تعالیٰ ذکر کی عبادت کی توفیق بخشے تو عین احسان و سرفرازی سمجھ کر خوش دلی سے ادا کریں اور اس کی ادائیگی میں کمال کوشش و کاوش سے کام لیں اور ڈریں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے دربار کی لیاقت و اہلیت نہیں رکھتے۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اگر کوئی بزرگ کسی شخص کو کوئی کام کرنے کو کہے تو وہ شخص کس قدر خوش و خرم ہوگا اور اسے اپنی سرفرازی اور اپنی نزدیکی و قبولیت کا ذریعہ گردانے گا۔ اس شخص کا وہ کام سرانجام دینا آدمی اس بزرگ پر اپنا احسان نہیں سمجھے گا، بلکہ اس کا احسان سمجھے گا'' (کہ اس نے اسے خدمت کے لیے منتخب کیا)۔

علم پر عبور برکت ہے

فرمایا: ''مولوی گل محمد صاحب نے فرمایا ''العبور برکۃ'' یعنی (علم پر) عبور برکت ہے اور مولوی محمد چراغ کے شاگردوں نے کہا ہے ''العبور غرقۃ'' یعنی (علم پر) عبور غرق ہونا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ مولوی گل محمد کا قول صحیح ہے۔''

احترام سید و قریشی

فرمایا: ”میرے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے وصیت فرمائی کہ سید اور قریشی کو جہاں بھی پاؤں، خود کو اس کے قدموں میں ڈال دوں اور ہر فقیر یعنی اللہ کا ذکر کرنے والا، جہاں بھی ہو، اس کی خدمت کروں۔ میں ہر سید کی، خواہ وہ پکا شیعہ کیوں نہ ہو، خدمت کرتا ہوں۔“

شانِ صاحبِ لولاک صلّی اللہ علیہ وسلّم

فرمایا: ”رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جو صاحبِ لولاک ہیں، کی شان میں اس آیت سے بڑھ کر اور کون سی آیت ہوگی کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ “(یعنی جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی، (سورہ النساء ۸۰))۔ یعنی رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا اطاعت گزار ہی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے۔“

عمل کے ساتھ استغفار کا التزام

فرمایا: ”خطرات کے ہجوم سے تنگ نہ ہوں۔ ذکر کے ساتھ شغل رکھیں اور خطرات کے دفعیہ کے لیے استغفار کریں۔“

فرمایا: ”وَاعْمَلْ وَاسْتَغْفِرْ یعنی عمل کر اور استغفار بھی۔“

ریاضت مثل تلاوت دہقان

فرمایا: ”ہماری ریاضت دہقان کی تلاوت قرآن کریم کی مانند ہے جو تمام دن ہل چلاتا ہے اور فرصت کے لمحوں میں تلاوت کرتا ہے۔“

باطنی عیب کی تحلیل

فرمایا: ''حسد و غصہ کی طرح ہر باطنی عیب کو الگ الگ تحلیل (ختم) کریں اور (ان کو) ''لا'' نفی کے تحت لائیں اور اس کی جگہ محبت الٰہی کا ''اثبات'' کریں۔''

سالک کے لیے احتیاط

فرمایا: ''سالک کو چاہیے کہ خشک روٹی نہ کھائے تا کہ دماغ خشک نہ ہو۔''

تصورِ شیخ و سلطان الاذکار و وقوف قلبی

فرمایا: ''چاہیے کہ زبان کو حلق کے ساتھ چپکا کر دلی توجہ کے ساتھ پہلے قلب پر ذکر کریں اور اپنے پیر کی شکل و صورت کو اپنے روبرو تصور کریں۔ اس کے بعد لطیفہ روح، پھر لطیفہ سر، پھر لطیفہ خفی، پھر لطیفہ اخفی، پھر لطیفہ نفس اور پھر لطیفہ قلب پر توجہ کریں، تا کہ بال بال ذکر کرنے لگے، اسے سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ پھر اپنی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ ذات الٰہی کی طرف کریں، اسے وقوف قلبی کہتے ہیں۔''

مراقبات مشارب و ذکر تہلیل

فرمایا: ''مراقبات مشارب کے علاوہ دیگر مراقبات ذکر یا ذکر تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کیا جائے، خواہ وہ زبان کے ساتھ ہو یا خیال کے ساتھ۔ اگر فیض رک جائے تو ذکر سے بھی رُک جائیں۔ اس کے بعد پھر ذکر شروع کریں، پھر اگر فیض رکا رہے تو ذکر چھوڑ دیں۔''

درود خالص کی دلائل الخیرات پر افضلیت

مولوی نور خان صاحب نے عرض کیا: ''قبلہ! اگر صرف درود شریف کا ورد کروں تو دلائل

الخیرات کی نسبت تاثیر زیادہ معلوم ہوتی ہے۔'' آپ نے (اس کے) جواب میں فرمایا: ''دلائل الخیرات میں درود خالص کی طرح تاثیر نہیں ہے، کیونکہ کلام غیر اس میں (ملایا ہوا) ہے۔''

لامقصود ولامعبود

فرمایا: ''نفی واثبات اور تہلیل لسانی میں اس معنی وحقیقت کا ملحوظ رکھنا شرط ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا کوئی مقصود نہیں۔ متقدمین نے مبتدیوں کے لیے ''لاموجود'' کا معنی مشروط قرار دیا ہے۔ ''لامقصود'' اور ''لامعبود'' ایک شے ہے۔ حضرت مولانا مرزا مظہر جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''لاموجود'' توحید وجودی پر دال ہے جب کہ ''لامقصود'' بہتر ہے۔''

عہد جوانی کو غنیمت سمجھنا چاہیے

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء) خلیفہ و جانشین حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی سے منقول ہے کہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے فرمایا:

> ''ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ حویلی سے باہر تشریف لائے۔ میں حاضرِ خدمت ہوا۔ حضرت نے از روئے نصیحت فرمایا: ''مولوی صاحب! عہد جوانی کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اس میں آدمی محنت کر سکتا ہے، بڑھاپے میں کچھ ہو نہیں پاتا۔ مجھے دیکھ لو! اب ضعف بصر سے یہ حال ہو گیا ہے کہ رات کو تہجد کے لیے اُٹھا تو گنگ (پہاڑی نالہ) تک جو گھر کے صحن میں جاری ہے اور روزانہ اس پر وضو کرنے کا معمول ہے۔ تلاش بسیار کے باوجود نہ پہنچ سکا۔ مجبوراً چھوٹی بہو کو آواز دی اس نے آگ جلائی تو گنگ نظر آئی۔''

ترک دنیا اور کفر شیخی

نیز اسی مجلس میں ترک دنیا کے سلسلہ میں فرمایا کہ جس شیخ کے دل میں کسی مالدار یا زمیندار کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہو کہ یہ امیر آدمی میرا مرید ہو جائے تو وہ شیخ کافر (یعنی کافر طریقت) ہو جاتا ہے۔

دینی کتب کا درس و مطالعہ نسبت کو تقویت پہنچاتا ہے

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، (ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی) نے ایک بار عرض کیا کہ تعلیم سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ تو حضرت قبلہؒ نے جواباً فرمایا:

''نیت میں نقصان معلوم ہوتا ہے، ورنہ تعلیم تو ہماری نسبت (نقشبندیہ مجددیہ) کی مددگار ہے اور ہماری نسبت کی ترقی کا موجب ہے۔''

سبحان اللہ! مرشد کامل و مکمل نے مرید ارشد کی اصلاح فرمادی اور مرید نامدار کو کامیابی کا نسخہ بتا دیا اور پھر مستقبل میں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ سے خلافت و اجازت پائی بلکہ آپ کے فرزند بلند مرتبت حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ سے بھی خلافت و اجازت نامہ پانے کا شرف حاصل کیا اور بعد ازاں ایک جہان کو اپنے علم و فیض روحانی سے سرفراز فرمایا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

مبالغہ آمیز عبارت لکھنے سے بچنا چاہیے

حضرت مولانا اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ جامع مجموعہ فوائد عثمانیہ بعض اوقات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی طرف سے خطوط کے جوابات بھی لکھا کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت والا کے مجاز (حضرت) پیر لعل شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی وفات پر حضرت خواجہ کی طرف سے تعزیت کے سلسلے میں یہ جملے تحریر کر دیے:

''اس واقعہ جانگداز سے غم والم اس قدر رہوا کہ قلم تحریر اور زبان تقریر اس

کی ادائیگی سے قاصر ہے۔ دل میں وہ آگ لگی ہے جس کا سرد ہونا ممکن نہیں۔''

حضرت خواجہ قدس سرہ نے جب یہ عبارت دیکھی تو مولانا موصوف کو مخاطب کر کے فرمایا:

''ایسی مبالغہ آمیز عبارت جو واقع اور نفس الامر میں جھوٹ قرار پائے، کبھی نہیں لکھنی چاہیے۔''

پھر عبارت مذکورہ کی بجائے اپنے قلم حقیقت رقم سے یوں تحریر فرمایا:

''یقیناً حضرت لعل شاہ صاحبؒ کی وفات بہت سخت حادثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور اکابر رحمہم اللہ کے صدقہ میں ان کے پسماندگان کو حضرات کرامؒ کے فیوضات سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔''

پھر فرمایا کہ میں بھی حضرت حاجی صاحب (دوست محمد قندھاریؒ) کی طرف سے خطوط کے جواب لکھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ گلہ شتران کی بجائے میں نے اردانہ جات تحریر کر دیا۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ نے تنبیہ فرمائی کہ جو لفظ عام فہم نہ ہو وہ ہرگز نہیں لکھنا چاہیے۔ آئندہ اس کا خیال رکھنا۔

خانقاہ جائے ذکر ہے

فرمایا: ''خانقاہ ذکر کا مقام ہے، نہ کہ مطالعہ کتاب کی جگہ، مطالعہ کتاب گھر کرنا چاہیے، البتہ کتاب کا تعلق ذکر کے مطالعہ سے ہو تو پھر اسے مطالعہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ذکر بہت زیادہ کرنا چاہیے، یہاں تک کہ اس کی عادت پڑ جائے۔ [۶۸]

فصل دہم:

کرامات ومکاشفات

مجموعہ فوائد عثمانیہ کے مؤلف حضرت مولانا سید اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کی فصل چہارم (ص ۱۲۰-۱۴۵) میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے خوارق وکرامات و مکشوفات کا تفصیلی ذکر کیا ہے، ان میں سے چند یہاں بطور تبرک پیش ہیں:

باران رحمت کا نزول

ایک بار موسم گرما میں بہت شدت آئی اور آسمان سے بارش نہ ہوئی۔ شہر کے لوگ اور خانقاہ شریف کے درویش شدید گرمی کی بنا پر اور بارش کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نزول بارش کی دعا کے لیے درخواست کی۔ اس پر آپ عصر کی نماز کے وقت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری نور اللہ مرقدہ کے مزار پر انوار پر دیر تک مصروف دُعا رہے۔ نماز عشاء کے بعد رحمت الٰہی سے دو بار زوردار بارش برسی۔ جس سے گرمی کا اثر یکسر جاتا رہا اور زمینداروں کو فصلوں کی کاشت وغیرہ کے لیے خوب نفع ہوا۔[۶۹]

لشکر دشمن کو شکست ہونا

ایک دفعہ آپ قوم ناصر شادی زئی کے تقریباً تیس سوار و پیادہ آدمیوں، جو آپ کے پرانے خدام تھے، کے ہمراہ خانقاہ غندان شریف (قندھار)، جو حدود خراسان (قدیم افغانستان) میں واقع ہے، سے خانقاہ شریف دامان (موسیٰ زئی شریف جس جگہ حاجی دوست محمد قندھاریؒ کا مزار پر انوار ہے) کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں کوہ کوسک کے مقام پر، جو خانقاہ غنڈاں شریف سے چھ منزل کے فاصلے پر ہے، قیام فرمایا اور دوسرے روز بوقت چاشت سلیمان خیل کے سات سو مسلح سوار آدمی نمودار ہوئے، جن کی قوم ناصر شادی زئی کے ساتھ سخت

دشمنی تھی اور یہ لوگ ہمیشہ آپس میں جنگ و جدال کرتے رہتے تھے۔ انہوں نے چاہا کہ حملہ کر کے حضرت قبلہ کے تمام قافلے کو مار ڈالیں اور مال و اسباب اور اونٹوں کو لوٹ کر لے جائیں۔ پس انہوں نے حضرت قبلہ کو قافلہ کے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ آپ کے خدام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ دشمنوں کی کثیر تعداد ہمارے کشت و خون کے لیے آ پہنچی ہے جو مال و اسباب اور اونٹوں کی لوٹ مار کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وقت سخت امداد کا طالب ہے۔ آپ توجہ فرمائیں۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ میرا اونٹ اور تلوار لے آؤ۔ حسب فرمان خادم لانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ اس خیال سے کہ کہیں حضرت دشمنوں کی طرف نہ چل پڑیں، خادم نے توقف کیا اور اونٹ کو دوسری طرف لے گیا۔ اُس دوران میاں محمد رسول لئونؒ تیزی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ قبلہ حضور انور سوار ہو کر دشمنوں کے لشکر کی طرف جا رہے ہیں۔ پانچ، دس یا بیس آدمیوں کو مار ڈالیں گے جبکہ وہ لوگ سات سو سوار مسلح کی صورت میں آئے ہیں۔ آخر کار کیا ہو سکے گا؟ پس آج خدا کے حضور توجہ اور التجا کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اس پر حضرت قبلہ نے سکوت فرمایا اور سر مبارک بغل میں ڈال کر توجہ فرمائی۔ لحظہ بھر بعد سر مبارک بغل سے اٹھایا اور ایک مشت خاک زمین سے لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی، جیسے ہی یہ خاک دشمن کے لشکر پر پڑی، اس نے فوراً شکست کھائی اور بے تحاشا خوفزدہ ہو کر اپنی پشت کی جانب چند میل پیچھے بھاگ گیا:

ما رمیت اِذ رمیت گفت حق
کار حق بر کارہا دارد سبق
تو ز قرآن باز خوان تفسیر بیت
گفت ایزد ما رمیت اذ رمیت

یعنی مارمیت اذ رمیت (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں، تو وہ آپ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ وہ اللہ نے پھینکی تھیں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا کام سب کاموں پر سبقت رکھتا ہے۔

تو قرآن مجید سے شعر کی تفسیر پھر پڑھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

''مارمیت اذ رمیت''

دوسرے روز خدام نے عرض کیا کہ اگر قبلہ حضرت صاحب کل کی صورت حال کے بارے میں اپنی گوہر بار زباں سے کچھ ارشاد فرمائیں تو ہم مسکینوں کی تسکین خاطر کا سبب ہوگا۔ آپ نے اپنی گوہرافشاں زباں سے ارشاد فرمایا:

''جب میں دشمنوں کی جانب متوجہ ہوا تو دیکھا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی صاحب، حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب، حضرت شیخ سیف الدین صاحب، حضرت حافظ محمد محسن صاحب، حضرت سید نور محمد بدایونی صاحب، حضرت میرزا جانجاناں مظہر شہید صاحب، حضرت شاہ غلام علی دہلوی صاحب، حضرت شاہ ابوسعید صاحب، حضرت شاہ احمد سعید صاحب اور ہمارے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری صاحب رحمہم اللہ علیہم اجمعین سبز رنگ کے گھوڑوں پر سوار ہو کر اچانک دشمنوں پر حملہ آور ہوئے۔ جب حضرت قبلہ حاجی دوست محمد قندھاری صاحب نے (میرے قریب سے) گزر فرمایا تو میں نے ان کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر خاک اٹھا کر دشمنوں کی جانب پھینک دی۔''[۵۰]

کرم گندم کا خاتمہ

حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ ہر سال خانقاہ شریف کے لنگر کے لیے گندم خریدنے کے لیے چند صد روپیہ میاں حاجی عبدالکریم صاحب کو عنایت فرمایا کرتے تھے اور حاجی صاحب موصوف حضرت قبلہ کے حسب الارشاد گندم خرید کر اپنے گھر میں امانت رکھ لیا کرتے تھے اور ضرورت کے وقت حضرت قبلہ کے حسب طلب خانقاہ شریف پر پہنچا دیتے تھے۔ چند سال کے بعد ان کے گھر میں گھن (کرم گندم) پیدا ہو گیا جو ہر سال تھوڑا بہت نقصان کرتا تھا۔ ایک سال

حضرت قبلہ کی گندم میں بہت ہی زیادہ گھن پیدا ہو گیا اور اس نے گندم کو کھانا شروع کر دیا۔ میاں حاجی عبدالکریم صاحب حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قبلہ گندم میں گھن بہت زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔ اگر چند روز تک اس میں رہا تو ساری گندم کھا جائے گا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا:

> ''فقیر کی طرف سے گھن (کرم گندم) کو یہ پیغام پہنچاؤ کہ عثمان کہتا ہے کہ اے کرم (گھن) تجھے شرم نہیں آتی کہ ہمارے پیر و مرشد (اللہ ان کی مرقد شریف پر نور برسائے) کی خانقاہ شریف کے لنگر کی گندم کو کھاتا ہے۔''

حضرت قبلہ کے حسب الارشاد پر یہ پرتاثیر کلام جو آپ کی گوہر افشاں زبان سے حاجی عبدالکریم صاحب نے سنا تھا، اپنے گھر میں گندم کی کوٹھڑی میں جا کر اونچی آواز سے گھن کو سنا دیا۔ اس دن کے بعد تقریباً پندرہ سال تک (جب مؤلف مجموعہ فوائد عثمانیہ، کتاب لکھ رہے تھے) پھر کبھی میاں حاجی عبدالکریم صاحب کے گھر میں موجود گندم میں گھن پیدا نہ ہوا۔ [اے]

زمینوں کی سیرابی اور فصلوں کی شادابی

موضع بگوانی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے لوگ حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان قدس سرہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا گاؤں چند سالوں سے خشک سالی کا شکار ہے۔ فصل نہیں ہوتی۔ ہم خوار اور مساکین بہت زیادہ مقروض ہو گئے ہیں اور اب قرض لینے کی ہمت بھی نہیں رہی۔ ہمارے گاؤں کی سیرابی حاجی عبدالکریم صاحب ساکن گرہ نورنگ کے بند سے ممکن ہے لیکن وہ اس کی اجازت نہیں دیتے اور اپنے بند سے ہمیں پانی لینے میں شریک نہیں کرتے۔ چونکہ اس وقت حاجی عبدالکریم صاحب شریک محفل تھے، لہٰذا حضرت قبلہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ ان لوگوں کو اپنے بند سے پانی حاصل کرنے دیں تو کیا مضائقہ ہے؟ یعنی اس طرح اجازت دینے میں تمہارا کوئی نقصان ہوتا ہے یا نہیں؟ حاجی صاحب موصوف نے عرض کیا کہ اگر حضرت فرماتے ہیں تو مجھے منظور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

فقیر آپ کو حکم نہیں دیتا۔ پس اس پر حضرت قبلہ نے موضع بگوانی کے لوگوں کو مخاطب ہو کر اپنی زبان درافشاں سے ارشاد فرمایا:

"تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بند کی محتاجی کے بغیر غیب سے پانی عطا کرے اور فصل کو آباد فرمائے۔"

پس آپ نے ایسی دُعا فرمائی کہ اس روز سے لے کر تقریباً بارہ برس (مجموعہ فوائد عثمانیہ کی تالیف کے زمانے) تک ہر سال دریائے لونی کے سیلاب کا پانی آیا اور فصلوں کو سیراب و آباد کر گیا:

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
سگ را اولی کنند، مگس راہما کنند[۲]

یعنی وہ ہستیاں جو خاک کو اپنی نگاہ سے کیمیا (سونا) بنا ڈالتی ہیں، وہ کتے کو ولی بنا دیتی ہیں اور مکھی کو ہما بنا دیتی ہیں۔

چیونٹیوں کی فرمانبرداری

حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان قدس سرہ) کا ایک خادم جس کا نام نامدار تھا اور موضع گرہ نورنگ کا رہنے والا تھا۔ میاں حاجی عبدالکریم صاحب کے ہمراہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دس سال سے بندہ کے گھر میں بہت زیادہ چیونٹیاں ہیں جو تکلیف اور پریشانی کا موجب بن رہی ہیں۔ ان کے خاتمہ کے لیے بہت کوشش و علاج کیا ہے لیکن وہ کسی طرح جان نہیں چھوڑتیں۔ اب تنگ آ کر اپنے گھر کو چھوڑنا چاہتا ہوں تاکہ کسی اور جگہ جا کر بسوں۔ حضرت قبلہ نے میاں حاجی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اس آدمی کے گھر جاؤ اور فقیر کی طرف سے چیونٹیوں کو پیغام پہنچاؤ کہ عثمان کہتا ہے:

"تم وہ دن یاد رکھتی ہو کہ (حضرت) سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت تھی اور تم نے اپنے بارے میں بات کی تھی، پس تمہیں یہ گھر چھوڑ دینا چاہیے اور تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔"

حضرت کے فرمان کے مطابق حاجی عبدالکریم صاحب اس آدمی کے گھر میں گئے اور چیونٹیوں کے بلوں پر کھڑا ہو کر آواز دیتے ہوئے، حضرت قبلہ کی زبان مبارک سے جو الفاظ سنے تھے وہ سنا دیے۔ پس یہ پر تاثیر کلام سنتے ہی فوراً چیونٹیاں اس آدمی کے گھر سے نکل گئیں۔ اس دن سے کئی سالوں کے بعد (مجموعہ فوائد عثمانیہ کی تالیف کے وقت) تک چیونٹیاں اس گھر میں نہیں آئیں۔[۳۷]

فرزند نرینہ ملنا

ملک خان صاحب خلف حاجی قلندر خان صاحب گنڈہ پور، تپی خیل، رئیس قصبہ مڈی، کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان قدس سرہ) کے ارشاد پر خانقاہ شریف کی دیوار بنانے کے لیے اپنے بیلداروں کے ہمراہ حاضر خدمت ہوئے۔ اس وقت ایک آدمی خربوزے کا ایک بورا حضرت قبلہ کے حضور لایا تھا اور حضرت قبلہ ایک ایک خربوزہ ہر آدمی میں تقسیم فرمانے لگے۔ ملک خان کو بھی ایک خربوزہ عطا فرمایا۔ تقسیم سے فراغت کے بعد ایک خربوزہ مزید ملک خان کو عنایت فرمایا۔ ان کے دل میں آیا کہ شاید حضرت قبلہ نے سہواً مجھے دوبارہ خربوزہ مرحمت فرمایا ہے۔ لہٰذا عرض کیا کہ حضرت ایک بار پہلے بھی آپ نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دوسری بار تمہیں تمہارے بیٹے کے لیے دیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت میرا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اِنْ شَاءَ اللّٰہ العزیز اللہ تعالیٰ تمہیں بیٹا عطا فرمائے گا۔''

پس اسی سال پروردگار نے انہیں بیٹا عطا فرمایا، جبکہ قبل ازیں چند سال سے شادی شدہ تھے لیکن کوئی بیٹا نہیں تھا۔[۴۷]

صحت یابی نصیب ہونا

ایک سال وباء پھیلی اور خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے چند درویش اس عارضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے اور نو دس دنوں میں موسیٰ زئی شریف میں تین سو سے زیادہ

آدمی دار فانی سے دار جاودانی کی طرف چلے گئے۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ کے مؤلف حضرت سید اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ حقیر بھی اس وباء میں مبتلا ہو گیا اور مرض اسہال جاری ہوا، جس سے چہرے کی رنگت فوراً بدل گئی۔ میں نے جناب مولوی محمود شیرازی صاحب کی خدمت میں اپنی حالت بیان کی اور چند روپے جو اس وقت احقر کے گھر میں موجود تھے، حضرت قبلہ کی نذر کی نیت سے لا کر شیرازی صاحب کے حوالے کیے کہ یہ رقم حضرت قبلہ کی خدمت میں بطور نذر پیش کریں اور بندہ کی تجدید بیعت کے لیے عرض کریں۔ پس جناب مولوی صاحب ممدوح نے بندہ کی طرف سے مذکورہ رقم حضرت قبلہ کی خدمت میں نذر پیش کی اور اس حقیر کی تجدید بیعت کے لیے عرض کیا۔ نماز عصر کے بعد حضرت قبلہ نے تجدید بیعت سے مشرف فرمایا۔ بڑی نقاہت اور بے ہوشی طاری تھی اور آنکھیں پلٹ گئیں۔ یہاں تک کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضرت قبلہ خانقاہ شریف کے درویشوں کے ہمراہ حضرت حاجی الحرمین الشریفین حضرت حاجی دوست محمد قندھاری، اللہ ان کے مزار پر انوار نازل فرمائے، کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ فقیر سید کی صحت یابی کے لیے دُعا مانگتا ہے اور تم تمام حاضرین آمین کہو۔ اس کے بعد دیر تک دُعا فرمائی۔ پس حضرت قبلہ کے دعا کرتے ہی فوراً مذکورہ بیماری میں افاقہ ہو گیا اور بہتری کی صورت نمودار ہو گئی۔ جب صحت کامل نصیب ہو گئی تو حقیر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

> ”میں نے تمہاری صحت کے لیے دل سے دُعا کی تھی کہ تم عیالدار ہو، اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا۔“[۵۷]

باغ کا ٹڈی کے نقصان سے محفوظ رہنا

ایک سال ہندوستان و خراسان (قدیم افغانستان) کے اکثر شہروں میں ٹڈی پیدا ہو گئی جس نے بہت زیادہ باغات، فصلیں اور درخت کھا لیے۔ جب موسیٰ زئی شریف میں آ پہنچی تو اس نے چند باغات، فصلیں اور جنگلی گھاس کھا لیے اور اس کے منہ میں ایسی تاثیر تھی کہ جس درخت کو کھاتی تھی وہ جڑوں تک سوکھ جاتا تھا اور خشک ایندھن اور بیکار ہو جاتا تھا۔ ارسلا خاں

صاحب جو کہ حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان قدس سرہ) کے مخلصین میں سے تھے، حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ بندہ کے باغ میں بھی ٹڈی بہت زیادہ آ گئی ہے اور باغ کے تمام پودے ٹڈی سے پر ہو گئے ہیں اور ان کا ایک پتہ بھی ٹڈی سے خالی نہیں رہا۔ یقین ہے کہ ایک دن میں سارا باغ صاف اور بیکار کر دے گی۔ چونکہ بندہ نے بڑی محنت اور چند سالہ کوشش سے باغ تیار کیا ہے، بہت دُکھ ہو رہا ہے کہ یہ برباد ہو جائے گا۔ حضرت قبلہ کی شفقت جوش میں آ گئی۔ لہٰذا ریت دم کر دی اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ اور اسے تمام پودوں پر پھینکو، اِنْ شَاءَ اللہ تمہارا باغ ٹڈی کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔ پھر ساعت بھر بعد غلام مصطفیٰ صاحب قوم بائی جو خانقاہ شریف کے درویش تھے، کو فرمایا کہ تم بھی ارسلا خان کے باغ میں جاؤ اور ٹڈی کو میرا پیغام پہنچاؤ کہ ہم انسان خدا کی مخلوق ہیں اور تو بھی (اسی کی) مخلوق ہے۔ پس اللہ کا ملک وسیع ہے تو دوسری جگہ چلی جا اور جنگلی گھاس کھا اور (لوگوں کو) نقصان مت پہنچا۔ خادم مذکور نے آپ کی پر تاثیر زبان مبارک سے جو کلام سنا تھا، ارسلا خان کے باغ میں جا کر بغیر کسی کمی وبیشی کے ٹڈی کو سنا دیا۔ پس یہ کلام سنتے ہی فوراً ٹڈی نے صحرا کا رُخ کیا اور چلی گئی۔ یہاں تک کہ ایک لحظہ کے بعد باغ کو خالی کر دیا اور باغ اس کے ضرر سے محفوظ و مامون رہا۔[۶۷]

کشف صدور و علم اولیاء

ایک روز حاجی میاں عبدالکریم صاحب قوم اترا، ساکن گرہ نورنگ نے حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اولیاء اللہ غیب جانتے ہیں یا نہیں؟ جناب مولوی صاحب موصوف نے جواب میں کہا کہ علم غیب خاصہ خدائے تعالیٰ جل شانہ ہے، مگر ایک چیز اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے دل میں القا کرتا ہے۔ پس وہ اسے الہام یا کشف کے ذریعے جان جاتا ہے۔ بعد ازاں میاں حاجی عبدالکریم نے کہا کہ کیا اولیاء کے گھوڑے بھی غیب جانتے ہیں؟ جناب مولانا صاحب ممدوح نے کہا: ''کیوں؟'' میاں حاجی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ حضرت قبلہ (حضرت محمد عثمان دامانی رحؒ) کا ایک گھوڑا میرے پاس تھا وہ کھیت میں میرا باجرہ چر رہا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میں ہر روز اس گھوڑے کو باجرے کے کھیت میں

چھوڑوں گا تو یہ اس کے اکثر خوشے کھا جائے گا اور آخر میں باجرا بالکل ہاتھ نہیں لگے گا۔ پس جیسے ہی یہ خیال دل میں آیا، اسی وقت دیکھا کہ گھوڑے نے خوشوں سے منہ ہٹالیا اور گھاس کھانا شروع کر دیا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد میں نے سوچا کہ یہ کام (یعنی گھوڑے کا باجرے کو چھوڑ کر گھاس چرنا) میرے خیال کے سبب واقع ہوا ہے۔ پس میں گھوڑے کے پاس گیا اور اس کے پاؤں میں گر پڑا اور کہا کہ یہ حضرت (اقدس) کا مال ہے، بغیر لحاظ کے کھاؤ۔ فوراً اس نے خوشے کھانے شروع کر دیے۔ پس اس میں کیا حکمت ہے؟

جناب مولانا صاحب ممدوح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا متولی ہے۔ جب تمہارے دل میں وہ خیال گیا، اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو خوشے کھانے سے روک لیا اور جب تم نے اس خیال سے توبہ کر لی، اللہ تعالیٰ نے دوبارہ گھوڑے کو آزاد کر دیا اور یہ بھی آپ پر اللہ تعالیٰ کی ایک عنایت تھی کہ اس نے اس چیز کو تمہارے عقیدے کی پختگی کا ذریعہ بنایا۔

حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس جواب کے دینے کے بعد اسی خیال میں تھے کہ اولیاء کو یہ علم کیسے (حاصل) ہوتا ہے؟ اور کس نوعیت کا ہوتا ہے؟ آیا وہ بعض چیزوں کو جانتے ہیں یا اکثر کو؟ توجہ وخیال کے بعد؟ یا کیونکر؟ اسی خیال میں تھے کہ اس جگہ سے اُٹھ کر بیچ خانہ شریف میں چلے گئے اور اس جگہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ افغانی عقیدتمندوں کے ساتھ پشتو زبان میں کسی چیز کے ضمن میں کلام فرما رہے تھے۔ مولانا صاحب ممدوح لوگوں کی پشت کے پیچھے بیٹھ رہے۔ حضرت قبلہؒ نے مولانا صاحبؒ کے بیٹھتے ہی فوراً ان کی طرف توجہ کر کے فارسی زبان میں فرمایا:

''مولوی صاحب! اولیاء سب کچھ جانتے ہیں لیکن ان کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں۔''

پس صرف یہی لفظ فرما کر پھر حسب سابق افغانیوں سے خطاب شروع فرمایا۔ ۷۷

مرشد کامل ومکمل اپنے ارادت مندوں، سالکین اور صاحب مراتب شاگردوں کی یونہی تربیت فرمایا کرتے ہیں۔ حضرت مولانا حسین (علی رحمۃ اللہ علیہ) کی روحانی تربیت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے فرمائی اور بعد ازاں اجازت وخلافت عطا فرمائی اور حضرت

خواجہ محمد عثمان دامانی قدس کے وصال مبارک کے بعد حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے فرزند بلند مرتبت حضرت محمد سراج الدین قدس سرہ کے مبارک ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور تکمیل سلوک و مقامات نقشبندیہ کرنے کے بعد تحریری اجازت و خلافت نامہ حاصل کیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

رازِ الٰہی کی پاسداری

ایک روز عشاء کے وقت حضرت مولانا حسین علی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانی) رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: ''مولوی صاحب آپ اپنے گھر جائیں اور پھر واپس آئیں۔ اس عرصہ میں جو احوال و واقعات آپ کو پیش آئیں گے، وہ میں بفضلہٖ تعالیٰ سب کے سب آپ کو بتا دوں گا۔ کسی ایک واقعہ میں بھی خطا نہ ہوگی۔''

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز
ورنہ در مجلس رندان خبری نیست کہ نیست [۱۷۸]

یعنی اس میں مصلحت نہیں کہ راز سے پردہ ہٹایا جائے ورنہ (اللہ کریم کی محبت میں) مست ہستیوں کی مجلس میں کوئی ایسی خبر نہیں ہوتی جو (عیاں) نہ ہو۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام واقعات میں اپنے مرید ارشد و نامدار حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تربیت فرمائی ہے۔

اہل و عیال کی پریشانیوں سے نجات دلانا

ایک روز حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ خانقاہ شریف کے دروازے پر بیٹھے اپنے اونٹوں کا ریوڑ ملاحظہ فرما رہے تھے اور قبیلہ ناصر شادی زئی کے افغانوں سے پشتو زبان میں مخاطب تھے۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔

اس وقت ان کا دل میں اپنے اہل وعیال کے خیالات وتفکرات میں گھرا ہوا تھا۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ" (سورہ الطلاق ۱۴)

یعنی تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن (بھی) ہیں،

سو ان سے بچتے رہو۔

پھر حسب سابق افغانیوں کے ساتھ اُونٹوں کے بارے میں گفتگو فرمانے لگے۔

اس طرح مرشد کامل ومکمل نے مذکورہ بالا آیت کے مضمون کی طرف متوجہ کر کے اپنے مرید نامدار وارشد حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کو اہل وعیال کی پریشانیوں سے نجات دلا دی اور آن محترم اپنے دل میں پیدا ہونے والے خیالات سے آزاد ہو گئے۔ [۹ے]

حسب منشاء چاول، تربوز اور سیب سے تواضع

ایک روز خانقاہ شریف میں خراسان سے تین خراسانی طالبان (حق) حضرت اقدس کی زیارت کے لیے مہمانوں کی صورت میں حاضر ہوئے۔ کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ حضرت اقدس نے ملا محکم الدین نامی ایک خادم کو ارشاد فرمایا کہ ان کے لیے چاول پکا کر لے آؤ۔ خادم موصوف نے حسب ارشاد چاول پکا کر تینوں مہمانوں کے سامنے لا رکھے۔ اس دوران میں حضرت اقدس نے خادم کو فرمایا کہ ایک تربوز اور کچھ سیب بھی لاؤ۔ خادم لے آیا اور حضرت اقدس نے یہ دونوں پھل بھی ان مہمانوں کے سامنے رکھ دیے۔ پس وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ قبلہ راستے میں ہم تینوں کے دل میں ایک ایک خیال آیا۔ ایک نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ جن بزرگوں کے پاس ہم جا رہے ہیں اگر وہ ولی حق ہوئے تو ہمیں چاول پکا کر کھلائیں گے اور دوسرے نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر یہ فقیر بزرگ کامل ہوئے تو ہمیں تربوز دیں گے اور تیسرے نے اپنے دل میں تصور کیا کہ "اگر یہ اہل اللہ اور پیر صادق ہوئے تو ہمیں سیب عنایت فرمائیں گے۔ پس ہم تینوں کے خیالات کے مطابق درست معاملہ پیش آ گیا۔ بے

شک جناب قبلہ ولی حق ہیں۔ بعد ازاں تینوں آدمیوں نے اپنے سر حضرت قدس قدس سرہ کے پاؤں مبارک میں رکھ دیے اور دست بوسی کر کے رخصت ہو گئے۔ [۸۰]

اللہ تعالیٰ پوشیدگی میں حلوا کھلاتا ہے

حضرت حاجی گل صاحب پشوری (پشاوری) جو کہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے خلیفہ و پیش امام تھے، نے ایک روز میاں حاجی عبدالکریم سے مخاطب ہو کر بیان فرمایا کہ حضرت عثمان صاحب قبلہ کی خوراک نہایت قلیل ہوتی ہے۔ اس سال خراسان سے خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے تمام سفر میں جو ایک ماہ کی مسافت ہے، حضرت صاحب قبلہ نے آدھا سیر گندم تناول نہیں فرمائی۔ آپ کو خداداد قوت حاصل ہے۔ بزرگوں کا کام عقل و شعور سے باہر ہے۔ بعد ازاں نماز عصر کا وقت آ گیا۔ حضرت قبلہ نے وضو کی خاطر آستین مبارک اوپر کیے۔ اس وقت حاجی عبدالکریم صاحب کی نظر (حضرت اقدس کے) بازو مبارک پر پڑی اور ان کے دل میں خیال آیا کہ حاجی گل صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس کی خوراک مبارک انتہائی قلیل ہے۔ حالانکہ حضرت اقدس ماشاء اللہ خوب موٹے نظر آ رہے ہیں۔ پس اسی وقت حضرت قبلہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"میاں حاجی عبدالکریم صاحب! حق تعالیٰ مجھے پوشیدگی میں حلوہ عنایت فرماتا ہے اور میں کھاتا ہوں، پھر موٹا کیوں نہ ہوں۔"

اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا:

قوت جبرئیلؑ از مطبخ نبود
بود از درگاہ خلاق و ودود [۸۱]

یعنی (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام) کی غذا باورچی خانہ سے (میسر) نہیں بلکہ یہ خالق اور ودود کی درگاہ سے (حاصل) تھی۔

مرید کے خاتمہ بالخیر کا کشف ہونا

ایک رات تہجد کے وقت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے تسبیح خانہ میں تشریف لا کر بیان فرمایا کہ ملا عبدالوہاب صاحب بابڑ کی نزع اور سکرات موت کے وقت شیطان لعین کے ساتھ بڑی کش مکش ہوئی اور اس نے ان کا ایمان خراب کرنا چاہا، لیکن آخر کار ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ خدام یہ بات سن کر حیران ہو گئے۔ صبح کی نماز اور ختم شریف کی فراغت کے بعد حضرت قبلہ نے اپنے معمول کے مطابق حلقہ فرمایا۔ اس اثنا میں ایک سوار قاصد چودھوان شہر سے اطلاع دینے کے لیے حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ ہمارے قبلہ عبدالوہاب صاحب بابڑ، جو آپ کے مرید تھے، تہجد کے وقت فوت ہو گئے ہیں اور وہ وقت وفات حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ) کی طرف متوجہ تھے اور ان کا خاتمہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ پر ہوا۔[۸۲]

فقیر کی جیب افغانی بوری ہے

ایک روز خانقاہ ڈیپ شریف، سون سیکسر (ضلع خوشاب) میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے اپنی جیب مبارک سے ایک سو روپیہ نکال کر میاں نور عالم صاحب اعوانؒ جو کہ حضرت لعل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، دندہ شاہ بلاول والوں کے خادم تھے، کو دیے اور فرمایا کہ خانقاہ شریف کے لنگر کے لیے بھیڑیں خرید لیں۔ میاں نور عالم صاحبؒ کے دل میں خیال آیا کہ حضرت قبلہ کی جیب مبارک بظاہر چھوٹی سی نظر آتی ہے، اس میں ایک سو روپے کیسے رہے؟ جبکہ آپ صبح سے شام تک جس قدر بھی خرچ ہوتے ہیں، اسی جیب سے نکال کر خرچ فرماتے ہیں اور کبھی ختم نہیں ہوتے۔ حضرت قبلہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> ''فقیر کی یہ جیب افغانی بوری ہے اور یہ فقیر کی زندگی میں ہرگز ختم نہیں ہوگی۔''[۸۳]

بشارت خاتمہ بالخیر ومقتدائی حاصل ہونا

حضرت مولانا غلام حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ گرہ سواگ (تحصیل کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ) جو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے خدام میں سے تھے۔ ایک روز تسبیح خانہ میں حضرت قبلہ کے حضور بیٹھے تھے۔ ان کے دل میں خیال گزرا کہ ایک عرصہ سے حضرت اقدس کی خدمت میں آتا ہوں اور چلا جاتا ہوں اور میری اللہ تعالیٰ سے یہی آرزو ہے کہ ان برگزیدہ پیر ومرشد کے طفیل اللہ تعالیٰ مجھے خاتمہ بالخیر نصیب کردے اور میں اس خاندان (مکرم) کے فیض وبرکات سے محروم نہ رہوں۔ پس اس گھڑی حضرت قبلہ نے ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

> ''مولوی صاحب! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا خاتمہ ایمان پر فرمائے گا اور آپ کو حضرات کرام علیہم الرضوان کے فیض وبرکت سے محروم نہ رکھے گا۔''

حضرت اقدس قدس سرہ کی زبان درفشاں سے یہ فیض پرور کلام سن کر مولانا صاحبؒ موصوف خوشحال ہوگئے اور دل میں جو خطرہ پیدا ہوا تھا وہ زائل ہوگیا۔

حضرت مولانا غلام حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت پائی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پیر ومرشد بن کر کروڑ پکا میں مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔ [۸۴]

خادم کے دل میں گزرنے والے خیال سے آگاہی

پائندہ خان قوم بابڑ باون زئی سکنہ چودھوان جو کہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے خادم تھے۔ ایک بار حضرت قبلہ کے پاؤں مبارک دبا رہے تھے۔ ان کے دل میں خیال گزرا کہ ماشاء اللہ حضرت قبلہ ایسے موٹے ہیں جیسے بخارا کے سوداگر ہوتے ہیں۔ حضرت قبلہ نے اسی وقت چہرہ انور ان کی طرف موڑا اور زبان درفشاں سے ارشاد فرمایا:

''پائندہ خان! بے شک میں بخارا کے سوداگروں کی مانند موٹا ہوں۔''

یہ بات سن کر پائندہ خان نادم وشرمندہ ہو گئے اور اپنے دل میں توبہ کی کہ آئندہ حضرت قبلہ کے حضور ہوتے ہوئے ایسے بے ہودہ خیالات کبھی دل میں نہیں لاؤں گا۔''[۸۵]

میت کے حال سے آگاہی

میاں فضل علی صاحب جو خان بہادر محمد رب نواز خان صاحب' میاں خیل تاجو خیل، رئیس موسیٰ زئی شریف کے منشی تھے، تین رات دن سکرات موت میں مبتلا رہے اور اس کے بعد فوت ہوئے۔ ان کے وجود خاکی کو خانقاہ شریف میں لایا گیا اور حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ) نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز کے دوران جناب مولوی عبدالحکیم صاحبؒ استرانہ، جو حضرت قبلہ کے مخلصین میں سے تھے، کے دل میں خوف پیدا ہوا کہ میاں فضل علی صاحب پر جانکنی کی بڑی تکلیف گزری ہے، واللہ اعلم کہ ان کے خاتمہ کا انجام کیا ہوا ہے؟ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قبلہ تسبیح خانہ میں واپس تشریف فرما ہوئے اور مولوی صاحب موصوف تنہا آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت قبلہ نے ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

''مولوی صاحب بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں جو مجمع عام میں بیان نہیں کیے جاسکتے۔ میاں فضل علی صاحب نماز جنازہ کے وقت فقیر سے ملے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے مسکراتے ہوئے بتایا کہ سکرات موت کی جو سختی ہم پر آئی، وہ بیان سے باہر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاتمہ ایمان پر ہوا ہے۔''

پس حضرت قبلہ کی زبان درفشاں سے یہ بات سن کر مولوی صاحب موصوف کے دل کا خوف زائل ہو گیا اور اطمینان حاصل ہو گیا۔[۸۶]

مرید کی وفات سے آگاہ فرمانا

نماز تہجد کے وقت موضع مڈی سے ایک قاصد حضرت قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر

ہوا اور عرض کی کہ گل داد خان صاحب رانہ زئی جو کہ حضرت قبلہ کے خدام میں سے ہے، کو دو دن ہوئے سانپ نے ڈس لیا ہے لیکن آج کچھ بے ہوش ہو گئے ہیں۔ جتنا بھی علاج کیا گیا ہے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ وہ بہت زیادہ تسلیمات کے بعد عرض کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نمک پر دم فرما دیں۔ حضرت قبلہ نے نمک پر دم فرما کر قاصد کو دیا کہ (گھر) پہنچتے ہی فوراً ان کو نمک کھلائیں اور نیز سانپ کے ڈسنے کی جگہ زخم پر لگائیں۔

قاصد ادھر روانہ ہو گیا۔ صبح کے وقت حضرت قبلہ نے اپنی زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا:

"گل داد خان صاحب، تہجد کے بعد ہوش میں آ گئے اور انہوں نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"چون قضا آید طبیب ابلہ شود
داروئے دفع مرض گمراہ شود"

یعنی جب قضا آتی ہے تو حکیم نادان بن جاتا ہے اور بیماری دور کرنے والا دارو بے اثر ہو جاتا ہے۔

اور پھر پڑھا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

حضرت قبلہ قدس سرہ کے اس مبارک کلام سے تمام اہل مجلس سمجھ گئے کہ گل داد خان فوت ہو گئے ہیں۔ دوسرے دن اطلاع پہنچی کہ گل داد خان قاصد کے پہنچنے سے پہلے، نماز تہجد کے وقت کے بعد ٹھیک ہو گئے اور ساعت پھر حضرت قبلہ خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی طرف متوجہ رہے اور پھر فوت ہو گئے۔ [۸۷]

جنوں کا بیعت ہونا

جناب مولوی عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک روز حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ) نے اشراق کے وقت ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کل رات جن بیعت ہونے کے لیے فقیر کے پاس آ گئے تھے اور اپنے مقصد کے حصول کے بعد واپس چلے گئے۔ [۸۸]

معترض کے خیال سے آگاہ ہونا

ایک روز احمد سعید آخوند زادہ صاحب ولد خدا یار آخوند زادہ، سکنہ چودھوان، جو کہ حضرت خواجہ عثمان دامانی قدس سرہ کے خدام میں سے تھے، خانقاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ چند درویشوں کو دیکھا کہ وہ مجذوب ہو چکے ہیں۔ آخوند زادہ صاحب موصوف کے دل میں خیال آیا کہ ہمیں جذب کوئی نہیں ہوتا؟ حضرت قبلہ نے فوراً انہیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> ''جذب کے خیال کو دل سے نکال دے کہ تو ابھی جوان ہے اور ابھی تیری شادی بھی نہیں ہوئی، بہت وقت پڑا ہے۔ اس سے پہلے تیرے والد ملا خدا یار آخوند زادہ صاحب پر ہمارے حضرت مولانا و مرشدنا حاجی دوست محمد قندھاری صاحب قبلہ نے اپنی مہربانی سے توجہ فرمائی تھی اور ان پر جذب کا بہت غلبہ ہو گیا تھا اور چند دنوں کے بعد مجذوب ہو گئے تھے۔ اس وقت تیری والدہ ماجدہ نے فریاد کی اور بہت زیادہ زاری کرنے لگی کہ قبلہ حضرت ان کے جذب کو ختم فرمائیں کہ اس حالت میں ان سے گزر اوقات کے لیے کوئی دنیاوی کام نہیں ہو سکتا۔ اس پر میرے پیر و مرشد نے ان کی باطنی حالت کے خاتمہ کے لیے جذب کو ان سے سلب فرما لیا۔''[۸۹]

مرید کو ہدایت کرنا

یہی آخوند زادہ احمد سعید حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ سے اجازت لے کر سوداگری کی غرض سے ہندوستان گئے۔ چند روز کے بعد وہاں عملیات وغیرہ، ان کی زکات دینے اور بروج و نجوم کے حساب سیکھنے کا ذوق دامنگیر ہو گیا۔ رات کو خواب میں حضرت قبلہ کی زیارت ہوئی کہ آپ بہت زیادہ غصہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں تمہارے دل میں جو یہ خیال

پیدا ہو گیا ہے یہ ہمارے طریقہ میں نہیں ہے اس خیال کو چھوڑ دو۔ جب بیدار ہوئے تو اس خواب کی وجہ سے بے حد غم والم میں مبتلا ہو گئے۔ پس توبہ کی اور ان بے ہودہ خیالات سے باز آ گئے۔ پانچ برس کی جدائی جو کہ سفرِ ہندوستان کی وجہ سے پیش آئی تھی، کے بعد ہندوستان سے واپسی پر پہلے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی کا شرف پایا۔ حضرت قبلہ نے بغیر کسی تامل کے اسی وقت فرمایا:

> ''عملیات وغیرہ کی حب جو اس زمانے میں اکثر لوگوں کو ہے، ہمارے طریقہ میں نہیں ہے اور تم کو بھی یہ سودا ہو گیا تھا، وہ دل سے نکل گئی ہے یا اس کا خطرہ ابھی موجود ہے۔''

عرض کی کہ قبلہ جس روز ہندوستان میں خواب میں آپ کے چہرہ انور کی زیارت ہوئی تھی اور آپ نے اس کام پر ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا، اسی روز سے اسے اپنے دل سے نکال پھینکا ہے۔[۹۰]

فصل یازدہم:

معمولات مبارک [۹۱]

آپ کے خلیفہ حضرت سید اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مجموعہ فوائد عثمانیہ کی فصل پنجم (ص ۱۴۶-۱۵۳) میں آپ کے معمولات دم اور تعویذات کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

بندہ بیس سال، پانچ ماہ اور پانچ دن حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانی) قدس سرہ کی خدمت میں حاضر رہا۔ ان میں سے سات برس حضرت اقدس کی خدمت میں اکناف آفاق اور اطراف عالم سے آنے والے مریضوں کے جواب تحریر کرنے پر مامور رہا اور معمولات کی تحریریں وغیرہ جو لوگ حضرت قبلہ سے زاری کامل اور آرزوئے کمال کے ساتھ ہمیشہ طلب کرتے تھے، لکھنے کی خدمت انجام دیتا رہا۔ ایک روز حضرت قبلہ کے ارشاد پر ہر طرح کے تعویذات لکھے اور چند صفحات الگ الگ کر کے حضرت اقدس کے سامنے پیش کیے۔ آپ نے تبسم فرمایا اور (پھر) ارشاد فرمایا کہ اب تم اس کام کے عامل (ماہر) بن چکے ہو کہ (اب تک) ہزاروں تعویذات تمہارے ہاتھ سے لکھے گئے ہیں۔

بندہ نے سینکڑوں بار (حضرت قبلہ کے املاء کرائے گئے تعویذات کا) تجربہ کیا ہے اور انہیں بہت سریع التاثیر پایا ہے، لہٰذا حضرت قبلہ کے بعض معمولات جو ان سات برسوں کے دوران اس حقیر نے اپنے پیر و مرشد سے حاصل کیے ہیں اور آپ نے ان کی اجازت بھی مرحمت فرمائی ہے، لوگوں کے نفع عام کے لیے مخبر صادق صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد مبارک: ''خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَنْفَعُ النَّاسَ'' یعنی لوگوں میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو لوگوں کو (زیادہ) نفع پہنچائے، کو اپنے لیے بشارت سمجھتے ہوئے، ان کو (یہاں) لکھتا ہوں:

تمام مصیبتوں، سانپ کے ڈنگ کے زہر اور پاگل کتے کے کاٹنے کے اثر سے محفوظ رہنے کے لیے دم کا عمل

سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، چار قل یعنی:

"قُلْ یٰاَیُّھَاالْکٰفِرُوْنَ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ"

سب پڑھ کر دم کریں۔ تمام زمینی اور آسمانی آفتوں اور بلاؤں کے لیے حد سے زیادہ مفید ہے، خصوصاً جادو، ٹونے اور سانپ کے ڈنگ کے زہر کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے بہت مجرب ہے۔

جادو اور ٹونے کے توڑ کے لیے ہر روز تین بار پڑھ کر سارے جسم پر دم کریں اور سانپ کے ڈنگ کے زہر کے اثر کو ختم کرنے کے لیے نمک پر دم کر کے مریض کو کھلائیں اور سانپ کے زخم کی جگہ ملیں اور پاگل کتے کے کاٹنے پر آیۃ الکرسی کو بغیر شامل کیے پڑھ کر دم کریں، مجرب ہے۔

تمام بیماریوں، دکھوں اور جن و آسیب اور نظر بد سے محفوظ رہنے کے لیے دم کا عمل

سورہ فاتحہ، (چار قل) قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور اِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ، اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ الٰہی بحرمت حضرت حاجی دوست

محمد صاحب قندھاری قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس ٥ اَللّٰھُمَّ اشْفِ صَاحِبَ ھٰذَا الْمَرَضِ بِحَوْلِکَ وَقُدْرَتِکَ وَجَبَرُوْتِکَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ٥

ان سب کو پڑھ کر دم کریں اور پلائیں، تمام بیماریوں، تکلیفوں، دکھوں، جن، آسیب اور نظر بد وغیرہ سے بچنے کے لیے حد سے زیادہ مفید ہے۔

شدید امراض میں دم کرنے کے لیے تعویذ کا معمول

شدید بیماریوں میں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنَ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ٥ یَاشَافِیُ یَا شَافِیُ یَا شَافِیُ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ٥

لکھ کر بازو، یا گلے میں ڈالے اور اگر آدمی کے سارے جسم یا کسی حصے میں درد ہو، تو یہ تعویذ کاغذ پر لکھ کر، پانی میں دھوئیں، زیادہ پانی پی لیں اور کچھ پانی کو کڑوے تیل میں ڈال کر، اس تیل سے درد کی جگہ لگائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرام آجائے گا۔

بچہ کے لیے تعویذ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَآمَّۃٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ٥

زراعت کی حفاظت کے لیے تعویذ

(یہ کلمات) کاغذ پر لکھیں، کورے پیالہ میں بند کریں اور اسے کھیت کے درمیان دفن کر دیں۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ٥ یَا رَزَّاقَ الْعِبَادِ یَا خَلَّاقَ الْخَلَائِقِ یَا فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَیَا مُنبِتَ الزَّرْعِ وَالنَّبَاتِ وَیَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ اِدْفَعْ مِنْ هٰذَا الزَّرْعِ شَرًّا لْهَوَامِ وَالْوُحُوْشِ وَشَرَّ الْفَارَّةِ وَالْخَنَازِیْرِ الْمُفْسِدَةِ وَارْزُقْنَا رِزْقًا حَسَناً ط، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ٥

حصول برکت اور ڈوبنے، جلنے، چوری اور ڈاکہ زنی وغیرہ سے بچنے کے لیے اصحاف کہف کا تعویذ

حصول برکت اور ڈوبنے، جلنے اور ڈاکہ زنی وغیرہ سے بچنے کے لیے اور بیماریوں سے۔ شفا اور حاجات کے پورا ہونے کے لیے ان (اصحاب کہف) کے نام لکھیں اور مکان، کشتی اور اموال میں رکھیں یا اپنے پاس رکھیں، اللہ کی حفاظت میں رہیں گے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ٥

الٰہی بحرمت یملیخا، مکسلمینا، میلسمینا، مرتوش، دبد نوش، شاذنوش، مرطونس اور ان کے کتے قطمیر کا نام۔

ہر درد سے شفا پانے کے لیے تعویذ

اس آیت مبارکہ کو تین روز تک متواتر کاغذ پر لکھ کر پانی میں دھوئیں اور پانی کو پئیں اور درد کی جگہ ملیں، اِنْ شاءَ اللہ مفید ہوگا:

لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ، خَاشِعاً مُّتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ، یَاشَافِیُ یَا شَافِیُ یَا شَافِیُ○

عورت کے حاملہ ہونے اور نرینہ اولاد جننے کے لیے تعویذ

اسم (الٰہی) یَا مُبْدِئُ کو تھالی میں اور کاغذ کے ۹ ٹکڑوں پر لکھیں، جب عورت حیض سے پاک ہو جائے (تو وقت مجامعت) مہینے کے شروع میں تین دن متواتر ایک ایک ٹکڑا کھائیں (اور صبح یَا مُبْدِئُ لکھی ہوئی تھالی میں پانی ڈال کر اسے پلائیں)۔ تین ماہ ایسے ہی عمل کریں اور آیت:

اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ○

اور آیت:

یَازَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ نِ اسْمُہٗ یَحْیٰ لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ○

لکھ کر عورت کو دیں کہ گلے میں ڈال لے، اس طرح کہ ناف سے دو انگشت نیچے لٹکا رہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عورت حاملہ ہو جائے گی اور نرینہ اولاد جنے گی۔

جس عورت کا حمل خشک ہو جائے اس کے لیے تعویذ

سفید چینی کے برتن پر لکھیں اور چالیس روز تک بلاناغہ (عورت کو) پلائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا حمل پرورش پا کر ظاہر ہو جائے گا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ○ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ○

ہر قسم کے بخار سے شفا کے لیے تعویذ

كٓهٰيٰعٓصٓ ○ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ○ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

لکھ کر (مریض کے) گلے میں باندھیں اور کاغذ کے تین ٹکڑوں پر یا محیط اللہ لکھ کر تین روز ایک ایک کھالیں۔ اِن شاءَ اللہ تعالیٰ بخار اُتر جائے گا۔

تیسرے دن کے بخار کے لیے تعویذ

بخار کے شروع ہونے پر، بخار کی باری کے روز: اوّل اور آخر میں درود شریف پڑھ کر سورہ رعد پڑھ کر دم کریں۔ اِن شاءَ اللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی۔ تینوں باری کے دنوں میں یونہی دم کو پورا کرے، بخار پہلی یا دوسری باری پر اُتر جائے گا اور اگر تین باری کے دنوں میں دم نہ کریں گے تو چند روز کے بعد بخار دوبارہ چڑھ جائے گا۔

ہر قسم کی بواسیر کے لیے تعویذ

يَا رَحِيْمُ كُلِّ صَرِيْخٍ وَّمَكْرُوْبٍ وَّغِيَاثَهٗ وَمَعَاذَهٗ يَا رَحِيْمُ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

لکھ کر کمر میں باندھیں۔

مکرر

اگر صبح و شام سورہ فاتحہ بِسْمِ اللّٰهِ کے ساتھ سات بار پڑھی جائے زیادہ بہتر ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ صبح و شام پڑھ کر اپنے جسم پر ناف سے ٹخنوں تک اور سامنے اور پیچھے (پشت پر) ہتھیلیوں پر دم کر کے پھیرے۔

دردِ باد سے شفا کے لیے تعویذ

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْبَاعِثُ وَاَنَا الْمَبْعُوْثُ وَمَنْ یَّدْعُ وَالْمَبْعُوْثُ اِلَّا الْبَاعِثُ یَارَبِّ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

لکھ کر درد کی جگہ پر باندھ لیں۔

مال کے جلد بکنے کے لیے تعویذ

بسم اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْم ○ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ○

لکھ کر مال کے اندر رکھیں۔

ذہن کی تیزی اور مطالعہ کی زیادتی کے لیے تعویذ

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِعِلْمِکَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِیْ بِطَاعَتِکَ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ○

سبق کے آغاز سے پہلے سات بار پڑھ کر اپنے جسم پر دم کر لیں۔

رونے والے بچے کے صبر کے لیے تعویذ

ط ط ط ط ط ط ہہہہہہہ ہہہہہہہ قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس، وَصَلَّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ و اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ○

لکھ کر گلے میں باندھ دیں۔

تلی سے شفا کے لیے تعویذ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا o وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ o اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا o یَا طَحَالُ ارْجِعْ اِلٰی مَکَانِکَ بِحَقِّ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، لکھ کر تلی کی جگہ باندھ دیں۔

مکرر

نیل گچ کردہ موٹے کپڑے کی سات تہہ کر کے پانی سے تر کر کے تلی کی جگہ پر رکھیں اور اس کپڑے کے اوپر نئی ٹھیکری، جسے پانی نہ لگا ہو، رکھیں اور اس ٹھیکری کے اندر آگ کا انگارہ رکھیں اور اس کے اوپر یہ تعویذ رکھیں۔ اِنْ شَاءَ اللہ تلی زائل ہو جائے گی۔

مکرر

اتوار کے روز مٹی کی ایک روٹی تلی کے برابر بنا کر تلی کی جگہ پر رکھیں اور دائیں ہاتھ میں چاقو لے کر ایک بار سورہ الم نشراح بِسْمِ اللّٰہ کے ساتھ پڑھیں۔ چاقو سے اس روٹی کو کاٹیں اور اسی طرح سات بار کریں لیکن پہلی اور آخری بار (سورہ الم نشرح کے ساتھ) درود شریف کا اضافہ کریں۔ یہ عمل تین اتوار کریں۔ اِنْ شَاءَ اللہ تلی ختم ہو جائے گی۔

یرقان سے شفا کے لیے تعویذ

اتوار کے روز سبز گھاس کے چند بڑے پتے لیں۔ ان کا ایک سرا یرقان کے مریض کے ہاتھ میں دیں کہ پکڑ رکھے اور دوسرا سرا اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑیں اور دائیں ہاتھ میں چاقو پکڑ کر ایک بار سورہ القریش بِسْمِ اللّٰہ کے ساتھ پڑھیں اور اس پتے کو کاٹ ڈالیں۔ اسی طرح سات دفعہ کریں لیکن پہلی اور آخری بار (سورہ القریش کے ساتھ) درود شریف کا اضافہ

کریں۔ یہ عمل تین اتوار کریں، اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ یرقان ختم ہو جائے گا۔

ختم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ

تمام مقاصد کے حصول اور دینی و دنیاوی مشکلات کے حل کے لیے مجرب ہے۔ پہلے سو دفعہ درود شریف، اس کے بعد حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلَ اس پر اضافہ کیے بغیر (یعنی آیت کے صرف یہی الفاظ) پانچ سو بار اور بعد ازاں سو بار درود شریف، ہمیشہ پڑھے تاکہ مقصود حاصل ہو جائے اور مشکلات رفع ہو جائیں۔ اس کا ثواب حضرت ممدوح (شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کے روح پرفتوح کو بخش کر اپنی حاجتیں، ان کے طفیل بارگاہ الٰہی جل شانہ سے طلب کریں۔ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ مقصد پورا ہو جائے گا۔

دو جہانوں کے کاموں کی خیر و برکت، معاش کی کشادگی و فراخی اور ترقی رزق کے لیے عمل

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ٥

ہزار بار بلاناغہ دن رات پڑھا جائے۔ بہت زیادہ مفید ہے اور نہایت مجرب ہے۔

ہر چیز کے لیے تعویذ

ن٦ ن٥ ن

حم حم حم حم حم حم اللّٰہ حم الْاَمْرُ وَ جَآءَ النَّصْرُ فَعَلَیْنَا لَا یُنْصَرُوْن

وَصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی اللّٰہ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

اللّٰہ

محبت کے لیے تعویذ

اس پر خوشبو لگا کر دائیں بازو میں باندھیں:

۱	۱۴	۱۱	۸
یحبونھم کحب اللّٰہ یاغفار	والذین آمنوا اشد حبا للّٰہ یا کریم	والقیت علیک محبۃ منی یا کریم	انہ لحب الخیر لشدید یا ودود
انہ لحب الخیر لشدید یا ودود ۱۲	والقیت علیک محبۃ منی یا کریم ۷	والذین آمنوا اشد حبا للّٰہ یا رحیم ۲	یحبونھم کحب اللّٰہ یا لطیف ۱۲
والذین آمنوا اشد حباللّٰہ یا لطیف ۶	یحبونھم کحب اللّٰہ یا رحمن ۹	انہ لحب الخیر لشدید یا رحیم ۱۶	والقیت علیک محبۃ منی یا رحمن ۳
والقیت علیک محبۃ منی یا رحمن ۱۵	انہ لحب الخیر لشدید ۱۰	یحبونھم کحب اللّٰہ یا کریم ۵	والذین آمنو اشد حباللّٰہ یا رحیم ۱۰

بقائے حمل کے لیے تعویذ

یاقابض	یاقابض	یاقابض
یاقابض	یا قابض	یاقابض
یاقابض	یا قابض	یاقابض

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ یَا یَحْییٰ خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ وَ آتَیْنَاہُ

اَلْحُکْمَ صَبِیًّا ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۝

دردِ سر سے شفا کے لیے تعویذ

۷۸۶

یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح

یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح

وَصَلَّی اللّٰہُ علی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اجْمَعِیْنَ۝

آنکھ کے درد سے شفا پانے کے لیے تعویذ

۷۸۶

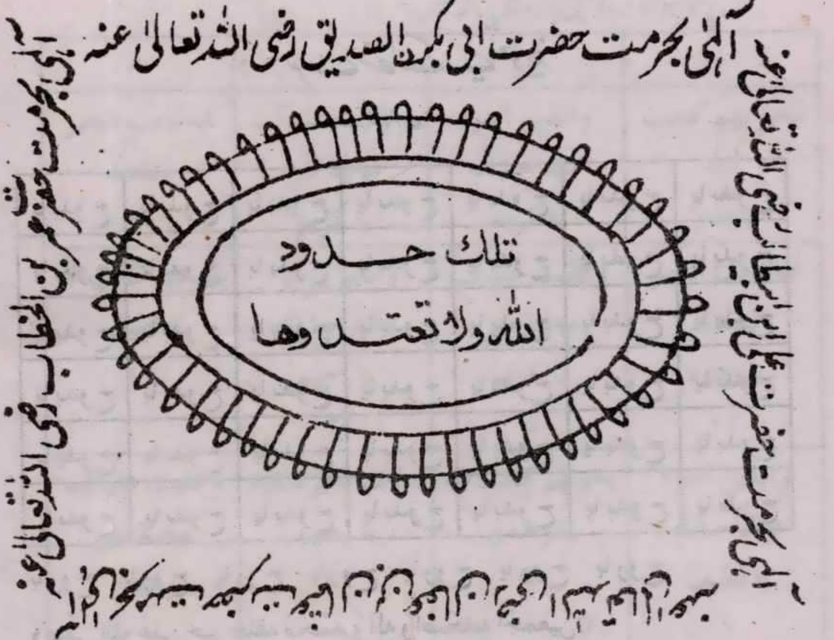
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح

یاروح یاروح یاروح

یاروح یاروح یاروح

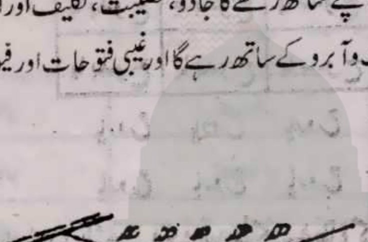
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۝

ناف کے ٹل جانے کی شفا کے لیے تعویذ



تعویذ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہمارے حضرت قبلہ کا معمول تھا

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی اس طلسم کو اپنے ساتھ رکھے گا جادو، مصیبت، تکلیف اور امراض سے خدا تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا اور عزت و آبرو کے ساتھ رہے گا اور غیبی فتوحات اور فیوضات لاریبی اس پر نازل رہیں گی اور وہ یہ ہے:



حواشی باب چہارم

۱- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۲: ۲۳

۲- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۹/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۹/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۲: ۳۳/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۸

۳- اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۷۱

۴- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۲: ۳۳

۵- اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۷۴

۶- ایضاً، ص ۱۷۱

۷- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۹-۵۰/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۰-۱۱

۸- ایضاً

۹- نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۹/ محبوب الٰہی، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴۹-۵۰/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۲

۱۰- محبوب الٰہی، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۵۱

۱۱- ایضاً/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، مولانا: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۶۹

۱۲- محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۳/ محبوب الٰہی، مولانا:

تحفہ سعدیہ، ص ۵۲/ نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہؒ، ص ۲۷۰

۱۳- ایضاً

۱۴- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۵۱/ علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۴۳-۴۴

۱۵- محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۴

۱۶- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۵۲

۱۷- ایضا، ص ۵۲-۵۴

۱۸- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۷۲

۱۹- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۵۴-۵۵

۲۰- محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۴-۱۵

۲۱- خلیل احمد، مولانا: مرشد کامل: مختصر سوانح حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، میانوالی: واں بھچراں، شفیع پرنٹرز (لاہور)، ۱۳۹۸ھ، ص ۱۳-۱۴/ محمد الیاس، میاں: مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، سرگودھا: جامعہ ضیاء العلوم، س۔ن/ محمد حسین نیلوی، مفتی: ناشر القرآن، سرگودھا: دار العلوم محمدیہ حسینیہ، س۔ن

۲۲- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۲۲، ۱۷۲/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۵۵/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۵

۲۳- ایضاً

۲۴- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد۲: ۴۹-۵۴

۱۵- ایضاً، ص ۶۹-۷۳

۲۶- ایضاً، ص ۷۴-۷۵

۲۷- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۷۳/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۶

۲۸- ایضاً/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، جلد ۲: ۶۹

۲۹- محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۷/ علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۷۳

۳۰- ایضاً

۳۱- ایضاً

۳۲- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۷۴/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۵۹/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۹

۳۳- ایضاً

۳۴- محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۸-۱۹

۳۵- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۷۵-۱۷۶

۳۶- محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۲۲

۳۷- ایضاً

۳۸- ایضاً، ص ۲۳-۲۴

۳۹- علی اکبر نقشبندی مجددی، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۷۸

۴۰- ایضاً، ص ۱۷۷/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۲۳-۲۴

۴۱- محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۲۵-۲۶/ علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۷۸

۴۲- ایضاً، ص ۲۷/ ایضاً، ص ۱۷۹

۴۳- ایضاً

۴۴- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۵۹-۶۰/ علی اکبر نقشبندی مجددیؒ،

سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ ۲، ۱۷۹/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۲۷-۲۸/ محمد نذیر رانجھا (مقالہ): ''حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ'': ماہنامہ نور اسلام، اولیائے نقشبند نمبر، شرق پور شریف، ضلع شیخوپورہ: ۱۹۷۹ء، جلد ۲، ص ۲۰۹-۲۱۸

۴۵- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۸/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۲۸

۴۶- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۰-۶۱

۴۷- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۸/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۲۹

۴۸- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۰-۶۲

۴۹- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید/ طالوتؒ، علامہ (پیش لفظ): مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۵، ۱۰۱، یہاں پشتو خط مع فارسی ترجمہ موجود ہے۔

۵۰- محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۸

۵۱- محبوب الٰہیؒ: تحفہ سعدیہ، ص ۵۸-۵۹/ علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۹۱

۵۲- علی اکبر نقشبندی مجددی، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ ص ۱۵۴-۱۵۵/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳: ۱۰۴-۱۰۶/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ علمائے پنجاب ۲: ۵۸۵

۵۳- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۵۵-۱۵۷

۵۴- ایضاً، ص ۱۵۷

۵۵- ایضاً

۵۶- ایضاً، ص ۱۵۸/ ساجد الرحمٰن، ڈاکٹر صاحبزادہ: سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امین، حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ، خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ

بگھار شریف، تحصیل کہوٹہ (ضلع راولپنڈی): یعقوبیہ پبلی کیشنز،
۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۲ء، ص ۱۱-۱۳/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ
علمائے پنجاب۲: ۷۲۳

۵۷- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۵۸

۵۸- ایضاً، ص ۱۵۸-۱۶۰

۵۹- ایضاً، ص ۱۶۰-۱۶۱، نیز ص ۷۷-۹۴/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا:
مواہب رحمانیہ۳: ۱۰۷-۱۰۸

۶۰- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۶۱/ محمد اسماعیل
سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ۳: ۱۰۹

۶۱- ایضاً، ص ۱۶۱

۶۲- ایضاً، ص ۱۶۱-۱۶۲

۶۳- ایضاً، ص ۱۶۳-۱۶۵

۶۴- ایضاً، ص ۱۶۲-۱۶۳/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ علمائے
پنجاب۱: ۱۵۹-۱۶۲

۶۵- ایضاً، ص ۱۶۵-۱۶۹

۶۶- ایضاً، ص ۱۷۰/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ۳: ۱۱۳

۶۷- ایضاً، ص ۱۷۰-۱۷۱/ محمد نذیر رانجھا (مقالہ): ''حضرت خواجہ محمد عثمان
دامانی رحمۃ اللہ علیہ'': ماہنامہ نور اسلام، اولیائے نقشبند نمبر۲:
۱۸۵-۱۹۴/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ۱: ۲۲۲
(حاشیہ)۔

۶۸- ایضاً، ص ۲۳-۷۷/ محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص
۳۰-۶۳/ محبوب الٰہی، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۵۶-۵۷

۶۹- ایضاً، ص ۱۲۰

۷۰- ایضاً، ص ۱۲۱-۱۲۲

۷۱- ایضاً، ص ۱۲۵

۷۲- ایضاً، ص ۱۲۶-۱۲۷

۷۳- ایضاً، ص ۱۲۸

۷۴- ایضاً، ص ۱۳۰

۷۵- ایضاً، ص ۱۳۰-۱۳۱

۷۶- ایضاً، ص ۱۳۱-۱۳۳

۷۷- ایضاً، ص ۱۳۵-۱۳۶/ محبوب الہیٰؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۵۷

۷۸- ایضاً، ص ۱۳۶/ ایضاً۔

۷۹- ایضاً، ص ۱۴۵/ ایضاً، ص ۵۸

۸۰- ایضاً، ص ۱۳۶

۸۱- ایضاً، ص ۱۳۸

۸۲- ایضاً، ص ۱۴۰

۸۳- ایضاً، ص ۱۴۳

۸۴- ایضاً

۸۵- ایضاً، ص ۱۳۷

۸۶- ایضاً، ص ۱۴۴-۱۴۵

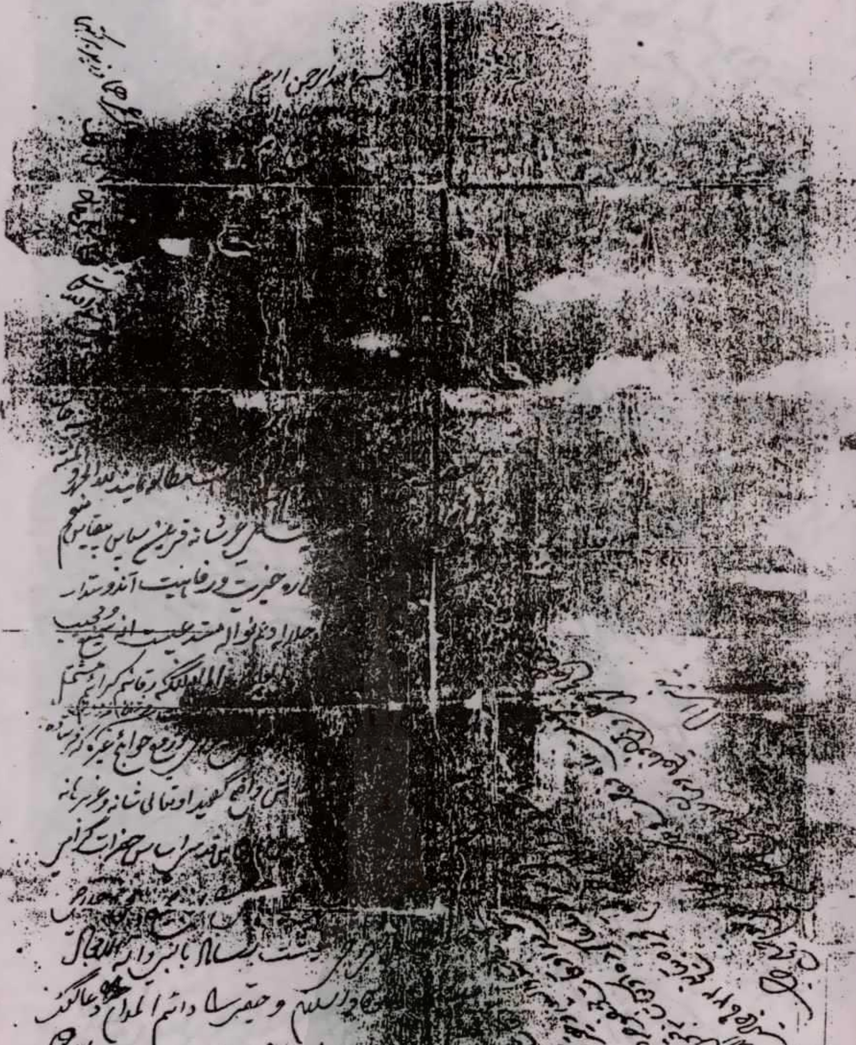
۸۷- ایضاً، ص ۱۴۵

۸۸- ایضاً، ص ۱۴۵ (حاشیہ ۱)

۸۹- ایضاً، ص ۱۳۷

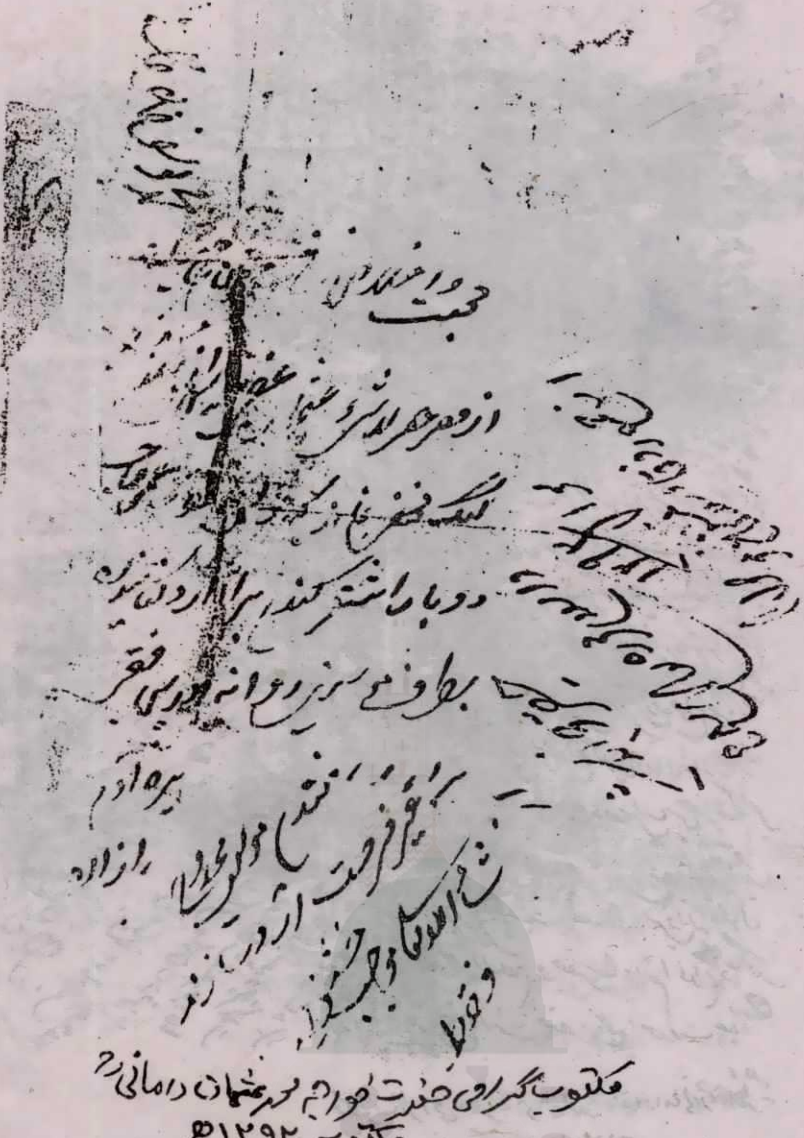
۹۰- ایضاً، ص ۱۳۸

۹۱- ایضاً، ص ۱۴۶-۱۵۳

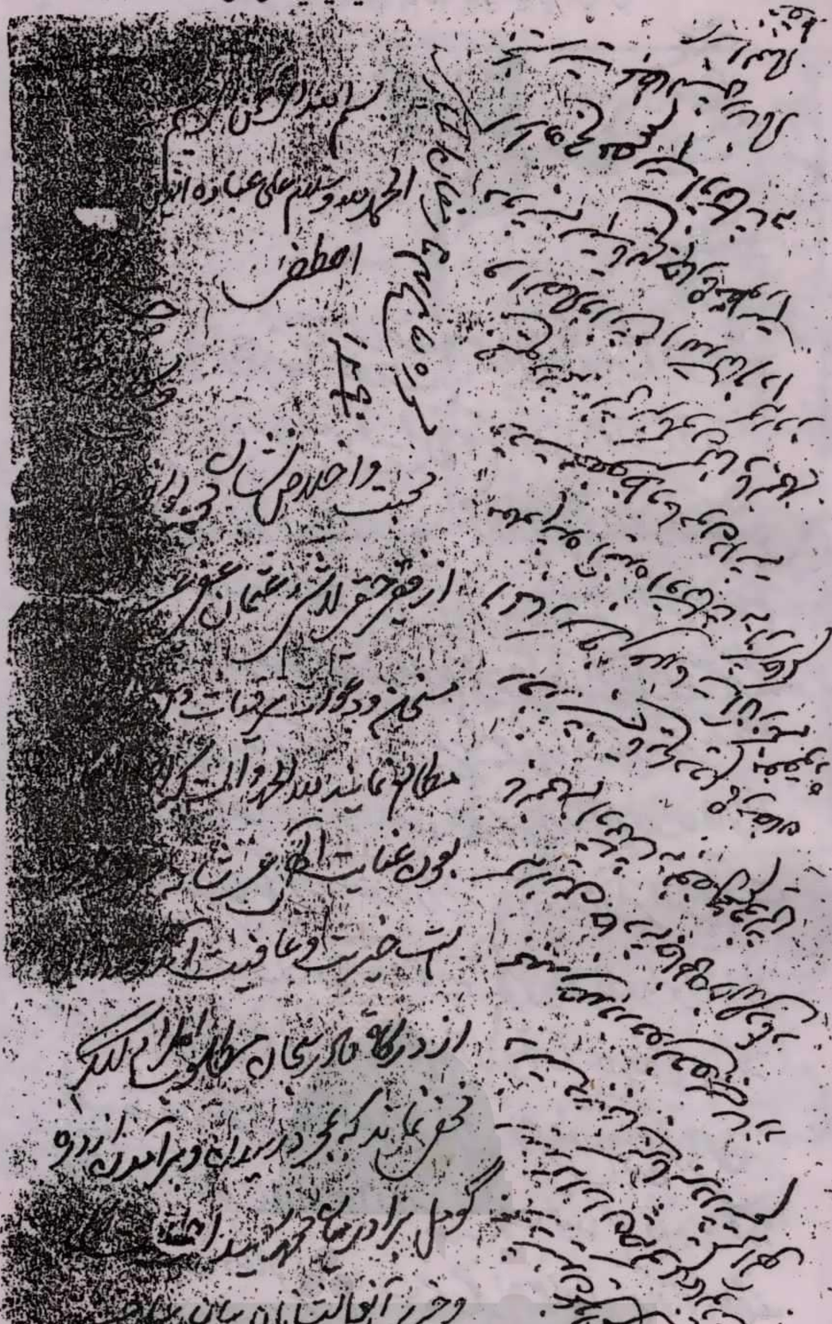


مکتوب گرامی حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب ۱۲۸۶ھ



مکتوب گرامی حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رح
مکتوبہ ۱۲۹۲ھ



مکتوب گرامی حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

محبت و اخلاص [illegible] و اختصاص عنوان خان عالیشان [illegible] محمد یوسف خان [illegible]

از جانب فقیر حقیر سراپا عصیان [illegible] السلام [illegible] دعوات [illegible]

دارین مشحون [illegible] احوال [illegible]

[illegible] المسئول [illegible]

وعافیتکم [illegible] الی [illegible]

والسلام [illegible]

در [illegible]

[illegible] حاصل گردید [illegible]

[illegible] حفظ و حمایت [illegible] محفوظ و مامون دارد

[illegible] و السلام فقط فقیر [illegible]

جمیع خادمان حضرت صاحب قبله [illegible]

[illegible] خان [illegible]

[illegible] دعا [illegible]

[illegible]

مکتوب گرامی حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اختص بدوام الملک الکوت الحی القیوم الذی لا یموت الذی قہر العباد بالموت والفناء و تفرد بالاعلاء فقال لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار

والصلوٰۃ والسلام علی خیر الخلق محمد الامین الامان [illegible] انک میت وانہم میتون وعلی آلہ الاطہار و علی اصحابہ الاخیار

و بعد فقال اللہ تعالیٰ کل نفس ذائقۃ الموت صدق اللہ العلی العظیم و بلغ حبیبہ الرسول الکریم نظر بر این [illegible] اقرار میکنید

فقیر حقیر [illegible] عثمان عفی عنہ در حالیکہ صحیح [illegible] و صحیح [illegible] خانقاہ شریف [illegible] موسیٰ زئی [illegible]

و خانقاہ [illegible] در خراسان [illegible] [illegible] ترمیم آن و خدمت [illegible]

و خانقاہ [illegible] بر کنار رود [illegible] متعلق [illegible] بعضی از آن ہا وقف و تولیت حضرت [illegible]

[illegible] محمد [illegible] اللہ تعالیٰ برکاتہ بفقیر رسیدہ بعضی [illegible] برآن افزودہ [illegible] ملک فقیر است [illegible]

[illegible] محمد سراج [illegible] و [illegible] و متعلقہ فقیر و اسباب لنگر و جمیع اسباب [illegible]

مساجد مقامات مذکورہ [illegible] در زمان [illegible] خانقاہ ہای مذکورہ [illegible]

و از ہر یک از خانقاہ [illegible] و خانقاہ خراسان [illegible] خانقاہ [illegible] جائز و نافذ است و ہر کہ [illegible]

صحیح و [illegible] فقیر از [illegible] خراسان [illegible] و ملا محمد رسول [illegible]

و مال [illegible] و جمیع اعیان و حقوق [illegible]

[illegible] و فقیر [illegible] از و [illegible]

[illegible] کہ ہیچ وجہ [illegible]

[illegible] کردن جائز نہ و ہیچکس [illegible] فقیر [illegible] و ہر کس [illegible]

دعوای کند [illegible] و برادر فقیر ملا محمد سعید [illegible] در جمیع اشیاء [illegible]

دعوای [illegible] ہیچ [illegible] فقیر در ہیچ امری [illegible]

[illegible] فقیر [illegible] شفقت [illegible]

[illegible] پنجشنبہ [illegible] ۱۳۱۱ ہجری [illegible] ۱۹۲۹ [illegible] جمیع [illegible]

و موافق اقرار [illegible]

[illegible] عثمان [illegible]

وصیت نامہ حضرت خواجہ عثمان داماںی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اختص بدوام الملک والملکوت الحی القیوم الذی لا یموت الذی قہر العباد بالموت والفناء وتفرد بالاعزاز تعالی [illegible]

والصلوٰۃ والسلام علی خیر الخلق محمد الامین المامون الذی [illegible]

[illegible] کل نفس ذائقۃ الموت [illegible] الرسول الکریم [illegible]

فقیر حقیر [illegible] عثمان عفی عنہ [illegible] خانقاہ شریف موسیٰ زئی [illegible]

[illegible]

باب پنجم:

احوال ومناقب

مخزن اسرار العارفین قطب الواصلین
حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ
(۱۲۹۷-۱۳۳۳ھ/ ۱۸۷۹-۱۹۱۵ء)

اگر گیتی سراسر باد گیر

چراغ مقبلان ہرگز نمیرد

آہن کہ بپارس آشنا شد

آن ہم بصورت طلا شد

خاک شو خاک تا بروید گل

کہ بجز خاک نیست مظہر گل

مشکلے نیست کہ آسان نشود

مرد باید کہ ہراسان نشود

ع کسبے کمال کن کہ عزیزِ جہان شوی

مخزن اسرار العارفین، قطب الواصلین حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت کا آغاز خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کے روحانی ماحول میں ہوا، جہاں اولیاء، صلحاء اور علماء کا مجمع لگا رہتا تھا۔ دوران تحصیل علم والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے آپ کو فرمایا:

خاک شو خاک تا بروید گل
کہ بجز خاک نیست مظہر گل

نیز فرمایا:

''صاحبزادگی کو طاق میں رکھو اور شکستگی و عجز کی ٹوپی سر پر اوڑھو، تب کام چلے گا۔''

ع کسبے کمال کن کہ عزیز جہان شوی

آپ نے زمانہ طلب علمی میں ہی کسب واخذ سلوک وعرفان شروع کر دیا اور علوم ظاہری سے فارغ ہونے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس وقت عمر مبارک ابھی چودہ برس تھی۔ بعد ازاں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے اپنے تمام نامور خلفاء و علماء اور دیگر مخلص احباب و مریدین کی موجودگی میں ایک تقریب سعید کے اندر آپ کو دستار فضیلت باندھی اور اجازت وخلافت (مطلقہ) سے سرفراز فرمایا۔

آپ کو اللہ کریم نے فطرت پاکیزہ، اہلیت و استعداد اور اخلاقی عظمتوں سے نوازا تھا۔ جس ماحول میں آپ نے سترہ برس گزارے وہ ماحول بھی قرآن وسنت کے اتباع کا ایک درخشندہ نمونہ تھا۔ اس کا ذرّہ ذرّہ اور گوشہ گوشہ ذکر الٰہی سے منور تھا اور یہ فضا نفسانی خواہشات اور تمام کدورتوں سے منزہ تھی۔ ایسی پاکیزہ فضا نے آپ کے باطن کی نقش نگاری کی تھی۔ بلاشبہ آپ جس مقام پر فائز ہوئے وہ روز ازل سے آپ ہی کا مقدر تھا۔

جب حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے ۲۲ شعبان ۱۳۱۴ھ / ۲۶ جنوری ۱۸۹۷ء کو وصال فرمایا تو حضرت خواجہ احمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کی مسند ارشاد پر سترہ برس کی عمر میں متمکن ہوئے اور تقریباً اٹھارہ برس تک طالبان حق وسالکان طریقت کی رہنمائی فرماتے رہے اور ایک جہان کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمایا۔ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس سرہ اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی تمام عرفانی میراث اور سب مراکز روحانی آپ کی تحویل میں آ گئیں اور باد بہاری کے جھونکے یوں آنے لگے کہ راہروان جادہ حق اور مستان نعرۂ الست افغانستان وخراسان اور برصغیر پاکستان و ہند کے دور ونزدیک علاقوں سے قافلہ وار موسیٰ زئی شریف کی طرف رواں دواں ہو گئے اور ان کے جذب وشوق اور عالم وارفتگی کے نظاروں نے چشم دنیا کو خیرہ کر دیا۔ امرا ورؤساء آپ کے فقر وعرفان کے باجگزار بن گئے اور جاگیردار اور نواب زادے آپ کی نظر کیمیا اثر سے خدا رسیدہ ہو گئے۔ علماء وفضلائے روزگار آپ کے روحانی کمالات کے خوشہ چین بن گئے اور آپ کے استادان گرامی اور وقت کے مرشدان عظامی آپ سے کسب واخذ فیض و توجہات کر کے تکمیل مقامات وطے منازل کرنے لگے۔ علماء ومشائخ جہاں آپ کا ایسا ادب بجالاتے کہ جوتیاں اتارے برہنہ پا آپ کی خانقاہ شریف پر پھرا کرتے اور جب خانقاہ شریف سے واپس نکلتے تو یوں جاتے کہ پیر روشن ضمیر اور سراج منیر کو پیٹھ نہ ہو جائے۔

آپ نے خود بھی مقامات عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں وہ عروج حاصل کیا کہ اس پر مشائخ وقت رشک کرتے تھے اور آپ نے اپنے متوسلین کو بھی ان درجات پر پہنچایا کہ وہ خواب وخیال میں بھی ان کا تصور نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ طلبگاران حق اور فداکاران سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم قندھار، کابل، بخارا، ترکستان، خراستان، ایران اور بلاد اسلامیہ سے معرفت الٰہی کے حصول کے لیے آپ کی خدمت میں آتے تھے اور سلسلہ عالیہ کی نسبت اور کمالات حاصل کرتے تھے۔ آپ نے جس خلوص، ہمدردی اور جاں نوازی سے ان کی تربیت فرمائی اور انہیں اصلاح ظاہر وباطن سے نوازا اس کی نظیر شاید ہی چشم فلک نے کہیں دیکھی ہو۔

آپ کے آستانہ عالیہ پر تین سو سے چار سو تک متوسلین اور ارادتمند اکثر موجود رہتے

تھے۔ شاہانہ طور پر تقسیم لنگر، داد و دہش اور عطا و نوال کا بازار گرم رہتا تھا۔ تمام مہمانوں کو خورد و نوش کا سامان وافر مہیا کیا جاتا تھا۔ بایں ہمہ آپ بے غرض اور بے نفس تھے۔ عقیدت مندوں کی یہ تعداد سفر و حضر دونوں صورتوں میں یکساں رہتی تھی۔ قافلے کی شکل میں روانہ ہوتے جس میں اکثر و بیشتر سوار بھی ہوتے۔ کسی اہل دنیا کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ دوران سفر سارے کا سارا انتظام آپ کا ذاتی ہوتا تھا۔

چنانچہ آپ کے زمانے میں ہر خاص و عام کی زبان پر یہ گفتگو رہتی تھی کہ اگر حضرت خواجہ چند سال مزید زندہ رہے تو کوئی شیخ طریقت ان کے عہد میں مسند آرائی نہ کر سکے گا۔ اس باب میں آپ کے احوال و مناقب اور آپ کے خلفائے عظام کا تذکرہ درج ہے۔

فصل اوّل:

ولادت باسعادت تا فراغت علوم ظاہری و باطنی

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت مبارک حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر بروز سوموار بوقت اشراق، ۱۵ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ/ ۲۹ دسمبر ۱۸۷۹ء کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوئی اور والد گرامی حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام نامی محمد سراج الدین رکھا۔[1]

حصولِ علم ظاہری:

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے روحانی ماحول میں آپ کی تعلیم وتربیت کا آغاز ہوا، جہاں اولیا، صلحاء اور علماء کا مجمع لگا رہتا تھا۔ قرآن مجید آخوند ملا شاہ محمد بابڑؒ، ساکن چودھوان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے پڑھا۔ فارسی میں نظم ونثر کی متداول کتابیں، عربی میں صرف ونحو، منطق وعقائد اور علم تجوید وقرأت کے رسائل، فقہ میں کنز الدقائق، شرح وقایہ، جلالین اولین وہدایہ اخیرین، اصول فقہ میں نور الانوار اور چند جز وحسامی، تفسیر میں جلالین، حدیث میں مشکوۃ شریف نصف اوّل، ابن ماجہ نصف اوّل حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور بقیہ کتب یعنی حسامی کامل، شرح وقایہ، جلدین اخیرین، ہدایہ اوّلین، تفسیر مدارک، تنقیح اصول بزدوی اور معانی میں تلخیص المفتاح، ترجمہ قرآن مجید، مشکوۃ شریف نصف آخر اور صحاح ستہ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی سے پڑھیں۔[2]

نصیحت والد بزرگوارؒ

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد سراج

الدین رحمۃ اللہ علیہ کوتحریر فرمایا:

''از فقیر بعد از دیدہ بوسی ہا، آنکہ جواب کاغذ فقیر نفرستادہ، انتظار می نماید۔

ع دیدۂ احقر و دل ہمراہ تست

حالا باز می نویسم:

خاک شو خاک تا بر دید گل
کہ بجز خاک نیست مظہر گل

اے فرزند! صاجبزادگی بر طاق بنہہ و کلاہ شکستگی و عاجزی و تواضع بر سر بنہہ:

ع کسبے کمال کن کہ عزیز جہان شوی[۳]

ترجمہ:''دیدہ بوسیوں کے بعد فقیر کی جانب سے (مطالعہ فرمائیں) کہ آپ نے فقیر کے خط کا جواب نہیں بھیجا، اس کا انتظار کر رہا ہوں۔

ع احقر کی آنکھ اور دل تیرے ساتھ ہے

اب پھر لکھ رہا ہوں:

خاک بن جاؤ خاک تا کہ پھول کھلیں، کیونکہ خاک ہی سے پھول پیدا ہوتے ہیں۔

اے بیٹا! صاجبزادگی کو طاق میں رکھو اور شکستگی و عجز اور تواضع کی ٹوپی سر پر پہنو۔

ع ترجمہ: ایک ایسا عمل کمال کرو کہ جہان میں عزیز بن جاؤ۔

کسب واخذ علوم باطنی

علوم ظاہری سے فارغ ہونے کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک چودہ برس تھی۔ کسب سلوک مقامات نقشبندیہ مجددیہ میں مشغول ہو گئے اور جملہ مقامات سلوک میں اپنے والد

بزرگوار سے توجہات لیتے رہے اور اسی دوران علم تصوف و سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی کتب مکتوبات امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہر سہ دفتر، مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ہر سہ دفتر اور باقی کتب تصوف کما حقہ، بالتحقیق و بالتفصیل حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ اس طرح آپ فضل الٰہی سے ۱۳۱۱ھ میں جملہ کتب متداولہ عربی و فارسی، علوم معقول و منقول اور کسب مقامات طریقت سے فارغ ہو گئے اور علوم ظاہری و باطنی کے بحر بیکران بن گئے۔[۴]

عطیہ دستار فضیلت

جب آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب و اخذ علوم ظاہری و باطنی فرما لیا تو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے اپنے تمام نامور خلفاء و علماء اور دوسرے مخلص احباب و مریدین کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف مدعو فرمایا۔ جب یہ لوگ حاضر خدمت ہو گئے تو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے نماز فجر، ختمات شریفہ اور معمولات شریفہ سے فراغت کے بعد حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار انور کے سامنے ایک تقریب سعید کا آغاز ختم قرآن شریف سے فرمایا۔ جب تین ختم کلام مجید ہو گئے تو پھر چند قراء اور حفاظ نے قرآن مجید کی سورتیں بلند آواز میں تلاوت کیں، جیسے کہ ختم کرتے وقت ہمارے پیران گرامی کے پڑھنے کا معمول ہے۔ ختم شریف کے اختتام کے بعد حضرت خواجہ محمد دامانی رحمۃ اللہ علیہ دیر تک حضرت حاجی صاحبؒ کے مزار شریف کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگتے رہے۔ یہاں تک کہ اس دوران چند آدمی مجذوب بن گئے۔ پھر دوبارہ دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ تمام حاضرین اور غائبین مریدوں کو بحرمۃ النون والصاد بالنبی و آلہ الامجاد علیہ و علیہم الصلوٰۃ و التحیات انوار سے مالا مال فرمائے۔ پھر تیسری بار تمام حاضرین محفل کی حاجتوں اور مشکلات کے حل کے لیے دعا مانگی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے تمام دینی و دنیاوی کاموں اور مہمات کو باحسن وجوہ کفایت و سرانجام فرمائے۔ وَصَلَّی اللّٰہُ علیٰ خَیرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

بعد ازاں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کھڑے ہوئے اور سب اہل مجلس بھی احتراماً کھڑے ہوگئے۔ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت خواجہ محمد سراج الدین کے سر مبارک پر تا نصف دستار مبارک باندھی، پھر کچھ حصہ حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اور پھر کچھ حصہ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (ساکن واں بھچراں، میانوالی) اور آخری حصہ حضرت لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (ساکن دندہ شاہ بلاول، اٹک) نے تبرکاً مکمل کیا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے آپ کو ایک جبہ پہنایا اور اس پر تمام حاضرین محفل نے مبارک باد دی۔

اساتذہ گرامی و ہمدرس محترم کی دستار بندی

پھر آپ کے استاد اوّل حضرت محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر دستار استادی باندھی گئی اور پھر دوسرے استاد شفیق اور مہربان حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر دستار استادی باندھی گئی اور چوغہ پہنایا گیا۔ یہ دونوں حضرات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے اجلہ خلفاء تھے۔ پھر حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مانند حضرت مولوی محمد عیسیٰ خان ولد قلندر خان پتی خیلؒ، سکنہ گنڈہ پور کے سر پر دستار فضیلت باندھی گئی اور چوغہ پہنایا گیا، جو حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہم درس تھے اور آپ کی ہمراہی اور ہم نشینی کے طفیل ان کو تحصیل علم ہوا تھا:

آہن کہ بہ پارس آشنا شد
آنہم بصورت طلا شد

یعنی لوہا جو پارس سے آشنا ہوا، وہ بھی سونا بن گیا۔

حضرت مولوی محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بڑے باذوق اور صاحب علم ہوئے ہیں۔ ان کے ہاتھ سے کتابت شدہ کئی قلمی مخطوطات احقر راقم الحروف (محمد نذیر رانجھا) نے کتب خانہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں دیکھے تھے، جن میں سے فارسی قلمی مخطوطات کا ذکر زیر نظر کتاب کے باب

ششم کے آخر میں موجود ہے۔

اس کے بعد ایک جبہ مبارک حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہنایا گیا، کیونکہ ان کو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ضمنیت اشارت و بشارت و اجازت سے سرفراز فرمایا تھا۔ پھر درج ذیل خدام گرامی قدر کی دستار بندی کرائی گئی:

۱۔ حضرت حاجی قلندر خان رحمۃ اللہ علیہ (رئیس ٹڈی)

۲۔ حضرت حافظ محمد یار رحمۃ اللہ علیہ (سکنہ پپلاں)

۳۔ حضرت قاضی عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ (سکنہ انگہ)

۴۔ حضرت قاضی قمرالدین رحمۃ اللہ علیہ (سکنہ چکڑالہ)

۵۔ حضرت سید امیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ (سکنہ دندہ گنجال شریف)

۶۔ حضرت سید اکبر علی شاہ دہلوی (جامع مجموعہ فوائد عثمانیہ)

۷۔ حضرت مولانا نور خان رحمۃ اللہ علیہ (سکنہ چکڑالہ)

۸۔ حضرت مولوی محمد رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت قاضی عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ (سکنہ کلاچی)

۱۰۔ حضرت عبدالمجید آخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۱۔ حضرت ملا قطار شیرانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲۔ حضرت ملا روئیداد رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۳۔ حضرت مولوی نور الحق شاہ پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (سکنہ شاہ پور شہر ضلع سرگودھا)

دستار بندی کی یہ تقریب ۳ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ/ ۸ مئی ۱۸۹۴ء کو منعقد ہوئی۔[۵]

فصل دوّم:

عطائے خلافت واجازت نامہ

عطائے خلافت

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کو تحریری خلافت نامہ عطا فرمایا اور اس کی عبارت آپ کے خلیفہ حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی، ملاحظہ فرمائیں:

خلافت نامہ واجازت نامہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ المرشد علی الاطلاق بالحسنی، الی الدرجة العلیا، والطریقة المثلی، والصلوٰة والسلام علی من استخلفه بالخلافة علی العالمین کافةً محمد المبعوث بالهدایة فی محبوحة النبوة، و مرکز الولایة وعلیٰ آلہٖ واصحابه الاطهار، لا سیما خلفائه الاحرار، ما دارت فی محافل الصدق بالحق البلابل، و انتفت سمات البلا بل بلغات البلابل. اما بعد.
چون در ترویج طریقت واداۓ امانتی کہ از حضرات مشائخ کرام مجددیہ عظام یداً بید بتوسط قطب الواصلین وغوث الکاملین قدوۃ الابرار وزبدۃ الاحرار سیدی وسندی وشیخی وامامی ووسیلہ یومی وغدی حضرت خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قندھاری بفقیر رسیدہ بود، بقدر مقدور تا حال تحریر بذل مجہود وسعیِ نامحدود کردم، فأیت ماقدر اللہ تعالیٰ لی اداءَ الی من یسر اللہ تعالیٰ الاداء الیہ تا دریں وقت کہ عمر فقیر بآخر رسیدہ و امارات قرب اجل موعود ظاہر گردید۔

از مدتی در دل می داشت و بدرگاہ حضرت صمدیت ہمت مسئلت می گماشت کہ در ادائے امانت مذکورہ و ترویج نسبت مسطورہ کسے را بلیاقت مقرر کند، تا سلک این جمیع بوجود او منتظم ماند و سلسلہ این معنی بذات او از انقطاع محفوظ گردد۔ تا درین وقت کہ ولد ارشد السعد محمد سراج الدین رشدہ اللہ تعالیٰ الی احسن الطریق، واسعد حالہ وبالہ، وھو ولی التوفیق، بدرجہ بلوغ و رُشد شرعی و عرفی رسیدہ و در علوم ضروریہ معلومات وملکہ معتد بہا حاصل کردہ و در نسبت شریف حضرات نقشبندیہ مجددیہ احمدیہ و چشتیہ وقادریہ وسہروردیہ وقلندریہ وشطاریہ ومداریہ وکبرویہ توجہات یافت ونسبت مذکورہ در باطن او متمکن گشت و ببرکات نسبت مذکورہ بدولت تہذیب اخلاق صوفیہ کرام و استقامت بر شریعت عالیہ مشرف شد وہمین معانی را خود نیز در باطن خویش مشاہدہ نمود و جمعی از اصحاب فقیر کہ اہل بصیرت اند، بوجدان خویش در حصول این معانی گواہی دادہ، از غیب بطریق وجدان در خاطر القاء شد، سابق الذکر را بر مستقر ارشاد طرق ثمانیہ مذکورہ قائم مقام خود کردہ وخلیفہ مطلق و نائب مناب برحق خویش نمودہ وجعلت یدہ کیدی وقبولہ قبولی وردہ ردی۔ فرحم اللہ تعالیٰ من اعانہ وخذل من اہانہ وتربیت جمیع متوسلین حضرت شیخ بزرگوار موصوف الذکر خویش کہ بدین فقیر محول شدہ بود و جمیع منتسبین خود فقیر را کائناً ما کان بایشان حوالت کردم و امید واثق می دارم کہ متوسلین ایشان ببرکات حضرات کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم الاعلام، از برکات مخصوصہ این طریق حظ وافر فرا گیرند و بہ صحبت ایشان از خصائص این قوم نصیبی کامل حاصل نمایند۔

اللھم انصر من نصرہ واخذل من خذلہ وایدبہ الذین واجعلہ اماماً للمتقین وارزقہ الاستقامت علی السنۃ السنیۃ والشریعۃ العلیۃ

آمین آمین آمین. بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. مؤرخہ ۳ ذی القعدہ الحرام ۱۳۱۱ھ (۸ مئی ۱۸۹۴ء)

العبدات، بعضی از حاضرین کہ بر اصل اجازت نامہ ثبت اند، درین جانیز درج کردہ می شوند:

العبد
(جناب) حضرت لعل شاہ
سید ہمدانی بلاولی بقلم خود

العبد
(جناب) مولوی محمود شیرازی بقلم خود

العبد
(جناب) ملا محمد سعید آخوندزادہ
(برادر حضرت قبلہ محمد عثمان دامانیؒ) بقلم خود

العبد
(جناب) میر اقلندر، سکنہ پشین بقلم خود

العبد
(جناب) سید امیر شاہ ہمدانی بلاولی بقلم خود

العبد
(جناب) حافظ محمد یار اوان بقلم خود

العبد
(جناب) قاضی عبد الرسول بقلم خود

العبد
(جناب) مولوی حسین علی بقلم خود

العبد
(جناب) مولوی نور خان بقلم خود

العبد
(جناب) حقداد خان ترین بقلم خود

العبد
(جناب) محمد رب نواز خان میاں خیل تاجو خیل، رئیس موسیٰ زئی، ملقب بخان بہادر بقلم خود[۶]

العبد
(جناب) حاجی قلندر خان رئیس ٹڈی بقلم خود

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو کلی طور پر راہنمائی فرمانے والا ہے، نیکی کے ذریعے بلند درجات کی طرف اور مثالی راستے (دین

اسلام) کی طرف۔ اور (بعد ازاں) درود و سلام ہو، ان پر جن کو اس نے تمام لوگوں میں خلافت کے لیے منتخب فرمایا، یعنی (حضرت) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، جنہیں ہدایت کے ساتھ نبوت کے ضمن میں مبعوث فرمایا اور جو مرکز ولایت ہیں اور آپ کی پاکیزہ آل (عظامؓ) اور پاکیزہ اصحاب (کرامؓ) پر، خاص کر خلفائے احرار پر، جب تک سچائی کی محفلوں میں حق پر تکالیف آتی رہیں گی اور جب تک بلبلوں کے دُکھ بھرے نالوں کی نشانیاں ختم نہیں ہو جائیں گی (یعنی قیامت تک)۔

امابعد۔ چونکہ طریقت کی ترویج اور اس امانت کی ادائیگی کے سلسلے میں جو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کے ذریعے حضرات کرام مشائخ نقشبندیہؒ سے واصلین کے قطب، کاملین کے غوث، ابرار کے پیشوا، احرار کے برگزیدہ، میرے سردار، میری سند، میرے شیخ اور میرے آج اور کل کے وسیلہ حضرت حاجی دوست محمد صاحب کے توسط سے اس فقیر کو پہنچی تھی، میں نے مقدور بھر اس تحریر کے لکھنے میں بہت زیادہ کوشش اور انتہائی سعی کی ہے۔ میں نے (امانت) ادا کر دی جس کی ادائیگی اللہ تعالیٰ نے میرے لیے مقدر فرمائی، اس شخص کی طرف، جس کی طرف ادائیگی کو اللہ تعالیٰ نے آسان فرمایا۔

یہاں تک کہ فقیر کی عمر قریب اختتام آ پہنچی ہے اور مقررہ موت کی امارات ظاہر ہو چلی ہیں۔ میں ایک عرصے سے دل میں ارادہ رکھتا تھا اور بارگاہ ذات حضرت احدیت سے التماس کرتا تھا کہ مذکورہ امانت کی ادائیگی اور نسبت مسطورہ کی ترویج کے لیے کسی آدمی کو لیاقت کی بنیاد پر مقرر کروں، تاکہ یہ سلک (سلسلہ عالیہ) پوری طرح اس کے وجود سے منظم جاری رہے اور اس کی ذات کی بدولت یہ طریقہ منقطع ہونے سے

محفوظ رہے۔اب اس وقت (میرے) فرزند ارشد محمد سراج الدین، اللہ تعالیٰ ان کو اچھے راستے کی طرف ہدایت دے اور ان کے حال و کیفیت کو اچھا بنائے اور وہی توفیق دینے والا ہے، شرعی وعرفی بلوغ و رشد کے درجہ پر پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے ضروری معلومات کا علم اور کماحقہ ملکہ حاصل کرلیا ہے اور حضرات نقشبندیہ مجددیہ احمدیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، قلندریہ، شطاریہ، مداریہ اور کبرویہ کی نسبت شریفہ میں انہیں توجہات نصیب ہوچکی ہیں اور مذکورہ نسبت ان کے باطن میں گھر کرچکی ہے اور مذکورہ نسبت کی برکات سے وہ صوفیانہ اخلاق سے آراستہ اور شریعت عالیہ کی استقامت سے مشرف ہوچکے ہیں اور اس نسبت کو انہوں نے اپنے باطن میں مشاہدہ کرلیا ہے اور فقیر کے اہل بصیرت احباب کی ایک جماعت نے اپنے وجدان کے ذریعہ ان معانی کے حصول کی گواہی دے دی ہے (لہٰذا) غیب سے فقیر کے دل میں القاء ہوا ہے اور اس نے اپنے فرزند ارشد سابق الذکر کو مذکورہ آٹھ سلسلوں میں اپنا قائم مقام بنا کر ارشاد کی اجازت دے دی ہے اور انہیں اپنا خلیفہ مطلق اور نائب مناب بنایا ہے (پس بحمدہ للہ وہ میرے خلیفہ ہیں) ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے، ان کا مقبول میرا مقبول اور ان کا مردود میرا مردود ہے۔سو اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو ان کی امداد کرے اور اسے رسوا کرے جو ان کی اہانت کرے اور فقیر اپنے تمام متوسلین کو، جیسا کہ میرے پیر ومرشد نے کیا تھا، ان (خواجہ سراج الدین) کے حوالہ کرتا ہوں اور میں امید واثق رکھتا ہوں کہ ان (خواجہ سراج الدینؒ) کے متوسلین کو ہمارے حضرات کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم الاعلام کی برکات سے خصوصی برکتوں کا وافر حصہ نصیب ہوگا -اور وہ ان (خواجہ سراج الدینؒ) کی صحبت سے مشائخ کرام (نقشبندیہ

مجددیہ) کے خصائص سے کامل حصہ پائیں گے۔

اے اللہ اس کی مدد کر جوان کی مدد کرے اور اسے رُسوا کر جوان کی بے عزتی کرے اور ان کو لوگوں سے مدد پہنچا اور ان کو پرہیز گاروں کا امام بنا اور ان کو بلند سنت اور اعلیٰ شریعت پر استقامت نصیب فرما۔ آمین آمین آمین۔ اپنی رحمت کے صدقے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے اور اللہ تعالیٰ کا درود ہو اس کی مخلوق میں سب سے اعلیٰ ہستی (حضرت) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل (اطہارؓ) اور تمام صحابہ (کرامؓ) پر۔ ۳ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ (۸ مئی ۱۸۹۴ء) کو لکھا گیا ہے۔

بلندی و عظمت نصیب ازلی

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کو اللہ رب العزت نے فطرت پاکیزہ، اہلیت و استعداد اور اخلاقی عظمتوں سے نوازا تھا۔ جس ماحول میں آپ نے سترہ برس گزارے وہ ماحول بھی قرآن و سنت کے اتباع کا ایک درخشندہ نمونہ تھا۔ اس کا ذرہ ذرہ اور گوشہ گوشہ ذکر الٰہی سے منور تھا اور یہ فضا نفسانی خواہشات اور تمام کدورتوں سے منزہ تھی۔ ایسی پاکیزہ فضا نے حضرت خواجہ کے باطن کی نقش نگاری کی تھی۔ بلاشبہ آپ جس مقام پر فائز ہوئے وہ روز ازل سے آپ ہی کا مقدر تھا۔ اس سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا درج ذیل ارشاد قول فیصل کا حکم رکھتا ہے:

> ''امروز حصول ایں دولت عظمٰی وابستہ بتوجہ و اخلاص بایں طبقہ علیہ نقشبندیہ است بریاضت شاقہ و مجاہدات شدیدہ، آں میسر نگردد کہ بیک صحبت ایشاں حصول یابد۔'' (دفتر اوّل مکتوب ۹۰)

یعنی آج اس دولت عظمٰی کا حصول سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اخلاص وتوجہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ کٹھن مجاہدوں اور سخت ریاضتوں سے وہ حاصل نہیں ہوسکتا جوان کی ایک صحبت سے مل جاتا ہے۔

فصل سوّم:

جانشینی وترویج سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

نیابت وجانشینی:

۷ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ/ ۱۶/ اگست ۱۸۹۶ء کو والد بزرگوارؒ نے اپنی موجودگی میں صاحبزادہ والاشان کو امامت نماز، ختم خواجگان اور ذکر ومراقبہ کے سلسلہ میں اپنی نیابت سونپ کر حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ کی جانشینی کا اعلان واظہار فرمادیا۔ آپ نے یہ فرائض منصبی احسن طریق پر انجام دینا شروع کر دیے اور آپ کے فیضان صحبت سے طالبان حق تاثیرات فائقہ اور مقامات عالیہ سے بہرہ یاب ہوئے۔[8]

اس طرح جب آپ کی عمر مبارک چودہ برس تھی تو آپ عربی وفارسی کی متداول کتب، علوم معقول ومنقول اور کسب مقامات طریقت سے فارغ ہو چکے تھے اور ۳ ذی القعدہ ۱۳۱۱ھ/ ۸ مئی ۱۸۹۴ء کو تمام سلاسل طریقت میں اجازت مطلقہ بھی حاصل کر چکے تھے۔ یہ سب فضل الٰہی تھا جس نے آپ کو یوں سیادت وسعادت پناہ اور دستگاہ حقائق ومعارف آگاہ بنا ڈالا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ سترہ سال کی عمر میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ/ ۱۱ فروری 1915ء تک، تقریباً اٹھارہ برس طالبان حق کی راہنمائی فرماتے رہے اور آپ نے ایک جہان کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمایا۔

اور بفضل ربی آپ نے سینکڑوں متوسلین کو مقامات سلوک طے کرائے۔ عالم تصوف میں ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں کہ اس قدر نوعمری میں کسی کو ولایت کی بلند منازل پر رسائی نصیب ہوئی ہو۔

خلفا و مریدین خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی تجدید بیعت کرنا

جس روز حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے وصال فرمایا، اسی شام کو آپ کے جملہ خلفائے عظام، درویشان کرام اور مریدان خاص و عام جو خانقاہ شریف میں موجود تھے، نے حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے مبارک ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی اور یوں آپ کے وجود مسعود سے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کی مسند رشد و ہدایت اور فیض و افاضت میں از سر نو رونق و بہار آ گئی جس سے ہزاروں طالبان حق کے قلب و اذہان محظوظ ہونے لگے۔[9]

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یعنی یہ سعادت بازو کی طاقت سے نصیب نہیں ہو سکتی، جب تک کہ رحم کرنے والا اللہ تعالیٰ عطا نہ فرما دے۔

فیض بیکراں:

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس سرہ اور حضرت محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی تمام عرفانی میراث اور سب مراکز روحانی (خانقاہیں) آپ کی تحویل میں آ گئیں تو باد بہاری کے جھونکے آنے لگے اور راہروان جادہ حق اور مستان نعرۂ الست نے افغانستان و خراسان اور برصغیر پاکستان و ہند کے دور و نزدیک علاقوں سے قافلوں کی صورت میں موسیٰ زئی شریف کا رُخ کر لیا۔ ان کے جذب و شوق اور وارفتگی کے نظارہ نے چشم دنیا کو خیرہ کر دیا۔ امراء اور روسائے پاکستان و ہند آپ کے فقر و عرفان کے باجگزار بن گئے اور جناب خان بہادر محمد رب نواز خان، رئیس اعظم موسیٰ زئی شریف، حافظ اسد خان، نواب ملتان خواجگزئی، محمد امتیاز علی خان، محمد منظور علی خان، جاگیرداران بڈھانسی اور نواب زادہ کوٹلہ حضرت اقدس کی نظر کیمیا اثر سے خدا رسیدہ بن گئے۔

اساتذان گرامی شاگردان روحانی بن گئے

جلد ہی متعدد علمائے کرام اور فضلائے عظام آپ کے روحانی کمالات کے خوشہ چین بن گئے اور استادانِ گرامی مثلاً حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد امیر جھنڈویری رحمۃ اللہ علیہ، جن سے آپ نے علوم نقلیہ وعقلیہ اخذ کیے تھے، وہ سلوک ومقامات مجددیہ کی تکمیل میں آپ سے فیض وتوجہات کسب کرنے لگے اور تکمیل وطے منازل کے بعد خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

روحانیت کے سراج منیر

جب کبھی ڈیپ شریف (وادی سون سیکسر ضلع خوشاب) کی خانقاہ شریف میں آپ موسم گرما گزارتے تو علماء ومشائخ خانقاہ شریف کی حدود میں آپ کا ایسا ادب بجالاتے کہ جوتیاں اُتارے برہنہ پا پھرتے اور انہیں ہرگز پہاڑ اور پتھریلی زمین کا خیال نہ آتا۔ یہ صاحبان جتنے دن ڈیپ شریف رہ کر اور رخصت لے کر واپس اپنے گھروں کی طرف جاتے تو کئی میل لمبا راستہ اختیار کرتے اور خانقاہ شریف سے یوں واپس نکلتے کہ پیر روشن ضمیر اور سراج منیر کو پیٹھ نہ ہو جائے:

ادب تاجی ست از لطف الٰہی
بنہہ برسر برو ہر جا کہ خواہی [1]

یعنی ادب لطف الٰہی (کے تاجوں سے) ایک تاج ہے، تو اسے اپنے سر پر رکھ اور جہاں چاہتا ہے چلا جا۔

عظمت روحانیت

جب حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ کی عمر مبارک سترہ سال سات ماہ اور سات

دن تھی۔ عنفوان شباب کا عالم تھا۔ ابھی مسیں بھیگ رہی تھیں۔ آپ کی نوعمری اور منصب ولایت کی رفعت کو دیکھ کر بعض قدیم خدام قلبی خلفشار اور تردد کا شکار ہو گئے۔ مگر پھر وہی لوگ وقائع اور مبشرات دیکھ کر حضرت کے گرویدہ ہو گئے اور اس شمع عرفان پر پروانہ وار نثار ہونے لگے۔ اس سلسلہ میں حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کانپور (ہندوستان) کے رہنے والے تھے اور خانقاہ حسینیہ کے بانی مبانی تھے۔ شیخ کے وصال کے وقت موسیٰ زئی شریف ہی قیام پذیر تھے۔ آپ کو اپنے شیخ سے بے حد والہانہ عقیدت تھی۔ چنانچہ پیر کامل کے فراق کا صدمہ ان کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ پھر خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر جوانی کا عالم تھا۔ اس خیال کے پیش نظر کہ نہ معلوم شیخ کے وصال کے بعد اہل خانقاہ کا رویہ میرے ساتھ کیسا رہے اور یہاں زندگی کس نہج پہ گزرے، تجدید بیعت نہ کی اور کانپور واپس تشریف لے گئے۔ ایک سال تک وہیں قیام کیا۔ اپنے شیخ کی جدائی کا ہر لمحہ سوہان روح تھا۔ آخر الامر حج کا ارادہ کیا اور زیارت بیت اللہ شریف سے دیدہ و دل کا سکون پایا۔ وہاں مکہ مکرمہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید سے ملاقات ہوئی جو باطنی نعمتوں سے سرفراز تھے اور صاحب کشف مشہور تھے۔ حضرت مولانا محمد حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا کہ اس وقت عالم اسلام میں سب سے بڑے عارف کامل کون ہیں؟ اس بزرگ نے کہا کہ میں تمہیں اس بات کا جواب کل دوں گا۔ دوسرے دن جب حضرت مولانا محمد حسین صاحبؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اس وقت صرف دو ہستیاں ہیں جو ولایت و عرفان کے عظیم الشان منصب پر متمکن ہیں۔ ان میں ایک بزرگ مصر میں ہیں جو خاصے معمر ہیں اور دوسرے بزرگ ہندوستان میں ہیں جو ہنوز نوعمر ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد حسین کانپوری صاحبؒ حج سے فارغ ہونے کے بعد حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خانقاہ (احمدیہ سعیدیہ) موسیٰ زئی حاضر ہوئے۔ اب حضرت خواجہ کے روئے انور پر ریش مبارک بھی بڑھ آئی تھی۔ آپ نے مولانا محمد حسین صاحب کو دیکھ کر فرمایا:

''وت چھوہراں دے وس پے گئے او''

یعنی پھر آپ لڑکوں کے سپرد ہو گئے ہیں۔

ترویج سلسلہ

حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ نے خود بھی مقامات عالیہ مجددیہ میں وہ عروج حاصل کیا کہ اس پر مشائخ وقت رشک کرتے تھے۔ آپ نے اپنے متوسلین کو بھی ان مقامات پر پہنچایا کہ وہ خواب و خیال میں بھی ان کا تصور نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ طلبگاران حق اور فدا کاران سنت مصطفوی صلّی اللہ علیہ وسلّم قندھار، کابل، بخارا، ترکستان اور بلاد اسلامیہ سے معرفت الٰہی کے حصول کے لیے حضرت کی خدمت میں آتے تھے اور سلسلہ عالیہ کی نسبت اور کمالات حاصل کرتے تھے۔ آپ نے جس خلوص، ہمدردی اور جاں نوازی سے ان کی تربیت فرمائی اور انہیں اصلاح ظاہر و باطن۔ سے نوازا اس کی نظیر شاید ہی چشم فلک نے کہیں دیکھی ہو۔

کتب خانہ عظیم

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کو عربی، فارسی اور دیگر علوم دینیہ پر کافی عبور تھا۔ نیز آپ کو اعلیٰ درجہ کی علمی و ادبی کتب کا بہت شوق تھا۔ لہٰذا بلاد اسلامیہ سے آنے والے حضرات اکثر و بیشتر اپنے ہمراہ مختلف اسلامی مطبوعات اور نادر کتب لاتے تھے۔ چنانچہ بلا مبالغہ موسیٰ زئی شریف میں آپ کا کتب خانہ نوادر علمی کا ایک بیش بہا خزانہ تھا جس میں اسلامی تہذیب و ثقافت، علم و ادب، تصوف اور دیگر موضوعات پر بیشمار کتب موجود تھیں۔[۱۱]

اصلاح حال و بندہ نوازی

ایک افغان مدت دراز سے حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتا تھا۔ اس کے ذمہ گھوڑوں کو چارہ ڈالنا اور تھان کی صفائی کرنا تھا۔ اپنی خدمت کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے وہ گھوڑوں کی لید اپنے دامن میں بھر لیتا تھا اور صفائی کا کام اس وقت شروع کرتا جب حضرت کا گزر خانقاہ شریف سے حویلی کی طرف ہوتا مگر حضرت نے کبھی اس کے حال کی طرف توجہ نہ فرمائی اور اس کی محنت و مشقت سے ہمیشہ صرف نظر فرماتے رہے۔ ایک

دن مسجد میں آپ نے ایک چٹائی کو دیکھا جو نہایت مناسب و موزوں انداز کے ساتھ مرتب ہوئی تھی۔ آپ نے پوچھا یہ خدمت کس نے انجام دی ہے؟ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ حضور کے فلاں دیرینہ خادم افغان نے اسے مرمت کیا ہے۔ آپ بے حد مسرور ہوئے اور اس مسرت و کیف کے عالم میں اس کے حال پر چشمِ التفات ڈالی، جس نے اس کا دامن عرفان خداوندی سے بھر دیا۔ پہلے عمل سے ریا کی بو آتی تھی لہٰذا وہ اکارت گیا اور دوسرے سے اخلاص نیت کی خوشبو پھوٹتی تھی، اس لیے رحمت الٰہی اور سعادت دارین کا موجب بن گیا۔[۱۲]

خانقاہوں کی وسعت اور تعمیر جدید

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف:

آپ نے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کو زائرین و واردین کی سہولت و آرام کی خاطر بے حد وسیع کرایا۔ زائرین مریدین اور اپنے خدام اور ذاکرین درویشوں کے لیے خانقاہ شریف کی مسجد کے پیچھے ایک بڑی سرائے بنوائی جس میں پندرہ سولہ کمرے تھے اور اپنے صاحبزادگانِ گرامی اور علمائے عظام کے لیے دو پختہ کمرے اور چھ دری پختہ، متصل مسجد دائیں طرف بنوائی اور ایک وسیع کتب خانہ اور ذکر و توجہ کی ہمیشگی کے لیے ایک عالی شان بنگلہ اور لنگر خانہ شریف تعمیر کرایا تھا، جن میں روزانہ پانچ سو سے بھی زیادہ زائرین و واردین اور خلفائے عظام اور علمائے کرام کے طعام و قیام کا بندوبست ہوتا تھا۔

خانقاہ عثمانیہ سراجیہ ڈیپ شریف کی تعمیر و مرمت

وادی سون سیکسر ضلع خوشاب کے پہاڑ میں واقع یہ خانقاہ جسے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے بنوایا تھا، سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے متوسلین کے لیے ایک عظیم روحانی درس گاہ رہی ہے۔ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ نے اپنے زمانے میں اس خانقاہ کی تعمیر میں وسعت فرمائی اور اس کے قدیم روحانی آثار کی مرمت کرائی۔ زائرین اور درویشوں کی کثیر آمد

کے پیش نظر کئی مکانات اور ایک وسیع مسجد تعمیر کرائی اور آبنوشی اور طہارت وضو کے لیے چاہ عثانی کی تعمیر کرائی جس کی بلندی ایک سو بیس فٹ ہے۔ اس کی دیواریں گھڑے ہوئے پتھروں اور پختہ چھوٹی اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں اور مٹی کی جگہ ان دیواروں کی چنائی چونہ اور گیرو سے کروائی گئی ہے۔ جناب قاضی قمر الدین صاحبؒ کے زیر اہتمام چکڑالہ ضلع میانوالی کے مستری نوراحمد، حاجی نور محمد اور مستری فیض اللہ کو چاہ عثانی کی تعمیر کی سعادت نصیب ہوئی:

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یعنی یہ سعادت زور بازو سے نصیب نہیں ہوتی جب تک کہ بہت بخشنے والا خدا عطا نہ فرمائے۔

بعد ازاں حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے رہٹ بنوایا اور ایک سانڈ جوت کر نیچے سے پانی اوپر آتا اور ساتھ ہی ایک بڑے پختہ حوض میں پہنچتا، جس کی تعمیر میں لمبی لمبی پختہ اینٹیں اور چونہ وگیرو استعمال کیا گیا۔ اس کا فرش آج بھی باقی ہے۔ حوض سے پانی آگے مسجد شریف اور لنگر خانے کو مٹی کی پختہ نالیوں کے ذریعے پہنچتا اور اس سے محل سرائے، مسجد شریف اور لنگر خانے کی ساری ضرورتیں پوری ہوتی تھیں۔ یہ ایسی طبع دار اور نادر واٹر سپلائی کا نمونہ تھا، جس کا تصور آج ترقی یافتہ دور میں ایسی جگہ اس سے بہتر نہیں کیا جا سکتا اور اہل اللہ کی قوت ایمانی اور فراست روحانی کا اعجاز ہی تو تھا کہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس وادی میں خانقاہ عثمانیہ شریف کو واردین، زائرین اور متوسلین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے لیے ظاہری اور باطنی اعتبار سے خلد برین کا نمونہ بنا دیا تھا:

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد[۱۳]

یعنی جنت ایسی جگہ ہے کہ اس میں کوئی دُکھ نہیں ہوگا اور کسی کو کسی سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔

فصل چہارم:

فضائل وخصائل

موسم گرما کے دوران مختلف سفر

موسم گرما میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (بانی خانقاہ احمدیہ سعدیہ موسیٰ زئی شریف) قندھار (افغانستان) تشریف لے جاتے تو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی اور حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمہما اللہ بھی آپ کے شریک سفر ہوا کرتے تھے لیکن بعد میں پاسپورٹ وغیرہ کے حصول کا مسئلہ پیدا ہو گیا اور ہر دو حکومتوں میں حسب سابق داخلہ پر پابندیاں عائد کردی گئیں۔ اس کے پیش نظر حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ اکثر تین چار سو عقیدت مندوں کی معیت میں ایبٹ آباد تشریف لے جاتے، وہاں بڑے وقار و تمکنت کے ساتھ موسم گرما ایک ریسٹ ہاؤس میں گزارتے، جسے آپ کرایہ پر لے لیتے تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ ایبٹ آباد تشریف لے گئے تو کسی شخص نے وہاں کے انگریز ڈی سی کے پاس مخبری کے طور پر کہا کہ ریسٹ ہاؤس میں فقیروں کی ایک جماعت مدت مدید سے مقیم ہے۔ ان کے مصارف کلی طور پر ذاتی ہیں پھر وہ کسی کی دعوت بھی قبول نہیں کرتے۔ اس سلسلہ میں شہر کے افسر مجاز کو ان حضرات کے مصارف اور ذرائع آمدن کے بارے میں تحقیق و تفتیش کرنی چاہیے۔ چنانچہ ڈی سی بذات خود حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعوت کی پیشکش کی۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا: "آپ کی دعوت اس شرط پر قبول کی جا سکتی ہے کہ جب تک ہم یہاں قیام کریں ہر روز صبح و شام کا کھانا آپ ہماری طرف سے بھی قبول کریں۔ یہ کھانا حسب منشا آپ کی رہائش گاہ پر ہماری طرف سے پہنچ جایا کرے گا۔" یہ سننے کے بعد انگریز افسر بھونچکا سا رہ گیا اور ندامت و خجالت کے ساتھ اُٹھ کر چلا آیا۔

مقام استغنا

جن دنوں آپ ایبٹ آباد میں قیام پذیر تھے۔ایک فوجی افسر نے ہدیہ کے طور پر پھلوں کی ایک ٹوکری آپ کی خدمت اقدس میں پیش کی۔آپ نے اسے قبول فرمایا۔بعدازاں یہ التزام فرمایا کہ ہر روز عمدہ پھلوں کی ایک ٹوکری اس فوجی افسر کے گھر بھیج دیا کرتے تھے۔چند روز کے بعد فوجی افسر نے عجز و نیاز کے ساتھ یہ عرض کی کہ حضور! آپ میرے لیے یہ زحمت نہ فرمایا کریں۔

شان توکل

حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ فقیر اپنے والد صاحب سے کچھ حاصل نہیں کر سکا۔البتہ ان کے فیضان صحبت سے میرا دل دنیوی امور کے بارے میں کبھی مشوش نہیں ہوا اور ساتھ ہی قلب سے محبت دنیا کلی طور پر نکل گئی ہے۔اس خیال سے کبھی تردد نہیں ہوا کہ اس قدر سینکڑوں کی تعداد میں آنے والے عقیدت مندوں کا انتظام اور ان کے اسباب خورد و نوش کہاں سے میسر آئیں گے؟ بس ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کے بعد وہ طمانیت قلب نصیب ہوئی ہے جسے حادثات روزگار کبھی زائل نہیں کر سکتے۔

وقار و تمکنت

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (خلیفہ و جانشین حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ، بانی خانقاہ سراجیہ، کندیاں، ضلع میانوالی اور اسی خانقاہ شریف کے موجودہ سجادہ نشین مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب۔مدظلہ العالی کے پیر و مرشد) فرمایا کرتے تھے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تین ہستیاں ایسی گزری ہیں جو عظمت و وقار اور شان و شوکت میں بے مثال تھیں۔ان میں سب سے پہلے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ) کا نام نامی آتا ہے کہ امرائے وقت اور وزرائے عہد سب کے سب آپ

کے نیاز مند تھے اور اہل ثروت آپ کے جاہ وجلال سے لرزہ براندام رہتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ) نے ان کا درج ذیل ملفوظ نقل فرمایا ہے:

"اگر من شیخی کنم، ہیچ شیخے در عالم مرید نیابد، اما مرا کار دیگر فرمودہ اندو آن ترویج شریعت وتائید ملت است۔"

یعنی اگر میں پیری مریدی شروع کردوں تو دنیا میں کسی پیر کو کوئی مرید نہ ملے لیکن میرے سپرد جو کام ہے وہ جداگانہ نوعیت کا ہے اور وہ شریعت کی ترویج اور ملت کی تائید ہے۔

دوسرے حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۹۶ھ) تھے جو قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۷۹ھ) کے صاحبزادے اور سجادہ نشیں تھے۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر (۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) کے نام آپ کے متعدد مکاتیب موجود ہیں۔ آپ کی کرم گستری اور فیض رسانی زبان زد خلائق تھی۔ آپ کے مریدوں اور خلفاء کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔

تیسری عظیم الشان ہستی حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین (خانقاہ احمدیہ سعیدیہ) موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) تھے۔ آپ کے آستانہ عالیہ پر تین سو سے چار سو تک متوسلین اور ارادتمند اکثر موجود رہتے تھے۔ شاہانہ طور پر تقسیم لنگر، داد ودہش اور عطاو نوال کا بازار گرم رہتا تھا۔ تمام مہمانوں کو خورد ونوش کا سامان وافر مہیا کیا جاتا تھا۔ بایں ہمہ آپ بے غرض اور بے نفس تھے۔ عقیدت مندوں کی یہ تعداد سفر وحضر دونوں صورت میں یکساں رہتی تھی۔ قافلے کی شکل میں روانہ ہوتے جس میں اکثر وبیشتر سوار بھی ہوتے تھے۔ کسی اہل دنیا کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ دوران سفر سارے کا سارا انتظام حضرت خواجہ کا ذاتی ہوتا تھا:

ع: خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

یعنی توکل کرنے والی ہستیوں کی ضرورتوں کو خدا خود پورا فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (سورہ الطلاق ۳)

یعنی اور جو اللہ تعالیٰ پر متوکل ہو جائے پس وہ اس کے لیے کافی ہے۔

چنانچہ آپ کے زمانے میں ہر خاص و عام کی زبان پر یہ گفتگو رہتی تھی کہ اگر حضرت خواجہ چند سال مزید زندہ رہے تو کوئی شیخ طریقت ان کے عہد میں مسند آرائی نہ کر سکے گا۔ [۱۴]

حج بیت اللہ شریف

حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ انور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق آپ کے دل میں موجزن تھا۔ آخر وہ دن نصیب ہوا۔ آپ نے پہلی بار شوال ۱۳۲۴ھ/ نومبر ۱۹۰۶ء میں سفر حج اختیار فرمایا۔ آپ کا قافلہ پینتالیس اونٹوں پر مشتمل تھا اور ۳۶ آدمی آپ کے شریک سفر تھے۔ اس سفر حج میں آپ پر اور آپ کے طفیل میں آپ کے ساتھیوں پر جو فیوضات اور کیفیات طاری ہوئیں وہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہی جذب وشوق میں مدہوش ہو گئے۔ تاجدارِ مدینہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بن کر جو کچھ اپنے پاس تھا، سب غربا و مساکین میں تقسیم فرما دیا۔

ایک روز غسل فرمایا روضہ انور پر حاضر ہوئے۔ وہاں کے خدام سے گفتگو فرمائی اور بعد ازاں پہلا لباس بدل کر اس کی جگہ نیا عربی طرز کا لباس زیب تن فرمایا۔ دائیں بازو پر آستین لٹکائی اور ایک موم بتی جلا کر اپنے ہاتھ میں تھامی اور پھر روضہ انور میں داخل ہوئے اور بعد ازاں جناب باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر روضہ مبارک سے فیض و برکات حاصل کرنے لگے۔ دعا اور گریہ زاری میں کافی دیر تک مشغول رہے۔ پھر نہایت ادب و احترام کے ساتھ وہاں سے تشریف لائے، اپنا اتارا ہوا لباس پہن لیا اور نیا عربی لباس روضہ انور کے خدام کو واپس دے دیا اور ان خدام کا نہایت مؤدبانہ طور پر شکرانہ ادا کیا۔ آپ کے شریک سفر اور عقیدتمند ملا صدور نے دو روپے کی کھجوریں خرید کر شکرانے کے طور پر غربا میں تقسیم کیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت اقدس کو اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔ بتی جلانے کا مقصد یہ تھا کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے ایک خادم کی حیثیت سے خود کو پیش کیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ [۱۵]

دوسرا حج مبارک

حضرت خواجہ سراج الدین قدس نے بعد ازاں بھی حج کی سعادت پائی اور اس سفر میں حضرت مولانا ابو السعد خان رحمۃ اللہ علیہ (بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی) اور دیگر ارادت مند بھی شریک تھے۔[16]

حضرت خواجہ کی بے مثال شفقت

حضرت خواجہ کا ڈبہ (ریل) کراچی تک کے لیے ریزرو تھا اور اس سے ملحقہ ڈبے میں آپ کے تمام مرید بیٹھے ہوئے تھے۔ کراچی پہنچنے پر گارڈ نے حکم دیا کہ حضرت خواجہ کے ملحقہ ڈبہ کو علیحدہ کر کے عازمین حج کو قرنطینہ میں بھیجا جائے۔ جب ریلوے ملازمین ڈبے کو علیحدہ کرنے لگے تو حافظ محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو حضرت خواجہؒ کے صاحبزادگان کے استاد تھے، حضرت خواجہؒ سے عرض کیا کہ قیامت کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے لیکن ہمیں تو قیامت آج ہی نظر آ رہی ہے کہ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یعنی اور گنہگارو! آج الگ ہو جاؤ۔ سورہ یٰسین ۵۹) کے تحت ہمیں آپ سے جدا کیا جا رہا ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے ریلوے حکام سے کہا کہ میری جماعت کے کسی فرد کو قرنطینہ میں نہ بھیجا جائے۔ چنانچہ کسی نے آپ کے مریدوں سے کچھ تعرض نہ کیا۔ سبحان اللہ! حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی رأفت و شفقت نے یہ گوارا نہ کیا کہ آپ کے مریدوں کو ان سے کسی مقام پر علیحدہ رکھا جائے:

من از تو ہیچ مرادے دگر نمی خواہم
ہمین قدر بکنی کز خودم جدا نکنی[17]

یعنی میں آپ سے اور کوئی مراد نہیں مانگتا، بس یہی کر دیں کہ مجھے خود سے جدا نہ کریں۔

فصل پنجم:

وصال مبارک وپسماندگان کرام وجانشین معظم

وصیت نامہ

آپ نے اپنے وصال مبارک سے تقریباً دس سال پہلے یہ وصیت نامہ تحریر کرایا:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بعد حمد الہ کردگار ودرود بر نبی مختار سردار مرسلین مخفی مباد بر حضرات قبلہ عالم حاجی الحرمین الشریفین سمی ذی النورین حضرت شیخی ووالدی قدس سرہ الاقدس قبل از ارتحال ووصال بروز پنجشنبہ بتاریخ نوز دہم شوال ۱۳۱۱ھ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کہ بعد ازیں تاریخ تا عرصہ دوسال و دہ ماہ تخمینا بقید حیات بودند وآفتاب ارشاد ایشان تابان بود۔ در جمع عام کہ دران مجمع خلفائے عظام ایشان امثال حضرت لعل شاہ صاحب و جناب مولوی محمود شیرازی صاحب و حضرت میران صاحب قلندر سلمہ اللہ تعالیٰ و جناب مولوی حسین علی صاحب وغیر از خلفا علماء وامرا حاجی قاضی قمر الدین صاحب وحاجی قلندر خاں صاحب ومحمد رب نواز خان صاحب ومحمد ارسلا خان صاحب حاضر بودند، جمیع اشیاء مملکولہ وموقوفہء خود را وموقوفہء جناب حاجی صاحب حاجی دوست محمد صاحب قدس سرہ الاقدس را کہ در تولیت ایشان بود، بتملیک وتولیت ماہرسہ برادران کردند وسپردنمودند۔ چون عزیزین محمد بہاء الدین صاحب ومحمد سیف الدین صاحب ہر دو نابالغ بودند، لہٰذا این فقیر حقیر را وصی ہر دو مرحومین نیز ساختند۔ قضارا عزیزی محمد سیف الدین مرحوم در صغر سن ارتحال کردند وعزیزی محمد بہاء الدین مرحوم بسن بلوغ رسیدہ وقدر معتد از علوم ظاہریہ وکسب سلوک نیز نمودہ ودر جمیع امور وتصرفات تولیت وغیرہ اختیار خود را تا حین انتقال در اختیار فقیر کردہ۔ چون این عزیز نیز مثل برادر عزیز خرد سفر آخرت اختیار نمود وپسر او پسرش عزیزی محمد علاء الدین سلمہ اللہ تعالیٰ واطال عمرہ واعطاہ علماً نافعاً یتیم ماند۔ وتا این وقت مال از ہر قسم

واثاث البیت ومکانات کہ تفصیل این ہا وقیمت ہر یک چیز در فہرست علیحدہ مندرجست ومسلک این بود، چونکہ بہ مقتضائے حکم شریعت بغیر تقسیم مال متروکہ عزیزی محمد سیف الدین مرحوم واعزی محمد بہاء الدین مغفور چارہ نیست، تاکہ بقدر اران مال متروکہ مذکورہ بالا حق حصہ رسد، دادہ شود۔ تاکہ بعد ازین تصرف در مال آن دریتیم کہ از عزیزی محمد بہاء الدین مرحوم بدست این فقیر رسیدہ بوجہ غیر مشروع بعرصہ ظہور نیاید ونیز دیگر حصہ داران رادر حصہ خود وتصرف نمودن دروے اختیارگی باشد۔ لہٰذا مال متروکہ ہر قسم را اوّل روبروئے گواہان از کسان کہ در قیمت کردن چیز ہا بصیرت تام دارند، قیمت کنانیدہ وحتی الامکان احتیاط را در قیمت کنانیدن ہر شی مذکور از دست ندادہ۔ بعد ازان بطریق وراثت حصہ نقدی محمد بہاء الدین مرحوم ومحمد سیف الدین مغفور رادر تقسیم آوردہ، چنانچہ حصہ حضرت والدہ معظّمہ وہمشیرہ عزیزہ بایشان دادہ شدہ۔ باقی ماندہ حصہ عزیزی محمد علاء الدین سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہٗ بطور حفاظت وتولیت نزد فقیر محفوظ است۔ وقتی کہ بسن رشد وبلوغ خواہد رسید، حوالہ او کردہ خواہد شد۔ پس چونکہ حصہ مستحقین روبروئے گواہان معتبر معین ومقرر وجدا کردہ شد، پس در ماقبی ہیچ کس را حق ملک وتولیت نماند، البتہ عزیزی محمد علاء الدین سلمہ اللہ وابقاہ بعد از بلوغ اگر موافق طریقہ حضرات کبار قدسنا اللہ تعالیٰ باسرار ہم ماند ورضائے خود را در جمیع امور تابع رضائے فقیر ساخت وشرکت را نیز خواست، فقیر را در شرکت عزیز موصوف ہیچ دریغ نیست......

پس فقیر درین صورت از شریک ساختن عزیزی مذکور مجبور خواہد بود۔ پس ہمون حصہ او کہ علیحدہ کردہ نہادہ شد، حوالہ او نمودہ بری الذمہ خواہد شد۔

پوشیدہ نماند در قیمت ہر شئی ماسوائے مال شتران چہ از قسم زمین واثاث البیت ومکانات و چہ از مال گاوے را کہ بالکل قلیل است وتا زمان معہود حفاظتش از فقیر ممکن نبود، کردہ حصہ نقدی معین وجدا کردہ شد۔ این ہم نظر بر حال حصہ عزیزی محمد علاء الدین طال عمرہ کردہ شد، کہ فقیر را ہم بر زندگانی خود اعتمادی نیست وعزیزی محمد علاء الدین طال عمرہ نہایت خورد سالہ است و تارسیدن بسن بلوغ سالہا باید واین مال ومتاع واثاث البیت اکثر بوسیدہ وخراب خواہد شد۔ زیادہ ازین شفقت متصور نیست کہ حصہ نقدی برائے این عزیز نہادہ شود وبغیر این امر کہ کردہ

شد، چارہ نبود وفقیر را ہم تصرف وخرچ نمودن در مال مشترک خیلے دشوار بود۔ پس تقسیم کردن و حصص را جدا نمودن از اہم مہمات آمد وعلاوہ حصہ ٔ نقدی معینہ برائے عزیزی موصوف مکانیکہ جناب حضرت والدی قدس سرہ الاقدس برائے عزیزی محمد بہاء الدین مرحوم در خانقاہ شریف موسیٰ زئی، قریب دروازہ کلان، جہت شرقی بر دروازۂ آن مکان نیز سمت شرقی واقع است بمع یک کوٹھہ دیگر کہ از کلان قدری خورد است بنا کنانیدہ بودند، بنام محمد علاء الدین طال عمرہ معین کردہ شد و نیز یک مکان در خانقاہ شریف سون جہت غربی برائے عزیزی موصوف متعین نمودہ شد، چونکہ قیمت مکان مشترکہ بسیار بود، پس در ین ہر دو جا آنچہ حصہ عین از قدر مکان ایشان زائد بود، در حصہ ایشان داخل کردہ شد، چنانچہ در فہرست مفصل است و دیگر جملہ مکانات بجز خانہائے کہ در خانقاہ شریف خراسان واقع اند و تا ہنوز مشترک افتادہ اند، در ملک فقیر اند، چہ مکانیکہ ہمشیرہ عزیزہ دران سکونت میدارند و چہ غیر آن۔ پس ہیچ کس را تعلق در ہیچ چیز نماندہ و بعد از تقسیم متروکہ عزیزی محمد سیف الدین مرحوم ہمشیرہ مرحومہ را جناب مولوی محمود شیرازی صاحب ہمراہ خود بہ ہندوستان بردند و عزیزہ حصہ خود را اینجا گذاشتہ بود، بقضائے الٰہی ہمشیرہ مرحومہ درانجا راہی دار البقاء گشتند و امسال در ماہ صفر ۱۳۲۳ ہجری جناب مولوی محمود شیرازی صاحب مع ہر دو فرزندان خود اعنی عزیزی محمد معصوم و محمد صادق وارد خانقاہ شریف موسیٰ زئی گشتند۔ حصہ ہمشیرہ عزیزہ را بطور وراثت بایشان منتقل می گشت، از فقیر استیفا نمود، بران قابض گشتند، چنانچہ رسید مرقومہ بدستخط جناب مولوی صاحب موصوف شامل کاغذات است۔

مؤرخہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۲۳ھ (۱۸/۔اپریل ۱۹۰۵ء)

کاتب الحروف قاضی نور محمد عفی عنہ، سکنہ موسیٰ خیل، ضلع میانوالی۔

فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ بقلم خود

(مہر)

آنچہ بزرگان نوشتہ اند، صادق است

میر اؔ گواہ غریب مسکین بقلم خود

ارسلا خان بقلم خود　　　عبد الغفار عفی عنہ بقلم خود

العبد حاجی قلندر خان گنڈاپور، بقلم خود   العبد فانا محمد رسول...... بقلم خود
عیسیٰ خان بقلم خود

ترجمہ: ''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ پروردگار کی حمد اور نبی مختار سردار الانبیاء (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود کے بعد......

حضرات پر مخفی نہ رہے کہ جہان کے قبلہ حاجی حرمین شریفین، ہمنام ذوالنورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے شیخ اور والد (بزرگوار) حضرت قدس سرہ الاقدس نے اپنی رحلت اور وصال سے پہلے جمعرات کے روز مورخہ ۱۹ شوال ۱۳۱۱ھ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) جس تاریخ کے بعد آپ تقریباً دو برس اور دس ماہ زندہ رہے اور آپ کے ارشاد کا آفتاب روشن رہا، ایک مجمع عام میں، جس مجمع کے اندر آپ کے بڑے بڑے خلفاء مثلاً حضرت لعل شاہ صاحبؒ، جناب مولوی محمود شیرازی صاحبؒ، جناب میران صاحب قلندر سلمہ تعالیٰ، جناب مولوی حسین علی اور خلفاء کے علاوہ علماء اور امراء حاجی قاضی قمر الدین صاحب، حاجی قلندر خان صاحب، محمد رب نواز خان صاحب اور محمد ارسلا خان صاحب (بھی) حاضر تھے۔ اپنی تمام مملوکہ اور موقوفہ اشیاء، اور جناب حاجی صاحب حاجی دوست محمد صاحب (قندھاری) قدس سرہ الاقدس کی موقوفہ، جو ان کی ملکیت میں تھیں، ہم تین بھائیوں کی ملکیت اور تولیت میں دے دیں اور (ہمارے) سپرد فرما دیں۔ چونکہ (فقیر کے) دو عزیز (بھائی) محمد بہاء الدین صاحب اور محمد سیف الدین صاحب دونوں نابالغ تھے، لہٰذا (والد بزرگوار نے) فقیر حقیر کو ان دونوں مرحومین کا وصی بھی بنا دیا۔ قضا سے میرے پیارے (بھائی) محمد سیف الدین مرحوم صغر سنی میں رحلت فرما گئے اور میرے پیارے (بھائی) محمد

بہاء الدین مرحوم سن بلوغت کو پہنچے اور انہوں نے اپنے انتقال تک اپنے تمام معاملات اور تولیت کے حقوق وغیرہ کا اختیار فقیر کو دیا۔ چونکہ اس پیارے (بھائی) نے بھی چھوٹے پیارے بھائی کی طرح سفر آخرت اختیار کیا اور ان کے بیٹے میرے پیارے محمد علاء الدین سلمہ اللہ تعالیٰ واطال عمرہ واعطاہ علماً نافعا (اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے، ان کی عمر لمبی فرمائے اور انہیں نافع علم عطا فرمائے) یتیم رہ گئے۔ اس وقت تک ہر قسم کا مال، گھر کا سامان اور مکانات، جن کی تفصیل اور ہر چیز کی قیمت علیحدہ فہرست میں درج ہے اور اس (وصیت نامہ) کے ساتھ منسلک ہے۔ چونکہ حاکم شریعت کے تقاضا سے میرے پیارے (بھائی) محمد سیف الدین مرحوم اور میرے نہایت عزیز (بھائی) محمد بہاء الدین مغفور کے متروکہ مال کی تقسیم سے چارہ نہیں، تاکہ مذکورہ بالا متروکہ مال کے وارثوں کا جو حق بنتا ہے، وہ ان کو دے دیا جائے۔ تاکہ اس کے بعد میرے پیارے (بھائی) محمد بہاء الدین مرحوم سے تصرف کا جو حق اس فقیر کے ہاتھ میں آیا ہے، وہ اس دریتیم (محمد علاء الدین صاحب) کے مال میں غیر شرعی طور پر ظہور پذیر نہ ہو۔ نیز دوسرے حصہ داروں کو اپنے حصہ اور اس میں تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ لہٰذا ہر قسم کے متروکہ مال کی پہلے ایسے گواہوں کے روبرو، جو چیزوں کی قیمت لگانے میں مکمل بصیرت رکھتے ہیں، قیمت لگوائی گئی اور حتی الامکان مذکورہ ہر چیز کی قیمت لگانے میں احتیاط برتی گئی ہے۔ اس کے بعد محمد بہاء الدین مرحوم اور محمد سیف الدین مغفور کی نقد وراثت کے حصہ کو تقسیم کیا گیا، چنانچہ حضرت والدہ معظمہ اور ہمشیرہ عزیزہ کا حصہ ان کو دے دیا گیا ہے۔ باقی میرے عزیز محمد علاء الدین سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ کا حصہ حفاظت اور تولیت کے لحاظ سے فقیر کے پاس محفوظ ہے۔

جب وہ سن رشد اور بلوغ کو پہنچیں گے تو (وہ) ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔ سو چونکہ مستحقین کا حصہ معتبر گواہوں کے روبرو معین، مقرر اور الگ کیا گیا ہے، پس باقی بچنے والے (مال) میں کسی آدمی کی ملکیت اور تولیت کا حق نہیں رہا۔ البتہ میرے عزیز محمد علاء الدین سلمہ اللہ وابقاہ بلوغت کے بعد اگر حضرات کبار قدسناء اللہ تعالیٰ باسرارہم (اللہ ہمیں ان کے رازوں کے ساتھ پاکیزہ بنائے) کی روش کے مطابق رہے اور انہوں نے اپنی رضا کو تمام کاموں میں فقیر کے تابع بنایا اور نیز شرکت چاہی، تو فقیر کو عزیز موصوف کی شرکت میں کوئی دریغ نہیں ہوگا......

پس اس صورت میں مذکورہ اپنے عزیز کو شریک بنانے سے فقیر مجبور (معذور) ہوگا۔ سو ان کا وہی الگ کر کے رکھا جانے والا حصہ ہوگا، ان کے حوالہ کر کے (فقیر) بری الذمہ ہو جائے گا۔

پوشیدہ نہ رہے کہ اونٹوں کے مال کے علاوہ ہر چیز کی قیمت، خواہ وہ زمین، گھریلو سامان اور مکانات کی قسم سے ہو، یا گائے کے مال سے ہو، جو کہ بالکل کم ہے، اور عہد کیے گئے زمانے تک اس کی حفاظت کرنا (بھی) فقیر کے لیے ناممکن ہے۔ اس کا حصہ بنا کر، نقدی (کی صورت میں) معین اور الگ کر دیا گیا ہے۔ یہ بھی اپنے عزیز محمد علاء الدین طال عمرہ کے حصہ پر نظر (شفقت) کرتے ہوئے کیا گیا ہے، کیونکہ فقیر کو اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں ہے اور میرے عزیز محمد علاء الدین طال عمرہ بہت کم عمر ہیں اور ان کے سن بلوغت کو پہنچنے کے لیے کئی سال درکار ہیں اور (اس وقت تک) یہ مال ومتاع اور گھریلو سامان اکثر بوسیدہ اور خراب ہو جائے گا۔ اس سے زیادہ شفقت کا تصور نہیں ہے کہ نقدی (کی صورت میں) حصہ اس عزیز کے لیے رکھ دیا جائے اور بغیر اس امر کے، جو کیا گیا ہے، کوئی چارہ نہ تھا۔ فقیر کو بھی مشترکہ مال کے تصرف اور

خرچ کرنے میں زیادہ دشواری تھی۔ سو تقسیم کرنے اور حصوں کی علیحدگی کو انتہائی ضروری سمجھا گیا اور نقدی (کی صورت) میں معین حصہ کے علاوہ اپنے عزیز موصوف کے لیے وہ مکان جو میرے والد (بزرگوار حضرت) قدس سرہ الاقدس نے میرے عزیز محمد بہاء الدین مرحوم کے لیے خانقاہ شریف موسیٰ زئی میں، بڑے دروازے کے قریب، اس مکان کے دروازے کی مشرقی سمت، مشرق کی ہی طرف واقع ہے مع ایک دوسرے کمرے کے، جو بڑے سے قدرے چھوٹا ہے، بنوایا تھا۔ (یہ بھی) محمد علاء الدین طال عمرہ کے نام معین کیا جاتا ہے، نیز ایک مکان خانقاہ شریف سون میں میرے عزیز موصوف کی مسافرت کے لیے متعین کیا گیا ہے، چونکہ مشترکہ مکان کی قیمت زیادہ تھی۔ پس ان دونوں مقامات میں جو اصل حصہ ان کے مکان کی (حقیقی) مقدار سے زیادہ تھا، وہ (بھی) ان کے حصہ میں داخل کر دیا گیا ہے، جیسا کہ فہرست میں اس کی تفصیل (درج) ہے۔

دوسرے تمام مکانات، سوائے ان گھروں کے جو خانقاہ شریف خراسان میں واقع ہیں اور ابھی تک مشترکہ رہے ہیں، وہ فقیر کی ملکیت میں ہیں، خواہ وہ مکان، جس میں ہمشیرہ عزیزہ سکونت رکھتی ہیں اور خواہ اس کے علاوہ۔

پس (اب) کسی آدمی کا کسی چیز میں تعلق نہیں رہا اور میرے عزیز محمد سیف الدین مرحوم کے متروکہ کی تقسیم کے بعد ہمشیرہ مرحومہ کو جناب مولوی محمود شیرازی صاحب اپنے ساتھ ہندوستان لے گئے اور اس پیاری (بہن) نے اپنا حصہ اسی جگہ (خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں) رکھا تھا۔ قضائے الٰہی سے ہمشیرہ مرحومہ وہاں (ہندوستان میں) دار البقا کی جانب رحلت فرما گئیں اور اس سال ماہ صفر ۱۳۲۳ھ میں جناب مولوی محمود شیرازی صاحب اپنے دو صاحبزادوں، میرے پیارے محمد معصوم

اور محمد صادق کے ہمراہ خانقاہ شریف، موسیٰ زئی میں وارد ہوئے ہیں، پیاری ہمشیرہ کا حصہ وراثت کے طور پر ان کو منتقل کیا جاتا ہے، فقیر سے پورا لے کر وہ اس کے مالک بن گئے ہیں، جس طرح کہ مولوی صاحب موصوف کے دستخط سے لکھی ہوئی رسید کاغذات میں شامل ہے۔

مؤرخہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۲۳ھ (۱۸/ اپریل ۱۹۰۵ء)

کاتب حروف قاضی نور محمد عفی عنہ، سکنہ موسیٰ خیل، ضلع میانوالی۔

فقیر حقیر ناچیز محمد سراج الدین عفی عنہ بقلم خود

(مہر)

جو کچھ بزرگوں نے لکھا ہے، وہ صحیح ہے۔ میرا گواہ غریب مسکین بقلم خود۔

ارسلا خان بقلم خود — عبدالغفار عفی عنہ بقلم خود

العبد حاجی قلندر خان گنڈاپور بقلم خود — العبد فانا محمد رسول...... بقلم خود

عیسیٰ خان بقلم خود

وصال مبارک:

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ اٹھارہ سال تک مسند ارشاد پر متمکن رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے ایک عالم کو رشد و ہدایت سے نوازا۔ شریعت مطہرہ کی ترویج میں شب و روز کوشاں رہے۔ سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ترویج و اشاعت میں بے مثال خدمات انجام دیں اور ملت اسلامیہ کو سعادت دارین سے ہم کنار فرمایا۔ آپ نے پینتیس سال عمر مبارک پائی۔ زندگی کے آخری ایام میں ورم امعاء کا عارضہ لاحق ہوا۔ حکیم حافظ محمد اجمل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دہلی شریف میں زیر علاج رہے اور بروز جمعۃ المبارک ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ/ ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء کو عین شباب میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے اور والد ماجد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں آخری آرام گاہ پائی:

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کیے

قطعات تاریخ وفات شریف:

حضرت خواجہ قدس سرہ کی وفات حسرت آیات نے ایک عالم کو اندوہگین بنا دیا۔ بعض متوسلین نے قطعات تاریخ وصال لکھے۔ حضرت مولانا حکیم عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل قطعہ نظم فرمایا۔ اس کے چند اشعار مادہ تاریخ کے ساتھ یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

آہ! صد آہ! قبلہ عالم — قطب اقطاب وقت، شاہ شہاں
خواجہ خواجگان، سراج الدینؒ — شمسِ اوج ولایت و عرفاں
خلف اسعد، خلیفہ ارشد — غوث آفاق حضرت عثمانؒ
کرد رحلت ازیں جہاں ناگاہ — تیرہ بنمود صفحہء دوراں
دارد آن کس کہ دید حضرت را — سینہ بریاں و دیدۂ گریاں
مرکز فیض آں امام ہمام — شہر موسیٰ زئی ست در داماں
بہر تاریخ وصل آں حضرت — بنوشتم ز کلک خوں افشاں
از جہاں رفتہ آفتاب زمن — شب غم سوخت جان حسرتیاں

حال زارم چو دید ہاتفِ غیب
گفت مستور شد سراج جہاں ۱۸

(۱۳۳۳ھ)

قطعہ تاریخ وفات شریف:

(از حق داد خاں صاحب تریں۔ ساکن ڈیرہ اسماعیل خان)

آن ماہتاب برج فیوضات نقشبند — آن فیض بخش عالم خورشید عارفین
ماہ ربیع الاوّل تاریخ بست و شش — در روز جمعہ گشت بفردوس جاگزین

احقر نوشت مصرع سال وصال او
واصل شدہ ز دوست محمد سراج الدینؒ

(۱۳۳۳ھ)

قطعۂ تاریخ وفات شریف:

(از حکیم محمد ابراہیم صاحب۔ لائلپوری)

چون سراج الدین صوفی ابن نقشبند — رفت از دنیا بعقبیٰ چون قضا آمد برو

بہر تاریخ وصالش در تفکر شد اثیم — بس بسالش آنچہ ازہ اتف بگوش آمد شنو

گفت رضوانش پس از اہلاً وسہلاً مرحبا

اے سراج الدین صوفی زود در فردوس رو[19]

(۱۳۳۳ھ)

پسماندگان کرام:

آپ نے اپنے پیچھے چار صاحبزادے، دو صاحبزادیاں اور بے شمار متوسلین چھوڑے۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت صاحبزادہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت صاحبزادہ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت صاحبزادہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت صاحبزادہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ (جد بزرگوار مولانا قاضی عبدالکریم صاحب" اور قاضی عبداللطیف صاحب"، پسران مولانا قاضی نجم الدین صاحب"، بانی مدرسہ نجم المدارس کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) نے ایک قصیدہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے وصال مبارک پر کہا تھا جس میں صاحبزادگان پس ماندگان خورد وکلاں کے بارے میں کہا ہے:

کہ ہست تخت نشین محمد ابراہیم

رشید و ہادی ذوالفضل حافظ قرآن

دیگر بماند سہ فرزند خورد خواجہ ما

خدا دہاد بایشان نصیب از عرفان

شواد ہر یکی عابد و زاہد و عارف
کہ اسم شان بمسماۃ خود شود یکسان
محمد است بسر تاج نام ہر فرزند
ازین دو اسم مرکب بدان اسامی نشان

جانشین معظم:

آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جانشین گرامی قرار پائے۔ حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آئے باب ششم میں آ رہا ہے۔

حضرت صاحبزادہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کی تین عزت مآب صاحبزادیاں اور تین گرامی قدر صاحبزادے ہوئے:

۱- حکیم صاحبزادہ محمد سلیمان صاحب ۲- صاحبزادہ محمد داؤد صاحب
۳- صاحبزادہ حافظ محمد محمود صاحب۔

حضرت صاحبزادہ محمد زاہد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تین گرامی صاحبزادے ہوئے:

۱- صاحبزادہ محمد ذاکر صاحب (۲) صاحبزادہ محمد ظاہر صاحب
۳- صاحبزادہ محمد صابر صاحب [40]

فصل ششم:

علمی آثار

مکتوبات شریف

آپ نے اپنے عزیز واقارب، عقیدتمندوں اور خلفاء گرامی کو بے شمار مکتوبات شریف لکھے، جن میں سے آپ کے ۴۹ مکتوبات گرامی تحفہ زاہدیہ میں (ص ۱۲۹-۲۵۳) اور ۲۰ مکتوبات شریف مواہب رحمانیہ کی تیسری جلد "مقامات سراجیہ" میں (ص ۵۲-۹۷) موجود ہیں۔ یہاں بطور تبرک صرف تین درج کیے جا رہے ہیں:

مکتوب بنام حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

دعاؤں کے بارے میں:

جناب مستطاب محامد نصاب والامناقب اعزی واستادی جناب مولوی صاحب دوام اللہ بقاءہ ورفع اللہ درجاتہ، نسلاً او نسل الی یوم التناد، فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین کی طرف سے بعد تسلیمات عرض ہے کہ آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ رنجیدہ دل کو مسرت حاصل ہوئی۔ جیسا کہ آپ نے ہمیں خوش کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو بھی خوش رکھے۔ جزاک اللہ تعالیٰ خیر الجزاء و اوصلک اللہ تعالیٰ الیٰ غایۃ یتمناہ۔

جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھا کریں۔ جناب من! افغانی زبان میں مثل مشہور ہے کہ: "خدا مجھے بھلا دے اگر میں تجھے بھلا دوں"۔ ہمارے حضرات کبار قدس اللہ تعالیٰ الاقدس کا ہر ایک خادم مجھے بسر و چشم منظور ہے جو چیز ظاہر ہے اس کو بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ فقیر کے حق میں خاتمہ بالخیر کے لیے دعا فرماتے رہیں۔

والسلام خیر ختام۔ فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ [۲۱]

مکتوب بنام سلطان شاہ صاحب

اصلی مقصد شریعت پر استقامت اور یاد مولیٰ:

مشفقی ومکرمی سیادت پناہ سلطان شاہ حفظ اللہ تعالیٰ، فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ کی طرف سے تسلیمات ودعوات مسنونہ کے بعد معلوم ہو کہ فقیر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیرو عافیت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی صحت وسلامتی کے ساتھ رکھے۔

آپ کا نوازش نامہ موصول ہو کر کاشف احوال ہوا۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ فلاں فلاں کتابیں آپ نے ختم کرلی ہیں۔ بڑی مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقصد میں جلد کامیابی عطا فرمائے۔ یہ بڑی دولت عظمیٰ ہے کیونکہ شریعت کی استقامت کا حصول اسی پر مرتب ہے۔ تعلیم کے شغل میں بھی ذکر سے غافل نہ رہا کریں۔ جب آپ کو سبق ومطالعہ سے فرصت ملے تو ذکر اور یاد خدا میں مشغول رہا کریں۔

امید قوی ہے کہ وساوس وخطرات سے نجات حاصل ہوگی۔

فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ [۲۲]

مکتوب بنام حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

صبر وضبط اور خدا پر توکل کرنے کے بارے میں:

مکرمی ومعظمی مولوی حسین علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ، فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ کی طرف سے تسلیمات ودعوات کے بعد عرض ہے کہ آپ کا ملال آمیز اور پریشان کن مکتوب گرامی موصول ہوا جو موجب توجہ اور دُعا گوئی ہوا اور:

ع بدوزد خرقۂ درویش را

یعنی، درویش کے خرقہ کو (اللہ تعالیٰ ہی) سیا کرتا ہے۔

اگر مخالف قوی ہے تو ہمارا خدا اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ

چھوڑیں اور اپنے تمام کاموں کو خالق حقیقی کے سپرد کر دیں اور جو حالات پیش آئیں، وہ خداوند کریم کی طرف سے ہی جانیں۔ قوی امید ہے کہ خداوند قدوس غیب سے کوئی ایسا معاملہ پیدا کر دے گا جو مخالفین کے لیے شرمندگی کا باعث ہوگا:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

(سورہ الصف ۸)

یعنی کافر اپنے مونہوں (کی پھونکوں) سے اللہ کا نور بجھانا چاہتے ہیں،
اللہ ہی اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے، خواہ کافر کتنے ہی ناخوش ہوں۔

جناب! صبر اور تفویض الی اللہ درویشوں کا طریقہ ہے۔ اس سے باہر نہ جائیں، اگر خداوند کریم کو یہ امر منظور ہوگا تو ظاہر فرما دے گا اور اگر منظور نہ ہوا، فھو المراد۔ فقیر کو اپنا دعا گو اور متوجہ تصور کریں، وہاں کے احباب کو ہماری طرف سے سلام و دعا۔

فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ [۲۳]

مکتوب بنام قاضی صاحبؒ

دنیا کے مصائب اور لذت کے بارے میں:

جناب مستطاب الحامد نصاب ذوالعز والاحترام قاضی صاحب ادام اللہ بقاءہ۔ فقیر حقیر لاشیٔ محمد سراج الدین عفی عنہ کی طرف سے سلام مسنونہ عرض ہے کہ آپ کا رقعہ ملا۔ بیٹی کی وفات اور تنگ دستی کے حالات کے بارے میں جان کر غم اور بھی تازہ ہو گیا لیکن خداوند کریم کے اس ارشاد مبارک کے پیش نظر دل کو تسکین ملی:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ.

(سورہ بقرہ ۱۵۵-۱۵۷)

(یعنی ہم ڈر، بھوک، مال اور جانوں اور میوہ جات کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیجیے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں)۔

خواجہ محمد معصوم صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ہے:

''جس کو دنیاوی چیزوں سے زیادہ رغبت نہیں ہوگی، اس کو آخرت کے حساب میں سہولت ہوگی۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اثنان یکرھھما ابن آدم یکرہ الموت والموت خیرله من الفتنة ویکرہ قلت المال وقلت المال اقل للحساب. وقال رسول الله صلّی الله علیه وسلّم: حلوة الدنیا مسرة الآخرة، ومرة الدنیا حلوة الآخرة":

(یعنی دو چیزیں ہیں جن کو انسان مکروہ سمجھتا ہے۔ اوّل: موت، حالانکہ موت اس کے لیے فتنہ سے افضل ہے۔ دوّم: مال کی کمی، حالانکہ مال و دولت کی کمی حساب کو کم کرتی ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی لذتیں آخرت کو کڑوا کرتی ہیں اور دنیا کی تلخیاں آخرت کو میٹھا بناتی ہیں)۔''

پس معلوم ہوا کہ دنیا کی تلخیوں کی بدولت آخرت میں درجات بلند ہوتے ہیں اور دنیاوی مال وجاہ موجب نقصان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تبا للذھب والفضة، فما ندخر؟ قال: لسانا ذاکراً وقلباً شاکراً وزوجة تعین علی الآخرة"۔

(یعنی سونے اور چاندی کو بھول جاؤ (پوچھا گیا کہ) پھر ہم کیا ذخیرہ کریں (آپ ؐ نے ارشاد) فرمایا: ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور ایسی بیوی جو آخرت کے کاموں میں مددگار ہو)۔

معاش کی تنگی کی وجہ سے دل تنگ نہ ہوں۔ اللہ روزی کو کشادہ کرنے والا ہے۔ آپ کو خوش خوش رہنا چاہیے اور اس تکلیف سے لذت اُٹھانا چاہیے جو محبوب حقیقی کی طرف سے پیش آئے، وہی محبوب ہونا چاہیے خواہ کلفتیں اور نعمتیں دونوں ساتھ ساتھ ہوں، یا نعمتیں ہی نعمتیں ہوں۔ بات لمبی ہوگئی۔ براہ مہربانی ناراض نہ ہوں۔

وَالسَّلامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی، وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ [۲۴]

فصل ہفتم:

خلفائے عظام

آپ کے خلفائے عظام کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں جو خلعت خلافت سے مشرف ہو کر فیض جہاں بنے ہیں:

۱- حضرت صاحبزادہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے جانشین معظم تھے۔

۲- حضرت مولانا ابو السعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ، بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی۔

۳- حضرت قاضی قمرالدین رحمۃ اللہ علیہ، چکڑالہ، ضلع میانوالی۔

۴- حضرت سید برکت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، کلکتہ، ہندوستان۔

۵- حضرت مولانا غلام حسین کانپور رحمۃ اللہ علیہ، کانپور، ہندوستان۔

۶- حضرت ملا محمد نور آخوندزادہ قریشی پوندہ، رحمۃ اللہ علیہ۔

۷- حضرت مولانا عبدالرحمٰن بگھاروی رحمۃ اللہ علیہ، خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف، کہوٹہ، ضلع راولپنڈی۔

۸- حضرت مولانا غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ، بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، حسن آباد تھل، کروڑ لعل عیسن، ضلع لیہ۔

۹- حضرت مولانا عبدالرحمٰن پشاوری رحمۃ اللہ علیہ، پشاور۔

۱۰- حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ ارغسانی۔

۱۱- حضرت مولانا یٰسین خروٹی رحمۃ اللہ علیہ، خراسانی۔

۱۲- حضرت مولانا محمد اعظم دفتانی رحمۃ اللہ علیہ، افغانستان۔

۱۳- حضرت مولانا میر محمد یحییٰ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۴- حضرت مولانا محمد سعید ہراتی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۵- حضرت مولانا فیض اللہ ہراتی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۶- حضرت مولانا عطا محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ گھنڈی، متصل کندیاں، ضلع میانوالی۔

۱۷- حضرت ملا صاحبزادہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (اسم نامعلوم)۔

۱۸- حضرت مولانا عبدالقدوس شاہ (پنجاب)۔

۱۹- حضرت مولانا عبداللہ جان رحمۃ اللہ علیہ، نائب مناب خانقاہ خراسانی عرف مسافر شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۰- حضرت مولانا شمس الدین لائلپوری (فیصل آبادی) رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۱- حضرت پیر سید امیر شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ساکن گنجیال شریف۔

۲۲- حضرت سائیں فتح علی رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ ڈھاکہ، وادی سون سیکسر، تحصیل و ضلع خوشاب۔

۲۳- حضرت مولانا نورالحق رحمۃ اللہ علیہ، ساکن شاہ پور، ضلع سرگودھا۔

۲۴- حضرت مولوی فقیر چراغ دین المعروف بہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ، ساکن لکی مروت۔

۲۵- حضرت سید ولایت شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ دندہ شاہ بلاول۔ ضلع اٹک۔

۲۶- حضرت سید قمر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، ساکن شجاع آباد، ضلع ملتان۔

۲۷- حضرت مولانا غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ، چندھڑ ولہ۔

۲۸- حضرت حاجی محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۹- حضرت حاجی محمد رفیق ہری پال رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۰- حضرت حافظ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ، میانوالی۔

۳۱- حضرت قاضی دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ ٹالی نگینی، تحصیل چنیوٹ،

ضلع جھنگ۔

۳۲- حضرت مولانا آخوندزادہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ۔ شموزئی والا، سکنہ حیدر آباد دکن (ہندوستان)۔

۳۳- حضرت مولانا احمد دین جھنڈیروی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۴- حضرت حاجی جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ، کڑی شموزئی۔

۳۵- حضرت مولانا فضل علی قریشی، ساکن مسکین پور شریف، نزد شہر سلطان، تحصیل علی پور، ضلع مظفر گڑھ۔

بعض خلفائے عظامؒ کے حالات

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد آپ کے جن خلفائے گرامی نے حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی تھی یا آپ سے اخذ فیض کرتے رہے ہیں، ان میں حضرت مولانا لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاضی عبدالرسول انگوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت مولانا سید محمد شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اس سے پہلے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے خلفائے عظام کے تحت شامل کیے جا چکے ہیں اور حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (واں بھچراں) کے تفصیلی حالات باب ہفتم کی فصل دہم میں بھی آرہے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے بعض دیگر خلفائے گرامی کے حالات یہاں درج کیے جاتے ہیں:

حضرت مولانا قاضی قمر الدین محدث رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت با سعادت ۲۳ رمضان المبارک ۱۲۷۴ھ/ ۱۷ مئی ۱۸۵۸ء کو چکڑالہ (ضلع میانوالی) کے قاضی خاندان میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام قاضی محمد سلیمانؒ تھا۔ ابتدائی دینی کتابیں اپنے والد صاحب سے پڑھیں۔ پھر موضع انگہ، وادی سون سیکسر، ضلع خوشاب میں

کئی سال پڑھتے رہے۔ حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) انگہ میں آپ کے ہمدرس تھے۔ بعدازاں ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء میں آپ سہارنپور (ہندوستان) میں تشریف لے گئے اور حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم اور حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر و حدیث اور فنون بقیہ کی کتابیں پڑھیں۔ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ/ نومبر ۱۸۷۹ء میں سند فضیلت حاصل کر کے وطن واپس تشریف لائے۔

علوم ظاہری سے فارغ ہو کر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی بیعت کی اور آپ کے وصال مبارک کے بعد حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ آپ کی صحبت پر فیض میں رہ کر سلوک نقشبندیہ مجددیہ مکمل کیا اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ عالیہ کو رونق دینے میں مصروف ہو گئے۔ [۲۵]

حضرت مولانا سید برکت علی شاہ کلکتوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت علاولپور (ضلع جالندھر، ہندوستان) میں ہوئی۔ علوم ظاہری سے فراغت کے بعد کسی پیر و مرشد کی بیعت کا شوق دامنگیر ہوا۔ ہندوستان اور پنجاب کی مختلف خانقاہوں کے مشائخ کرام کی مجالس و محافل میں حاضر ہو کر سکون قلب کے حصول اور بیعت کی تمنا لے کر پھرتے رہے لیکن دونوں کے حصول سے محروم رہے۔ یہاں تک کہ کانپور تشریف فرما ہوئے تو وہاں حضرت مولانا غلام حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اس پر انہوں نے آپ کو قطب الواصلین حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کا نام نامی اور پتہ بتایا اور یوں آپ مشیت ایزدی کے مطابق خانقاہ احمدیہ سعیدیہ نقشبندیہ مجددیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان آ پہنچے۔ حضرت خواجہ قدس سرہ کی زیارت کا شرف پایا اور فوراً آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت ہو گئے:

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یعنی یہ سعادت زور بازو سے حاصل نہیں ہوتی جب تک زیادہ بخشنے والا خدا عطا نہ فرمائے۔

پھر یہیں موسیٰ زئی شریف مقیم ہو کر سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی منازل اور مقامات طے کرتے رہے یہاں تک کہ اجازت وخلافت سے مشرف ہو گئے۔ حضرت خواجہ نے اشارہ فرمایا کہ آپ ہندوستان تشریف لے جائیں۔ لہٰذا کلکتہ تشریف لے گئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج وتبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ عقیدت مندوں اور مریدوں کا جمع غفیر ہونے لگا تو وہاں خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ تعمیر فرمائی۔ کچھ برس بعد بعض مریدوں کی درخواست پر صوبہ بمبئی میں تشریف لے گئے۔ وہاں ضلع ناسک کے گاؤں مالی اور شانہ میں قیام فرمایا اور بہت سارے لوگوں نے آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر آپ نے مالی گاؤں میں اقامت اختیار فرما لی۔ یہاں بھی عقیدت مندوں اور مریدوں کی کثرت ہو گئی اور آپ نے اپنے سلسلہ کی ایک خانقاہ مالی گاؤں میں تعمیر فرمائی۔ اس طرح کلکتہ اور مالی گاؤں کے ہزاروں لاکھوں افراد نے آپ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیض حاصل کیا۔ آپ نے خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ مالی میں ایک عالی شان مسجد، سرخ پتھر سے تعمیر کرائی اور بالآخر ۱۳۴۵ھ (۲۶-۱۹۲۷ء) میں یہیں عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار اقدس اسی گاؤں میں ہے۔ نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ۔ [۲۶]

حضرت مولانا غلام حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور ساتوں قرأت سے قرآن کریم پڑھتے تھے۔ قاری سبع قرأت ہونے کے علاوہ صاحب علم وفضل تھے۔ سات برس تک سفر وحضر میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی امامت فرمائی۔

آخر کار حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ کو اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا اور حکم دیا کہ کانپور (ہندوستان) میں جا کر خلق خدا کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیض سے نوازیں۔ لہٰذا آپ وہاں تشریف لے گئے۔ پانچ سات برسوں میں یہاں بہت زیادہ قبولیت پائی، لوگ کثیر تعداد میں آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ یہاں ایک مسجد بنوائی اور نماز کی امامت خود فرماتے تھے۔

خلقت خدا یہاں اُمڈ آئی اور ساری مسجد نمازیوں سے پر ہو جایا کرتی تھی۔

مروی ہے کہ اتنے خوش الحان قاری تھے کہ طوائفوں نے آپ کی قرأت سن کر گناہ سے توبہ کر لی تھی اور وہ مؤمنہ کی حیثیت سے صبح کی نماز میں حاضر ہوتی تھیں اور مردوں سے الگ آخر میں ایک صف بنا کر آپ کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتی تھیں اور ان میں سے اکثر نے گناہ کی زندگی سے تائب ہونے کے بعد نکاح پڑھوائے اور اپنے شوہروں کے ہمراہ زندگی بسر کرنے لگیں۔ [۲۷]

حضرت مولانا عبداللہ پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ والی چترال آپ کے خدام میں شامل تھے۔ جب ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۸۰ء میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ حج کے لیے تشریف لے گئے ان دنوں حضرت مولانا عبداللہ پشاوری رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ حج کے لیے روانہ ہو چکے ہیں۔ لہٰذا حضرت عبداللہ پشاوریؒ مرشد و شیخ کے ساتھ اس سعادت کو پانے کے ذوق کے ہاتھوں مغلوب ہو کر حضرت خواجہ کے پیچھے نکل پڑے اور راستہ میں آپ کے قافلہ میں جا پہنچے اور پھر بفضل ربی آپ کی شرکت میں فریضہ حج کی ادائیگی کا شرف حاصل کیا۔

بعد از اں واپسی پر حضرت خواجہ قدس سرہ کی صحبت میں رہ کر سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی منازل طے کیں اور اجازت وخلافت سے مشرف ہو گئے۔ پشاور اور اس کے اردگرد کے علاوہ چترال تک آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ پھیلا ہوا ہے۔ [۲۸]

حضرت مولانا سید امیر شاہ گیلانی کیلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ گنجیال شریف کے رہنے والے تھے اور حضرت پیر مراد وند شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شرف بیعت حاصل کیا اور حضرت خواجہ کی خدمت میں مصروف ہوئے۔ اس طرح پیر و

مرشد کے حلقہ ذکر وفکر میں حضوری نصیب ہوگئی اور سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی منازل حضرت خواجہ کی صحبت میں رہ کر طے فرمائیں۔

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ جب خانقاہ عثمانیہ سراجیہ، ڈیپ شریف، وادی سون سیکسر، ضلع خوشاب سے خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے لیے روانہ ہوتے تو اس وقت حضرت خواجہ کے اونٹوں کی کفالت حضرت سید امیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوا کرتی تھی۔ جن کی تعداد اسی تک ہوا کرتی تھی۔

حضرت سید امیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت مدت اپنے گھر سے غائب رہ کر حضرت خواجہ قدس سرہ کی صحبت میں موسیٰ زئی شریف رہتے تھے۔ اس طرح آپ کے والد بزرگوار حضرت پیر مراد وند شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فراق میں بہت اُداس ہو جایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ بھی پیر پٹھان (خواجہ محمد سراج الدین صاحبؒ) نے قابو کرلیا ہے۔

حضرت امیر شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کا سارا خاندان حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کا مرید ہوگیا اور یوں آج تک یہ خاندان اور علاقہ بھر کے لوگ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے محبین اور عقیدت مندوں میں شامل ہیں۔[۲۹]

فصل ہشتم:

ملفوظات شریف

سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کی جائے

فرمایا: ''انسان اُنس سے ماخوذ ہے اور اُنس اس کی فطرت میں موجود ہے، لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُنس رکھے۔ ہونے اور نہ ہونے، موت اور زندگی، دنیا اور آخرت، ہر معاملہ میں انسان اللہ کا محتاج ہے، ہر لحظہ، ہر لمحہ، ہر دقیقہ اور ہر ثانیہ صرف اسی کی ذات پاک سے اُنس رکھے۔''

حصول معرفت محض عنایت خداوندی ہے

آپ کے خلیفہ حضرت مولانا غلام حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار عرض کی: ''حضور! ہر پیرومرشد کا دستور ہے کہ ایک خاص وقت اور حجرہ اپنی عزلت نشینی کے لیے مقرر کرتا ہے لیکن آپ حضور ہر وقت ہم غلاموں کے ساتھ خلط ملط ہوتے رہتے ہیں اور آپ حضور کا عزلت اور گوشہ نشینی کا کوئی معمول نہیں۔'' آپ نے جوش میں آکر ارشاد فرمایا:

''تم لوگ معرفت اور عرفان کو خلوت اور عزلت میں منحصر جانتے ہو مگر یہ معاملہ عنایت خداوندی سے حاصل ہوتا ہے۔''

پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

خود بخود آن مہ دلدار بہ بر می آید
نہ بزور نہ بزاری نہ بہ زرمی آید

یعنی وہ پیارا محبوب خود بخود آکر اپنا دیدار کراتا ہے اور وہ زور، زاری اور زر کے ذریعے ملا نہیں کرتا۔

رابطہ شیخ کامل کی اہمیت

فرمایا: ''جو صاحب درد نہیں وہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔''

اس پر آپ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

''حضور! یہ کوئی اختیاری امر تو نہیں:''

یہ سن کر آپ جوش میں آ گئے اور فرمایا:

''مولانا! جیسے دنیا کے حصول کے لیے وسائل اور حیلے تلاش کرتے ہو، اسی طرح حصول درد کے لیے بھی وسائل اور ذرائع تلاش کرو۔ اگر کوئی آدمی خلوص نیت سے دیوان حافظ اور مثنوی شریف کا مطالعہ کرے گا اور شیخ کامل کے ساتھ رابطہ بھی رکھے گا تو اِنْ شَاءَ اللہ ان کے (باطنی و حقیقی) فیوضات و برکات سے ہرگز محروم نہیں رہے گا۔''

محبت خداوند اور کمال اتباع سنت

فرمایا: ''محبت خداوندی مامور شرعی ہے، اس کے بغیر ایمانی حلاوت ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔ حرام وحلال، جائز وناجائز میں کمال اتباع سنت چاہیے۔''

جب آپ حرمین شریفین کے مبارک سفر پر روانہ ہوئے تو ایک منزل پر قیام فرمایا۔ اس جگہ صرف فرض (نماز) ادا فرمائی اور سنتیں چھوڑ دیں۔ پھر احباب کے وسوسوں کو ختم کرنے کے لیے ارشاد فرمایا:

''سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مقام پر سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ لہٰذا اس فقیر نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سنتیں چھوڑ دی ہیں۔ کیونکہ جملہ ثواب اور خیر و برکت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع سے نصیب ہوتے ہیں۔''

ادب پیر و مرشد

فرمایا: ''اگر مرید کو اپنے پیر کا کوئی کام خلاف شرع نظر آئے تو وہ پیر پر ہرگز اعتراض نہ کرے، بلکہ اس کے کام اور کلام کی تاویل کرے۔ اگر اس کا فعل حالت سکر پر مبنی ہو اور وہ کام گناہ کا ہو تو مرید کو چاہیے کہ اس کے فعل اور کام پر عمل نہ کرے مگر اس کی ولایت کا منکر نہ بنے۔''

فرمایا: ''اگر اپنے پیر سے اس کو کوئی دوسرا پیر کامل نظر آیا، یا ایک ادنیٰ سی خصوصیت بھی اپنے پیر سے اس دوسرے پیر میں زیادہ پائی تو مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے پیر سے اجازت لے کر اس دوسرے پیر کا مرید ہو جائے اور اس سے باقی ماندہ مقامات (سلوک) کی توجہ حاصل کرے، اس کو اجازت ہے اس میں کوئی گناہ نہیں ہے اور اس سے پیر اوّل کی پیری میں کوئی نقص خیال نہ کرے، بلکہ یہ سمجھے کہ پہلے پیر سے اسی قدر حصہ میری قسمت میں لکھا ہوا تھا۔ اپنے پیر کو ہرگز ناقص نہ سمجھے، اگر ایسا خیال کیا تو معاذ اللہ وہ دوسرے پیر سے بھی فیض حاصل نہیں کر سکتا۔''

پیر کے حقوق ومحبت کا درجہ

فرمایا: ''پیر کے حقوق سب حقداروں سے زیادہ ہیں، خواہ والدین ہوں یا استاد ظاہری (علوم) ہوں، یا اپنے رشتہ دار، بہن، بھائی، اساتذہ، خویش واقربا ہوں۔ سب سے پیر کے حقوق زیادہ ہیں اور پیر کے حقوق کو سب پر اوّلیت وفوقیت حاصل ہے۔ ولادت ظاہری اگرچہ والدین کی طرف منسوب ہے مگر ولادت حقیقی، روحانی پیر ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ ولادت ظاہری کو چند روزہ زندگی حاصل ہے مگر ولادت حقیقی روحانی ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ پیر ہی تو ہے جس کی توجہات شریفہ سے مرید کی پوشیدہ نجاستیں دور ہو جاتی ہیں اور ماسوی اللہ آلائشوں سے پاک وصاف ہو کر خدائے عز وجل تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ پیر ہی تو ہے جو مرید کو گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر مولا کریم کی جانب میں حاضری کے قابل بنا دیتا ہے۔ اس

وقت اس کا نفس سرکشی سے باز آ جاتا ہے اور مرید صحیح معنوں میں اسلام حقیقی کی دولت سے مشرف ہو جاتا ہے۔''

فرمایا: ''مرید کو اس کے باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیر سے پیار ہونا چاہیے۔ مرید پر اپنے شیخ کے ساتھ بے انتہا محبت رکھنی واجب ہے۔ اس وجوب کی دلیل قیاس ہے کیونکہ خداوند کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ساری امت پر واجب فرمائی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن مومن نہیں بن سکتا جب تک میں اس کو اس کے والدین اولاد اور باقی سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔''[30]

فصل نہم:

کرامات

آپ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ صرف چند ایک یہاں بطور تبرک پیش ہیں:

اخراجات سفر کا مہیا ہونا

حضرت مولانا عبدالرحمٰن نقشبندیؒ (راولپنڈی والے) بیان فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ شریف کے لیے حجاز مقدس میں مقیم تھے۔ ان دنوں کا ذکر ہے کہ حج سے فراغت کے بعد ایک دن پہلے آپ نے اپنے ایک دیرینہ خادم حاجی محمد مقبول صاحب کو چند بار فرمایا کہ آپ کے پاس جتنی رقم موجود ہے وہ لے آؤ تاکہ وہ حرم شریف کے فقیروں اور مسکینوں پر تقسیم کر دوں کیونکہ اس کام کے لیے میرا بہت جی چاہتا ہے اور خدا جانے دوبارہ کبھی اس مبارک گھر کی زیارت کو آنا ہماری قسمت میں لکھا ہے یا نہیں؟ حاجی صاحب موصوف نے عرض کیا کہ حضور حرم شریف کے مسکین بہت ہیں اور ان سب پر آپ کا ایثار فرمانا حد امکان سے باہر ہے اور حضور کی جو رقم میرے پاس موجود ہے وہ بمشکل کراچی تک پہنچ سکیں گے اور اس سے آگے جانے کے لیے ریل کا کرایہ نہیں ہوگا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ حاجی صاحب راستے کے کرایہ وغیرہ کی بات چھوڑو اگر ہمارا آب و دانہ ہندوستان کا لکھا ہے تو خداوند کریم غیب سے راستے کا خرچہ مہیا فرمائے گا اور اگر ہمارا رہنا یہاں کا لکھا ہوا ہے تو اس سے بہتر دوسری جگہ کون سی ہو سکتی ہے؟ ہم تو ہر حال میں اللہ پاک کی رضا پر راضی ہیں۔ اس طرح جس قدر رقم تمہارے پاس ہے وہ ہمیں دے دو۔ چنانچہ حاجی صاحب نے ساری رقم آپ کی خدمت میں پیش کر دی اور آپ نے وہ سب حرم شریف کے مساکین پر تقسیم فرما دی۔ مگر حاجی صاحب موصوف دل میں بہت مغموم تھے کیونکہ اخراجات کے کار مختیار وہی تھے اور تمام مالی امور کی ذمہ داری انہیں کے سپرد تھی۔

اس واقعہ کے دو تین دن بعد یہ ہوا کہ حاجی اسماعیل اُسترانہ صاحب اور ان کے ہمراہ ان کے چچازاد بھائی جو بخارا میں تجارت کرتے تھے، انہیں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی حرمین شریفین میں تشریف آوری کی خبر ہوئی۔ حاجی اسماعیل صاحب کے چچا حاجی عبداللہ صاحب کا سارا کنبہ بخارا میں سکونت پذیر تھا اور وہ حضرت اقدس کے مخلص ارادت مند تھے۔ انہوں نے اپنے بھتیجے حاجی اسماعیل صاحب اور اپنے ایک بیٹے کو مبلغ دو ہزار اشرفیوں (روپوں) کے الگ الگ چیک بنوا کر دیے اور کہا کہ حرمین شریفین میں جا کر یہ رقم حضرت اقدس کی خدمت میں نذرانہ پیش کرو۔ چنانچہ یہ دونوں صاحب حرمین شریفین پہنچ کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذکورہ بالا رقم آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضرت اقدس نے حاجی محمد مقبول صاحب کو بلایا اور وہ ساری رقم ان کو دیتے ہوئے فرمایا:

''حاجی صاحب! یہ رقم لے لو اور راستے کے خرچ پر لگاؤ، تم بے حد آزردہ خاطر ہو رہے تھے: النصیب یصیب و لو کان تحت الجبلین'' یعنی نصیب پہنچ کر رہتا ہے خواہ وہ دو پہاڑوں کے نیچے ہو۔

اور پھر فرمایا: ''مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بر توکل گر بود فیروزیت

حق دہد ۔مانند مرغان روزیت [۳۱]

یعنی اگر تیری کامیابی کا انحصار توکل پر ہو تو پھر تجھے حق تعالیٰ پرندوں کی مانند روزی عطا فرمائے گا۔

عنایات خاصہ

حافظ عبداللہ صاحب' حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے اور آپ کے صاحبزادگان کے استاد بھی تھے۔ وہ ایک مرتبہ ڈیرہ اسماعیل خان گئے۔ اس زمانہ میں حفاظت کی غرض سے شہر کے چاروں طرف قلعہ نما فصیل تعمیر کی گئی تھی اور شہر کے سب دروازوں کو عشاء کے بعد بند کر دیا جاتا تھا تا کہ شہری محفوظ رہیں۔ ان دروازوں کو صبح کے بعد

کھولا جاتا تھا۔ حافظ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ میں حضرت اقدس کی خدمت میں جلدی موسیٰ زئی شریف پہنچنا چاہتا تھا۔ دروازوں پر پولیس کا عملہ متعین تھا اور ڈیرہ اسماعیل خان سے موسیٰ زئی شریف کی مسافت (تقریباً) ۴۰ میل تھی۔ طلوع آفتاب کے بعد سفر کا آغاز کیا جاتا تو دوپہر سفر میں ہو جاتی اور سخت دشواری پیش آتی۔ اللہ کا نام لے کر سحری کے وقت شہر کے ایک دروازے سے نکلا اور پولیس کے عملہ نے مجھ سے کوئی تعرض نہ کیا۔ شہر سے باہر آتے ہی آستانہ شیخ کا رُخ کیا۔ میں حضرت پیر و مرشد کی محبت میں سرمست اور ذکر اسم ذات سے سرشار جا رہا تھا۔ چند میل کی مسافت کے بعد میرا قدم چلتے ہوئے یکا یک رک گیا۔ ہزار کوشش کے باوجود اپنے قدم کو زمین پر نہ رکھ سکا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کسی غیر مرئی غیبی قوت نے میرے قدم کو شل کر دیا ہے۔ غور سے دیکھا تو نیچے ایک سانپ تھا۔ میں پیچھے ہٹ گیا اور قدم نے بھی موافقت کی۔ اس غیبی حفاظت پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ دراصل حضرت خواجہؒ ہی کے صدقے میں یہ سب عنایات میرے شامل حال تھیں۔ موسیٰ زئی شریف پہنچ کر حضرت کی زیارت کی۔ مجھے دیکھتے ہی آپ نے زبان فیض ترجمان سے فرمایا:

> ''حافظ صاحب! اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا محافظ ہے۔ وہی بندوں کو پولیس کی دستبرد سے بچاتا ہے اور سانپوں سے بھی ان کی حفاظت کرتا ہے۔''[۳۲]

حضرت خواجہ کی دنیا سے بے نیازی

صوفی مواز خان صاحبؒ کا بیان ہے کہ وہ ایک مرتبہ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ (بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی) کی معیت میں کھولہ شریف (ضلع میانوالی) سے سون سیکسر (خانقاہ عثمانیہ، ڈیپ شریف، ضلع خوشاب) حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت خواجہ قدس سرہ ایک خیمہ میں جلوہ افروز تھے۔ دریں اثنا ایک جوگی ہاتھ میں کوزہ لیے ہوئے آیا اور دودھ کے ایک مٹکے کا مطالبہ کیا۔ حضرت خواجہؒ کے حکم سے خدام نے اسے دودھ کا مٹکا فوراً

مہیا کر دیا اور ساتھ ہی اس کا کوزہ بھی دودھ سے بھر دیا۔ وہ اس دودھ کو لے کر پہاڑ کی چوٹی پر جہاں اس کا ڈیرہ تھا، چلا گیا۔

جوگی اگلے روز دودھ والے مٹکے میں چاندی بھر کر لایا اور التماس کی کہ اسے لنگر کے مصارف میں لایا جائے۔ حضرت خواجہؒ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنی چھنگلی اس میں پھیری، حضرت خواجہؒ کی کرامت سے مٹی کا وہ پیالہ پانی سمیت سونا بن گیا۔ اس کے بعد حضرت خواجہؒ اس جوگی سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

"تم نے دودھ کی چاندی بنائی اور ہم نے پانی کا سونا بنا دیا، بحمد للہ ہمیں سونا اور چاندی دونوں میں سے کسی کی حاجت نہیں، لہٰذا یہ تم اٹھا لو۔"

ہزار معجزہ بنمود عشق و عقل جہول
ہنوز امت اندیشہ ہائے خویشتن است [۳۳]

یعنی عشق نے ہزاروں معجزے دکھا دیے اور نادان عقل ابھی تک اپنے وسوسوں کی امت بنی ہوئی ہے۔

اژدہا کی فرمانبرداری

سون سیکسر (خانقاہ عثمانیہ، ڈیپ شریف، ضلع خوشاب) میں قیام کے دوران ایک دن حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ نے حضرت مولانا ابو السعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ (بانی خانقاہ سراجیہ شریف، کندیاں ضلع میانوالی) سے فرمایا کہ رائفل اور بندوق ساتھ لے لو۔ ہمیں پہاڑ کے درمیان ایک تالاب پر جانا ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی معیت میں حضرت مولانا ابو السعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے درویش بھی چل دیے۔ تالاب پر پہنچ کر حضرت خواجہؒ نے اپنے کپڑے اتار کر ملک فتح میں صاحب کو دے دیے اور تہ بند باندھ کر تالاب میں غسل فرمانے لگے۔ تھوڑی دیر میں سنگریزوں کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی اور ایک بہت بڑا اژدہا نمودار ہوا۔ یہ منظر دیکھ کر تمام درویش دہشت زدہ ہو گئے مگر حضرت خواجہؒ بالکل متاثر نہ ہوئے۔ چند منٹوں بعد تالاب سے باہر تشریف لائے۔ اپنا لباس زیب تن فرمایا اور

وضو فرمایا۔ اس کے بعد اژدہا کے پاس جا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا:

''تو ہر روز کسی بھیڑ، بکری یا گائے بھینس کو مار ڈالتا ہے۔ یہاں پہاڑ میں بسنے والی مخلوق خدا تجھ سے بیزار ہے۔ قیامت کے روز جب تجھ سے باز پرس ہوگی تو اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دے گا؟ اب تالاب کا پانی پی اور اس میں نہا کر اپنے جسم کی حرارت کو ٹھنڈا کر لے۔''

حضرت خواجہؒ کے اس ارشاد کے بعد وہ تالاب میں کود گیا اور اس کے کودنے سے سارے پانی میں تموج پیدا ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے تالاب سے باہر آ کر حضرت خواجہؒ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا: ''اب تجھے اجازت ہے۔'' حضرت خواجہؒ ایک فرلانگ بمشکل گئے ہوں گے کہ وہ پھر حاضر ہوا۔ اس پر حضرت خواجہؒ نے تاکیداً فرمایا کہ اب اس پہاڑ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلا جا۔ ہم تجھے رخصت کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں سے غائب ہو گیا اور حضرت خواجہؒ اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئے:

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ [۳۴]

یعنی تو بھی حاکم (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے گردان نہ پھیر، کیونکہ تیرے حکم سے کوئی گردن نہیں پھیرتا۔

فصل دہم:

شجرہ ہائے طریقت

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے اپنے فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کو جو تحریری اجازت و خلافت نامہ عنایت فرمایا، اس میں آپ کو آٹھ سلاسل میں مجاز مطلق قرار دیا۔ ان میں سے تین سلاسل (نقشبندیہ مجددیہ، قادریہ اور چشتیہ) کے شجرہ ہائے طرقت، اس کتاب کے باب دوّم کی فصل ہفتم میں (حضرت شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ کے احوال و مناقب میں) درج ہیں، باقی پانچ سلاسل کے شجرہ ہائے طریقت یہاں درج کیے جاتے ہیں:

شجرہ سلسلہ سہروردیہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی بحرمت امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔

الٰہی بحرمت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد دینوری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید یار محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت وجیہہ الدین شیخ عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید اجمل پراچی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید پدھن پراچی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت درویش محمد بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت محبوب رحمانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

شجرہ سلسلہ کبرویہ

الٰہی. بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی. بحرمت امیر المومنین خلیفہ رسول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

الٰہی. بحرمت حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت ابوعلی کاتب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت خواجہ عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت ابوبکر نساج رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت خواجہ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت ضیاء الدین ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت شیخ روزبہان بقلی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت شیخ مجد الدین البغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت شیخ علی اللاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی. بحرمت حضرت شیخ احمد جوریانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبداللہ سفرائی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمود المردقانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت امیر علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ اسحاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ امیر عبداللہ برزش آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ رشید الدین بیداوری رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ شاہ بیداواری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت حاجی محمد جونشانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ کمال الدین حسین خلدی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ یعقوب صرفی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

شجرہ سلسلہ مداریہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، علمبردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمت حضرت شیخ یمین الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ طیفور شامی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت امام الطریقہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید اجمل پراپخی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید پدھن پراپخی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

شجرہ سلسلہ قلندریہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمت حضرت عبدالعزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید خضر رومی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت امام الطریقہ حضرت نجم الدین قلندر بن حضرت نظام غزنوی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت قطب الدین سنیاول رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالسلام عرف شاہ علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

شجرہ سلسلہ شطاریہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت صاحب رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت حضرت امام ہمام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو یزید عشقی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ المظفر ترک طوسی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ خدا قلی ماوراء النہری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عاشق رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت صاحب الطریقہ حضرت شیخ عبداللہ شطار رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد قاضی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ مدیۃ اللہ سرمست رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ظہور الٰہی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ لشکر محمد الٰہی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عیسیٰ سندھی برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ میر کلاں رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد النخلی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو طاہر کردی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ [۳۵]

حواشی باب پنجم

۱- اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۹۸/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۳/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳:۵

۲- ایضاً، ص ۱۹۴/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۳/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳:۶۔

۳- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۱۰/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۲:۱۰۸-۱۰۹

۴- ایضاً، ص ۱۹۵/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۳/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳:۶-۷

۵- ایضاً، ص ۱۹۴-۱۹۶/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳:۷-۱۱

۶- ایضاً، ص ۱۹۲-۱۹۳/ ایضاً، ص ۱۴-۲۰

۷- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۵

۸- ایضاً، ص ۶۳/ علی اکبر نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۹۶-۱۹۷

۹- ایضاً، ص ۶۴

۱۰- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳:۲۵-۲۶

۱۱- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۴

۱۲- ایضاً، ص ۶۸-۶۹

۱۳- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۲:۳، ۵، ۷، ۸، ۷، ۳:

۲۷-۲۹

۱۴- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۶-۶۸

۱۵- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳:۳۳/ محمد عثمان دامانیؒ خواجہ ومحمد سراج الدینؒ، خواجہ/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ زاہدیہ (مکتوبات خواجہ محمد عثمان دامانیؒ وخواجہ محمد سراج الدینؒ) کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء، ص ۱۵۶-۱۵۸

۱۶- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۹

۱۷- ایضاً

۱۸- ایضاً، ص ۴۷-۵۷/ محمد نذیر رانجھا (مقالہ): ''حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ، ماہنامہ نور اسلام، اولیائے نقشبند نمبر ۲:۲۲۶-۲۳۲/ افروغ حسن، حافظ (مقالہ): ''موسیٰ زئی شریف'' (۲)، لاہور: ماہنامہ اُردو ڈائجسٹ، نومبر ۱۹۸۹ء، ص ۱۵۰

۱۹- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳:۲۰۳/ محمد عثمان دامانیؒ، خواجہ وسراج الدینؒ، خواجہ/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ زاہدیہ، ص ۱۶۷

۲۰- ایضاً، ۳:۲۰۰-۲۰۱ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۲، ۷۲، ۷۳

۲۱- محمد عثمان دامانیؒ، خواجہ ومحمد سراج الدینؒ، خواجہ/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ زاہدیہ، ص ۱۸۵

۲۲- ایضاً، ص ۲۰۳

۲۳- ایضاً، ص ۲۲۱

۲۴- ایضاً، ص ۲۲۲-۲۲۳

۲۵- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳:۱۴۴/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر)، تذکرہ علمائے پنجاب ۲:۸۳۹

۲۶- ایضاً،۳: ۱۱۵-۱۱۶/محبوب الہیؒ ،مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۱۵۰

۲۷- ایضاً،۳: ۱۱۷

۲۸- ایضاً،۳: ۱۲۴

۲۹- ایضاً،۳: ۱۲۵

۳۰- ایضاً،۳: ۳۵-۴۴

۳۱- ایضاً،۳: ۱۳۲-۱۳۳

۳۲- محبوب الہیؒ ،مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۸

۳۳- ایضاً، ص ۶۹-۷۰

۳۴- ایضاً، ص ۷۱

۳۵- علی اکبر نقشبندی مجددیؒ ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۲۰۰-۲۰۹/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ ،مولانا: مواہب رحمانیہ ۳: ۲۵۴-۲۶۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

فرزندان جگر پیوند نور چشم محمد ابراہیم و [illegible] محمد علاء الدین و جناب [illegible] صاحب و [illegible] صاحب و محمد [illegible] وغیرہ

خدام حضرات رضوان اللہ علیہم بعد سلام مسنون [illegible] مطالعہ نمایند - کہ الحمد للہ تا الحال مرور

اوقات بعافیت قرین است نوید عافیت ہمگی شما بان ہر آن مطلوب بل مرغوب - مکتوب با

قبل ازین بنا بر رسیدن عافیت بصیغہ [illegible] ارسال شدہ امید کہ رسیدہ باعث جمعیت

خواطر شدہ باشد - دیروز یوم دوشنبہ حال خود بڈاکتر سید امیر شاہ صاحب وانمودم

نسخہ تجویز نمودہ دستند از دکان عطار دوا گرفتہ امروز یوم سہ شنبہ [illegible] استعمال شد

انقلاب معتد بہ بعمل آورد - ماشاء اللہ کان - ولا حول ولا قوۃ الا باللہ - آئندہ ہر

قدر کہ آنچہ کار شد یومیہ یا یوما بعد یوم ارسال نمودہ خواہد شد - ہمہ رفقا بعافیت

اند پیر جیبیا صاحب ہم دیروز تشریف آوردند - معنی انقلاب معتد بہ این است کہ ہیچ

دو ساعت بعد از دوا خوردن یک اسہال قوی شدہ - و دیگر خفیف بوقت ظہر آمد

ہر بہر ہم [illegible] شدہ - ذکر [illegible] گشت کہ ان شاء اللہ باستعمال

دوا اندرون ہفتہ کیفیت [illegible] مفہوم خواہد شد - از دو [illegible] خود [illegible]

نمایند - و بہر یک از اہل خانہ شریف سلام مسنون موصول باد -

مکتوب گرامی حضرت خواجہ محمد سراج الدین

رحمۃ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد حمد ایزد کردگار و درود بر نبی مختار ... بخفی مباد که حضرت قبله عالم حاجی الحرمین الشریفین سمی ذی النورین

حضرت شیخی و مرشدی قدس سره الاقدس قبل ازارتحال بوصال بروز پنجشنبه بتاریخ نوزدهم شوال ۱۳۱۱ سنه هجری علی صاحبها

الصلوٰة والتحیه که بعد از این تاریخ بهم جمعه در سات ده ماه تخمینا چنید حیات بودند و آنحضرت ایشان ما بان بعد در مجمع عام که در آن

مجمع خلفای عظام ایشان مثل حضرت لعل شاه صاحب و جناب مولوی محمد شیرزاد صاحب و حضرت میران صاحب قلندر سلمه الله تعالیٰ

و جناب مولوی حسین علی صاحب و غیر از خلفا علما و امرا مثل ... صاحب و حاجی ... خان صاحب و محمد ... خان صاحب

و محمد ارسلا خان صاحب حاضر بودند ... موقوفه جناب حضرت حاجی صاحب حاجی دوست محمد قدس سره

ما که در تولیت ایشان ... و تولیت ما هر سه برادران ... محمد بهاء الدین صاحب

و محمد سیف الدین صاحب هر دو نابالغ بودند لهذا این فقیر حقیر را وصی هر دو مرحومین نیز ساختند قضارا عزیزی ...

در صغر سن ارتحال کرده اند. و عزیزی محمد بهاء الدین مرحوم بسن بلوغ رسیده و قدری تحصیل العلوم ظاهریه و کسب سلوک نیز نموده

و در حین ... تولیت وغیره اختیار خود را تا حین انتقال در اختیار فقیر اختیار کرده چون این عزیز

نیز مثل برادر عزیز خورد سفر آخرت اختیار نمود. و پس او پسری عزیزی محمد علاء الدین سلمه الله تعالیٰ واطال عمره و

اعطاه علما نافعا یتیم ماند. و تا این وقت مال ... و اثاث البیت و مکانات که تفصیل آنها

قیمت هر یک چیز در فهرست علیحده ... که به مقتضای حکم شریعت بغیر تقسیم متروکه

عزیزی محمد سیف الدین مرحوم و عزیزی محمد بهاء الدین مغفور جایز نیست تا که بحقدار آن مال متروکه مذکوره بالا

حق حصه رسد داده شود. تا هم ... تصرف ... آن ... که از عزیزی محمد بهاء الدین مرحوم بدست

این فقیر رسیده بوجه غیر مشروع ... و نیز دیگر حصه داران را در حصه خود و تصرف ...

اختیار ... باشند ... متروکه ... اول روبروی گواهان از ... در قیمت کردن چیزها ...

بصیرت تام دارند قیمت کنانیده و حتی الامکان احتیاط را در قیمت کنانیدن ... مذکور از دست نداده

بعد از آن بطریق وراثت حصه نقدی محمد بهاء الدین مرحوم و محمد سیف الدین مغفور را در تقسیم آورده چنانچه حصه

حضرت والده مغفوره و همشیره عزیزه بایشان داده شده باقی مانده حصه عزیزی محمد علاء الدین سلمه الله تعالیٰ و ابقاه

بطور حفاظت و تولیت نزد فقیر محفوظ است وقتی که ... رشد و بلوغ خواهد رسید ... کرده خواهد شد

پس چونکه حصهٔ مستحقین بود برندگان معتبر معین و مقرر و جدا کرده شد پس مطابق همگی را حق ملک و
تولیت نماند البته عزیزی محمد معصوم الدین سلمه الله و ابقاه بعد از بلوغ اگر موافق طریقهٔ حضرات کبار
[illegible] تمام باسرار هم ماند و رضای خود را در جمیع امور تابع رضای فقیر ساخت و شرکت را نیز خواست فقیر را
در شرکت او هم [illegible] هیچ دریغ نیست [illegible]
لیکن مقصود به صورت از شریک ساختن عزیزی مذکور مجبور خواهد بود پس همون حصهٔ او که علیحده کرده شد حوالهٔ او
نموده بری الذمه خواهد شد. پوشیده نماند که قیمت هرشی ماسوای [illegible] از قسم زمین و اثاث البیت
و مکانات وغیره از مال مکاوی بالکل قلیل است و تا زمان معهود حفاظتش از فقیر ممکن نبود کرده حصهٔ نقدی معین و جدا
کرده شد این هم نظر بر حال حصهٔ عزیزی محمد علاء الدین [illegible] کرده شد که فقیر را هم بر زندگانی خود اعتمادی نیست
و عزیزی محمد علاء الدین طالعین نهایت خورد ساله است و تا رسیدن بسن بلوغ سالها باید و این مال و متاع
و اثاث البیت اکثر بوسیده و خراب خواهد شد پس زیاده ازین شفقت متصور نیست که حصهٔ نقدی برای آن عزیز
نهاده شود و بغیر این امر که کرده شد چاره نبود. و فقیر را هم تصرف و خرچ نمودن در اموال مشترک خیلی
دشوار بود پس تقسیم کردن و حصص را جدا نمودن از اهم مهمات آمد و علاوه حصهٔ نقدی معینه برای عزیزی موصوف
آن مکانیکه جناب حضرت والدی قدس سره الاقدس برای عزیزی محمد ضیاء الدین مرحوم در خانقاه شریف موسیٰ زئی قریب دروازه کلان
جهت شرقی بر دروازه آن مکان نیز سمت شرقی رو هست با یک کوچهٔ دیگر که از کلان قدری خورد است بنا کنانیده
بودند ـ بنام محمد علاء الدین طالعین معین کرده شد و نیز یک مکان در خانقاه شریف سوی جهت غربی برای
عزیزی موصوف معین نموده شد چونکه قیمت مکانات مشترکه بسیار بود پس درین هر دو جا آنچه حصهٔ
مستغرقه بعض از قیمت مکان آن زائد بود قدر حصهٔ ایشان داخل کرده شد چنانچه در فهرست مفصل
است و دیگر جمیع مکانات بجز خانهای که در خانقاه شریف خراسانی واقع اند و تا هنوز مشترک افتاده اند

در ملک قندهار اند چونکه همشیره عزیزه بدان سکونت میدارند و چون ایشان الی هذا ... نعلق ملکی در

بیسیج پیر زمان و بعد از تقسیم متروکه ... ای محمد سیف الدین مرحوم همشیره مرحومه را جناب مولوی محمد شیر از ... حسب

همراه خود بهندوستان بردند و عزیزه حصه خود در ... جا گذاشته بود بقضای الٰهی عمر ... مرحومه در انجا راهی دار البقا

گشتند ـ و امسال در ماه صفر سنه ۱۳۲۳ هجری جناب مولوی محمد شیر ... حسب مع هر دو فرزندان خود اعنی عزیزان محمد معصوم

محمد صادق وارد خانقاه شریف موسیٰ زئی گشتند حصه همشیره عزیزه ام بعوض وراثت بایشان منتقل می گشت

از غیر استیفا نمود بلا تاخیر گشته حصه ام رسید مرقومه ... جناب مولوی صاحب موصوف ... علی الثبات

مورخه ۱۲ / صفر المظفر سنه ۱۳۲۳ هـ کاتب الحروف قاضی نور محمد ...

ساکن موسیٰ زئی ضلع ... بقلم خود

فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنه بقلم خود

... بزرگ ... گشتم اند ... صادق ... میر ... غریب ... [illegible]

... عبد ... عفی عنه بقلم خود

... [illegible]

... بقلم خود

باب ششم:

باقیات صالحات

☆ حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت خواجہ صاحبزادہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت صاحبزادہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت صاحبزادہ محمد جان رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت صاحبزادہ احمد جان رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت خواجہ صاحبزادہ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت صاحبزادہ محمد نعمان مدظلہ العالی

☆ حضرت صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا مدظلہ العالی

☆ مکتبہ سراجیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف

☆ کتب خانہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف

☆ مرج البحرین روحانیت کی شاخ ثانی

☆ حضرت خواجہ محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت خواجہ محمد علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت خواجہ محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد شہاب الدین مدظلہ العالی

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغِ مقبلان ہرگز نمیرد

آہن کہ بپارس آشنا شد
آن ہم بصورت طلا شد

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی تمام اولاد امجاد کو اللہ کریم نے فیض روحانیت وراثت میں نصیب فرمایا تھا اور اسی نعمت عظمیٰ کا نتیجہ ہے کہ آپ کے وصال مبارک کے بعد بھی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کا روحانی فیض جاری وساری ہے۔ آپ کے بعد آپ کی خانقاہ شریف کی باقیات صالحات کا تذکرہ اس باب میں کیا جا رہا ہے۔ حضرات صاحبزادگان کی تیسری پشت تک دستیاب احوال ومناقب کو ضبط کرنے کے ساتھ ساتھ خانقاہ شریف کے عظیم کتب خانہ کے قلمی نوادرات اور مکتبہ سراجیہ کی اہم وگراں قدر مطبوعات کا مختصر تعارف بھی اس باب میں موجود ہے۔

فصل اوّل:

احوال ومناقب

حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

از آغاز تا خلافت وجانشینی

آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ حضرت خواجہ کی آخری بیماری ربیع الاول ۱۳۳۳ھ/فروری ۱۹۱۵ء میں بروایت تحریری (جو ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ/فروری ۱۹۱۶ء کی لکھی ہوئی ہے) حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ، ساکن موسیٰ خیل ضلع میانوالی کو، جو حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے حکم سے ان دنوں المستدرک للحاکم کی کتابت پر مامور تھے، القاء ہوا اور باہمی مشورت وباتفاق رائے جملہ خلفائے عظام اور علمائے کرام ودیگر خاص وعام نے حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ قدس سرہ کا نائب مناب اور قائم مقام وجانشین تجویز کیا اور حضرت کا خلافت نامہ حضرت قاضی مولانا نور محمدؒ موصوف نے عام مجلس میں تحریر فرمایا، پھر تمام خلفائے عظام، علمائے کرام اور خواص وعوام نے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (ساکن واں بھچراں، ضلع میانوالی) نے، پھر دوسرے خلفاء اور علماء نے بھی بیعت کر لی اور آخر میں حضرت صاحبزادہ محمد علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت صاحبزادہ محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیعت کی اور اس خلافت نامہ پر سب نے دستخط کیے۔ چند بڑے خلفائے گرامی جنہوں نے اس پر دستخط کیے، کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (واں بھچراں)، حضرت صاحبزادہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ موسیٰ زئی شریف)، حضرت قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ (موسیٰ خیل)۔ آپ نے خلافت نامہ کتابت فرمایا۔ حضرت مولانا خلیفہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (بگھاروی، تحصیل کہوٹہ،

ضلع راولپنڈی)، حضرت مولانا عبدالرحمٰن پشاوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید برکت علی شاہ کلکتوی علاولپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ابو السعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ سراجیہ، کندیاں، ضلع میانوالی)[۱]

ایک روایت کے مطابق حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو مجاز طریقت قرار دے کر دستار بندی کی اور اس وقت حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک بیس برس کے لگ بھگ تھی۔[۲]

حضرت مولانا قاضی عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے وصال مبارک پر جو قصیدہ کہا ہے، اس میں حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ کے بارے میں کہا ہے:

ولی چو کرد ولی عہد قرۃ العینین — ہزار حمد بدرگاہ قادر سبحان
کہ سر والد ماجد بود ولد بے شک — ازان است زیب طریقت بمسند عرفان
کہ ہست تخت نشینش محمد ابراہیم — رشید و ھادی ذو الفضل حافظ قرآن
رواج بخش دنانیر دین آن سرور — کہ بود مہبط جبریلؑ و خاتم نبیانؐ
مقیم بر سر سجادہ رسول کریمؐ — کہ بود مہتر و بہتر گزین عالمیان
مہی ببرج فضیلت خود سپہر کمال — شہی بمسند ارشاد قدوۂ دوران
بچرخ معرفت حضرت منیر خورشید است — بخت عزت و حرمت بہین زکل شاہان
سریر مملکت معرفت برو زیبا — دوام باد بفضل خدائے ذو احسان
ہمیشہ تخت شریعت برو مزین باد — مقیم برسر سجادہ خدا دانان
ذکاء فیض و افادیت ہدایت ذاتش — بود مدام درخشندہ بر جمیع کسان

بود وجود عزیزش مصون زکل آفات
بعز و جاہ رسول کریمؐ و عالی شان[۳]

اشاعت آثار اسلاف

حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر مکتوبات حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کا اردو ترجمہ حضرت حافظ قاری سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حضرت صوفی محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا، جو تحفہ ابراہیمیہ کے نام سے پہلی بار ۱۹۶۶ء میں اور دوبارہ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں زوار اکیڈمی، پبلی کیشنز، کراچی سے طبع ہوا۔[۴]

مکتوب گرامی حضرت خواجہ محمد ابراہیم قدس سرہ

اس سلسلے میں حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم قدس سرہ کا ایک مکتوب بنام حضرت صوفی محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ فرمائیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باسمہ سبحانہ، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

میرے لخت جگر، دل کی ٹھنڈک، عزیز از جان جناب محمد احمد صاحب دام عنایتکم والطافکم۔

السلام علیکم! بعد تسلیمات ودعوات عرض ہے کہ سرفراز نامہ پیارے بھائی صاحب کا پہنچا، کمال اشتیاق سے بمصداق:

صد بار از بے تابی وا کردم و پیچیدم

بہت الفت سے کئی دفعہ آپ کے سرفراز نامہ کو لپیٹا اور کھول کر پڑھا، دیکھا، بمصداق: ''المکتوب نصف الملاقات'' کچھ نہ کچھ تسلی وتشفی ہو ہی جاتی ہے، ورنہ:

بلا بودے اگر این ہم نہ بود

ورنہ دل یہ چاہتا ہے کہ اڑ کر آپ پیارے بھائی صاحب کی خدمت میں پہنچ کر راحت و سرور حاصل کروں۔ اگر قسمت نے یاوری کی تو اللہ تعالیٰ شرف ملاقات نصیب کرے گا۔

مجھے امید ہے کہ آپ نے تینوں حضرات کبار کے مکاتیب شریف کی صحت واصلاح

کرلی ہوگی اور باقی ماندہ مکاتیب کا بھی ترجمہ کرلیا ہوگا۔ ان کی طرف توجہ وخیال ہے یا نہیں؟ بواپسی حال طباعت کتب سے مطلع فرمائیں۔ جہاں تک ہو، طباعت میں عجلت سے کام لیں۔ اپنی خیریت وعافیت وطباعت کتب سے شادو مطمئن فرماویں۔ دعا ہے وہو حافظکم وناصرکم۔

حافظ محمد ابراہیم عفی عنہ

از دریا خان

۲۶ ستمبر ۱۹۵۲ء[۵]

وصال مبارک:

آپ نے ۱۱ رجب ۱۳۷۶ھ/ ۱۱ فروری ۱۹۵۷ء کو بوقت ۹ بجے صبح بہاولپور میں حکیم عبدالرشید صاحب (خلیفہ مجاز) کے ہاں بعمر ۶۳ برس عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی اور احاطہ مزارات خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں آخری آرام گاہ پائی۔ فَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَحْمَۃً وَّاسعَۃً[۶]

مناقب وفضائل

۱- حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے نقشبندیہ مجددیہ سلوک میں کتاب لکھی اور اس کا انتساب حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے کیا اور اس کا نام ''تحفہ ابراہیمیہ'' رکھا۔

۲- حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے مکاتیب سراجیہ کی منظوم تاریخ لکھی، جس میں کہا ہے:

ولد ارشد او ابراہیم

کہ صفا کیش وحقیقت بین است

۳- خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کے دربار عالیہ کے دیرینہ خادم حضرت حقداد خان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ

علیہ کی مسند نشینی کے ضمن میں یہ منظوم تاریخ کہی تھی، جس میں کہتے ہیں:

عمیم الجود ابراہیم صاحب — عظیم القدر، بس والا مراتب
کہ بر سجادہ ارشاد بنشست — ولی ابن ولی ابن ولی است
فرید سالکین مسند نشین شد — عجب تاریخ دستارش ہمین شد

۴۰۔ حضرت مولانا قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ (ساکن موسیٰ خیل) نے مستدرک الامام الحافظ الحاکم کی جلد دوّم کے صفحہ آخر پر حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی جانشینی کے ضمن میں لکھا:

وبايعت الخدمة والمريدين فحسب التجويز والاتفاق بخلوص القلوب على يدخلفه الرشيد، وسلموا السجادة الرشد اليه، وختمت الكتابة فى زمن خلفه الكريم، هو مسمى باسمين الكريمين محمد ابراهيم، فجعله اللّٰه تعالىٰ مطابقا باسمين الكريمين الرفيعين، ونحن ندعوا اللّٰه تعالىٰ ان يجعله رشيدا، كريما، وليا كاملا ومكملا بخلافة اسلافه الراشدين، انه مجيب قريب، وبالاجابة جدير، انه علىٰ كل شئ قدير، هذا ما كتب فى الشهر الربيع الآخر ۱۳۳۴ هجرى المقدس اربعه وثلاثون بعد ثلاثه مائة والف. (/فروری ۱۹۱۶ء)"[ے]

"اور میں نے حسب تجویز اور اتفاق کے ساتھ خدام اور مریدین کی بیعت کرائی، ان کے فرزند ارشد کے ہاتھ (مبارک) پر اور انہوں نے ہدایت کا سجادہ ان کے حوالے کر دیا اور میں نے لکھنا ختم کیا، ان کے معزز نائب کے زمانے میں اور وہ محمد ابراہیم کے دو کریم ناموں سے موسوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان دو عمدہ اور بلند ناموں کے مطابق (بلند مراتب) بنائے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے اسلاف کی خلافت کی برکت سے رشد و ہدایت والا بزرگ کامل اور مکمل ولی

بنائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ دعا قبول کرنے والا اور (دلوں کے) قریب ہے اور دعا قبول کرنا اس کے شایانِ شان ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (یہ کتاب یا تحریر) آخر ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ میں لکھی گئی ہے۔

شاعری:

حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ شعر بھی کہتے تھے اور ابراہیم تخلص کرتے تھے۔ آپ کے کلام سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

بحضور انور فیاض عالم

حضرت مولانا خواجہ حاجی محمد سراج الدین قدس سرہ

اے سراج الدین والحق الغیاث — اے کرم فرمائے مطلق الغیاث
رفتی و من زار و مضطر ماندہ ام — در جہان بے یار و یاور ماندہ ام
زان کہ من امید یاری داشتم — تخم امیدش بدل می کاشتم
غم گساری من نشد یاری نکرد — جز جفا و جز دلآزاری نکرد
رُو بدرگاہ تو آوردم کنوں — با دل پر درد و چشمش پر ز خوں
من نمے گویم کہ ابراہیم زار — ہست فرزند تو بروے رحمت آر
بل ھمی گویم سگ کوئے تو ام — چشم احساں چوں سگاں سوئے تو ام
ایں چنیں مگذار زار و مضطرم — بے کس و ناصر و بے یاورم
یک نظر بر من کن اے مسکین نواز — تا شوم ابنائے عالم بے نیاز

از گناہم در گزر عذرم پذیر
در رہت افتادہ ام دستم بگیر ۸

اشعار:

دارم امید عاطفت از دوستان خود
بعد از نماز خمسہ کنند یاد در دُعا

سلسلہ انوار یزدانی است ایں
منبع اسرار رحمانی است ایں
مظہر رشحات لمعات ہدا
مصدر الطاف سبحانی است ایں
در طریق خواجگان نقشبند
رہبر ہادی ایمانی است ایں
حافظ ابراہیم سگ دربان سراج
واقف رمز ہمہ دانی است ایں[9]

تصنیفات:

علاوہ ازیں آپ کو تصنیف و تالیف کا ذوق بھی دامنگیر تھا۔ آپ سے کتاب فوائد سراجیہ (فارسی) یادگار ہے۔ جس میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے احوال، کرامات و مکاشفات اور مکتوبات شامل ہیں۔ اس کا اُردو ترجمہ آپ کے فرزند اکبر و خلیفہ اجل حضرت خواجہ مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی فرمائش پر کیا تھا جو مواہب رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثۃ دامانیہ (جلد سوم: مقامات سراجیہ) کے نام سے ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء میں مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمد سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے طبع ہوا ہے۔

فصل دوّم:

احوال ومناقب

حضرت خواجہ صاحبزادہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ بھی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے اور اپنے فیوض و برکات سے مخلوق خدا کو سیراب کرتے رہے۔ آبائے کرامؒ کے مسلک پر استقامت کے ساتھ گامزن رہے۔ بڑے مہمان نواز، خوش اخلاق اور بلند کردار تھے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔

حضرت صاحبزادہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء) بانی خانقاہ سراجیہ حسنیہ، حسن آباد ڈاک خانہ کروڑ لعل عیسن، ضلع لیہ سے بھی خلافت واجازت حاصل تھی۔[۱۰]

آپ نے بروز سوموار مؤرخہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ/ ۱۱ جولائی ۱۹۹۰ء کو ۸۶ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔

حضرت حافظ قاری سید زوار حسین شاہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حضرت صوفی محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صاحبزادہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر (۱۹۵۲ء کے لگ بھگ) مکتوبات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوبات حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا اُردو ترجمہ کیا تھا جو تحفہ زاہدیہ کے نام سے (ایک ساتھ) پہلی بار ۱۹۶۸ء میں اور دوسری مرتبہ ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء میں زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی سے شائع ہوا۔

حضرت صاحبزادہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے ہوئے:

۱- صاحبزادہ محمد ذاکر صاحب ۲- صاحبزادہ محمد ظاہر صاحب

۳- صاحبزادہ محمد صابر صاحب[۱۱]

فصل سوم:

احوال و مناقب

حضرت صاحبزادہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے تیسرے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے آبائے کرامؒ کے مسلک پر استقامت کے ساتھ گامزن رہے۔ آپ بڑے مہمان نواز، خوش اخلاق اور بلند کردار تھے۔ علاوہ ازیں آپ ایک نغز گو شاعر بھی تھے۔ آپ کا کلام صوفیانہ اور عارفانہ رموز کا حامل ہے۔[۱۲]

آپ ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۴/۱۵ء میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ہی حاصل کی اور بعدازاں دینی علوم کی تحصیل و تکمیل کے لیے جامعہ عباسیہ، بہاولپور میں داخل ہوئے اور وہاں معروف اساتذہ سے اخذ و کسب علم ظاہری کیا۔ جن میں مولانا غلام نبیؒ، شیخ العقول والمنقول، شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محمد صادقؒ، مولانا عبیداللہؒ، مولانا احمد علیؒ اور مولانا فاروق احمدؒ قابل ذکر ہیں۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد ذکر و اشغال میں مصروف ہو گئے۔ حکمت و طباعت کا شغل اپنایا۔ مطالعہ بہت مرغوب تھا۔ عزلت نشینی پسند فرماتے تھے، بہت ہی زیادہ عبادت گزار تھے۔ اویسی طریقہ سے اپنے والد بزرگوار سے روحانی فیض اخذ فرمایا۔ بہت عالم و فاضل اور علم دوست شخصیت تھے۔

راقم الحروف مسکین (محمد نذیر رانجھا) کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ مؤرخہ ۲۳ جون ۱۹۷۴ء کو محترم ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی صاحب زاد لطفہ (کتابدار، کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد) کی معیت میں حقیر خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی کی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو اس روز مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی زیارت سے شاد کام ہونے کے بعد

حضرت مولانا محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی نصیب ہوئی، جوان دنوں وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ رات کا کھانا کھانے اور صبح کا ناشتہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کی معیت میں کتب خانہ سعدیہ کی کتابوں کی زیارت رات بارہ بجے تک جاری رہی اور ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی صاحب اور حقیر اس دوران آپ کی علمی وروحانی اور ادبی گفتگو سے بھی مستفید ہوتے رہے۔ رات بھر آپ کی پر فیض و بابرکت صحبت جاری رہی۔ آپ متبحر عالم، بہت عابد اور زاہد تھے، نیز بہت ہی خوش طبع، مہذب الاخلاق، متواضع، انکسار پسند اور پاک طینت شخصیت کے حامل تھے۔ پختہ وسوختہ اور تجربہ کار شاعر تھے اور فارسی، اردو اور پشتو زبان میں یکساں مہارت تامہ کے حامل تھے لیکن افسوس اپنے کلام کو کامل طور پر قید تحریر میں نہ لا سکے۔ ایک چھوٹی سی بیاض تھی، جو آپ نے تسبیحی صاحب کو دی اور حقیر نے اس سے ایک مضمون آپ کے احوال و آثار پر مرتب کیا جو ماہنامہ سروش (فارسی) اسلام آباد (جلد۳: ش۱۲، دسمبر ۱۹۷۷ء) میں (ص ۳۸-۴۰) طبع ہوا تھا۔ آپ کے فارسی کلام کے چند نمونے درج ذیل ہیں:

نعت سرور کائنات وفخر موجودات صلّی اللہ علیہ وسلّم

السلام اے رحمۃ للعالمینؐ   السلام اے پیشوائے مرسلینؐ
السلام اے صاحب دیدار او   دید چشمت ذات رب العالمین
السلام اے مظہر حب خدا   ذات تو محبوب رب العالمین
السلام اے منبع رحم و سخا   السلام اے راہنماء سالکین
السلام آن صاحب لولاک را   السلام اے شافع کل مذنبین

عارف بے توشہ خواہم کوئے تو
شیء للہ از جمال روئے تو

محمدؐ مالک ہر دو سرا ست   محمدؐ شافع روز جزا ست
محمدؐ رحمۃ للعالمینے   محمدؐ پیشوائے انبیا ست

عیدالفطر کے بارے میں کہتے ہیں:

درتنم خون بصد تاب روان است امروز
شکر للہ کہ عید رمضان است امروز
نور و انوار و تجلی خداوندی را
بینم از یازدہ ماہ باز بیان است امروز

عید فطر است بآغاز زمستان آمد
خرمن عیش وطرب قند بد امان آمد
این ہلالے کہ درخشید بآغاز افق
چو لب لعل فلک باز بدوران آمد
خوب شد در ہمہ آفاق ہویداست ہلال
از شہادات چو رستیم بچشمان آمد

آپ کی شاعری میں غزل، نظم اور قطعہ کی اصناف شامل ہیں۔ چند نمونے پیش ہیں:

غزل:

مدتی شد کہ ز دلدار سلامے نرسید — نامہ ننوشت فرستادہ پیامے نرسید
دل دیوانہء من محو تمنائے وصال — تا سر زلف دوتا دست غلامے نرسید
دانہء خال رخش عنبر سارا گردش — مرغ دل می تپدار برلب دامے نرسید
یاد کن وعدۂ فردا مخروش اے عارف
وصل باشد کہ درین جا بغلامے نرسید

چو دیدہ کاکل پیچان عشقم — رہین منت یزدان عشقم
بدیر غربتم سودا چہ باشد — اسیری بر جانان عشقم
محبت برخزانہ چون اثر کرد — فراز آمد جہان و جان عشقم
بحیرت رفتہ ام دراین تطاول — چہ دانم شان عشق وکان عشقم
منم شوریدہ سر اندر خرابات — خراب بادۂ سلطان عشقم

بدین آلودگی و عجز عارف
غلام نرگس مستان عشقم

هجر و فراق:

امروز دیگرم بفراق تو شام شد
در آرزوئے وصل تو عمرم تمام شد
یک جان بصد نیاز فدائے تو کردہ ام
اے جان من جہان زدستم زمام شد

چائے سبز:

اے چائے سبز بادۂ ما بے ریا توئی
دست دراز کردہ تعب را قضا توئی
ما عاجزیم بر لب ماچون نہی قدم
بوسیم پائے تو کہ بجان آشنا توئی
چوشاہدان حال درون راست کارساز
در وقت خویش سوختہ دل راضیا توئی
عارف درین مصاف مگویا وہ شوخموش
بے جا گرفتہ رشتۂ مضمون چرا توئی

آپ نے آخر ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ/ دسمبر ۱۹۷۵ء کو وصال فرمایا اور خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف میں آسودہ خاک ہوئے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة [۱۳]

حضرت صاحبزادہ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کی تین عزت مآب صاحبزادیاں اور تین گرامی قدر صاحبزادے ہوئے ہیں جن کے نام نامی یہ ہیں:

۱- حکیم صاحبزادہ محمد سلیمان صاحب ۲- صاحبزادہ محمد داؤد صاحب
۳- صاحبزادہ حافظ محمد محمود صاحب [۱۴]

فصل چہارم:

احوال ومناقب

حضرت خواجہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد

آپ کے درج ذیل تین صاحبزادگان گرامی تھے:

حضرت خواجہ مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے جانشین اور سجادہ نشین، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف تھے، ان کے حالات آگے فصل پنجم میں تفصیل سے آئیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللہ۔

حضرت صاحبزادہ مولانا محمد جان رحمۃ اللہ علیہ

دریا خان میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے بنگلہ میں اقامت پذیر تھے۔ انہوںؒ نے وہاں قریب ہی ایک مسجد بھی تعمیر کرائی اور اکابر کے فیوض سے بہرہ وافر رکھتے تھے۔ مہمانوں اور ارادت مندوں کی خدمات بجالاتے تھے۔ اخلاق کریمانہ کا مجسمہ تھے۔[۱۵]

فرحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

آپ کے سفر سرہند شریف اور دہلی شریف کی روایت ملتی ہے۔ نائب قیوم زماں حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (م۱۹۵۶ء/۱۳۷۵ھ) کی رحلت پر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تعزیتی خط مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے نام دہلی شریف سے بھیجا تو اس میں لکھا:

''صاحبزادہ محمد جان صاحب، موسیٰ زئی والے میرے گھر میں تشریف فرما ہیں۔ ان کو بھی یہیں پر مولانا صاحب کے انتقال کی خبر ملی، ان کو اس

خبر سے بے پناہ صدمہ پہنچا۔ بہت بہت سلام فرماتے ہیں اور آج یا کل وہ لاہور روانہ ہو جائیں گے۔ وہ عنقریب خود خانقاہ شریف میں پہنچیں گے۔"[۱۶]

آپ نے مؤرخہ ۱۵ جون ۱۹۵۶ء کو دریا خان میں ہی رحلت فرمائی اور یہیں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ کے صاحبزادوں میں صاحبزادہ محمد اقبال صاحب، صاحبزادہ دوست محمد صاحب، صاحبزادہ خالد صاحب، صاحبزادہ حامد صاحب اور صاحبزادہ عابد صاحب شامل ہیں۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔

حضرت صاحبزادہ احمد جان رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی دریا خان ہی میں مقیم تھے۔ اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ کے حامل تھے۔ دریا خان میں ہی رحلت فرمائی اور اسی شہر میں آخری آرامگاہ پائی۔ آپ کے فرزند گرامی صاحبزادہ محمد اقبال صاحب ہیں۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَاسِعَة۔[۱۷]

فصل پنجم:

احوال ومناقب

حضرت خواجہ مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر تھے۔[۱۸]

ولادت باسعادت:

آپ ۱۹۱۶ء/۳۵-۱۳۳۴ھ میں اس جہان رنگ وبو میں جلوہ افروز ہوئے۔

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم وتربیت خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔

جامعہ عباسیہ بہاولپور میں داخلہ اور حصول فراغت

بعدازاں دس سال کی عمر میں ۱۹۲۶ء (۴۵-۱۳۴۴ھ) میں جامعہ عباسیہ بہاولپور میں داخل ہوئے اور یہاں قابل اساتذہ گرامی سے تحصیل کرتے رہے۔ یہاں دس سال میں مولوی فاضل، مولوی عالم اور علامہ کا سارا نصاب مکمل کیا اور ۱۹۳۶ء/۱۳۵۵ھ میں علامہ کی امتیازی ڈگری حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔[۱۹]

علوم تفسیر وحدیث کی مزید تعلیم

۱۹۳۶ء/۱۳۵۵ھ میں جامعہ عباسیہ، بہاولپور سے فراغت کے بعد آپ دو برس تک شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واں بھچراں (ضلع میانوالی) میں مقیم رہے اور اس عرصہ میں دو بار ترجمہ قرآن کریم کے علاوہ جامع ترمذی، سنن ابی داؤد

(کامل) اور بخاری شریف، بعض مواقع سے حضرت الشیخ موصوف کے پاس دوبارہ پڑھیں۔[۲۰]

علمی و تحقیقی مصروفیات

جب آپ علوم وفنون کی کتابوں سے مکمل فارغ ہو گئے تو دریا خان، ضلع میانوالی میں اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد ابراہیمؒ نے آپ سے فرمایا:

> ''شب و روز کی محنت شاقہ اور مسلسل جہد و کوشش کے ذریعے تم نے علامہ کی امتیازی ڈگری حاصل کی ہے اور تمہاری صحت پر بے حد اثر پڑا ہے۔ بہتر ہوگا کہ یہ موسم گرما بمقام موہڑہ شریف، مضافات مری میں جا کر گزارو، جہاں پر تمہارے چچا محمد علاء الدین صاحب اس وقت بمعہ بال بچوں کے اقامت پذیر ہیں۔ وہاں جا کر آب وہوا تبدیل کرو اور ان دو مہینوں میں دو کتابوں مجموعہ فوائد عثمانیہ اور مجموعہ فوائد سراجیہ (فارسی) کا ترجمہ بھی کرو۔ ان ہر دو مجموعات کے سلیس اُردو ترجمہ کا کام تمہارے سپرد کرتا ہوں، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ تم نے علامہ کی امتیازی ڈگری حاصل کر کے کہاں تک قابلیت حاصل کی ہے۔ اس طویل مسافرت میں چچا محمد حزب اللہ صاحب کو تمہارا رفیق سفر بناتا ہوں کیونکہ چچا صاحب تمہارے مذاق کے عین مطابق ہیں۔''[۲۱]

اس طرح جون اور جولائی کے دو مہینوں میں آپ نے شب و روز کی مسلسل کوشش اور محنت سے چھ ساڑھے چھ سو صفحات پر مشتمل دونوں کتب کے اردو ترجمہ کا کام مکمل کیا اور بعد ازاں دریا خان میں واپس آ کر اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ فرمایا۔ آپ نہایت خوش ہوئے اور پھر حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی درازی عمر، عمل صالح اور بخت و اقبال کی بلندی کے لیے دعا فرمائی۔

بیعت طریقت

اسی سال (۱۹۳۹ء) میں اکتوبر کے مہینہ میں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ دریا خان میں حضرت خواجہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے تحصیل علوم ظاہری کے بعد اپنے حضرت سے بیعت کی ہے؟ آپ نے عرض کیا: ''نہیں حضرت! تاحال فقیر بیعت نہیں ہوا۔'' اس پر انہوں نے آپ کو وضو تازہ کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ تازہ وضو فرما کر حضرت مولانا حسین علیؒ کی خدمت میں تشریف لائے۔ حضرت مولانا حسین علیؒ نے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کو ہمراہ لیا اور حضرت خواجہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے آئے۔ حضرت خواجہؒ اس وقت دریا خان والے بنگلے کے مشرقی کمرہ سے باہر والے تھلے پر جلوہ افروز تھے۔ حضرت مولانا حسین علیؒ نے حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ کو حضرت خواجہؒ کے سامنے بٹھا کر التماس کی کہ حضرت! صاجبزادہ صاحب کو بیعت فرمائیں۔

حضرت خواجہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت فرما لیا اور بعد ازاں اسم ذات کی تلقین فرمائی اور پھر دعا کے لیے مبارک ہاتھ بلند فرمائے۔ اس وقت حضرات خواجہ محمد علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے چچا تھے، بھی موجود تھے۔ اس طرح تینوں حضرات (حضرت مولانا حسین علیؒ، حضرت خواجہ محمد ابراہیمؒ اور حضرت علاء الدینؒ) نے حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا فرمائی۔ [۲۲]

تکمیل سلوک

جب حضرت خواجہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت فرما کر دعا سے فارغ ہوئے تو حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کو بنگلہ کے اندر کمرے میں لے گئے اور اپنے سینہ مبارک سے پیراہن اُٹھا کر عالم

امر کے لطائف سبعہ از لطیفہ قلب تا لطیفہ اخفی اور عالم خلق کے لطائف، لطیفہ نفس اور عناصر اربعہ تا سلطان الاذکار، جس کو لطیف قالبیہ کہتے ہیں، تمام ہر ایک پر اُنگلی رکھ کر سمجھائے اور پھر حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے دن اور راتیں ذکر و شغل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں گزرتے رہے۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک طریقہ مجددیہ کا زیادہ حصہ اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد ابراہیم قدس سرہ سے مکمل کیا اور باقی ماندہ اسباق سلوک کے لیے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا اور کتاب ہدایت الطالبین اور دیگر رسائل تصوف اور سلوک سلاسل اربعہ (کی کتب کو) حضرت مولانا حسین علیہ صاحبؒ سے سبقاً پڑھا اور جملہ مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے توجہات حاصل کر کے تا دائرہ لاتعین، یعنی سلوک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس پر حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تحریری اجازت نامہ وخلافت نامہ عنایت فرمایا۔ جس کے الفاظ ابتدائیہ یہ ہیں:

”اجزت الطرائق کلّھا لحضرت محمد اسماعیل کما اجازنی شیخی وامامی سیدی محمد عثمان قدس اللہ روحہ“ [۲۳]

یعنی میں نے حضرت محمد اسماعیل صاحب کو تمام سلاسل طریقت کی اجازت دے دی ہے جس طرح کہ میرے شیخ اور میرے امام میرے سردار حضرت خواجہ محمد عثمان قدس روحہ نے مجھے اجازت عطا فرمائی ہے۔

خلافت مطلقہ و جانشینی

حضرت خواجہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مبارک زندگی کے آخری دنوں میں اپنی ساری ذمہ داریاں حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرما دیں اور اپنے وصال مبارک سے ایک سال قبل حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ کو اجازت نامہ و خلافت مطلقہ سلاسل ہشتگانہ میں عنایت فرمایا اور تین خانقاہوں (خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، خانقاہ

ڈیپ شریف، سون سیکسر، ضلع خوشاب اور خانقاہ لوڑگئی شریف، قندھار (افغانستان) کی تولیت آپ کو عطا فرمائی۔ اسی طرح کتب خانہ مع تسبیح خانہ شریف جو حضرات ثلاثہ (حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ، حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ اور حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ) کی مسند نشینی کا مبارک مقام ہے، کی تولیت بھی آپ کے سپرد فرمائی اور یہ تمام امور آپ کے اجازت نامہ خلافت میں اپنے خلیفہ اجل واکمل حضرت مولانا قاضی عبدالجلیل انگوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے تحریر کرائے اور اس پر اپنے دستخط فرمائے اور حضرت قاضی صاحب موصوف نے بھی دستخط فرمائے اور یہ اجازت نامہ حضرت قاضی صاحب موصوف نے خانقاہ شریف پر ایک مجمع کثیر، جس میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف سے وابستہ خلفائے عظام، علمائے کرام اور مریدین خاص وعام شامل تھے، پڑھ کر سنایا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ۔[۲۴]

آپ حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت عالم بقا مؤرخہ ۱۱ فروری ۱۹۵۷ء/ ۱۱ رجب ۱۳۷۶ھ کے بعد خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔

زیارت حرمین شریفین

آپ نے چند بار زیارت حرمین شریفین کا شرف حاصل کیا اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔

سیاسی خدمات

سیاسی طور پر جمعیت علمائے اسلام سے وابستہ تھے اور جمعیۃ کے کاموں کی سرپرستی فرمایا کرتے تھے۔[۲۵]

وصال مبارک:

تقریباً ۳۵ برس تک خلق خدا اور سالکین طریقت کی راہنمائی فرمانے کے بعد مشیت ایزدی سے آپ نے بروز جمعہ مؤرخہ ۴ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ/ ۲۵ جون ۱۹۹۳ء کو بوقت عصر ۷۶

سال کی عمر سی ایم ایچ راولپنڈی میں وصال فرمایا اور دوسرے روز بوقت پانچ بجے عصر جنازہ ہوا اور خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں آخری آرام گاہ پائی۔ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف میں آپ کا مزار مبارک مرجع الخلائق ہے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً [۲۶]

راقم الحروف مسکین پر حضرت اقدس کی عنایات

مؤلف مسکین (محمد نذیر رانجھا) جب ۱۹۷۶ء میں کتب خانہ موسیٰ زئی شریف کے قلمی مخطوطات کی فہرست نگاری کے لیے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ شریف پر حاضر ہوا تو حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے بے پناہ شفقت وعنایات فرمائیں۔ آپ ہر روز اپنے صبح کے اوراد و وظائف کی فراغت کے بعد حقیر کو تسبیح خانہ میں طلب فرما کر اپنی زیارت سے نوازتے اور پھر مغرب کے معمولات سے فراغت کے بعد اپنے پاس بلواتے اور دن بھر کی علمی مصروفیات کے بارے میں دریافت فرماتے اور بڑی شفقت ومحبت سے مزید کتب کی نشاندہی فرماتے۔

اپنے صاجزادہ گرامی حضرت محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حقیر کے لیے کتب خانہ سے کتابیں فراہم کرنے کا نگران بنایا۔ آن محترم اس حقیر کے لیے کتابیں لایا کرتے تھے اور جن کتب کی فہرست نگاری مکمل ہو جاتی وہ واپس لے جایا کرتے تھے۔ آپ کمال مہربانی سے اس روسیاہ کے خورد ونوش اور رہائش کے بارے میں ہر روز خبر گیری فرماتے تھے اور جب طلب فرماتے تو خدام ڈھونڈ رہے ہوتے تھے کہ پنڈی والے مہمان کہاں گئے؟ جب حقیر حاضر خدمت ہوتا تو مسکرا کر فرماتے: "پنڈی والے مہمان آ گئے"۔

وقت رخصت خصوصی شفقت اور مہربانی فرمائی۔ اوّل دعائے خیر فرمائی۔ پھر گلے لگایا۔ حقیر نے دست بوسی کا شرف حاصل کیا اور واپس راولپنڈی کے لیے چل پڑا۔ آپ کی شفقت و عنایت ہمیشہ یاد آتی رہتی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

آثار مبارکہ

تصنیف وتالیف:

حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تصنیف وتالیفات سے خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ کی درج ذیل کتب مطبوعہ صورت میں یادگار ہیں:

۱-سلسلۃ الذہب موسوم بہ سلسلہ سراجیہ مجددیہ:

مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، ۱۴۰۰ھ، ۶۸ص (اس سے تیرہ برس قبل بھی شائع ہوئی تھی)۔

اس میں مرشد کے رابطہ اور تصور شیخ، فاتحہ (ایصال ثواب) اور توسل کا طریقہ، یومیہ ضروری وظائف، مراقبات کی نیتیں اور ثمرہ ہر مقام درج ہے۔

۲-مواہب رحمانیہ فی فوائد وفیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ (جلد اوّل: التجلیات الدوستیہ):

اس میں آپ نے ملفوظات و مناقب دامانیہ از مولانا رحیم بخش اجمیریؒ اور مولانا معزالدین صاحب کھوہی بہارہؒ، فضل الباری از مولانا محمد عادل کاکڑؒ، مقامات احمدیہ سعیدیہ از مولانا شاہ محمد مظہرؒ اور مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ سے بھرپور استفادہ کر کے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے مفصل احوال وملفوظات اور مکتوبات گرامی کو جمع فرمایا۔

یہ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء میں مکتبہ سراجیہ مجددیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے شائع ہوئی اور ۳۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳-مواہب رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ (جلد دوّم: کمالات عثمانیہ):

اس میں مجموعہ فوائد عثمانیہ از حضرت سید اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ مع اضافات و ترمیمات خود پیش کیا ہے اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے مفصل حالات، ملفوظات، مکاشفات و کرامات اور معمولات کا گراں قدر ذخیرہ جمع فرمادیا ہے۔

یہ ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء میں مکتبہ سراجیہ مجددیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے طبع ہوئی ہے اور ۲۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴-مواہب رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ (جلد سوّم: مقامات سراجیہ):

اس میں آپ نے کتاب: فوائد سراجیہ، تصنیف لطیف: حضرت خواجہ محمد ابراہیم قدس سرہ کا اُردو ترجمہ پیش کیا ہے، جس میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے تفصیلی حالات جمع ہیں۔

یہ ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء میں مکتبہ سراجیہ مجددیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے شائع ہوئی اور ۲۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

شاعری:

آپ شعر بھی کہتے تھے اور ذبیح تخلص فرماتے تھے اور فارسی و اردو کے قادر الکلام شاعر تھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ (بزبان فارسی) اور شجرۂ طیبہ (بزبان اُردو) آپ سے یادگار ہیں: [۲۷]

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ

احمدؐ و صدیقؓ و سلمانؓ قاسمؒ و جعفرؒ دگر
بایزیدؒ و بو الحسنؒ بو القاسمؒ و خورشید فر
بو علیؒ بحر عطا، بو یوسفؒ ابر مکرمتؒ
عبد خالقؒ، عارفؒ و محمودؒ شاہِ دادگر
بو علیؒ، بابا سماسیؒ، پس کلالؒ و نقشبندؒ
پس علاء الدینؒ، یعقوبؒ آں مہ چرخ ہنر
پس عبیداللہؒ و زاہدؒ، خواجہ درویشؒ اجل
خواجگیؒ و خواجہ باقیؒ وارثِ خیر البشرؐ
پس مجددؒ عروۃ الوثقیٰؒ و سیف الدینؒ بود
پس محمد محسنؒ و نور محمدؒ خوان زبر
جان جانستؒ عبداللہ، شاہؒ بو سعیدؒ
زاں پس احمد سعیدؒ آں راز دان خیر و شر
پس جناب دست دوست محمدؒ آں امام اولیاء
خواجہ عثمانؒ آنکہ وصفش زانچہ گویم بیشتر
پس سراج۔ الدین محمدؒ آفتاب نقشبند
خواجہ ابراہیمؒ حافظ قبلہ جن و بشر
عاصیم شرمندہ ام افتادہ ام بر درگہت
رحم کن برما طفیل ایں عزیزان خوش سیر
عرض میدارد ذبیح ناتواں و روسیاہ
مستجابش کن بجاہ صاحب خیر البشر[۲۸۰]

اولادِ امجاد و سجادہ نشین معظم

آپ کے صاحبزادگان گرامی بھی نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک اور اسلاف کی روایات کے امین ہیں، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱-حضرت صاحبزادہ محمد نعمان سراجی مجددی مدظلہ العالی:

آپ اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کی مسند ارشاد پر فائز المرام ہیں۔

آپ ۲۰ صفر ۱۳۶۰ھ/ ۱۸ مارچ ۱۹۴۱ء کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوئے۔ ناظرہ قرآن مجید خانقاہ شریف میں پڑھا۔ بعد ازاں چھٹی جماعت تک سکول کی تعلیم موسیٰ زئی شریف میں حاصل کی اور میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول درابن سے کیا اور ایف اے اسلامیہ کالج پشاور سے کیا۔ بعد ازاں خانقاہ شریف کے لنگر اور زائرین و واردین کی خدمات میں مشغول ہو گئے۔ ساتھ ساتھ تصوف کی کتابیں پڑھتے رہے۔ ۱۹۷۳ء بوقت عصر اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کر کے ۱۹۸۰ء میں خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک ۴ محرم ۱۴۱۴ھ/ ۲۵ جون ۱۹۹۳ء کے دو روز بعد خانقاہ شریف کے جملہ خلفاء، مریدین، اعزہ و اقارب اور واردین کی موجودگی میں آپ کو سجادہ نشینی کی پگڑی بندھوائی گئی اور الحمدللہ تا حال یہ سعادت عظمیٰ ارزانی ہے۔ ۱۹۹۸ء میں حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ آپ کے چار صاحبزادے ہیں:

۱- جناب حافظ محمد سراج الدین۔ ایم اے آپ ماشاء اللہ صاحب اولاد ہیں اور آپ کے صاحبزادے کا نام جناب عمر فاروق ہے۔

۲- جناب حافظ محمد طیب۔ بی اے

۳- جناب حافظ امیر عمر۔ بی اے۔

۴- جناب حافظ اسامہ حماد۔ میٹرک۔

آپ دینی مدرسہ لادن، ضلع ڈیرہ غازی خان میں دینی تعلیم حاصل کر رہے ہے۔
اللہ کریم آپ کو اپنے اسلاف کی اعلیٰ روایات کا امین بنائے۔ آمین۔

۲- حضرت صاحبزادہ مفتی محمد سعید سراجی مدظلہ العالی:

آپ رحیم یار خان کے ایک دینی مدرسہ میں استاد ہیں۔

۳- حضرت صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا مدظلہ العالی:

آپ اعلیٰ دینی علوم وفنون میں مہارت تامہ کے حامل ہیں۔ ایم اے (فارسی) اور ایم ایڈ ہیں۔ گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان میں پروفیسر ہیں۔ بڑے ہی عالم، فاضل، علم دوست اور علم پرور ہیں۔ اخلاق کریمانہ اور صفات ستودہ کے حامل ہیں۔ بندہ نوازی اور عجز وانکساری کے پیکر ہیں۔

آپ نے تقریباً ربع صدی قبل مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کی بنیاد رکھی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے بڑی کتب نادرہ طبع فرمادی تھیں۔ جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

۱- مواہب رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ (جلد اوّل تجلیاتِ دوستیہ) تألیف حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ۔

۲- ایضاً (جلد دوّم کمالات عثمانیہ) ایضاً

۳- ایضاً (جلد سوم مقامات سراجیہ) ایضاً

۴- سلسلۃ الذہب موسوم بہ سلسلہ سراجیہ مجددیہ از مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ۔

۵- مکتوبات (فارسی) حضرت دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

۶- فوائد عثمانی: ملفوظات ومکتوبات ومعمولات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی (فارسی) جامع حضرت سید اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷- سیرت غوث اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ (اُردو) از مولانا ابو البیان محمد داؤد فاروقی۔

۸- تذکرہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی (شیخ احمد سرہندی) قدس سرہ (اُردو) از

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۹- حسنات الحرمین و یواقیت الحرمین از حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

۱۰- مقامات مظہری تالیف شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱- مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (اُردو)

۱۲- علامہ ابن تیمیہؒ اور ان کے ہم عصر علماء (اُردو)

۱۳- رسالہ اُنسیہ (فارسی متن و اُردو ترجمہ) تصنیف: حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ، تحقیق متن فارسی و اُردو ترجمہ: محمد نذیر رانجھا۔

۱۴- انگریزی ترجمہ کتاب رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم (Muhammad peace be upon him, Mercy far the Universe)

۱۵- اثبات المولد والقیام از حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ، بامقدمہ: محمد اقبال مجددی۔

۱۶- مقامات عثمانیہ (مختصر)۔ مولف سید اکبر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، ترتیب و ترجمہ: محمد سعد سراجی مرشد بابا۔

۱۷- وصال احمدی - تصنیف مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، ترتیب و ترجمہ: محمد سعد سراجی مرشد بابا۔

۱۸- تجلیات ربانی تلخیص و ترجمہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، از مولانا نسیم احمد فریدی

حضرت صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا صاحب بڑے کریم النفس، ملنسار، متواضع، صالح اور محبت والے ہیں۔ آپ صاحب تصنیف و تالیف ہیں۔ راقم الحروف کے ساتھ بڑی شفقتوں اور عنایتوں کا معاملہ رہا۔ یہ مسکین ۱۹۷۶ء میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف گیا تو آپ نے اپنے والد گرامی حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے متعارف کرایا۔ جس پر آنمحترم اس حقیر پر بیکراں لطف و مہربانی فرماتے رہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ وہاں مقیم رہا اور کتب خانہ خانقاہ شریف کے فارسی مخطوطات کی فہرست بناتا رہا جو فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی پاکستان تالیف استاد احمد منزوی میں شامل ہے۔ ان دنوں صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد

بابا دام اقبالہ اوران کے مخلص ارادت منداور رفیق محترم ماسٹر محمد سعید صاحب زادلطفہ اس مسکین کے ساتھ بہت ہی زیادہ شفقت وعنایت فرماتے رہے۔ خانقاہ شریف کے کتب خانہ، مزارات مبارک، تسبیح خانہ، مسجد شریف اور دوسرے آثار مبارکہ کی زیارات اور تفصیلات سے آگاہ فرماتے رہے۔ اللہ کریم ان دونوں کریم ومہربان شخصیات کو دنیا وآخرت میں شادکام وکامران فرمائیں۔ آمین۔

حضرت صاحبزادہ مرشد بابا صاحب دام اقبالہ کئی سال قبل راولپنڈی میں ہر سال ایک دومرتبہ تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ ایوب کالج راولپنڈی کے پڑوس میں ان کے عقید تمند محترم راجہ صاحب کی رہائش تھی۔ وہاں قیام ہوتا اور محترم ماسٹر محمد سعید صاحب زادلطفہ (موسیٰ زئی شریف والے) آپ کے ہمراہ ہوا کرتے تھے۔ آتے ہی اس حقیر کو مطلع فرمادیتے تھے اور یہ مسکین وہاں جا کر شرف زیارت حاصل کرتا۔ آج کل آپ نے مکتبہ سراجیہ کی سرگرمیاں معطل کر دی ہیں اور گوشہ نشینی اختیار فرما رکھی ہے۔ اللہ کریم آپ کو اپنے اسلاف کی برکات کا نمونہ بنائے رکھے۔ آمین۔

۲۔حضرت صاحبزادہ محمد یوسف صاحب دام اقبالہ:

احقر جن دنوں خانقاہ شریف پر مقیم تھا۔ ان کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اکثر اس حقیر کے پاس تشریف لاتے اور اس کے خورد ونوش اور رہائش کے معاملات کی نگرانی فرماتے تھے۔ بڑے ہی سعادت مند، وجیہہ صورت اور اخلاق ستودہ اور صفات کریمانہ کے حامل تھے۔

آپ نے فضائے الٰہی سے ۲۴ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ/ ۱۱- اگست ۱۹۸۵ء کو ۲۸ سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ہی آخری آرام گاہ پائی:

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کیے

فَرَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔ آپ کے فرزند صاحبزادہ آصف جان صاحب ہیں۔

فصل ششم:

کتب خانہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف

اس کتب خانہ کا آغاز تو مؤسس و بانی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ (۱۲۱۶ھ-۱۲۸۴ھ/ ۱۸۰۱-۱۸۶۸ء) کے مبارک زمانے سے ہی ہو گیا تھا جنہیں اپنے اسلاف کے علمی و روحانی ورثہ کی حفاظت کا بہت زیادہ خیال رہتا تھا اور آپ کی گرانقدر کتب کے موجود متعدد قلمی مخطوطات پر مہر ''حاجی دوست محمد قندھاری'' کندہ ہے۔ بعد ازاں آپ کے جانشین معظم و خلیفہ ارشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (۱۲۴۴-۱۳۱۴ھ/ ۲۹-۱۸۲۸-۱۸۹۷ء) کا دور مبارک آیا تو آپ نے اس کتب خانہ کو تسبیح خانہ کا باقاعدہ حصہ بنا دیا۔ اس میں قرآن و حدیث، فقہ اور دیگر متداول علوم کی کتابیں جمع فرمائیں۔ مکتوبات امام ربانی قدس سرہ، مکتوبات خواجہ معصوم قدس سرہ، مثنوی مولانا رومؒ اور تصوف و ادب کی دیگر کتب بھی آپ کے کتب خانہ میں ذخیرہ تھیں۔

بعد ازاں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (۱۲۹۷-۱۳۳۳ھ/ ۱۸۷۹-۱۹۱۵ء) کا مبارک زمانہ آیا۔ آپ عربی، فارسی اور دیگر علوم دینیہ پر خاص عبور رکھنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کی علمی و ادبی کتب کو جمع کرنے کے بہت زیادہ شوقین تھے۔ لہٰذا بلاد اسلامیہ سے آنے والے عقیدت مند حضرات اکثر و بیشتر اپنے ہمراہ مختلف مطبوعات اور نادر قلمی مخطوطات آپ کے لیے لایا کرتے تھے۔ چنانچہ بلا مبالغہ آپ کے زمانے میں یہ کتب خانہ نوادر علمی اور روحانی جواہر پاروں کا بیش بہا خزانہ بن گیا تھا، جس میں اسلامی تہذیب و ثقافت، علم و ادب، تصوف، قرآن و تفسیر، حدیث و فقہ اور دیگر موضوعات پر بے شمار کتابیں موجود تھیں۔

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے وصال مبارک ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء کے بعد اس کتب خانہ کی نئی ترتیب اور قدرے خاندانی حضرات کرام میں تقسیم کا عندیہ ملتا ہے۔ اکثر قلمی کتب اور بعض مطبوعات پر ''مہر کتب خانہ خانقاہ شریف، موسیٰ زئی شریف ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء''

ثبت ہے جو یقیناً حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء)، فرزند گرامی و جانشین ارشد حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی تحویل میں آنے کے بعد لگائی گئی ہے۔

اس کتب خانہ میں حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کے زمانے کے یادگار قلمی مخطوطات اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے مبارک قلم سے تحریر کردہ نوادرات بھی محفوظ ہیں۔

حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال فرمانے پر یہ کتب خانہ ان کے فرزند رشید و خلیفہ و سجادہ نشین گرامی حضرت الحاج مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف اور نگرانی میں آ گیا، لیکن لگتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد بیسیوں و سینکڑوں کتب حضرت خواجہ قدس سرہ کے خاندان معظم میں پھیل گئیں۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں آنے والے کتب خانہ کی کتابوں کی تعداد تقریباً چھ ہزار تھی جن میں ایک چوتھائی قلمی مخطوطات تھے۔[۲۹]

اس بے نوا و روسیاہ راقم الحروف نے ۱۹۷۶ء میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف پر حاضری دی اور ہفتہ عشرہ اس وجنت نظیر کتب خانہ کی زیارت کا شرف پایا۔ فارسی قلمی مخطوطات کی فہرست تیار کی، جو مرکز تحقیقات ایران و پاکستان، اسلام آباد کی ضرورت تھی۔ یہ بعد ازاں فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان، تالیف (استاد گرامی) احمد منزوی میں راقم الحروف کے حوالے سے شامل ہیں۔ افسوس کہ اس دوران عربی اور دیگر زبانوں کے قلمی جواہر پاروں کی فہرست نہ بن سکی جو آج ہوتی تو یہ حقیر کس قدر سعادت مندی کا مستحق ٹھہرتا۔ رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا......

ذیل میں اس گراں قدر کتب خانہ کے فارسی قلمی مخطوطات کا تعارف ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے:

اثبات مولد و قیام:

از شاہ احمد سعید مجددی دہلوی قدس سرہ (۱۲۱۷-۱۲۷۷ھ/ ۱۸۰۲-۱۸۶۱ء)

بخط نستعلیق شکستہ آمیز خوش، تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص ۸۴-۱۰۹)

اثبات مولد وقیام:

ازشاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق شکستہ آمیز، تیرہویں صدی ہجری، ۱۹اص۔

اثبات مولد وقیام:

ازشاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق خوش، تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص۲۲-۴۲) (مشترک۲: ۱۰۲۲)

احوال دوست محمد قندھاریؒ: سوانح عمری:

از حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء) بہ خواہش حافظ مولوی محمد مظہر ابن شاہ احمد سعید مجددیؒ (م۱۳۰۱ھ)۔

بخط نستعلیق شکستہ آمیز، درخانقاہ موسیٰ زئی، ۱۲۷۱، ۱۲۷۵ھ، مجموعہ میں (ص۸۱-۱۱۱) (مشترک ۱۱: ۱۰۳۶)

اسرار الحقیقہ:

از غلام محی الدین قصوریؒ رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء)۔ (مشترک ۳: ۱۲۵۳، کتاب خانہ ۱۷۷)

اسرار الحقیقہ:

از ناشناس۔

نستعلیق خوش، تیرہویں صدی ہجری، شجرہ نامہ پیران نقشبند کے ساتھ ایک مجموعہ میں (ص۹۲-۴۱۸) (مشترک ۳: ۱۲۵۴)

اعراب قرآن:

ازابوالبرکات رکن الدین محمد مدعو بہ تراب (علی لکھنوی)۔

بخط غلام حسن (رحمۃ اللہ علیہ)، نستعلیق خوش، ۲۶ شوال ۱۲۸۰ھ، ۱۵اص (مشترک ۱: ۱۴۴)

اوصاف الاشراف:

از خواجہ نصیر الدین طوسی، محمد بن محمد (۵۹۷-۶۷۲ھ/ ۱۲۰۰-۱۲۷۳ء)

بخط نستعلیق خوش، امیر اللہ بن محمد امان اللہ، ۱۲۲۸ھ مجموعہ میں (ص ۶۱-۱۰۲) (مشترک ۳:۱۳۱۰)

انیس الطالبین وعدۃ السالکین: مقامات واحوال خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ:

از صالح بن محمد بن بخاریؒ، ۷۸۵ھ میں لکھی گئی ہے۔ نستعلیق خوش، گیارہویں صدی ہجری، ۳۰۷ص (مشترک ۱۱:۸۱۲)

تجوید القرآن:

از ناشناس آغاز: حمد صلوٰۃ بدان ایدک اللہ تعالیٰ بتوفیقہ کہ افضل عبادات قرأت قرآن مجید است......

آخر میں مہر لگی ہے جس میں ''حاجی دوست محمد قندھاری'' کندہ ہے۔ بخط نستعلیق خوش، ۱۲۱۲ھ (مشترک ۱:۱۰۴)

تحفۃ الملوک:

از ناشناس، جو مخدوم جہانیان جہانگشت بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ/ ۱۳۸۴ء) کے شاگرد ہیں۔

بخط نستعلیق پختہ، لعل بن جمال شہ جام، ۲۴ ذی الحجہ ۱۰۸۳ھ، مجموعہ میں (ص ۱۳۴-۱۶۵) (مشترک ۴:۲۲۷۳)

تذکرۃ الموتی والقبور:

از محمد ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء) بخط نستعلیق خوش، غلام حسن (رحمۃ اللہ علیہ)، المحرم ۱۲۸۱ھ، ۶۴ص (مشترک ۲:۱۰۶۴)

تسلیۃ المصاب نیل الاجر والثواب:

از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) بخط نستعلیق خوش، امیر اللہ ولد امان اللہ فتح پوری، ۴ ربیع الاول ۱۲۲۹ھ، مجموعہ میں (ورق ۱۷۱-۲۰۵) (مشترک ۴:۲۲۷۸)

تکملہ نفحات الانس:

از عبدالغفور لاریؒ (م ۹۱۲ھ/۱۵۰۶ء)

بخط نستعلیق خوش، ۱۰ جمادی الثانی ۹۵۰ھ، ش ا مجموعہ (ص ۱-۴۲) (مشترک ۱۱:۸۲۹)

توصیل المرید الی المراد:

از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۹۵۸-۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱-۱۶۴۲ء)

بخط نستعلیق خوش، امیر اللہ ولد امان اللہ: ۱۲

ذی الحجہ ۱۲۲۸ھ، مجموعہ میں (ص ۲-۶۰) (مشترک ۳:۱۳۷۰)

توصیل المرید الی المراد:

از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق خوش، محمد عیسیٰ، ۱۷ ذی قعدہ ۱۲۷۹ھ، مجموعہ میں (ص ۲-۴۰) (مشترک ۳:۱۳۷۰)

توصیل المرید الی المراد:

از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق در فارسی و نسخ در عربی، خوش، عبداللہ، تیرہویں صدی ہجری، ۴۲ ص (مشترک ۳:۱۳۷۰)

جوہر ملفوظات: ملفوظات دوست محمد قندھاریؒ:

از محمد عادل بن فیض محمد کاکڑ رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء)۔

خط نستعلیق شکستہ آمیز خوش، خان محمد بن ملا فیض محمد کاکڑ، ۱۳۳۷ھ، مجموعہ میں (ص ۱۴۱-۱۵۴) (مشترک ۳: ۱۳۹۷)

چہل حدیث:

از علاء الدین برہان لائکانی (لاکھانی)۔

بخط نستعلیق خوش، بارہویں تیرہویں صدی ہجری، بامہر ۱۲۲۴ھ، مجموعہ میں (ص ۲۱۸-۲۲۶) (مشترک ۴......۲۳)

حاشیہ نفحات الانس:

متن از عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۸ھ)، حاشیہ از رضی الدین عبدالغفور لاریؒ (م ۹۱۲ھ/ ۱۵۰۶ء)

بخط نستعلیق خوش، ۱۰ جمادی الثانی ۹۵۰ھ، مجموعہ میں (ص ۴۳-۹۲۸) (مشترک ۱۱: ۸۲۸)

حرمت و کراہت حقہ و پان و پاوہ و تاڑی و افیون و چرس و بھنگ:

از عبدالرحمٰن بن حاجی محمد روشن خان۔ دہلی شریف اور اس کے اطراف کے علماء کی تقاریر وفتاویٰ سے جمع شدہ مواد۔

بخط نستعلیق خوش، تیرہویں صدی ہجری، ۱۶ ص (مجموعہ ۱-۱۶) (مشترک ۱: ۳۹۴)

حافظ الایمان:

از عبداللطیف بن عبدالکریم بھکری۔

بخط نستعلیق شکستہ آمیز خوش، لعل خان جمال شہ ۱۰۸۳ھ، مجموعہ میں (ص ۱۰۲-۱۲۴) (مشترک ۲: ۱۰۹۱)

حفظ الایمان:

از عبداللطیف بھکری۔

بخط نستعلیق پختہ، تیرہویں صدی ہجری، ش ۲ مجموعہ ۲۸ ص (مشترک ۲: ۱۰۹۲)

حورائیہ: شرح رباعی ابو سعیدؒ:

متن رباعی از ابو سعید ابوالخیر مہنی رحمۃ اللہ علیہ (۳۵۷-۴۴۰ھ/ ۹۶۸-۱۰۴۹ء)، شرح از خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (۸۰۶-۸۹۵ھ/ ۱۴۰۳-۱۴۹۰ھ) بخط نستعلیق خوش، خان محمد بن ملا فیض محمد کاکڑ، ساکن درابن، ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ، ش ۴ مجموعہ (ص ۴۱-۴۴) (مشترک ۳: ۱۴۲۳)

خیر الکلام فی مسائل الصیام:

از محمد عبدالحکیم (یا عبدالحلیم) انصاری لکھنوی بن مولانا محمد امین اللہ۔

بخط نستعلیق شکستہ آمیز، عمر طالب علم عرف کلال ولد میاں بختیار، ۱۹ محرم ۱۲۷۱ھ، ۲۶ ص (مشترک ۱۴: ۵۳۰)

خیر الکلام فی مسائل الصیام:

از محمد عبدالحکیم انصاری لکھنوی۔

بخط نستعلیق خوش، تیرہویں صدی ہجری، ش ۲ مجموعہ، ۳۲ ص (مشترک ۱۴: ۵۳۰)

در المعارف:

ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۵۸-۱۲۴۰ھ/ ۱۷۴۵-۱۸۲۴ء)، جامع: شاہ رؤف احمد مجددی بن شاہ شعور مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۳ھ)۔

بخط نستعلیق آمیز، تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (۲۱-۲۴۱) (مشترک ۳: ۱۴۴۷)

دیوان محی الدین قصوری: دیوان حضوری:

از غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۳ء)، بخط نستعلیق خوش، تیرہویں صدی ہجری شیر محمد (رحمۃ اللہ علیہ)، مجموعہ میں ۶۲۷ ص (مشترک ۸ (۲): ۲۵۱)۔

ردّ الملحدین، ترجمہ:

از ناشناس حقہ وافیون کے رد میں۔

بخط نستعلیق خوش، بارہویں تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص ۴۰-۴۵) (مشترک ۵۳۷:۱۴)۔

رسالہء ابدالیہ:

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (م ۸۵۱ھ/ ۱۴۴۷ء)

بخط نستعلیق خوش، خواجہ محمد عثمان دامانی (رحمۃ اللہ علیہ)، ۱۲۶۹ھ، ش ۵ مجموعہ (ص ۱۳۸-۱۵۳) (مشترک ۱۲۲۶:۳)

رسالہء احقاق:

از حضرت خواجہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء)

بخط نستعلیق خوش، ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ، مجموعہ میں (ص ۲-۴۰) (مشترک ۱۴۷۹:۳)

رسالہء احقاق:

از حضرت خواجہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق خوش، محمد عیسیٰ، تیرہویں صدی ہجری، ۴۸ص (مشترک ۱۴۷۹:۳)

رسالہء اُنسیہ:

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (م ۸۵۱ھ/ ۱۴۴۷ء)

نستعلیق خوش، خواجہ محمد عثمان دامانی (رحمۃ اللہ علیہ)، ۱۲۶۹ھ، مجموعہ میں (ص ۱۵۹-۲۰۱) (مشترک ۱۲۹۲:۳)

رسالہء اُنسیہ:

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (م ۸۵۱ھ/ ۱۴۴۷ء)

نستعلیق خوش، بارہویں تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص ۱-۲۳) (مشترک ۱۲۹۲:۳)

رسالہ در آداب بیعت:

از ناشناس
بخط نستعلیق خوش، ۱۲۷۹ھ، مجموعہ میں (ص ۱۱۶-۱۲۶) (مشترک ۳: ۱۲۰۹)

رسالہ در ایمان واحکام:

از ناشناس
بخط نستعلیق شکستہ آمیز، لعل ابن جمال شہ، ۴ ذی الحجہ ۱۰۸۳ھ، مجموعہ میں (ص ۱۲۴-۱۳۲)
(مشترک ۱۴: ۴۱۱)

رسالہ در ذبیحہ غیر اہل اللہ و نا مسلمانان:

از ناشناس
بخط نستعلیق شکستہ آمیز، خواجہ محمد عثمان دامانی (رحمۃ اللہ علیہ)، پنج شنبہ ۲۵ شوال ۱۲۷۹ھ،
۳۳ ص (مشترک ۱: ۴۳۷)

رسالہ در مراقبت:

از شیر محمد، مشہور بہ خلیفہ کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ
(م ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء)
بخط نستعلیق شکستہ، تیرہویں صدی ہجری، ش ا مجموعہ، ۴ ص (مشترک ۳: ۱۹۰۷)

رسالہ در نبوت:

متن از جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ و شرح از ناشناس۔
بخط نستعلیق شکستہ، محمد مراد، ۱۲۶۸ھ، مجموعہ میں، ۱۴ ص (مشترک ۲: ۱۱۹۶)

رسالۂ سکریہ:

از خورشید احمد خان جہان آبادی، برائے سردار امیر افضل خان
بخط نستعلیق، تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص ۲۴۲-۲۶۲) (مشترک ۴: ۲۳۷)

رسالہ ءعرفانی:

از ناشناس
نستعلیق خوش، ۱۲۱۲ھ، مجموعہ میں (۲۴۳-۲۵۴) (مشترک ۳: ۱۵۰۷)

رسالہ ءعرفانی:

از ناشناس
بخط نستعلیق خوش، تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص ۲۱۹-۲۳۲) (مشترک ۳: ۱۵۱۴)

رسالہ ءقدسیہ: کلمات بہاء الدین نقشبندؒ:

از خواجہ محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۲ھ/ ۱۴۲۹ء)
بخط نستعلیق خوش، بارہویں تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص ۲۶-۸۱) (مشترک ۳: ۱۷۷۷)

رسالہ ءقدسیہ:

از خواجہ محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔
بخط نستعلیق خوش، خواجہ محمد عثمان دامانی (رحمۃ اللہ علیہ)، ۱۲۶۹ھ، مجموعہ میں (ص ۲۰۳-۲۷۱) (مشترک ۳: ۱۷۷۷)

رسالہ ءمسعودیہ:

از محمد مسعود بن محمد یعقوب، یا مسعود ملتانی، جو دسویں صدی ہجری کے بعد ہوئے ہیں۔
بخط نسخ پختہ، مراد بن گل محمد بن نور محمد بن شیخ واسو معروف بہ چیلہ، بارہویں صدی ہجری، ش ۱ مجموعہ (ص ۲-۸۰) (مشترک ۴: ۳۳۵۰)

رسالہ ءمسعودیہ:

از محمد مسعود
بخط نستعلیق خوش، شنبہ ۲۲ محرم، تیرہویں صدی ہجری، ۸۷ ص (مشترک ۴: ۲۳۵۰)

رسالہء والدیہ:

از خواجہ عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ/۱۴۹۰ء)

بخط نستعلیق، خواجہ محمد عثمان دامانی (رحمۃ اللہ علیہ)، ۱۲۶۹ھ/، مجموعہ میں (ص ۱۲۵-۱۳۸) (مشترک ۳:۲۰۹۶)

رسالہء والدیہ:

از خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق خوش، خان محمد بن ملا فیض محمد کاکڑ، ساکن درابن، بروز جمعہ ۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ، مجموعہ میں (ص ۳۴-۴۰) (مشترک ۳:۲۰۹۶)

رسم الخط قرآن:

از ناشناس (مشترک ۱:۱۵۵، کتاب خانہ ۱۷۴)

رشحات عین الحیات:

از علی حسین واعظ کاشفی بیہقیؒ (م ۹۳۹ھ/۱۵۳۲-۱۵۳۳ء)

بخط نستعلیق خوش، شیر محمد (رحمۃ اللہ علیہ) خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ، تیرہویں صدی ہجری، ۴۰۰ ص (مشترک ۱۱:۸۴۱)

شجرہ نامہ پیران طریقت:

از شناس۔

بخط نستعلیق خوش، ۱۲۸۹ھ، ۷۲ (مشترک ۱۱:۱۰۹۷)

شرح بیتی جامیؒ:

بیت از مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (۸۱۷-۸۹۸ھ/ ۱۴۱۴-۱۴۹۲ء)، شرح بیت از امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۶۵۱-۷۲۵ھ/۱۲۵۳-۱۳۲۵ء)

بخط نستعلیق خوش، خواجہ محمد عثمان دامانی (رحمۃ اللہ علیہ)، مجموعہ میں (ص ۱۵۴-۱۵۸) (مشترک ۳:۱۵۸۸)

شرح رباعیات باقی باللہؒ:

از خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۲-۱۰۱۲ھ/۱۵۶۴-۱۶۰۳ء)

بخط نستعلیق خوش، با گنج فقر (باقی باللہؒ)، ۱۲۰۶ھ، (ص ۱۰۰-۱۳۷) (مشترک ۳:۱۶۱۱)

شرح رباعیات خواجہ خرد:

از خواجہ محمد عبداللہ دہلوی، معروف بہ خواجہ خورد ابن خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۲ھ)

بخط نستعلیق خوش، محمد عابد، ۱۲۰۶ھ، مجموعہ میں (ص ۱۳۹-۲۰۴) (مشترک ۳:۱۶۱۴)

شرح قصیدہ خمریہ غوثیہ:

متن از شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ (۴۷۰-۵۶۱ھ/ ۱۰۷۷-۱۱۶۶)، شرح از اللہ داد بن خلیفہ فتح علی بن محمد نومی۔

بخط نستعلیق خوش (فارسی) و نسخ (عربی)، حافظ عبدالغفور، ربیع الثانی، وقت ضحیٰ، تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص ۷۶-۸۰)، با مہر ۱۲۷۰ھ (مشترک ۳:۱۶۲۰)

ضروریات مقاصد طریقت

از حافظ غلام مصطفیٰ۔ کتاب ''مغنی الطالب لنیل المطالب'' کا ایک باب ہے۔

بخط نستعلیق خوش، بارہویں صدی ہجری، ۲۴۴ص (مشترک ۳:۱۶۷۹)

ضروریات مقاصد طریقت:

از حافظ غلام مصطفیٰ۔

بخط نستعلیق خوش، تیرہویں صدی ہجری، ش ۳ مجموعہ، ۲۵۲ص (مشترک ۳:۱۶۷۹)۔

فائضہ: رسالہ آداب کفن و دفن:

از محمد ابوبکر الفائض، جو مغل بادشاہ شاہجہان (۱۰۳۷-۱۰۶۷ھ) یا اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸-۱۱۱۸ھ) کے زمانہ میں ہوئے ہیں۔

بخط نستعلیق خوش، تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص ۲۳۵-۲۶۷) (مشترک ۴:۲۳۹۷)

فتوح الاوراد:

از بابا فتح محمد برہانپوری سندھی (م ۱۰۸۰ھ/ ۶۹-۱۶۷۰ء) بن عین العرفا عیسی جند اللہ سندھی گازر الٰہیؒ (م ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۲۱-۱۶۲۲ء، مرید وخلیفہ شاہ لشکر محمد عارف باللہؒ،

بخط نستعلیق خوش، فتح محمد بن عین العرفاؒ (مصنف)، رجب ۱۰۵۷ھ، بامہر محمد مظہر بن شیخ احمد سعید مجددیؒ، ۵۱۸ص (مشترک ۳:۱۷۲۷)

فصل الخطاب لوصل الاحباب:

از خواجہ محمد پارسا بخاری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (۷۵۶-۸۲۲ھ/ ۱۳۵۵-۱۴۲۹ء)

بخط نستعلیق خوش، بارہویں صدی ہجری، ۴۲۴ص (مشترک ۳:۱۷۳۵)

فصل الخطاب لوصل الاحباب:

از خواجہ محمد پارسا نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق خوش، یعقوب بن عبدالسلام بن یعقوب، سہ شنبہ ۲۲ شعبان ۱۲۲۸ھ، ۵۶۳ ص (مشترک ۳:۱۷۳۵)

فوائد السالکین:

از خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۵ھ/ ۶۷-۱۲۶۶ء)

بخط نستعلیق خوش، ۱۲۶۶ھ، ش ۳ مجموعہ، ۶۶ص (مشترک ۳:۱۷۶۶)

فوائد السالکین:

از خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۵ھ: ۶۷-۱۲۶۶ء)

بخط نستعلیق خوش، محمد عیسیٰ، ۱۲۸۰ھ، مجموعہ میں (ص ۴۲-۹۴) (مشترک ۳:۱۷۶۷)

فوائد الفواد:

از نجم الدین امیر حسن بن علا سجزی، متخلص بہ حسن، معروف بہ خواجہ حسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م آٹھویں صدی ہجری)

بخط نستعلیق خوش، شکستہ آمیز، غلام علی، متوطن خاص دار الخلافہ (شاہجہان آباد (دہلی)، ۲ شعبان ۱۲۷۹ھ، حسب ارشاد پیر خود مولوی رحیم بخشؒ (اجمیری خلیفہ) دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ)، ۳۶۲ ص (مشترک ۳: ۱۷۷۰)

فوائد الفواد:

از خواجہ حسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بخط نستعلیق خوش، تیرہویں صدی ہجری، ۳۸۰ ص (مشترک ۳: ۱۷۷۰)

فیض عام:

از نعیم الدین بردوانی (موضع بردوان، پرگنہ حویلی ڈھاکہ، جلاپور)، مرید حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۵۹-۱۲۳۹ھ)۔

بخط نستعلیق شکستہ آمیز، نور جمال ولد محمد حافظ، ۱۲۶۷ھ، ۱۰اص (مشترک ۳: ۱۷۷۲)

کشف الغطاء ہما لزم للموتی علی الاحیاء:

از محمد مدعو بہ شیخ الاسلام

بخط نستعلیق شکستہ آمیز، نور جمال ولد حافظ لعل بن محمد خان چشتی، چھچھ، ۲۹ محرم ۱۲۰۷ھ، ش ا مجموعہ (ص ۱-۸۸) (مشترک ۴: ۲۴۰۹)

کشف المحجوب لارباب القلوب:

از حضرت شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری غزنوی المعروف داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ھ/ ۷۲-۱۰۷۱ء)

بخط نستعلیق خوش، فقیر اللہ یار بن میاں نیک محمد پہاڑ پوری، ۱۲۵۷ھ، ۴۲۲ ص (مشترک ۱۱: ۷۸۳)

کشکول کلیمی:

از حضرت خواجہ شاہ کلیم اللہ چشتی شاہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۶۰-۱۱۴۲ھ/ ۱۶۵۰-۱۷۲۹ء)

بخط نستعلیق خوش، غلام علی، متوطن خاص دہلی، ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۷۹ھ، مجموعہ میں (ص ۱۱۱- ۱۸۳) (مشترک ۳: ۱۸۰۲)

کفایۃ الاعتقاد:

از محمد حسین، خباز کشمیریؒ (م ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۳۴-۱۶۳۵ء)

بخط نستعلیق خوش، ۸ صفر ۱۲۳۷ھ، ۳۵ ص (مشترک ۲: ۱۱۷۱)

لوائح:

از مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (۸۱۷-۸۹۸ھ/ ۱۴۱۴-۱۴۹۲ء)

بخط نستعلیق خوش، محمد اسماعیل بن عبدالرحیم لکھنوی ثم کیرالوی، بارہویں صدی ہجریؒ، ۵۰ ص (مشترک ۳: ۱۸۵۵)

مبداء ومعاد:

ملفوظات حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء)

جامع: محمد صدیق بدخشی، ہدایت کشمی رحمۃ اللہ علیہ (تاریخ جمع آوری ۱۰۱۹ھ/ ۱۶۱۰ء)

بخط نستعلیق خوش، خواجہ محمد عثمان دامانی (رحمۃ اللہ علیہ) خلیفہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ)، ۱۲۶۹ھ، مجموعہ میں (ص ۴۰-۱۲۲) (مشترک ۳: ۱۸۶۴)

مبداء ومعاد:

از حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ/ محمد صدیق بدخشیؒ۔

بخط نستعلیق طلبگی، چودھویں صدی ہجری، ۸۶ ص (مشترک ۳: ۱۸۶۴)

مسائل زنان (فقہ):

از شیخ عبدالکریم (کریم داد) فرزند آخوند درویزہ ننگرہاری (م۱۰۷۲ھ/۱۶۶۱-۱۶۶۲ء)

بخط نستعلیق شکستہ خوش، لعل محمد بن جمالشہ حجام، ساکن قصبہ منہم سرکار جکا حصار، ۱۷ شعبان ۵۰ جلوس، ش ۱ مجموعہ (ص ۱-۱۰۰) (مشترک ۱۴: ۷۳۷)

مسائل زنان (فقہ):

از شیخ عبدالکریم۔

بخط نستعلیق خوش، تیرہویں صدی ہجری، ش ۸ مجموعہ، ۸۸ ص (مشترک ۱۴: ۸۳۸)

مطلع الانوار:

از نظامی گنجوی، سرودہ ۶۹۸ھ/ ۱۲۹۸-۱۲۹۹ء

بخط نستعلیق شکستہ آمیز خوش، برخوردار، ۲۳ رمضان شب شنبہ ۱۲۲۴ھ، شروع میں مہر: ''دوست محمد قندھاری'' (م ۱۲۸۴ھ)

مفتاح الفتوح: شرح فتوح الغیب:

متن از شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ (م ۵۶۱ھ/ ۱۱۶۶ء)، شرح از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۴۲ء)

بخط نستعلیق شکستہ آمیز، بارہویں صدی ہجری، ۶۳۸ ص (مشترک ۳: ۱۷۳۱)

مکاشفات غیبیہ: مکاشفات عینیہ:

از حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، جامع خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۰۹-۱۰۷۰ھ/ ۱۶۰۰-۱۶۵۹ء)

بخط نستعلیق شکستہ آمیز، خواجہ محمد علی مخدوم اعظمی، ۱۲۵۱ھ، در سرہند، ۵۸ ص (مشترک ۳: ۱۹۷۷)

مکاشفات غیبیہ:

از حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ/ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق شکستہ آمیز خوش، قاضی اللہ داد، ۱۰ ربیع الثانی، سہ شنبہ، تیرہویں صدی ہجری، ۷۲ص (مشترک ۳: ۱۹۷۷)

مکاشفات غیبیہ:

از حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

بخط نستعلیق خوش، شیر محمد (رحمۃ اللہ علیہ) المشہور خلیفہ نقشبندیہ مجددیہ، تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص ۴۴-۱۱۵) (مشترک ۳: ۱۹۷۷)

مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ:

از حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۰ء) جامع: حضرت محمد عادل بن فیض محمد کاکڑ رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ)

بخط نستعلیق شکستہ خوانا، محمد عادل بن فیض محمد کاکڑ (رحمۃ اللہ علیہ)، ۲۳ شوال ۱۲۷۹ھ، ۱۹۶ص (مشترک ۳: ۱۹۸۵)

مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ:

جامع حضرت محمد عادل بن فیض محمد کاکڑ رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق ناپختہ، تیرہویں صدی ہجری، ۲۵۵ص (مشترک ۳: ۱۹۸۵)

مکتوبات حضرت شاہ احمد سعید مجددیؒ:

از حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ/ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق شکستہ پختہ، تیرہویں صدی ہجری، ۹۴ص (مشترک ۳: ۱۹۷۸)

مکتوبات خواجہ محمد معصومؒ:

از حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۷۰ھ/ ۱۶۵۹ء)

بخط نستعلیق خوش، نور محمد معروف بہ قاضی خان، ساکن موسیٰ خیل، ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ، ۳۲۸ص، جلد دوم (مشترک ۳:۲۰۱۱)

مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: المکاتیب والرسائل:

از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء)

بخط نستعلیق خوش، امیر اللہ ولد امان اللہ، ۲۹ محرم ۱۲۲۸ھ، مجموعہ میں (ص ۱۰۳-۱۲۲) (مشترک ۳:۱۹۹۲)

مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ: مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ:

از حضرت شیخ احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) جامع یار محمد جدید بدخشی طالقانی رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق خوش، شیخ فضل کریم، بارہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص ۱-۲۸۶)، جلد یکم

مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

از حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق خوش، شیخ فضل کریم، مجموعہ میں (ص ۲۸۷-۶۲۴)، جلد یکم

مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

از حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، جامع عبدالحی بن خواجہ چاکر حصاری رحمۃ اللہ علیہ

بخط نستعلیق، بارہویں صدی ہجری، ۳۴۶ص، جلد دوّم۔

مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

از حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، جامع میر محمد نعمان بن شمس الدین بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ

بخط نستعلیق خوش، بارہویں صدی ہجری، ۲۷۴ص، جلد سوم (مشترک ۳:۲۰۰۵)

مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

از حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، انتخاب از محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ، جامع محمد نعیم اللہ بہڑا ایچی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱۸ھ)۔

بخط نستعلیق طلبگی، بارہویں صدی ہجری، ۱۸۰ص

مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

از حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، جامع ناشناس

بخط نستعلیق شکستہ پختہ، خواجہ محمد علی مخدوم الاعظمی، ۱۲۵۱ھ، در سرہند، مجموعہ (ص ۲۲۱-۲۴۸) (مشترک ۳:۲۰۰۶)

مکتوبات میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

از حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۶ھ/۱۳۸۴ء)

بخط نستعلیق شکستہ آمیز، سید شاہ ولد حسین شاہ، سکنہ تلہ گنگ، برای حیدر شاہ، سکنہ قادر پور، بارہویں صدی ہجری، ۹۳ص (مشترک ۳:۲۰۱۷)

منہاج السالکین:

از محمد اکرم بن علی براسوئی چشتی (زندہ در ۱۱۲۰ھ/۱۱۲۷ء و بعد از ان)

بخط نستعلیق خوش، محمد ولد ملا حسن قوم استرانہ، پنج شنبہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ، ۲۲۰ص

(مشترک ۳:۲۰۴۴)

منہاج السالکین:

از محمد اکرم بن علی برسوئی چشتی۔

بخط نستعلیق شکستہ آمیز خوش، مولوی صغیر، ساکن نور پور، ۱۲ رمضان ۱۳۰۵ھ، ۲۵۸ص

(مشترک ۳:۲۰۴۴)

منطق الطیر:

از فرید الدین عطار نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۲۷ھ/ ۳۰-۱۲۲۹ء)

بخط نستعلیق خوش، شیر محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)، خلیفہ خاص، قبلہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ)، ۳۹۲ص (مشترک ۷: ۱۹۸)

مواہب الرحمٰن:

از مفتی محمد سعید اسلمی حائطی شافعی مدراسی (م ۱۲۷۲ھ/ ۵۶-۱۸۵۵ء) بخط عثمان (خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ) اور غلام حسن (رحمۃ اللہ علیہ)۔

قرآن مجید کے پارہ ۲۹-۳۰ کی تفسیر ہے۔ یہ تفسیر مدراس (ہندوستان) میں ۱۲۶۱ھ/ ۱۸۴۵ء میں طبع ہو چکی ہے (ملاحظہ فرمائیں: مشترک ۱: ۴۷ کتاب خانہ ۱۷۷)

مواہب محمد زبیرؒ:

از قطب الدین محمد (محی) اشرف حیدر (رحمۃ اللہ علیہ)، خلیفہ قیوم الذاکرین خواجہ محمد زبیر مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۵۲ھ/ ۳۹-۱۷۴۰ء)

بخط نستعلیق خوش، شنبہ ۱۶ شعبان ۱۲۴۴ھ، در شاہجہان آباد (دہلی)، مجموعہ میں (ص ۳۴-۱۲۱) (مشترک ۳: ۲۰۴۷)

مواہب محمد زبیرؒ:

از قطب الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق خوش، ہدایت اللہ، تیرہویں صدی ہجری، ۱۱۲ص (مشترک ۳: ۲۰۴۷)

می باید شنید:

از محمد علی بن عتیق اللہ خان حسینی واسطی، متخلص بہ رفعت، متوطن ہند۔

بخط نستعلیق خوش، احمد خان، ۱۲۸۹ھ، ۲۸ص (مشترک ۴: ۲۴۷۹)

می باشد شنید:

ازمحمد علی۔

بخط نستعلیق شکستہ آمیز خوش، محمد، تیرہویں صدی ہجری، ش ۲ مجموعہ (ص۲۴-۱۵۰) (مشترک۴:۹۷۹ ۲۴)

نصاب فارسی بہ پنجابی، منظوم:

ازاسماعیل۔

بخط نستعلیق شکستہ آمیز، چہار شنبہ ۱۴ شوال، ۱۲۷۵ھ، مجموعہ (ص۱-۸) (مشترک ۲۹۹:۱۴)

نوادر الفتاویٰ:

ازمحمد بن عبداللہ الطاہر المفتی۔

بخط نستعلیق خوش، احمد اسفر اری، ۹۳۹ھ، ۲۷۲ص (مشترک۱۴:۷۸۸)

ہدایت الطالبین:

ازحضرت شاہ ابوسعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء)

بخط نستعلیق خوش، عبدالرؤف، تیرہویں صدی ہجری، ۴۲ص (مشترک۳:۲۱۲۱)

ہدایت الطالبین:

ازحضرت شاہ ابوسعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ۔

بخط نستعلیق خوش، تیرہویں صدی ہجری، مجموعہ میں (ص۲۶۷-۲۱۸) (مشترک ۳:۲۱۲۱)۔[۳۰]

فصل ہشتم:

مرج البحرین روحانیت کی شاخ ثانی

احوال ومناقب

حضرت خواجہ محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

حالات زندگی:

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے تین صاحبزادگان گرامی تھے: (۱) حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ، جو والد بزرگوار کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ (۲) حضرت خواجہ محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت محمد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے اپنے وصیت نامہ میں تینوں فرزندان گرامی کو حق تولیت عنایت فرمایا تھا۔

حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وصیت نامہ مرقومہ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد صغرِ سنی میں ہی عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی اور حضرت خواجہ محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے معتد بہ علوم ظاہری اور سلوک (نقشبندیہ مجددیہ) حاصل کیے۔ بعد ازاں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے اور اللہ کریم نے انہیں ایک فرزند گرامی عطا فرمائے جن کا نام نامی محمد علاء الدین رکھا گیا لیکن قضائے الٰہی سے حضرت خواجہ محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ عالم شباب میں ہی اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے اور خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ہی آخری آرام گاہ پائی۔ آپ کی رحلت ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء سے قبل کسی سال میں واقع ہوئی۔ فَرَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

مقام ومرتبہ

حضرت خواجہ محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی ولی اللہ تھے۔ایک پٹھان نے خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں نہر کے کنارے آپ کو بٹھایا ہوا تھا، اس وقت آپ کی عمر ایک یا ڈیڑھ سال تھی۔ وہ پٹھان آپ سے کہتا تھا کہ بہاء الدین اَللّٰـہ ھُو کہو، وہ بار بار یہی کہہ رہا تھا کہ اَللّٰـہ ھُو کہو۔ایک دفعہ جب خواجہ محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اَللّٰـہ ھُو کہا تو وہ پٹھان دھڑام سے نہر میں گر گیا۔ جب اس کو نکالا گیا تو اس نے کہا کہ جب بہاء الدین نے اَللّٰـہ ھُو کہا تو میرے دل پر ایسا اثر ہوا کہ میں بے ہوش ہو کر نہر میں گر گیا۔ جب یہ واقعہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم بہاء الدین کو خالی سمجھتے ہو، یہ بھی اللہ کا ولی ہے۔''

احوال ومناقب

حضرت خواجہ محمد علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت:

آپ تقریباً ۱۸۸۶ء (۰۴-۱۳۰۳ھ) کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوئے۔

حلیہ مبارک:

سرخ وسفید رنگ، گھنی ڈاڑھی، بھاری جسم اور درمیانہ قد تھا۔

تحصیل علوم ظاہری وباطنی

آپ نے علوم ظاہری خانقاہ موسیٰ زئی شریف پر ہی حاصل کیے اور سلوک نقشبندیہ مجددیہ اور باطنی فیض اپنے مکرم چچا قطب وقت سید الاولیا حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے اجل خلیفہ حضرت خواجہ بابڑ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جو قندھار کے مضافات کے رہنے والے تھے، سے کسب واخذ کیا۔

سجادہ نشینی

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے سجادہ نشین قرار پائے۔ چونکہ آپ دریا خان، ضلع بھکر میں ایک گھر بنا کر مقیم ہو گئے تھے، لہٰذا حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی والدہ محترمہؒ جو خانقاہ شریف میں ڈاڈئی صاحبہ، یعنی دادی صاحبہ کے نام سے مشہور تھیں، نے آپ کو حکم دیا کہ علاء الدین مریدین کی اصلاح اور دیکھ بھال اب آپ کے ذمہ ہے اور یوں خانقاہ شریف موسیٰ زئی اور خانقاہ ڈیپ شریف کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آ گئی اور دادی اماں صاحبہؒ کے اس حکم پر آپ نے بخوبی عمل کیا اور تقریباً ۲۸ یا ۳۰ برس تک دونوں خانقاہوں کے مریدین کو فیوضات نقشبندیہ مجددیہ سے مستفید فرمایا اور آپ کے روحانی فیض کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عالم میں چہارم سو پھیلایا۔

خلفائے عظام

آپ کے بہت سے خلفاء ہوئے ہیں جن میں سے اجل خلفائے عظام کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱- حضرت مولانا غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ، ساکن جمال اعوان، ڈیرہ اسماعیل خان۔

۲- حضرت خلیفہ عبدالقادر خروٹی رحمۃ اللہ علیہ، تالور، ضلع حیدر آباد (سندھ)۔

۳- حضرت خلیفہ معصوم صاحب خروٹی رحمۃ اللہ علیہ قرہ باغ غزنی، افغانستان۔

۴- حضرت خلیفہ سید رجب علی رحمۃ اللہ علیہ، ریاست پٹیالہ، دھودی (ہندوستان)۔

۵- حضرت صوفی کرم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، کانوڈ، ریاست پٹیالہ۔

۶- حضرت خلیفہ فیض اللہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، علاقہ بارہ مولا، کشمیر۔

۷- حضرت خلیفہ عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ، ریاست چنبہ تیسہ۔

۸- حضرت حاجی عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ، ضلع سورت، صوبہ بمبئی (ہندوستان)۔

وصال مبارک

آپ نے ۱۹۴۳ء/۱۳۶۲ھ میں رحلت فرمائی اور خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں آخری آرامگاہ پائی۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

ازدواج واولادامجاد

آپ نے تین شادیاں کیں۔ دو اپنے علاقہ میں اور ایک موہڑہ شریف، مری ضلع راولپنڈی، کے سجادہ نشیں حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی صاحبہ سے۔ ان سے آپ کی اولاد امجاد میں دو صاحبزادے حضرت خواجہ مصباح الدین صاحب اور حضرت خواجہ دوست محمد صاحب اور دو گرامی قدر صاحبزادیاں محترمہ روشن آراء بی بی صاحبہ اور محترمہ شمیم آراء بی بی صاحبہ شامل ہیں۔

حضرت خواجہ محمد علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری اولاد امجاد میں حضرت خواجہ شمس الدین صاحبؒ، ان کے دو بڑے بھائی صاحبزادہ زین العابدین اور صاحبزادہ سیف الدین اور ان کی بڑی ہمشیرہ محترمہ شمس النساء صاحبہ شامل ہیں۔

تاثیر فیض

حضرت صاحبزادہ شہاب الدین مدظلہ العالی (مہتمم مدرسہ انوار السراج، خانقاہ موسیٰ زئی) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے گرامی مرتبت دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ محمد علاء الدین صاحبؒ) کے صرف ایک مرید دیکھے ہیں جو ابھی زندہ ہیں، ان کا نام مولانا شیر علی صاحب ہیں، سو سال کے قریب عمر بتاتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے خواجہ علاء الدین صاحبؒ سے نفی واثبات کا سبق لیا تو اس کے بعد حضرت کا انتقال ہو گیا۔

مولانا شیر علی صاحب کا نفی و اثبات اتنا جاری ہے کہ ہر وقت یہ ذکر کرتے رہتے ہیں۔ ان سے سوال کیا گیا کہ نفی اثبات سے آپ کو کیا فائدہ ہوا؟ تو (انہوں نے) فرمایا کہ اس کی مثال جھاڑو کی ہے۔ جھاڑو کی طرح دل کے تمام روحانی امراض صاف کر دیتا ہے اور اب میرا یہ حال ہے کہ ہر مسلمان مجھے دل و جان سے پیارا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ ہر مسلمان کو گلے لگا لوں، کسی کے لیے میرے دل میں کینہ، حسد اور بغض نہیں ہے۔

مولانا شیر علی صاحب اب بھی خانقاہ شریف موسیٰ زئی تشریف لاتے ہیں۔ رات کے وقت بہت ہی معمولی مقدار میں کھانا تناول فرماتے ہیں۔ کبھی روٹی نہیں کھاتے اور صرف شوربہ پی لیتے ہیں۔ رات بارہ ایک بجے خانقاہ شریف کی مسجد میں تشریف لے جاتے ہیں اور ساری رات نفل ادا کرتے رہتے ہیں۔ اس عبادت و ریاضت کی وجہ یہ ہے کہ ہر مرید پر اپنے پیر و شیخ کا رنگ غالب ہوتا ہے۔

شجرہ شریف

آپ کے سلسلہ کا شجرہ شریف سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ، خاندان حضرات خانقاہ شریف (موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان)، آپ کے مرید خاص پائندہ خان افغان خروٹی مارزک دار وخیل، ساکن لغر جوئی، علاقہ غزنی نے سٹیم پریس ریلوے روڈ، جالندھر (ہندوستان) سے باہتمام لالہ سندر لعل سونی مینجنگ پروپرائٹر طبع کرایا اور آپ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا، جس پر لکھا ہے:

”نذر...... اس تحفہ کو حضرت ابوالمصلح پیر محمد علاء الدین صاحب نوری،
سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف...... ادام فیوضہم کی خدمت بابرکت میں
نہایت ادب اور عجز کے ساتھ پیش کر کے دعا کا امیدوار ہے:
گر قبول افتد زہے عز و شریف

طالب دعا

بندہ ناچیز پائندہ خان افغان“

یہ ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں شجرہ (ص ۳-۸) میں حضرت خواجہ سراج الدین

رحمۃ اللہ علیہ کے بعد "الٰہی بحرمت بندہ عجز و نیاز فقیر محمد علاء الدین نوری عفی عنہ اللہ الغنی" لکھا ہے۔ بعد ازاں نظم شجرہ طیبہ (ص ۹-۱۰)، دعائے حزب البحر (ص ۱۱-۱۷)، نیات مراقبات مشارب (ص ۱۸-۲۲)، ہدایات متعلقہ شجرہ (ص ۲۳) اور التماس دعا...... پائندہ خان (ص ۲۴) مندرج ہے۔

منظوم شجرہ طیبہ

نبیؐ صدیقؓ سلمانؓ قاسمؒ و جعفرؒ وطیفورؒ — کہ بعد از بوالحسنؒ بوعلیؒ و بویوسفشؒ گنجور
ز عبدالخالقؒ آمد عارفؒ از و بہرہ — کز ایشاں شد دیار ماوراء النہر کوہ طور
علیؒ بابا کلالؒ نقشبندی است علاء الدینؒ — پس از یعقوب چرخی خواجہ احرارؒ شد مشہور
محمد زاہدؒ درویش محمدؒ خواجگیؒ باقیؒ — مجددؒ عروۃ الوثقیؒ وسیف الدینؒ سید نورؒ
حبیب اللہ مظہر شاہؒ عبداللہؒ قطب الوقت — وشاہ بوسعیدؒ عیدم بگرداں آں شب دیجور
شہ احمد سعیدؒ وہم عارف یکتا — مسمی قندھاری دوست محمدؒ سازیم منصور
برائے حضرۃ عثمانؒ سراج الدینؒ قطب وقت — رساں تا درگہ خویشت کہ از دیدن شوم مسرور

محمد علاء الدینؒ غلام نقشبندی نوروی مشہور
کہ از جام طریقت گشتہ سیراب وہم مسرور

احوال ومناقب

حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے پوتے حضرت خواجہ محمد علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے فرزند ارجمند ہیں۔

ولادت باسعادت

آپ ۱۹۴۱ء/۱۳۶۰ھ میں بمقام خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت

آپ کی تعلیم وتربیت خانقاہ شریف کے ماحول میں اپنے گھر پر شروع ہوئی۔قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے پیارے مرید قاری خوش الحان حافظ غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، جو خانقاہ شریف کی مسجد کے امام بھی تھے۔ بعد ازاں گورنمنٹ ہائی سکول درابن کلاں میں داخلہ لیا اور میٹرک یہاں سے کیا۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

مولانا عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے آپ کی ملاقات شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء) سے ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوئی۔ جب ان سے یہ کہا گیا کہ آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے پڑپوتے ہیں، تو حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلی نظر میں ہی ان کی آنکھوں کی چمک سے میں سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکا کسی ولی اللہ کی اولاد میں سے ہے۔ پھر انہوں نے آپ سے مصروفیت پوچھی اور شفقت فرماتے ہوئے خانپور میں اپنے مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے کہا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد آپ خانپور تشریف لے گئے اور حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا تعلیمی و روحانی رشتہ استوار کیا۔ آپ ابھی صرف ونحو کی ابتدائی تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ قضائے الٰہی سے آپ کے برادران بزرگ صاحبزادہ زین العابدینؒ اور صاحبزادہ سیف الدین صاحبؒ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ چنانچہ گھر کی تمام ذمہ داریاں آپ کے اوپر آ جانے سے آپ کو اپنا تعلیمی سلسلہ منقطع کرنا پڑا اور آپ واپس موسیٰ زئی شریف آ گئے۔

رحمت حق بہانہ می جوید

کچھ عرصہ تک گھریلو ذمہ داریاں نبھانے کے بعد آپ کو آپ کی ہمشیرہ محترمہ شمس النساء صاحبہ نے مکہ مکرمہ میں بلا لیا، کیونکہ آنمحترمہ کے خاوند محترم پاکستان میں اپنی دوسری زوجہ و اولاد کے ساتھ رہائش پذیر ہوگئے تھے۔ اس طرح آپ اپنی ہمشیرہ محترمہ کے حکم پر مکہ مکرمہ میں مقیم ہوکر ان کی اولاد کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئے۔ اللہ کریم نے ذوق اور موقع نصیب فرمایا اور ظاہری علوم کے حصول کا جو سلسلہ منقطع ہو گیا تھا، وہ پھر سے مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہو گیا۔ مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ مرحوم کعبہ میں درس حدیث دیتے تھے اور آج کل آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا مکی صاحب حرم شریف میں درس حدیث دیتے ہیں۔

آپ چار برس تک مولانا خیر محمد سے تعلیم حاصل کرتے رہے اور ساتھ ساتھ اپنے استاد محترم کی گھریلو خدمت بھی کرتے رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ استاد محترم کی ایک بکری تھی جس کو چرانے کے لیے حرم شریف کے ساتھ واقع باغ میں لے جایا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں بھی ان کے گھریلو کام سرانجام دیتے تھے۔ جس کی وجہ سے مولانا صاحبؒ کو آپ سے خاص محبت تھی۔

حج بیت اللہ شریف

مکہ مکرمہ میں مقیم ہونے کی وجہ سے اللہ کریم کے خصوصی فضل سے آپ کو تین بار حج ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

پاکستان واپسی اور مدرسہ انوار السراج کی تاسیس

آپ ۱۹۶۸ء میں پاکستان واپس آ گئے اور خانقاہ موسیٰ زئی شریف کی مسجد میں خطابت کے ساتھ ساتھ درس حدیث کا سلسلہ بھی شروع فرمایا۔ ۱۹۶۹ء/۱۳۸۸ھ میں آپ نے خانقاہ شریف میں مدرسہ انوار السراج کی بنیاد رکھی اور یہ آپ کی زندگی کا اہم کارنامہ ہے۔ اس مدرسہ سے آج تک ہزاروں طلباء نے علم کی پیاس بجھائی اور فیض قرآن حاصل کیا اور الحمدللہ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

شیخ المشائخ مخدوم زماں سید و مرشدنا

حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی سے روحانی تعلق

آپ چونکہ آباو اجداد کرام کی وجہ سے نقشبندی مجددی مشرب تھے، لہٰذا طبعاً اس سلسلہ عالیہ سے محبت و لگاؤ تھا۔ آپ نے مکہ مکرمہ سے واپس آنے کے بعد اپنا روحانی تعلق مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے ساتھ جوڑ لیا اور تاحیات حضرت اقدس کے زیر شفقت رہے۔ حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے۔ آپ جب بھی خانقاہ سراجیہ شریف، کندیاں ضلع میانوالی تشریف لے جاتے تو آپ کا قیام خانقاہ شریف کے کتب خانہ میں رہتا۔ حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی خود کتب خانہ میں آپ کے پاس تشریف لے جاتے اور آپ سے فرماتے کہ آپ بعض مریدین کی طرح میرے کمرے میں تشریف نہ لایا کریں، میں خود آپ سے ملنے آیا کروں گا۔

صفات ستودہ

آپ بہت ہی ستودہ صفات کے حامل تھے۔ ان میں سے چند ایک تو آپ کا طرہ امتیاز تھیں۔ مثلاً صلہ رحمی آپ کا ہر دور و نزدیک کے رشتہ دار کے ساتھ رابطہ رہتا تھا۔ نہ صرف رکھتے تھے بلکہ ان کے الجھے ہوئے مسائل و معاملات حل کرتے تھے۔ اگر کسی کا کوئی حکومتی کام ہوتا تو بھی آپ اپنی بساط کے مطابق ان کے لیے کوشش فرماتے۔ رشتہ داروں کے ضمن میں آپ اس حدیث شریف پر عمل فرماتے: صِلْ مَنْ قَطَعَکَ یعنی تو جوڑ اس سے جو تجھ سے توڑے۔ کوئی رشتہ آپ سے ناراض نہ تھا۔ آپ میں دوسری اعلیٰ صفت یہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کہ آپ مخلوق خدا کی خدمت کر کے خوش ہوتے تھے۔ آپ ہمہ وقت خدمت خلق میں لگے رہتے تھے۔ لوگوں کے آپس میں فیصلے کرنا، ضرورت مندوں کی حتی المقدور مدد و رہنمائی کرنا اور بے روزگاروں کے لیے روزگار کا متلاشی بننا بھی پسند فرماتے تھے۔ آپ نے بیسیوں افراد کو باروزگار بنایا۔

سیاسی خدمات

اللہ کریم نے آپ کے اندر بے پناہ سیاسی بصیرت رکھی تھی۔ اس کی بین دلیل حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) کا آپ پر بے حد اعتماد تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے کئی بار جلسوں میں یہ بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پیروں کو نہیں مانتے۔ پھر آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے:

''یہ دیکھیں ہمارے ساتھ پیروں کے پیر بھی ہیں۔''

آپ نے ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے پر جمعیت کے ٹکٹ پر تحصیل پہاڑ پور، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے صوبائی اسمبلی کے لیے کاغذ داخل کیے اور بھرپور انتخابی مہم چلائی لیکن مشیت ایزدی سے جمعیت اور اس کی اتحادی جماعتوں (قومی اتحاد) نے اس الیکشن کا بائیکاٹ کر دیا۔

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں آپ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرات کرام قدس اللہ ارواحہم موسیٰ زئی شریف کے مزارات پرانوار کی زیارت کے دوران تو سب لوگ جوتے اُتار کر اندر جاتے ہیں لیکن حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ انوار السراج کے صحن میں بھی جوتے اُتار کر تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب کے ادب کی وجہ یہ تھی کہ آپ مشرباً نقشبندی مجددی تھے اور آپ نے روحانی فیض خانقاہ یٰسین زئی شریف سے حاصل کیا تھا، جس کے بانی حضرت سید ملا موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے خلیفہ اجل تھے۔ اس طرح خانقاہ موسیٰ زئی شریف حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کا پیر خانہ تھی اور آپ یہاں کی ہر چیز کا احترام کرتے تھے۔

رحلت

آپ اچانک بیمار ہوئے۔ منگل کے روز سول ہسپتال ڈیرہ اسماعیل خان میں داخل ہوئے۔ کچھ الرجی کی تکلیف ہوئی اور شوگر زیادہ ہوگئی۔ بعد ازاں بیماری میں اضافہ ہوتا گیا۔

اس حالت میں بھی آپ دیوار کے ساتھ تیمّم کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔ جمعرات کو جب مرض نے زور کیا تو آپ کو ملتان لے جایا گیا۔ بالآخر قضائے الٰہی سے اس ہر دلعزیز اور جامع کمالات ہستی نے بروز جمعۃ المبارک رات پونے دو بجے مؤرخہ ۶ صفر ۱۴۲۰ھ/۲۲ مئی ۱۹۹۹ء کو اس دار فانی سے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پاکستان کے کونے کونے میں پھیل گئی اور کثیر لوگوں نے آپ کے جنازے میں شرکت کی، جن میں خاص و عام سبھی شامل تھے۔ مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی نے جنازہ پڑھانا تھا، لیکن آپ کے ایک گھنٹہ لیٹ ہو جانے کی وجہ سے شیخ التفسیر والحدیث قاضی عبدالکریم صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ لوگوں کی زبان سے یہ بات سنی گئی کہ آج خواجہ شمس الدین کی وفات سے صرف ان کے بچے یتیم نہیں ہوئے بلکہ سارا علاقہ یتیم ہو گیا ہے۔ آپ احاطہ مزارات خانقاہ شریف میں آسودہ خاک ہوئے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً:

جان دے دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اولاد امجاد

آپ کی اولاد امجاد میں آپ کے دو صاحبزادگانِ گرامی ہیں، جن کے اسمائے گرامی صاحبزادہ محمد شہاب الدین صاحب اور صاحبزادہ محمد عبداللہ صاحب ہیں۔

آپ کا روحانی فیض

آپ کو بہت سے بزرگوں کی طرف سے اجازت تھی لیکن آپ اس کا اظہار نہ کرتے تھے۔ عوام الناس کی اصلاح بڑے عجیب انداز میں فرماتے تھے۔ پہلے ان سے گھل مل جاتے۔ پھر موقع محل پا کر انہیں دین کی طرف مائل کرتے اور اسلامی کتب بطور ہدیہ عنایت فرماتے۔ بے شمار لوگوں سے ڈاڑھی رکھوائی اور پانچ وقت کی نماز کا عادی بنایا۔ آپ نے بہت کم لوگوں کو بیعت کیا آپ کے مریدین آپ کے مزار پر وقتاً فوقتاً حاضری دیتے رہتے ہیں۔

احوال ومناقب

حضرت مولانا محمد شہاب الدین عثمانی مدظلہ العالی

والدگرامی کی طرف سے نسب مبارک

صاحبزادہ محمد شہاب الدین بن صاحبزادہ شمس الدین بن خواجہ علاء الدین بن خواجہ بہاء الدین بن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب مبارک

صاحبزادہ محمد شہاب الدین بن محترمہ صفیہ صاحبہ بنت حضرت خواجہ محمد زاہد بن حضرت خواجہ محمد سراج الدین بن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ۔

ولادت

آپ ۲۲ ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ/ ۲۴ اپریل ۱۹۷۴ء کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم حفظ و ناظرہ قرآن مجید خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے مدرسہ انوار السراج میں یہاں کے صدر مدرس حافظ قاری محمد رمضان صاحب سے حاصل کی اور میٹرک تک تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول موسیٰ زئی شریف میں حاصل کی۔

اعلیٰ دینی تعلیم

آپ نے درس نظامی کی ابتدائی تعلیم موسیٰ زئی شریف کے مضافات میں ورابن کلاں میں حاصل کی۔ درجہ ثانیہ، ثالثہ اور رابعہ جامعہ قادریہ ضلع رحیم یار خان میں اور بقیہ درجات دورہ حدیث تک کراچی میں پڑھے۔ دورہ حدیث کی سند جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن، کراچی سے حاصل کی۔

درس وتدریس سے وابستگی

دورہ حدیث کی سند حاصل کرنے کے بعد آپ اپنے پیرومرشد شیخ المشائخ مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ لیا کہ فراغت کے بعد کیا کیا جائے۔ آپ نے تدریس کا مشورہ دیا۔ پھر عرض کیا کہ کراچی یا اپنے گاؤں موسیٰ زئی شریف میں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ عرصہ تک کراچی میں تدریس کریں۔ چنانچہ آپ نے دو برس تک جامعہ انوار القرآن، نارتھ کراچی، جو کہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی کے زیر اہتمام ہے، میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

بعدازاں اپنے پیرومرشد مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے مشورہ سے خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں آکر مدرسہ انوار السراج کا اہتمام سنبھالا ہے، اس کے ساتھ ساتھ تدریسی خدمات بھی سرانجام دے رہے اور خانقاہ شریف کی مسجد میں خطابت کے فرائض بھی ادا فرما رہے ہے۔ اللہ کریم، آپ کی عمر اور علم ورشد میں ترقیات فرمائے اور آپ کو اپنے اسلاف کی اعلیٰ وارفع روایات کا امین بنائے۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔

مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے روحانی تعلق کا ثمرہ

مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی سے روحانی وابستگی کا سہرا آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔ کیا ہی مبارک ساعت تھی اور کیا ہی مبارک دن تھا کہ آپ کے والد بزرگوار آپ کو حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں بیعت کے لیے پیش کر رہے تھے۔

یہ سیدی ومرسیدی بسط اللہ ظلہم العالی سے روحانی تعلق کا نتیجہ ہے کہ آپ کی زندگی میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ شیخ ومرشد مہربان اور ولی کامل مکمل سے تعلق کا قائم ہونا تھا کہ دل

کی دنیا روشن و آباد ہوگئی۔ اس ظاہری دنیا کے حقائق کھل کر سامنے آگئے اور آپ کے لیے اس عارضی دنیا پر اخروی و باقی رہنے والی زندگی کو ترجیح دینا آسان ہوگیا۔ آج آپ اپنے والد محترم پر جتنا فخر کریں وہ کم ہے کہ آنمحترم نے آپ کو ایسی یگانہ روزگار ہستی کے روحانی دامن سے وابستہ کیا:

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

مدرسہ انوار السراج

مدرسہ انوار السراج حضرت صاحبزادہ محمد شہاب الدین مدظلہ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۹ء/۱۳۸۸ھ میں قائم فرمایا تھا اور یہ ان کے کارہائے نمایاں میں سے ہے۔

۱۳۹۱ھ/۱۹۷۲ء میں اس مدرسہ کے اساتذہ مولانا عبدالمنان صاحب فاضل قاسم العلوم، ملتان اور مولانا حافظ محمد رمضان صاحب تھے اور یہاں درس نظامی کی ابتدائی کتب اور حفظ و ناظرہ کا معقول انتظام تھا۔ تین چار سال کی قلیل مدت میں پچیس طلباء قرآن پاک مکمل حفظ کر چکے تھے۔ طلباء کی تعداد ستر تھی جن میں بارہ درسی کتب کے اور آٹھ فارسی خوان تھے۔ بیرونی طلباء کی تعداد بیس تھی جو دارالاقامہ میں مقیم تھے۔ مدرسہ میں تدریس اور دارالاقامہ کے تین کمرے اور ایک وسیع برآمدہ تھا۔

اس مدرسہ کی شہرت مدتوں قائم رہنے کے بعد آپ کے والد گرامی کی رحلت سے کچھ عرصہ قبل روبہ زوال ہوگئی، جس کی وجہ سے آپ کے والد گرامی بہت غمزدہ رہتے تھے، وہ مدرسہ کو دوبارہ اپنی پہلی حالت پر لانے کے لیے ابھی بے چین ہی تھے کہ زندگی نے وفا نہ کی اور یہی تمنا لے کر دنیا سے کوچ فرما گئے۔ اس طرح مدرسہ انوار السراج کی نئے سرے سے داغ بیل ڈالنے کی فکر آپ کو وراثت میں ملی اور آپ نے انتھک اور پیہم کوششیں کیں، جس کے نتیجہ میں مدرسہ پھر سے تناور درخت بن گیا ہے۔

الحمدللہ آج انوار السراج میں ایک سو بیس کے قریب طلبا حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، جن میں تقریباً پچاس طلباء مسافر ہیں۔ ان سب کی ضروریات زندگی مدرسہ پوری کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں درس نظامی کی ابتدائی کتب بھی مدرسہ میں پڑھائی جا رہی ہیں، وہ دن دور نہیں جب آپ کے پیر و مرشد مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کی دعاؤں سے یہ مدرسہ ایک جامعہ کی صورت اختیار کر لے گا۔[۳۱]

حواشی باب ششم

۱- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳: ۱۸۵-۱۸۶/ محمد سعد درانی (سراجی مرشد بابا)، مکتوب: ''خانقاہ عالیہ موسیٰ زئی اور ایک تصحیح''، ماہنامہ الحق، اکوڑہ خٹک: جلد۴، ش۳، رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ/ دسمبر ۱۹۶۸ء، ص۱۸۳-۱۸۵۔

۲- ایضاً، ۳: ۱۱۸/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۷۳/ محمد سعد درانی (سراجی مرشد بابا)، مکتوب: خانقاہ عالیہ موسیٰ زئی اور ایک تصحیح''، ایضاً۔

۳- ایضاً، ۳: ۲۰۰-۲۰۱

۴- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ (مکتوبات حضرت دوست محمد قندھاریؒ)، کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، ص۲، ۹

۵- ایضاً، ص ۱۱

۶- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ، ۱: ۱۲

۷- ایضاً، ۳: ۱۸۹-۱۹۱

۸- ایضاً، ۳: ۲۵۶

۹- ایضاً، ۳: ۲۴۳

۱۰- محمد حیات، مولانا: فیوضات حسنیہ (اُردو)، خانقاہ سراجیہ حسنیہ، کروڑ لعل عیسن ضلع مظفر گڑھ، ۱۳۷۰ھ، ص ۳۱۶

۱۱- محمد عثمان دامانیؒ، خواجہ و محمد سراج الدینؒ، خواجہ/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم):

تحفہ زاہدیہ، ص ۲، ۲۰، ۲۶/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۲، ۷۳/
محمد نعمان سراجی مجددی، صاحبزادہ: مکتوب گرامی بنام مؤلف احقر،
مؤرخہ ۲۶ مئی ۲۰۰۴ء

۱۲- محبوب الٰہی، مولانا: تحفہ سعدیہ ص ۶۲

۱۳- محمد نذیر رانجھا (مقالہ): ''مولانا محمد عارف''، ماہنامہ سروش، اسلام آباد: وزارت اطلاعات ونشریات حکومت پاکستان، جلد ۳، ش ۱۲، دسمبر ۱۹۷۷ء، ص ۳۸-۴۰

۱۴- محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۶۲

۱۵- ایضاً، ص ۶۲، ۷۳

۱۶- ایضاً، ص ۳۳۰

۱۷- ایضاً، ص ۷۳

۱۸- ایضاً، ص ۶۲، ۷۳

۱۹- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ مولانا: مواہب رحمانیہ ۱: ۷

۲۰- ایضاً

۲۱- ایضاً، ۱: ۸

۲۲- ایضاً، ۱: ۹

۲۳- ایضاً، ۱: ۱۰

۲۴- ایضاً، ۱: ۱۲

۲۵- ایضاً، ۱: ۱۵۶

۲۶- محمد الیاس (سول انجینئر پاک ڈبلیوڈی - اسلام آباد): مکتوب گرامی مؤرخہ ۲۲ دسمبر ۲۰۰۳ء، بنام مؤلف احقر

۲۷- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۱: ۳۰۶-۳۰۸، ۳: ۲۶۷-۲۶۹

۲۸- ایضاً، ا: ۳۰۸، ۳: ۲۶۹

۲۹- محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ص ۱۸

۳۰- احمد منزوی (استاد): فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی پاکستان، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۳-۱۹۹۷ء، جلد ۱-۴، ۷، ۸، (۲)، ۱۱، اور جلد ۱۴، تالیف: احمد منزوی (استاد)، اضافات، تجدید نظر و اہتمام: عارف نوشاہی (ڈاکٹر)۔ محمد حسین تسبیحی (ڈاکٹر): کتاب خانہ ہائے پاکستان، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء، جلد ا

۳۱- مکتوب گرامی مولانا صاجزادہ محمد شہاب الدین صاحب، خانقاہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، بنام مؤلف احقر مؤرخہ ۸ جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ/ ۲۷ جون ۲۰۰۴ء وصیت نامہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ/ وصیت نامہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ/ نذر احمد، حافظ: جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان (۲)، لاہور: مسلم اکادمی، ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء، ص ۴۳۰

باب ہفتم:

ذیلی خانقاہیں

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کا روحانی فیض اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی برکات برصغیر پاکستان و ہند سے نکل کر افغانستان، ایران، وسطی ایشیا کی ریاستوں، عربستان اور ترکی تک پھیل گئی ہیں۔ جن کا مکمل تذکرہ کئی ضخیم جلدوں میں مرتب کیا جا سکتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں یہاں موضوع کی مناسبت کے لحاظ سے اس سلسلہ عالیہ کی پاکستان کی چند ایسی خانقاہوں کا مختصر تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے جو آج بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی زندہ تربیت گاہوں کا درجہ رکھتی ہیں اور ان کا فیض عالی دور و نزدیک جاری و ساری ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِکَ۔

فصل اوّل:

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ - کندیاں، ضلع میانوالی

خانقاہ سراجیہ شریف، کندیاں جنکشن سے اڑھائی میل کے فاصلے پر ملتان کی طرف جانے والی ریل پٹڑی سے چھ سات فرلانگ کے فاصلے پر درختوں کے خوبصورت وحسین جھنڈ میں واقع ہے جس کی زیارت سے مشرف ہونے والے کہہ اٹھتے ہیں:

بقعہء مہبط انوار ز یزداں دیدم
خطہء موردِ الطاف ز رحماں دیدم
چہ مقامیکہ برو سدرہ وہم طوبیٰ را
سایہ دار از کرمِ غیب وگل افشاں دیدم
ز عثمانؒ و سراجؒ و حضرت بو سعدؒ، عبداللہؒ
ہدایت یافتند آنانکہ بود نداز طریقت دور

سراجیہ مبارک خانقاہ پاک بازانست
بود از حضرتِ خانِ محمد تا ابد معمور

سراجؒ و حضرت بو سعدؒ، عبداللہؒ سے چمکا
سراجیہ کا ہر ذرہ مثالِ نیر تاباں
متاعِ جاں نثار حضرت خانِ محمد ہے
امامِ پاک بازاں، نورِ عرفاں، ہادیٔ دوراں

یارب! تا عالم امکاں بود
مہر سراجیہ درخشاں بود

اس بستی کی تعمیر (۱۳۳۸ھ-۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۰ء-۱۹۲۲ء کے دوران) قیوم دوراں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۶۰ھ/ ۱۸۸۰ء-۱۹۴۱ء) نے فرمائی اور اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۳۳ھ) کے نام نامی سے اسے منسوب فرمایا اور پھر اپنے وصال مبارک تک خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر متمکن رہے اور سینکڑوں طالبانِ حق و سالکانِ طریقت کی روحانی تربیت فرماتے رہے۔ آپ کے مجازِ طریقت خلفائے عظام کی تعداد ۳۳ کے لگ بھگ ہے۔

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے اپنے وصال مبارک سے قبل نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۳۲۲-۱۳۷۵ھ/ ۱۹۰۴-۱۹۵۶ء) کو اپنا جانشین نامزد فرمایا جو ۱۳۶۰ھ-۱۳۷۶ھ تک خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے اور سینکڑوں متوسلین سلسلہ عالیہ کے قلوب و اذہان کو منور و تاباں فرماتے رہے۔ آپ کے مجاز طریقت خلفائے کرام کی تعداد دس ہے۔

نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کے وصال مبارک ۱۳۷۶ھ کے بعد مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خواجہ خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی (ولادت ۱۹۲۰ء/ ۳۸-۱۳۳۹ھ) آپ کے خلیفہ اعظم و جانشین قرار پائے اور تا حال بفضل ربی خانقاہ سراجیہ شریف کی مسند ارشاد پر رونق افروز ہیں اور بحمد للہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے گوہر نامدار کی حیثیت سے طالبانِ حق اور سالکان طریقت کو کشاں کشاں منزلِ مقصود کی جانب لیے جا رہے ہیں اور روحانیت و معارف پروری فرما رہے ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَاللّٰهُ يَجْتَبِىْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

اس وقت آپ کے مجازِ طریقت خلفائے عظام کی تعداد سولہ ہو چکی ہے۔

۱۹۶۵ء میں ہی مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خواجہ خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کی مساعی جمیلہ سے ''خانقاہ سراجیہ'' کے نام سے ریلوے اسٹیشن قائم ہو گیا تھا جس سے آنے جانے والوں کے لیے آسانی ہو گئی۔ خانقاہ سراجیہ شریف کے لیے میانوالی اور کندیاں دونوں جگہ سے ٹرانسپورٹ ملتی ہے۔

فضائل قیوم زماں اور خانقاہ شریف

لق و دق صحرا میں آ کے آباد ہوئے جنگل میں منگل لگا دیا۔ جہاں انسانی زندگی کے وسائل وضروریات ناپید تھیں۔ انہوں نے وہاں چشمۂ آبِ حیات اور بحر بیکراں جاری وساری فرما دیا جس کے روح پرور اور فرحت بخش آبِ زلال سے تشنگانِ حق نے پیاس بجھائی اور الحمدللہ تاحال بجھا رہے ہیں۔ وسیع وعریض ریگزار میں جب سر چھپانے کے لیے حیوانوں کو بھی سایۂ شجر میسر نہ تھا انہوں نے یہاں چھتر روحانیت کا وسیع وعریض سایہ پھیلا دیا۔ جس تلے آ کے ستانے اور پھر عمر بھر بیٹھنے کے لیے آج تک ہزاروں خستگانِ راہِ سلوک وطریقت کھچے چلے آ رہے ہیں۔ جو پل بھر میں منازلِ طریقت طے کرنے کے بعد مراتب وصول الی اللہ پر فائز المرام ہو رہے ہیں:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند
کہ برند از رہِ پنہاں بہ حرم قافلہ را

ریت کے ٹیلوں کے درمیان سر چھپانے کے لیے اک خانہ فقیر کی بنیاد رکھی جہاں پر عظمت مکاں صرف خانہ خدا یعنی مسجد تھی۔ بعد ازاں تربیت گاہ تشنگان علم ودانش یعنی مدرسہ عربیہ سعدیہ اور پھر ظاہری ومعنوی شان وشوکت کا حامل عظیم الشان کتب خانہ سعدیہ بنا۔ ذکرو مراقب اور اوراد واشغال روحانی کی خلوت گاہ یعنی تسبیح خانہ تعمیر ہوا اور آشفتگانِ دنیا و آسودگانِ آخرت کی عارضی قرارگاہ یعنی درویش خانہ بھی بنایا گیا۔

جب یہ بستی نو تعمیر باطنی انوار کی آماجگاہ اور انوارِ الٰہی کا مہبط قرار پائی تو اللہ کریم کو اس خطے میں بسنے والی اپنی مخلوق ناتواں پر ترس آ گیا اور اس نے ریگستان کے صدیوں سے پیاسے ذرات کی سیرابی کا ظاہری بندوبست فرما دیا اور حکومت وقت کی کوششوں سے یہاں نہر جاری ہوگئی جس کے پانی اور اس بستی کے روحانی فیض نے ایک ساتھ تھل کی زمین کو لہلہاتے کھیتوں، کھلیانوں اور سرسبز وشاداب سایہ دار درختوں اور پھلدار پودوں سے لدا پھدا کر ڈالا اور یوں یہ بستی نورس جو ماہتابِ عرفان اور ستارگانِ طریقت کے دم قدم سے نورٌ علیٰ نور تھی۔ آناً فاناً سرسبزو

شاداب اور فلک بوس گوناگوں درختوں کے جھنڈ میں پردہ نشین ہوگئی جس سے اس کے فضائل و مناقب مزید سربلند ہوتے گئے۔

راقم الحروف نا کارۂ جہاں کو جب اوائل جولائی ۱۹۶۹ء میں اپنے مشفق ومہربان جناب صوفی شان احمد بھلوانہ (م ۱۹۹۷ء، اللہ کریم انہیں غریق رحمت فرمائے)، ساکن پرانا بھلوال ضلع سرگودھا کی معیت میں اس خانقاہ معلیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو چند روز کی اقامت کے بعد واپسی پر اس کے روح پرور اور روحانیت افزا نظارے تڑپانے لگے اور عالم بے قراری میں مدتوں یہ بیت زبان پر رہا:

اچیاں لمیاں لال کھجوراں پتر جنہاں دے ساوے
اس دم نال اسانجھ اساڈی جو دم نظر نہ آوے
گلیاں سونجھ اجاڑ دسیون تے ویہڑا کھاون آوے
غلام فرید اوتھے کی وسناں جتھے یار نظر نہ آوے

بس یہی ہے قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۶۰ھ) کی بنا کردہ خانقاہ پاک یعنی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی۔

بانی خانقاہ سراجیہ شریف ناز ونعم میں پلے پوسے لیکن مشیت ایزدی سے نانِ جویں کھا کے مدارس عربیہ میں علومِ دینیہ کی تحصیل وتکمیل فرمائی اور پھر ذوالحجہ ۱۳۱۳ھ/ مئی ۱۸۹۶ء تک ہندوستان کے مختلف مدارس میں پڑھنے کے بعد فارغ التحصیل ہوئے اور بعد ازاں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (۱۲۹۷ھ-۱۳۳۳ھ) فرزند گرامی خلیفہ اعظم حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (۱۲۴۴ھ-۱۳۱۴ھ) خلیفہ حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ (۱۲۱۶ھ-۱۲۸۴ھ) موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے دامن روحانیت سے وابستہ ہو گئے اور گروہ فضلیان یعنی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجاز طریقت قرار پانے کے بعد اپنے آبائی گاؤں ''کھولہ'' شریف میں ۱۹۱۸ء کے لگ بھگ مسندِ ارشاد وتربیت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ۱۹۲۰ء-۱۹۲۲ء کے دوران اپنی زمین میں ایک بستی تعمیر فرمائی جو پہلے ''مولوی صاحب داکھوہ'' کہلائی اور پھر آپ کے شیخ ومرشد کے نام نامی کی مناسبت سے ''خانقاہ سراجیہ'' کے نام سے خاص وعام میں مشہور ہوگئی اور بفضل ربی یہ خانقاہِ شریف طالبانِ حق اور سالکانِ طریقت کے لیے بقعہ مہبط انوار یزداں ثابت ہوگئی۔

گو آپ متمول زمیندار خاندان کے چشم و چراغ تھے لیکن بفضل ربی علمی، دینی اور روحانی منازل طے کرنے کے بعد تھل کی زمینیں خریدنے کی بجائے علم و دانش کے جواہر پاروں کی خریداری پر مال و زر صرف کرنا پسند فرماتے تھے۔ آپ کو علم و دانش اور تحقیق و تدقیق کا اعلیٰ ذوق و شغف رب کریم نے ودیعت فرمایا تھا۔ لہٰذا لباس و خوراک اور دیگر دنیاوی آسائشوں کی بجائے جمع آوری کتب کا شوق عشق کی حد تک جا پہنچا تھا اور آپ نے اپنی حیات مبارک میں ہی لاکھوں کا کتب خانہ بنا ڈالا تھا۔ جس کا شہرہ دار العلوم دیوبند (انڈیا) اور دوسرے علمی و دینی مراکز سے ہوتا ہوا برصغیر پاکستان و ہند کے دور دراز علاقوں تک جا پہنچا تھا اور بیسیوں مراجعین یہاں آ کر شب و روز مطالعہ کتب و استفادہ علمی میں مستغرق رہتے تھے۔

روحانیت کا ایسا بلند و ارفع مقام و مرتبہ نصیب ہوا تھا کہ آپ قیوم زماں اور قطب دوراں کے القاب سے یاد کیے جاتے تھے۔ پل بھر میں خستگانِ راہ طریقت کو معرفت و حقیقت آگاہ بنا ڈالتے تھے۔ تینتیس سالکانِ طریقت کو مجازِ طریقت کی سند سے سرفراز فرمایا اور ہزاروں طالبانِ حق اور اہل ایمان کو بحر روحانیت سے بادہ ہائے آب زلال و جرعہ ہائے ایقان نوش کراتے رہے۔ جذبہ خادم پروری اور بندہ نوازی میں آپ کا کیا کہنا۔

خدام اور ارادت مندوں کو اپنے ہاتھوں کھلانا پلانا آپ کو محبوب تھا۔ اسی طرح مہمان نوازی اور معارف پروری آپ کو مرغوب تھی اور آنے والوں کی خاطر مدارت بنفس نفیس فرمایا کرتے تھے۔ اہل علم و دانش اور مراجعین و محققین کی علمی و تحقیقی اشکالات کے حل کرنے میں کمال مہارت حاصل تھی اور یہ کام بڑی شفقت اور ملاطفت سے فرماتے تھے۔

ارشاد و تربیت میں آپ لاثانی تھے۔ رمز و اشارات سے ان مقامات و معارف سے آگاہ فرما دیتے تھے۔ جن کی شناسائی کے لیے مدتوں کی محنت و ریاضت درکار ہوتی تھی۔ اس طرح آپ کی بنا کردہ خانقاہ کی شہرت آپ کی حیات طیبہ میں ہی برصغیر پاکستان و ہند کے ہر سو پھیل گئی اور اسے ملکی اور غیر ملکی علمی و روحانی حلقوں میں مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی:

حضرت بو سعد احمد خان پیر — جانہا در قالب ازو مستنیر
ہر کہ شد از دیدارش بہرہ یاب — فائز گردید بہ حسن المآب
وآنکہ زیارت بہ مزارش نمود — منزلِ او جنت فردوس بود

احوال ومناقب

قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ

ولادت باسعادت:

خانقاہ سراجیہ شریف کے بانی حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت موضع بکھڑا، ضلع میانوالی میں ملک مستی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں ہوئی۔

تعلیم:

تعلیم قرآن مجید سے فراغت کے بعد آپ کو عربی علوم کی تحصیل کا ذوق دامنگیر ہوا۔ موضع سیلوان (ضلع میانوالی) میں حضرت مولانا عطا محمد قریشیؒ کے حلقہ درس میں شامل ہو کر ابتدائی کتب پڑھیں۔ بعدازاں بندھیال ضلع میانوالی کے مدرسہ میں حضرت مولانا نامیؒ کے شاگردوں میں شامل ہو گئے۔ عربی متوسطات کی تحصیل یہاں سے کی اور پھر عازم ہندوستان ہو گئے۔ تشنگی علوم پہلے مراد آباد اور پھر کانپور (ہندوستان) کے چشمہ ہائے علوم پر لے گئی۔ یہاں حضرت مولانا احمد حسین کانپوریؒ اور مولانا عبیداللہ بکھڑویؒ سے فقہ وحدیث، تفسیر اور دیگر مروجہ کتب پڑھ کر ظاہری علوم سے فراغت پائی۔

کسب وتکمیل سلوک:

دوران طالب علمی مدرسہ بندھیال، آپ حضرت پیر سید لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو گئے تھے۔ ان کی رحلت کے بعد موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تجدید بیعت کی درخواست کی۔ انہوں نے فارغ التحصیل ہونے تک حضرت سید لعل شاہؒ کے فرمودہ ذکر وشغل میں مصروف رہنے کی تلقین فرمائی اور تحصیل سلوک کا جذبہ پختہ ہونے پر تجدید بیعت کا مشورہ دیا۔

لہٰذا جب آپ حصول علم ظاہری سے فارغ ہو گئے تو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی کمالات حاصل کرنے لگے۔ ولایت صغریٰ کی نہایت تک رسائی حاصل کر لی تو قضائے الٰہی سے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے خاکدان عالم فانی سے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی اور اس پر آپ نے آن محترمؒ کے خلیفہ اعظم و جانشین مکرم حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی اور کسب و اخذ طریقہ عالیہ میں مصروف ہو گئے۔

آپ کو مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہ کے طے کرنے کا بے حد شوق تھا۔ چنانچہ اس پر ایک دفعہ حضرت محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''مولوی احمد خان! آپ اگر مکتوبات امام ربانی قدس سرہ کے اختتام پر یہاں فقیر کے پاس رہیں تو اِن شَاءَ اللہ مکتوبات شریف پڑھاتے وقت فقیر ہر مکتوب پر آپ کو توجہ دیتا رہے گا۔''

آپ نے اپنے شیخ کی خدمت بجالانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ سردی کے موسم میں رات بھر ململ کے کرتے میں ملبوس ہو کر اپنے پیرو مرشد کے دروازے کے سامنے ذکر و شغل میں مصروف رہتے اور دل میں یہ تمنا ہوتی کہ جیسے ہی پیرو مرشد حویلی سے باہر قدم رنجہ فرمائیں گے، آپ کی پہلی نگاہ مجھ پر پڑے گی اور اس روز کی پہلی خدمت بجالانے کا شرف بھی مجھے ہی نصیب ہو گا۔

عطائے خلافت:

آپ نے سلوک کے جملہ مقامات عبور کر لیے تو پیرو مرشد مہربان نے آپ کو سلاسل اربعہ (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ) میں خلافت عظمیٰ اور اجازت مطلقہ سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے مرشد گرامی کو آپ کے کمالات پر اس قدر فخر تھا کہ اپنے ارادتمندوں سے فرمایا کرتے تھے:

> ''جو لوگ دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں اور مشکلات سفر برداشت نہیں کر سکتے وہ موسیٰ زئی شریف میں میرے پاس آنے کی بجائے حضرت

مولانا احمد خان سے کسب فیض حاصل کریں، اِنْ شَاءَ اللہ انہیں میرے
پاس آنے سے بھی زیادہ فائدہ ان سے پہنچے گا۔“

سلسلہ ترویج واشاعت

آپ کے پاس ہزاروں اور سینکڑوں عقیدتمند اور صاحبان سلوک کشاں کشاں آیا کرتے تھے اور عرفان وتصوف کی منازل طے کرنے میں آپ سے روحانی فیوض و برکات اخذ وکسب کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے مرشد گرامی کے نام نامی پر ”خانقاہ سراجیہ“ کی بنیاد رکھی جو نہ صرف اپنے علاقہ میں بلکہ برصغیر پاکستان و ہند کی شہرۂ آفاق خانقاہوں میں شامل ہوگئی اور آپ کی حیات مبارکہ سے ہی یہاں خاص و عام، علما وفضلا اور صلحا وعرفا کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے میں نے کسی مرید کو محروم نہیں رکھا۔ ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور کیا۔ تعلیم وتربیت کا یہ دور مکمل ہو چکا ہے۔ اب آرزو ہے کہ اگر ذات باری تعالیٰ فرصت عطا فرمائے تو ایک نئے دور کا آغاز ہو، پہلے کی طرح طالبان حق کو داخل طریقہ کروں اور انہیں وصول الی اللہ کی سب منازل طے کراؤں۔

تاسیس کتب خانہ:

آپ کو کتابوں کا بے حد شوق تھا۔ اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی پیروی کرتے ہوئے خانقاہ سراجیہ پر کتب خانہ سعدیہ کی بنیاد رکھی، جو اپنے زمانہ آغاز ہی سے برصغیر پاکستان و ہند کے عظیم و عالی شان کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک خوبصورت خانقاہ، حسین تسبیح خانہ، درویش خانہ، عالی شان و وسیع مسجد اور بہترین مدرسہ تعلیم القرآن کی تاسیس و بنیاد بھی رکھی۔

وصال مبارک:

آپ سے بیشمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ آپ قیوم زماں کے لقب سے مشہور تھے اور عرفان وتصوف کے ماہتاب وآفتاب تھے۔ ۳۰ برس تک رشد وہدایت کے فلک پر طلوع ہو کر

اپنی ضیاپاشیوں سے طالبان حق کے دلوں کو روشنی بخشتے رہے اور بالآخر ۱۲صفر ۱۳۶۰ھ/۱۴مارچ ۱۹۴۱ء کو ۶۳ سال کی عمر پا کر اپنے خالق و مالک سے جا ملے۔ نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ۔ آپ کا مزار انور خانقاہ سراجیہ کی مسجد کے شمال مغرب میں مرجع الخلائق ہے۔

اولاد امجاد:

آپ کو اللہ کریم نے دو صاحبزادگان گرامی (۱) صاحبزادہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ (۲) صاحبزادہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور چار گرامی قدر صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔

خلفائے عظام:

آپ کے خلفائے طریقت کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱- نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (آپ کے جانشین معظم) (م ۲۷ شوال ۱۳۷۶ھ/ ۷ جون ۱۹۵۶ء)

۲- حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ، ساکن احمد پور سیال، ضلع جھنگ

۳- حضرت مولانا قاضی صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء)، خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، ہری پور، ہزارہ۔

۴- حضرت حاجی میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ، ساکن باگڑ سرگانہ، ضلع ملتان

۵- حضرت مولانا سید عبدالسلام احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ، (م ۱۱ شوال ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۷ء)، کولھوٹولہ، محلہ نارندہ، ڈھاکہ، بنگلہ دیش

۶- حضرت مولانا مفتی عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) پٹیالہ، ریاست مالیر کوٹلہ، ہندوستان۔

۷- حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (م ۷ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ/ ۱۵ جولائی ۱۹۶۷ء) بانی سراج العلوم، سرگودھا۔

۸- حضرت حکیم مولانا عبدالرسول ابن حکیم قمرالدین رحمۃ اللہ علیہما۔ ساکن

بکھر بار، ضلع سرگودھا۔

۹- حضرت مولانا سید مغیث الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹ شعبان ۱۳۹۱ھ/ ۲۰- اکتوبر ۱۹۷۱ء) ساکن چاند پور، ضلع بجنور (یوپی)، ہندوستان۔

۱۰- حضرت مولانا محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ، ساکن موضع باگل، تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ (مدفون خانقاہ سراجیہ، کندیاں، ضلع میانوالی)

۱۱- حضرت شیخ محمد مکرانی رحمۃ اللہ علیہ، مکران-ایران۔

۱۲- حضرت مولانا نذیر احمد عرشی دھنولوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء) مؤلف رسالہ تحفۃ السعدیہ، مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا رومؒ اور کتب کثیرہ۔

۱۳- حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین خانقاہ حسینیہ، کانپور، ہندوستان۔

۱۴- حضرت سید مختار احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ، ساکن اترولی، ضلع علی گڑھ ہندوستان۔

۱۵- حضرت مولانا سید جمیل احمد میرٹھی بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۶- حضرت مولانا پیر سید لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ، جنڈیر نیازی والا، ضلع جھنگ

۱۷- حضرت مولانا احمد دین کیلوی رحمۃ اللہ علیہ (ضلع سرگودھا)

۱۸- حضرت حکیم حافظ چن پیر رحمۃ اللہ علیہ، ساکن خوشاب۔

۱۹- حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۰- حضرت مولانا سراج الدین رانجھا رحمۃ اللہ علیہ، ساکن چاوہ، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا۔

۲۱- حضرت مولانا نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ/ ۲۱ فروری ۱۹۳۴ء)، بھیرہ، ضلع سرگودھا۔

۲۲- حضرت میاں اللہ دتہ سرگانہ رحمۃ اللہ علیہ، باگڑ سرگانہ، ضلع ملتان۔

۲۳- حضرت فقیر سلطان سرگانہ رحمۃ اللہ علیہ، باگڑ سرگانہ، ضلع ملتان۔

۲۴- حضرت مولانا مفتی عمیم الاحسان رحمۃ اللہ علیہ، ڈھاکہ، بنگلہ دیش۔

۲۵- حضرت مولانا محمد دین احمد رحمۃ اللہ علیہ، ڈھاکہ، بنگلہ دیش۔

۲۶- حضرت علی بہادر رحمۃ اللہ علیہ، ساکن بلہنگ بالا، متصل مانسہرہ۔

۲۷- حضرت ڈاکٹر محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ، ساکن بنوں۔

۲۸- حضرت مستری ظہور الدین رحمۃ اللہ علیہ، مالیر کوٹلہ، ہندوستان۔

۲۹- حضرت مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ، ساکن وتہ خیل، ضلع میانوالی۔

۳۰- حضرت حاجی عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ، تاجر چرم کانپور و کلکتہ، ہندوستان

۳۱- حضرت میاں محمد قریشی لائل پوری (فیصل آبادی) رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۲- حضرت ملک اللہ یار رحمۃ اللہ علیہ، ساکن بھمب دوآبہ، ضلع میانوالی۔

۳۳- حضرت مستری نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ، مالیر کوٹلہ، ہندوستان۔[1]

فضائل نائب قیوم زماں

عالم روحانیت کے تمام باسیوں کا مقصود اور منزل مراد وصول الی اللہ ہے۔ ان میں ناجی طبقہ ایسے نفوس قدسیہ اور پاک باز ہستیوں پر مشتمل ہے جو رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اسوۂ حسنہ پر پوری طرح عمل پیرا ہے اور کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام کر احکام الٰہی کی بجا آوری کرنا ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ کیونکہ مخبر صادق صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فائز المرام گروہ کی نشانی ''هُمْ عَلٰى مَا اَنَا وَاَصْحَابِی'' بتلائی ہے۔ یہ قدسی صفات ہستیاں جبہ و دستار کی زیبائش و نمائش سے بیزار ہوتی ہیں۔ وہ خلوت گزیں ہوں یا جلوت نشیں، بوریا و خاک پر بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن ملاء اعلیٰ کے ہم نشیں و مقرب درگاہ حق ہوتے ہیں اور ہمہ تن اپنے رب سے مصروفِ کار رہتے ہیں۔ شب و روز کمانا، کھانا اور خوب کھانا، سونا اور غافل ہونا ان کا شغل نہیں ہوتا بلکہ انہیں بود و باش کے لیے تنکوں کی کٹیا پہننے کے لیے چیتھڑوں کی گدڑی، کھانے کے لیے نانِ جویں کا لقمہ خشک اور پینے کے لیے جرعہ آب کافی ہوتا ہے اور وہ رات بھر جاگ کر الحاح و زاری کے ساتھ اپنے اور مخلوقِ خدا کے لیے خیر اور بھلائی کے طالب ہوتے ہیں اور ان کی زندگی کے تمام لمحات رشد و ہدایت کے لیے وقف ہوتے ہیں اور وہ ایسے افراد بنانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں جو صورت و سیرت اور ظاہر و باطن کے لحاظ سے کامل ایماندار اور متقی ہوں۔

وہ دنیا میں مسافر بن کر رہنا پسند کرتے ہیں۔ یہاں سونے اور چاندی کے ڈھیر لگانا ان کا شیوہ نہیں ہوتا بلکہ وہ آخرت کی کھیتی کو سرسبز و شاداب دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی انہیں محبوب ہوتی ہے۔ غریبوں، مسکینوں کا ملجا و ماوی بننا، بھوکوں کو کھلانا، پیاسوں کو پلانا، ننگوں کو پہنانا، سوالیوں کو دینا، اپنوں اور غیروں کے کام آنا اور دشمن نوازی انہیں مرغوب ہوتی ہے۔

اپنے پاس آنے والوں کے ظاہر و باطن کو شریعت مطہرہ کے مطابق آراستہ و پیراستہ کرنا، انہیں اخلاق رذیلہ سے ہٹا کر صفاتِ حمیدہ کا خوگر بنانا انہیں عزیز ہوتا ہے۔ وہ خود سراپا ہدایت ہوتے ہیں اور سب کو ہدایت یافتہ دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔ ان کی جملہ ریاضتوں اور عبادتوں کا

منشاو مقصود ذات باری تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا حصول ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کی مخلوقِ خدا سے محبت و دشمنی بھی للہ ہی ہوتی ہے۔ وہ خود حیات ابدی کے مشتاق و والہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے متوسلین و وابستگان کو بھی طالب دنیا کی بجائے طالب آخرت دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ تاکہ وہ لقائے الٰہی کے مستحق بن جائیں۔ وہ خود حبیب کبریا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطیع و فرمانبردار اور محبّ و متوالے ہوتے ہیں۔ لہٰذا سب کو آپ کا حقیقی شیفتہ و والہ اور غلام بنانا چاہتے ہیں۔

اور سب سے سوا یہ کہ وہ طالبانِ حق اور سالکانِ طریقت کو کشاں کشاں منزلِ مقصود یعنی بارگاہِ رب العالمین میں پہنچا دیتے ہیں:

مرشد مہربان چنیں باید
تا در فیض زود بکشاید

اللہ کریم نے نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ (۱۹۰۴-۱۹۵۶ء) کی ذات اقدس کو مذکورہ بالا صفاتِ ستودہ و خصائل عالیہ کا مظہر پہنایا تھا:

آن امامِ ہمام عبداللہ
از مقاماتِ معرفت آگاہ
دلش آئینہ دار جلوۂ ذات
پیروِ راہِ فخر موجودات
نفتاد از کمال استغنا
نگہش بر زخارف دنیا

احوال ومناقب

نائب قیوم زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ

ولادت باسعادت:

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین معظم حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت میاں نور محمد ولد میاں قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ، موضع سلیم پور سدھواں، تحصیل جگراؤں، ضلع لدھیانہ (ہندوستان) کے نہایت ہی دیندار، پاک طینت اور سادہ مزاج انسان تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۵- اکتوبر ۱۹۰۴ء/ ۲۲ رجب ۱۳۲۲ھ کو موضع سلیم پور میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت:

چھ برس کی عمر میں قریبی مسجد میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ ابتدائی دینی تعلیم کے حصول کے ساتھ ۱۹۱۱ء میں سلیم پور کے پرائمری سکول کی پہلی جماعت میں داخل کرائے گئے۔ بعدازاں مڈل پاس کر لینے کے بعد مشیت الٰہی سے دینی تعلیم کے حصول کی غرض سے مولانا محمد ابراہیم سلیم پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دھرم کوٹ، ضلع فیروز پور (ہندوستان) جا پہنچے اور کچھ عرصہ یہاں پڑھتے رہے اور پھر مدرسہ عزیز لدھیانہ میں زیر تعلیم رہے۔

تکمیل سلوک:

بالآخر دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں تشریف لے گئے اور درس نظامی کے متوسطات سے دورۂ حدیث تک کے جملہ علوم کی کتابیں وہیں پڑھیں۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد گھر تشریف لائے۔ اسی دوران شادی ہوگئی اور پھر کسب معاش کے سلسلے میں طب و حکمت سیکھنے کے خیال وشوق نے حضرت حکیم عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سرگودھا شہر میں

پہنچا دیا۔ حضرت حکیمؒ قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے ارادتمند تھے اور آنمحترمؒ اکثر حکیم صاحبؒ کے ہاں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت اقدس ان کے ہاں تشریف فرما ہوئے تو حکیم صاحب سے حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا: ''ان صاحب کا نام مولوی محمد عبداللہ ہے، دارالعلوم، دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں اور طب سیکھنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔'' اس پر حضرت اقدس نے فرمایا: ''یہ طبیب بنتے تو نظر نہیں آتے البتہ آپ انہیں پڑھاتے رہیں تا کہ ان کا شوق پورا ہو جائے۔''

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم صاحبؒ کے ہمراہ خانقاہ سراجیہ، کندیاں، ضلع میانوالی پر حضرت اقدسؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت اقدسؒ نے حکیم صاحبؒ سے فرمایا: ''آپ مولانا محمد عبداللہ صاحب کو اپنی حکمت جلد پڑھا دیں، کیونکہ اس کے بعد مجھے ان کو اپنی حکمت بھی پڑھانی ہے''۔ اور ساتھ ہی یہ شعر پڑھا:

چند خوانی حکمت یونیان
حکمت ایمانیان راہم بخوان

حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت اقدسؒ کی مبارک زبان سے یہ شعر سنا تو ذوق طب خوانی سرد پڑ گیا۔ واپس سرگودھا پہنچ کر حضرت اقدسؒ کو عریضہ لکھ کر اپنے حال دل سے آگاہ کیا۔ اس پر حضرت اقدسؒ نے حضرت حکیم کو لکھا کہ مولانا محمد عبداللہ صاحب کی طبی تعلیم جہاں تک ہو گئی ہے کافی ہے، انہیں خانقاہ پر بھیج دیجیے۔ بعد ازاں آپ خانقاہ سراجیہ پر آ گئے اور ایسے آئے کہ پھر ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مسلسل پندرہ برس تک حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض حاصل کرتے رہے اور اس عرصہ میں سفر و حضر میں آپ کی صحبت سے مشرف ہوتے رہے۔ باطنی کمالات کے حصول اور مقامات سلوک کو طے کرنے کے بعد اجازت مطلقہ اور خلافت عظمیٰ سے مشرف ہو گئے۔

عطائے خلافت:

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی حضرت

مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جانشین نامزد فرمادیا اور آپ کو خانقاہ سراجیہ کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کی اجازت مرحمت فرمانے کے علاوہ خانقاہ شریف کی جملہ املاک کے حقوق وراثت بھی عطا فرمادیے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِکَ۔

ادائے فرض منصبی:

جو منصب عالیہ آپ کو اپنے پیر و مرشد نے عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اسے ایک اہم فریضہ سمجھ کر پورا کیا۔ اپنے دل و دماغ کو ہر قسم کے انتشار سے فارغ رکھ کر طالبان حق کی راہنمائی فرمائی۔ رب کریم نے آپ کو توجہ عنایت کی بے پناہ قوت عطا فرمائی تھی۔ آپ کی ایک معمولی سی نظر طالب حق کے قلب و روح کو کیف و سرور سے معمور کر دیتی تھی۔ جو مسند عالیہ آپ کو عطا ہوئی تھی، آپ نے اس کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی آسائشوں کے لیے استعمال نہ کیا۔ اپنے پیر و مرشد کے آستانہ مبارک کی عزت و حرمت کو مقدم سمجھا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمت کو اپنی زندگی کا شعار بنائے رکھا۔ خانقاہ شریف کے کتب خانہ میں توسیع فرمائی۔ حج پر تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ سے نادر کتابیں خرید کر ہمراہ لائے۔ خانقاہ شریف کے مدرسہ تعلیم القرآن کی کارکردگی کو بہتر بنایا اور خانقاہ شریف کے تمام متوسلین حضرات کی راہنمائی فرمانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد سے بے پناہ محبت تھی۔ ان کے وصال کے بعد جب ان کی یاد آتی تو ہجر سے بے قرار ہو کر یہ شعر پڑھتے پڑھتے رونے لگتے تھے:

باز گو از نجد و از یاران نجد
تا در و دیوار را آری بوجد

مرے بابل جدوں دی جائیاں میں
خدا جانے ترے لڑ لائیاں میں

ختم نبوت سے والہانہ لگاؤ:

آپ کو ختم نبوت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ منکرین ختم نبوت اور اس عقیدہ میں من گھڑت تاویلات کرنے والوں کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن خیال فرماتے تھے۔ جب ۱۹۵۳ء

میں ارباب اقتدار نے داعیان ختم نبوت کو جان سے مار دینے کا حکم دیا تو آپ نے داعیان ختم نبوت کو حکمت عملی سے اپنے پاس بلایا اور انہیں حالات درست ہونے تک محفوظ و مخفی مقام پر رکھا۔

وصال مبارک:

بقضائے الٰہی بروز جمعرات ۲۷ شوال ۱۳۷۶ھ/ ۷ جون ۱۹۵۶ء رات ساڑھے بارہ بجے رفیق اعلیٰ سے واصل ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔اور پیرومرشد کے پہلو مبارک میں خانقاہ سراجیہ، کندیاں ضلع میانوالی میں آخری آرام گاہ پائی۔نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ۔

اولاد امجاد:

آپ کو اللہ کریم نے ایک صاحبزادی دام مجدھا اور ایک صاحبزادہ حضرت حافظ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۹۹ء) عطا فرمائے تھے۔

خلفائے عظام:

آپ کے خلفائے طریقت میں یہ حضرات شامل ہیں:

۱- مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد، بسط اللہ ظلہم العالی (آپ کے جانشین معظم)۔

۲- حضرت حاجی میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ، ساکن باگڑ سرگانہ، ضلع ملتان۔

۳- حضرت مولانا سید پیر عبداللطیف شاہ رحمۃ اللہ علیہ، احمد پور سیال، ضلع جھنگ۔

۴- حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۳ جون ۱۹۹۱ء)، ساکن، درویش، ہری پور، ہزارہ۔

۵- حضرت مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۵ نومبر ۱۹۶۶ء)، بانی دارالعلوم کبیر والا، ضلع ملتان

۶۔ حضرت مولانا حافظ محمد امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ، موضع جھلار مدینہ، متصل باگڑ سرگانہ، ضلع ملتان۔

۷۔ حضرت مولانا مفتی عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ، ساکن چودھوان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

۸۔ حضرت مولانا محمد مکرانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۹۔ حضرت حافظ محمد سعد اللہ خان خاکوانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۰۔ حضرت حکیم عبدالمجید سیفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۴ اگست ۱۹۶۰ء)، ساکن بیڈن روڈ، لاہور[۲]

فضائل مخدوم زماں

گلستانِ روحانیت طالبین و مریدین، سالکین و سائرین، طاہرین و واصلین، ابدال و اخیار، ابرار و اوتاد اور نقباء و اقطاب کے گلہائے رنگارنگ سے سجا دھجا ہے۔ اس کے ہر پھول کا رنگ الگ ہے اور خوشبو جدا ہے لیکن اس گلستان کا مالک و خالق ایک ہے۔ لہٰذا یہ سبھی اس واحدہ لاشریک ہستی کے حضور سربسجود ہیں اور ان سب کا منشا و مقصود اور منزل مراد ایک ہی ہے۔ یعنی خود بارگاہِ ذاتِ احدیت و صمدیت کی حضوری و تقرب حاصل کرنا اور دوسروں کو اس سے فیضیاب کرنا۔

خوشا روزے کہ اس گلستانِ پاک میں زبدہ و قدوہ، یگانۂ روزگار اور مرشد کامل و مکمل، امام پاکبازان، نور عرفان، ہادیٔ دوراں، مرادِ قیوم زماں و قطب دوراں، جانشیں نائب قیوم زماں و صدیق دوراں مسند ارشاد و تربیت کے مرتبۂ عالی پر فائز المرام ہوئے جن کے اخلاق حمیدہ و صفات ستودہ اور فیوض و برکات عالیہ کا چہار دانگ عالم میں ہر سو شہرہ و چرچا ہے اور طالبانِ حق و راہروان جادۂ طریقت ہر طرف سے کھچے ہوئے ان کے پاس آتے ہیں اور مراد دل پاتے ہیں۔

آپ اتباع سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیکر ہیں اور ناموس رسالت کے والہ و شیدا۔ طاغوتی طاقتوں کے مقابل آنے پر یوں سینہ سپر ہیں کہ آپ کے عزم و حوصلہ عالی کی محکم چٹان سے ٹکرانے والی باطل متلاطم موجیں خود بخود پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ آپ نورِ باطن سے آراستہ، حلم و بردباری اور اخلاق و تقویٰ سے پیراستہ ہیں۔ علم و فضل اور اخلاص و عمل کے حسین امتزاج سے مزین ہیں اور سادگی، قناعت، جمال روحانیت اور کمال جاذبیت کی بلند صفات کے مظہر ہیں۔ عالم سکوت میں اہل مجلس کو ہمت و توجہ سے نوازیں تو وہ سر جھکائے بیٹھے بیٹھے بحر معرفت و حقیقت میں غوطہ زن ہو جاتے ہیں اور پل بھر میں صدق و صفا اور تزکیہ و تصفیہ کے گوہر ہائے گراں بہا سے اپنا دامن مراد بھر لیتے ہیں۔ جب آپ اہل مجلس سے خطاب فرمائیں تو

آپ کی نرم گفتاری، شیریں بیانی اور معارف نوازی کے اپنے پرائے سبھی شیدا و والہ ہو جاتے ہیں۔ آپ مرید نوازی، خطا پوشی اور عفو و درگزر میں درجۂ کمال پر فائز ہیں۔ خستگانِ راہ کا تبسم کے ساتھ استقبال فرمانا آپ کا شیوہ ہے اور آپ کی شان استغنا کا ذکر سن کر قیصر و خاقان شرماتے ہیں۔ آپ اہل ایمان کی زبوں حالی کے چارہ گر ہیں اور آپ کی شفقت و رافت کا دامن ارادتمندوں پر وسیع ہے۔ محبین و مخلصین کو ہی نہیں بلکہ سب کو اپنی عنایات سے نوازتے ہیں:

در حجرۂ فقر بادشاہے — در عالم دل جہاں پناہے
شاہنشہ بے سریر و بے تاج — شاہانش بہ خاک پائے محتاج

احوال ومناقب مخدوم زماں سیدناومرشدنا
حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی

چشم گنبد داور نے ابھی ایک اور ماہتاب وادی عرفان کی زیارت کا شرف حاصل کرنا تھا جس کی کرنوں سے لاکھوں اور کروڑوں اہل ایمان کے سینوں نے منور و تاباں ہونا تھا اور ان کی شعاؤں سے کلمہ حق نے چہار دانگ عالم میں ہر سو پھیلنا تھا اور جس کے طفیل گم گشتگانِ کفر و ضلالت کو دولت ایمان وایقان نے نصیب ہونا تھا۔

چرخِ نیلگوں کے چھتر تلے کشت زار روحانیت میں ابھی ایک اور شجر سایہ دار و ثمر بار نے تناور بننا تھا جس کے گھنے سایے تلے خستگانِ جادۂ حق و وادی سلوک نے آرام وقرار پانا تھا اور جس کے شیریں ولذیذ پھل سے بے شمار انسانوں نے اپنے دہان وزبان کو لذت آشنا کرنا تھا۔

معرفت وحقیقت کی سدا بہار اور حسین وادی کے سرسبز وشاداب کوہستانی سلسلوں میں اک اور چشمۂ آب زلال وروح پرور نے پھوٹنا تھا جس کے ٹھنڈے، میٹھے، صحت افزا اور جان بخش آب سے ایک جہان کے ذی ارواح نے اپنے قالب واذہان کو سیراب کرنا تھا اور بے شمار ولاتعداد لوگوں نے اپنے میلے کچیلے لباس وبدن کو ظاہری وباطنی صفائی اور پاکیزگی سے آراستہ و پیراستہ کرنا تھا اور کوہ قافِ معرفت وحقیقت کے سرگرداں و پریشاں کوہ پیماؤں کو جرعۂ آب حیات نصیب ہونا تھا اور تشنگانِ وادی حق نے اس سے اپنی پیاس بجھانی تھی۔

علماو صلحا، اولیاو عرفا اور نائبین وورثائے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تسبیح معلّٰی کے دانوں میں ابھی ایک اور درِ تابدار کا اضافہ ہونا باقی تھا جس کے مبارک ہاتھ کی لمس سے ہزاروں اور لاکھوں اجسام ومومنین کی زبانوں نے زمزمۂ حق گنگنانا تھا اور اس کے فیض سے لاتعداد انسانوں کو ذکر واذکار اور درود وظائف کے اشغال میں مستغرق ہونا تھا۔

ابھی سجادہ وگدڑی اور خانقاہ وآستانہ کی زیب وزینت میں مزید چار چاند لگنے تھے اور فقر ودرویشی اور للّٰہیت ومشیخیت کے منور وگلگوں تاجوں میں ایک اور تاج لاثانی کا اضافہ ہونا تھا اور

سالہا سال سے شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت کے سیل رواں میں کتاب و سنت کی پرزور و مست موجوں اور لہروں کی خوبصورت و دل آویز صداؤں سے سالکانِ طریقت و اہل نظر کے کانوں نے ابھی محظوظ ہونا تھا۔

ابھی گم گشتگان و سرگردانِ جادۂ عرفان و سلوک کو رہنمائی ملنی تھی اور مستانِ نعرۂ ''الست'' اور وارفتگان ''انا الحق'' کو ملجا و ماوی ملنا تھا۔ ابھی عاشقان صادق اور پاکبازان حق کی نیابت و امامت ہونی تھی۔ نیز ابھی راہروان وادی پر خار و پر خطر کو کشاں کشاں منزل مقصود تک لے جانا باقی تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حبیب کبریا، سرور کائنات، فخر موجودات، سردار الانبیاء اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے والی یگانہ روزگار اور ستودہ صفات ہستی کو آنا تھا لہٰذا پروردگار عالم مالک و خالق کل اور رحیم و کریم اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ازلی و ابدی جود و سخا سے امام پاک باز، نور عرفاں، ہادیٔ دوراں مرشد العلماء والصلحا مخدوم جہاں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کو اس جہانِ رنگ و بو میں جلوہ افروز فرمایا۔

ولادت باسعادت:

آپ موضع ڈنگ ضلع میانوالی کے مطلع انوار پر ۱۹۲۰ء (۳۸-۱۳۳۹ھ) میں حضرت خواجہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ کے گھر رونق افروز ہوئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى ذَالِکَ۔

رحمت حق بہانہ می جوید:

آپ کے والد بزرگوار حضرت ملک خواجہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ شریف و قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ (م ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) کے چچازاد بھائی تھے جن کے چار صاحبزادے تھے۔ ان میں سے دو کا انتقال ہو گیا۔ سب سے بڑے صاحبزادے ملک شیر محمد صاحب مرحوم تھے اور ان سے چھوٹے حضرت صاحب، مدظلہ العالی اور آپ سے چھوٹے ملک فتح محمد مرحوم اور ان سے چھوٹے ملک محمد افضل صاحب تھے۔

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد عمر صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ کے پاس تین ایسی چیزیں ہیں کہ میرے پاس اس قسم کی ایک بھی نہیں۔ آپ ان میں سے ایک مجھے دے دیں۔ (اس وقت سیدنا حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد، مدظلہ العالی کے ہر دو برادران ملک شیر محمدؒ اور ملک فتح محمدؒ حیات تھے اور آپ تینوں بھائیوں میں منجھلے تھے، مکرمی محمد افضل صاحبؒ ابھی تولد نہ ہوئے تھے)۔ اتفاق کی بات کہ ان دنوں لنگر کی شیر دار بھینس خشک ہو چکی تھی اور حضرت خواجہ محمد عمر صاحبؒ کے پاس تین بھینسیں تھیں۔ چنانچہ انہوں نے خیال کیا کہ حضرت صاحب اپنے لنگر کے درویشوں کے لیے ایک بھینس طلب فرما رہے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے فرمایا کہ آپ میری تینوں شیر دار بھینسیں لے لیں۔ اس پر حضرت صاحبؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''خواجہ عمر ہمیں کسی بھینس کی احتیاج نہیں، اپنا ایک فرزند ہمیں دے دو۔'' حضرت خواجہ محمد عمرؒ نے عرض کیا کہ حضرت! آپ جونسا لڑکا فرمائیں وہ آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد مدظلہ العالی کو سکول کی تعلیم سے اٹھا کر حضرت اقدس کی مبارک خدمت میں خانقاہ سراجیہ بھیج دیا گیا۔ ''آرے مرشد ما خواجہ بزرگ حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرہ می فرمایند ''ما فضلیانیم و ما مرادانیم۔''

تعلیم و تربیت:

آپ نے چھٹی تک لوئر مڈل سکول، کھولہ، ضلع میانوالی میں تعلیم حاصل کی۔ جب حضرت اقدس قدس سرہ کی مراد بن کر خانقاہ شریف پر آئے تو سب سے پہلے قرآن مجید پڑھا۔ پھر فارسی نظم و نثر اور صرف و نحو کی کتابیں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ سے پڑھنے کا موقع نصیب ہوا۔ بعد ازاں دارالعلوم عزیزیہ، بھیرہ، ضلع سرگودھا اور پھر جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل، ضلع سورت (ہندوستان) میں متوسطات عربی اور حدیث کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۲ء میں دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں تشریف لے گئے اور وہاں حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء)، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۴ رمضان ۱۳۸۷ھ) اور دیگر قابل قدر اساتذہ سے دورہ حدیث پڑھا۔

دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد خانقاہ سراجیہ واپس تشریف لائے۔ علوم دینیہ سے سراب ہونے کے بعد اب قلب تزکیہ باطن کے لیے تیار ہو چکا تھا۔ اسی دوران آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کنز الہدایات، مکاتیب حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ، ہدایۃ الطالبین اور مکتوبات امام ربانی قدس سرہ سبقاً پڑھے۔

خدمت شیخ:

آپ نے حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ کی خدمت اقدس میں کئی سال گزارے اور اس طرح آپ کے جملہ خانگی امور کی انجام دہی کا شرف نصیب ہوا، نیز خانقاہ شریف کے مکانات کی تعمیراتی خدمات میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ نے اپنی حیات طیبہ کو درویشوں اور زائرین خانقاہ سراجیہ کی خدمت کے لیے وقف رکھا اور الحمد للہ تا حال خدمت کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین بنے تو آپ نے ان کی خدمت میں مسلسل پندرہ برس گزارے اور جملہ منازل سلوک نقشبندیہ مجددیہ آپ کی خدمت میں طے کیں۔ نیز اپنے پیر و مرشد کی فرمانبرداری اور خدمت کرنے میں ہمہ تن مصروف و مشغول رہے۔

سجادہ نشینی:

جب ۲۷ شوال ۱۳۷۶ھ/ ۷ جون ۱۹۵۶ء کو حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی قدس سرہ نے وصال فرمایا تو جملہ متوسلین خانقاہ سراجیہ نے آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس طرح فیض روحانی کا جو سلسلہ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ سے جاری ہوا تھا اور حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے خانقاہ سراجیہ جس فیض نقشبندیہ مجددیہ کا مرکز بن گیا تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے جاری و ساری رکھنے کے لیے امام پاک بازاں، نور عرفاں اور ہادی دوراں حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ

ظلہم العالی کو منتخب فرمایا اور الحمد للہ آپ تا حال خانقاہ سراجیہ کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہیں اور اس روسیاہ جیسے تشنہ لب و مضطر قلب مریدین کی سیرابی فرما رہے ہیں۔

ختم نبوت سے والہانہ لگاؤ

تحریک ختم نبوت کے کاز اور مشن سے حضرات کرام خانقاہ سراجیہ کو ہمیشہ خصوصی اُنس رہا ہے اور اس کے لیے ہمیشہ سرفروشانہ خدمات سر انجام دیتے رہے ہیں۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک ختم نبوت کے لیے بے پناہ قربانیاں پیش کیں اور ان کے مبارک زمانہ میں ختم نبوت کے داعی ہونے کی وجہ سے سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی میانوالی کی جیل میں قید رہے۔ بعد ازاں بھی جب اس فتنہ نے سر اٹھایا تو حضرت صاحب بسط اللہ ظلہم العالی ہمیشہ دوسرے علماء کے ہمراہ شانہ بشانہ رہے اور اس مسئلے کی جملہ کوششوں میں سردھڑ کی بازی لگاتے رہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۷ء) کے وصال کے بعد سے آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر ہیں۔

علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت

آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے روحانی فیوض و برکات کی ترویج واشاعت کے لیے شب و روز مصروف ہیں اور کتاب و سنت، تبلیغ دین، اسلامی تعلیمات اور علوم عربیہ کی پاکیزہ اقدار کے فروغ و قیام کے لیے ان گنت کوششیں فرما رہے ہیں۔ اسی اصول کے پیش نظر آپ مختلف عربی مدارس کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔ جن مدارس کے ارباب نظم و نسق شکستہ خاطر تھے، ان کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور جو تعاون چاہتے تھے ان کی امداد کی ہے۔ اس وقت کئی مدارس عربیہ آپ کی زیر نگرانی علوم و فنون کی ترویج و ترقی کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ ان میں قابل ذکر یہ ہیں:

۱- دار العلوم کبیر والا　　　۲- مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی

۳-مدرسہ فرقانیہ، راولپنڈی
۴-مدرسہ عثمانیہ، ورکشاپی محلہ راولپنڈی
۵-مدرسہ سراجیہ، فورٹ عباس
۶-دارالعلوم مجددیہ، مانکی شریف
۷-مدرسہ سعدیہ، خانقاہ سراجیہ شریف، کندیاں، ضلع میانوالی

علاوہ ازیں آپ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک کی مجلس عاملہ کے ممبر بھی رہے ہیں اور مشہور آئین شریعت کانفرنس لاہور کے اجلاس کی صدارت بھی فرمائی ہے۔

اولادِ امجاد:

اللہ کریم نے حضرت اقدس بسط اللہ ظلہم العالی کو پانچ صاحبزادگان گرامی مدظلہم العالی اور ایک صاحبزادی صاحبہ دام مجدہا عطا فرمائی ہیں۔ صاحبزادگان کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱-حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ العالی
۲-حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ العالی
۳-حضرت صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ العالی
۴-حضرت صاحبزادہ سعید احمد مدظلہ العالی
۵-حضرت صاحبزادہ نجیب احمد مدظلہ العالی

احوال و مناقب صاحبزادگان کرام مدظلہم العالی

مخدوم زمان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد دامت برکاتہم العالیہ کی طرح آپ کے بلند مرتبت صاحبزادگان کرام مدظلہم العالی کے مزاج میں بھی اللہ کریم نے بردباری، حسن سیرت، حسن خلق اور تواضع کمال درجہ کی رکھ دی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حضرات صاحبزادگان کرام کے مختصر احوال گرامی درج ذیل ہیں:

حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ العالی

یکم محرم ۱۳۷۶ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۵۵ء کو پیدا ہوئے۔ چونکہ علمی و عملی گھرانے کے چشم و چراغ تھے، اس لیے ابتدا سے ہی تحصیل علم دین میں مشغول ہو گئے۔ بالآخر عالیہ یعنی دورہ

حدیث شریف کی سند دار العلوم عید گاہ کبیر والا سے امتیازی حیثیت میں حاصل کی۔ بعد ازاں اپنے ادارہ مدرسہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ میں تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔

ازدواجی حیثیت

چونکہ زندگی کا اہم موڑ سلسلہ ازدواج سے منسلک ہوتا ہے، بالآخر وہ وقت بھی آپہنچا کہ آپ اس سلسلے سے منسلک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ صاحبزادیوں سے نوازا ہے (دعا ہے اللہ تعالیٰ نرینہ اولاد سے بھی شاد فرمائیں)۔

مصروفیت

خانقاہ سراجیہ کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت عامہ عطا فرمائی ہے۔ کثیر تعداد میں متوسلین کی آمد و رفت رہتی ہے۔ اس لیے تدریس کے ساتھ ساتھ خانقاہ شریف کی خدمت بھی سرانجام دیتے رہے جو تا حال جاری ہے۔ رفتہ رفتہ عوامی خدمت کی مشغولیت بھی بڑھتی گئی۔ اسی سلسلے میں آپ نے الیکشن میں بھی حصہ لیا اور بھاری لیڈ کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ اس لیے تدریسی مشغولیت سے الگ ہونا پڑا۔ اُدھر جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم پر بھی کام کرتے رہے اس وقت آپ خدمت خانقاہ و سوشل ورکری میں مشغول ہیں۔

کسب فیض

ادھر احسان و سلوک کے مراتب طے کرنے کے لیے آپ اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم کی مبارک صحبت و بیعت سے فیض پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمہ قسم کی ترقیوں سے نوازے۔

حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ العالی

۱۹ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۵۹ء کو پیدا ہوئے۔ قبلہ حضرت صاحب اپنے اسم گرامی کے ساتھ ابوالخلیل ان کے نام عزیز کی وجہ سے لکھتے ہیں۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم اپنے ادارہ سعدیہ میں حاصل کی، پھر موقف علیہ یعنی مشکوہ شریف کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے باب العلوم کہروڑ پکا چلے گئے اور دورۂ حدیث پاک سے سند فراغت جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے حاصل کی۔ بعدازاں کچھ عرصہ اپنے ادارہ میں تدریسی خدمت سر انجام دیتے رہے لیکن کثرت مشاغل نے اس میدان میں نہ چلنے دیا۔ اس لیے تدریسی مصروفیات سے الگ ہو گئے۔

ازدواجی حیثیت

اسی عرصہ میں آپ کی شادی خانہ آبادی ہوگئی۔ بحمد للہ اللہ پاک نے صاحبزادیوں کے ساتھ ایک ہونہار صاحبزادہ سعد احمد خان بھی عنایت فرمایا ہے۔

مصروفیات

خانقاہ شریف کے نظام اور مدرسہ سعدیہ کے اہتمام کی بھاری ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی۔ عرصہ دراز سے ادارہ آپ کے زیر اہتمام کام کر رہا ہے۔ شعبہ حفظ وتجوید کے ساتھ ساتھ شعبہ کتب بھی وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق چل رہا ہے۔

کسب فیض

آپ کا سلسلہ بیعت بھی اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم سے ہے جو اپنی خصوصی توجہات سے نواز رہے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ العالی

۱۵ محرم ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲۸ مئی ۱۹۶۴ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم وتربیت اپنے ادارہ سعدیہ میں شروع فرمائی۔ اوّل قرآن پاک حفظ کیا اور بعد ازاں شعبہ کتب کے ابتدائی درجات بھی پڑھے۔ پھر موقوف علیہ تک تعلیم کے لیے دار العلوم ختم نبوۃ گوجرانوالہ چلے گئے۔ عربی فاضل اور میٹرک کی تعلیم بھی لاہور سے حاصل کی۔

ازدواجی حیثیت

آپ بھی ازدواجی سلسلے سے منسلک ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایک صاجزادی اور ایک صاجزادہ عطافرمایا ہے اور آپ خانقاہ شریف کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔

سلسلہ بیعت

آپ اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب سے بیعت کا شرف رکھتے ہیں۔

حضرت صاجزادہ سعید احمد مدظلہ العالی

۸ محرم ۱۳۸۹ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۱۹۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے مدرسہ سے حاصل کی۔ پھر سکول کی تعلیم میٹرک تک حاصل کی۔ ازدواجی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے تین صاجزادیاں اور ایک صاجزادہ عطافرمایا ہے۔ سیاسی میدان میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ضلع کونسلری کے الیکشن میں بے مثال کامیابی حاصل کی۔ سلسلہ بیعت اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم سے ہے۔

حضرت صاجزادہ نجیب احمد مدظلہ العالی

۲۶ رجب ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم اپنے ادارہ سے حاصل کی۔ پھر مروجہ تعلیم کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ بی اے کی ڈگری زکریا یونیورسٹی ملتان سے حاصل کی۔ شادی خانہ آبادی سے اللہ تعالیٰ نے ایک صاجزادی اور ایک صاجزادہ عطافرمایا ہے۔

مصروفیت

اکثر قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ سفر میں ہوتے ہیں۔ ان کا سلسلہء بیعت بھی اپنے والد گرامی قبلہ حضرت صاحب سے ہے۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

اللہ کریم گلستان روحانیت کی ان کلیوں اور پھولوں کو ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے اور ان کی مہک سے تا ابد خانقاہ سراجیہ شریف کی فضائیں معطر رہیں تا کہ وابستگان سلسلہ کی ٹولیاں اور سالکان طریقت کے قافلے تا قیامت اپنے قلب و اذہان کو اس بقعہ نور سے منور کر کے کشاں کشاں منزل مقصود کی جانب رواں دواں رہیں اور حضرت اقدس مدظلہ العالی ان کلیوں اور پھولوں کی تر و تازگی اور روحانی ترقیوں کو پا کر شاداں و فرحاں رہیں۔

خلفائے عظام:

سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے خلفائے عظام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت مولانا نذر الرحمٰن صاحب مدظلہ، مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز، رائے ونڈ، ضلع لاہور۔

۲۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء)

۳۔ حضرت مولانا انظر شاہ مدظلہ ابن حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، فخر المحدثین دار العلوم دیوبند، یوپی، انڈیا۔

۴۔ حضرت مولانا مفتی احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ علیہ، سرگودھا۔

۵۔ حضرت حافظ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ، جنجو شریف، ضلع بھکر

۶۔ حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، ۷ بیڈن روڈ، لاہور

۷۔ حضرت مولانا احمد دین صاحب مدظلہ، بمقام داوڑ کلاں، نزد ہڑپہ، ضلع ساہیوال

۸۔ حضرت مولانا سید احمد رضا خان بجنوری رحمۃ اللہ علیہ، (م ۲۲ رمضان ۱۴۱۸ھ) بجنور، یوپی، انڈیا۔

۹۔ حضرت مولانا غلام محمد صاحب مدظلہ، ضلع جھنگ۔

۱۰۔ حضرت مولانا غلام علی رحمۃ اللہ علیہ، خالق آباد، تحصیل و ضلع خوشاب۔

۱۱- حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہ، ٹیکسلا، ضلع راولپنڈی۔

۱۲- حضرت مولانا محب اللہ صاحب مدظلہ، لورالائی، بلوچستان۔

۱۳- حضرت مولانا گل حبیب صاحب مدظلہ، لورالائی، بلوچستان۔

۱۴- حضرت حافظ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ، کوٹ حافظ حبیب اللہ، نزد ہڑپہ، ضلع ساہیوال

۱۵- حضرت ماسٹر محمد شادی خان رحمۃ اللہ علیہ، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ[۳]

فصل دوم

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف، کہوٹہ ضلع راولپنڈی

اس خانقاہ کے بانی حضرت مولانا محمد ہاشم بگھاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء) تھے۔ آپ نے اپنے پس ماندہ پہاڑی علاقہ میں انتہائی محنت اور جانفشانی سے خلق خدا کو دیندار اور پرہیزگار بنایا اور آپ کی خانقاہ علاقہ بھر میں اپنی عظمت کے لحاظ سے ہمیشہ مشہور و معروف رہی اور آج بھی مرجع الخلائق ہے۔

احوال ومناقب حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ

آپ قصبہ بگھار شریف، تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار علاقہ کے معروف قبیلہ جنجوعہ سے تعلق رکھتے تھے اور اس علاقہ میں جنجوعہ قبیلہ کے جد امجد راجہ سلطان محمود المعروف دادا پیر کالا خان کی اولاد میں سے تھے جن کا مزار مٹور (کہوٹہ) سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر جنوب میں ایک پہاڑی کی چوکی پر واقع ہے۔ حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے قدیمی مخلص احباب اور اعظم خلفا میں شامل تھے۔ بڑے صالح، خلیق اور مسکین طبع آدمی تھے۔ ہمیشہ یہی آرزو رکھتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے عمر بھر مسکینی میں زندہ رکھے، مسکینی میں موت نصیب کرے اور روز قیامت مسکینوں کے زمرہ میں میرا حشر فرمائے۔

آپ فوج میں ملازم تھے۔ قلعہ درابن میں فوج کی ایک یونٹ میں ڈیوٹی تھی۔ ایک روز اپنی جائے قیام کی جانب جانے کے لیے بذریعہ کشتی دریائے سندھ عبور کر رہے تھے۔ کشتی میں دندہ شاہ بلاول (ضلع اٹک) کے ایک بزرگ حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء) بھی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا: ''نوجوان! آپ کا نام کیا ہے؟ اور کیا کام کرتے ہو؟'' آپ نے جواباً

فرمایا: "میرا نام محمد ہاشم ہے اور فوج میں ملازم ہوں"۔ حضرت لعل شاہ صاحبؒ نے فرمایا: "کمال ہے آپ انگریزی فوج میں ملازم ہیں اور میں آپ کی پیشانی پر ولایت دیکھ رہا ہوں۔" اثنائے گفتگو شاہ صاحبؒ نے فرمایا: "یہاں درابن سے تقریباً تین چار میل کے فاصلے پر موسیٰ زئی شریف میں نقشبندیہ مجددیہ سلسلے کی ایک خانقاہ ہے جس میں اس وقت کے ایک باکمال ولی و صوفی حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی صاحب نقشبندی مجددی فیض سے طالبان طریقت کے قلوب کو منور فرمارہے ہیں۔ آپ چھٹی کے روز وہاں تشریف لایا کریں۔" چنانچہ آپ پہلی فرصت میں ہی وہاں تشریف لے گئے۔ چند ہی ملاقاتوں کے بعد آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ مختصر سی مدت کے بعد اپنے پیر و مرشد کے ایماء پر فوج سے علیحدگی اختیار کر لی اور مستقلاً خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں رہنے لگے۔ وہاں رہ کر ظاہری و باطنی علوم کسب و اخذ کرنے لگے۔ کم وبیش دو تین سال تک وہاں مستقل قیام رہا۔ اس کے بعد اپنے وقت کو یوں تقسیم کیا کہ تقریباً دس روز اپنے مرشد کی خدمت میں، دس روز سفر میں اور دس روز اپنے گاؤں میں خانگی کاروبار زندگی انجام دینے کے لیے متعین کر لیے۔

یہ مرد درویش کم وبیش ۳۵۰ میل کا سفر پا پیادہ طے کرتے ہوئے بیس برس سے زیادہ عرصہ تک ہر سال حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ آپ کی صحبت مبارک میں رہ کر توجہات (فیض عالیہ) سے مستفید ہوتے، چند روز قیام کر کے اپنے وطن واپس چلے جاتے۔ تمام مقامات سلوک نقشبندیہ طے کیے اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے اور پھر بگھار شریف میں رہ کر خلق خدا کی تعلیم و تربیت کا فریضہ ادا کرنے کا حکم ملا۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج، اقدار اسلامیہ کے فروغ اور ہندوانہ رسوم کے قلع قمع کے لیے شب و روز محنت فرمائی اور ایک جہان کو فیضیاب فرمایا۔ بالآخر بقضائے الٰہی ۲۷ رجب المرجب ۱۳۱۳ھ/ ۱۳ جنوری ۱۸۹۶ء کو اپنے گاؤں میں رحمت حق سے پیوستہ ہوئے، حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وفات کا سن کر بہت زیادہ مغموم ہوئے۔ بگھار شریف میں آپ کا مزار مرجع الخلائق ہے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے: حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ، جناب محمد زمان اور جناب محمد احمد۔ بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جانشین و خلیفہ ہوئے ہیں۔[۴]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن بگھاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت باسعادت یکم جنوری ۱۲۹۲ھ/ ۳ جولائی ۱۸۷۵ء کو بگھار شریف میں ہوئی۔ ابتدائی عمر میں آپ کو آپ کے والد گرامی حضرت محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس کے سپرد کر آئے تھے۔ اس وقت حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے صاحبزادگان کے استاد گرامی تھے۔ آپ نے بھی انہی سے علوم ظاہری میں فراغت حاصل کی۔

اس دوران آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرکز نگاہ بن گئے تھے۔ اجمالی طور پر حضرت خواجہ سے منازل سلوک طے کیں۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو اپنے وصال سے قبل خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اس کے ساتھ یہ شرط عائد کر دی تھی کہ آپ تفصیلاً منازل سلوک کی تکمیل کے لیے حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (فرزند گرامی وخلیفہ رشید حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ) کی خدمت میں وقت گزاریں گے۔ چنانچہ آپ اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے بعد حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں مستقل رہائش پذیر ہو گئے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد گرامی کے سحری کے وضو کے لیے گرم پانی پیش کرنے پر مامور تھے۔ معمول کے مطابق ایک روز گرم پانی کا کوزہ لے کر جب آپ حضرت خواجہؒ کے تسبیح خانہ پر پہنچے تو آپ آرام کے لیے دروازہ بند کر چکے تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ نے سوچا اگر پانی باہر رکھتا ہوں تو ٹھنڈا ہو جائے گا، اگر واپس چلا جاتا ہوں تو عندالطلب پیش کرنے سے قاصر رہوں گا۔ سخت سردی کے موسم میں پانی کا کوزہ اپنے کمبل میں لپیٹ کر چوکھٹ پر بیٹھ گئے۔ آدھی رات سے کچھ وقت اوپر تھا کہ زنان خانہ سے حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی والدہ محترمہؒ باہر تشریف لائیں۔ دیکھا تو ایک درویش، سردی کے عالم میں دروازے پر بیٹھا ہوا ہے۔ دریافت فرمایا: ''بیٹا کون ہو؟'' عرض کیا: ''اماں جی!

عبدالرحمٰن''۔ آپ کے نام سے بھی واقف تھے۔ لہٰذا اماں جان پہچان گئیں۔ فرمایا: ''بیٹا اس بلا کی سردی میں یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ آپ نے جواباً ساری کیفیت بیان کر دی۔ اماں جان صاحبہؒ نے اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا۔ حضرت خواجہؒ نے سامنے اپنی والدہ محترمہ کو کھڑا دیکھا تو حیرانگی اور تجسس کی کیفیت میں عرض کیا: ''اماں حضور! کیا حکم ہے؟ اس وقت تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''بیٹا! اگر تمہارے پاس کچھ ہے تو ابھی اور اسی وقت میرے اس بیٹے عبدالرحمٰن کو اس سے سرفراز کر دو۔'' حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: ''مولانا وضو سے ہو؟'' عرض کیا: ''جی حضور!'' فرمایا: ''اندر تشریف لے آؤ۔'' پھر یہ وہ گھڑی تھی کہ رحمت کی گھٹا آپ کے سر پر سایہ فگن ہو گئی۔ اپنے شیخ طریقت نے کامل اطمینان کے ساتھ آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا اور صبح ارشاد فرمایا:

> ''مولانا! اب آپ میری طرف سے فارغ ہیں۔ جایئے بگھار شریف میں اپنے والد گرامی کی مسند پر بیٹھ کر تشنگان طریقت کی پیاس کو بجھایئے اور نور عرفان سے طالبان معرفت کے قلوب کو جگمگایئے۔''

چنانچہ خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ اور آپ کے نور نظر حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے عرفان وایقان کے امین حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اس سنگلاخ وادی میں شریعت وطریقت کی وہ شمع روشن کی کہ آج بھی گم گشتگان راہ مستقیم اس روشنی میں اپنی منزل کا سراغ پالیتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا اور التماس کی: ''یہ میرا نہیں، حضرت آپ کا فرزند ہے''۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے فرزندی کا یہ حق ادا کر دیا اور سفر وحضر میں حضرت خواجہ قدس سرہ کی خصوصی خدمات انجام دیں جو کسی اور خادم یا عقیدتمند کو نصیب نہ ہوئیں۔ مغرب وعشاء کے درمیان جو خصوصی مجلس منعقد ہوتی تھی، چائے نوشی کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ علاوہ ازیں بھی چائے نوشی کی خدمت ان ہی کے سپرد رہتی

تھی۔آپ بے حد ذہین اور زکی تھے۔فرمایا کرتے تھے: ''مغرب اور عشاء کے درمیان جو صحبت ہوتی تھی، اس میں خاص علماء وخلفاء جمع ہوتے تھے۔عوام میں سے بھی لوگ آ کر اس مجلس میں بیٹھ جاتے تھے چونکہ ان کو اُٹھانا حضرت خواجہ کو نامناسب معلوم ہوتا تھا مگر حضرت اقدس کی دید کے اشارے سے ہم سمجھ جاتے تھے کہ کس کس کو چائے دینی ہے۔لہٰذا ہم اس کے سامنے ہی چائے کا پیالہ رکھتے تھے۔''

آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی طبیعت مبارک سے اس قدر آشنا ہو گئے تھے۔ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

مذکورہ بالا مجلس کے وقفہ میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کسی مسئلہ پر بحث فرماتے۔کبھی مکتوبات شریف کا درس دیتے۔کبھی مثنوی شریف کا درس دیتے اور یوں یہ مجلس اس قدر طویل ہو جایا کرتی تھی کہ عشاء کی نماز سردیوں میں رات دس بجے کے قریب پڑھی جاتی تھی۔

ایسی مشقتوں اور ریاضتوں کے ساتھ ساتھ حضرت خواجہ قدس سرہ کی کمال شفقت سے مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہ طے کرتے رہے اور تکمیل درجات کے بعد اجازت وخلافت کا شرف پایا۔ بعدازاں بگھار شریف واپس آ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت کے لیے بے پناہ خدمات سرانجام دیتے رہے، علاقہ مری اور آزاد کشمیر کے علاقوں میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو خوب رونق بخشی۔آپ نے بقضائے الٰہی ۱۷ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ/۲۲ر اپریل ۱۹۴۳ء کو عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی اور خانقاہ بگھار شریف میں اپنے والد گرامی کے قریب آخری آرام گاہ پائی۔ فَرَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَحْمَةً وَّاسِعة ۔آپ کا مزار پرانوار مرجع الخلائق ہے۔

آپ کے صاحبزادگان:

۱- سب سے بڑے مولانا محمد صادقؒ (م ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ/ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء)

۲- ان سے چھوٹے مولانا حافظ محمد حبیب اللہؒ (م ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ/ ۷ فروری ۱۹۸۳ء)

۳- سب سے چھوٹے حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ (متولد ۱۹۱۹ء اور متوفی ۹ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ/ ۷ اپریل ۱۹۹۸ء)

آپ کی صاحبزادیوں میں محترمہ جنت بی بیؒ اور محترمہ عارفہ بی بیؒ اپنے والد گرامی کی حیات مبارکہ میں ہی انتقال فرما گئی تھیں اور تیسری صاحبزادی محترمہ غلام فاطمہؒ تھیں، جن کا عقد آپ کے خالہ زاد بھائی قاضی محمد عارف صاحب سے ہوا۔ یہ عابدہ، زاہدہ، انتہائی دانش منداور اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت ہی زیادہ محبت کرنے والی تھیں۔(فَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِنَّ اَجْمَعِیْن)[5]

حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۹ء میں بگھار شریف میں ہوئی۔ ناظرہ قرآن مجید خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف کی درسگاہ میں مولانا شیر بازؒ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ ابتدائی کتابیں گلستان، بوستان، سکندر نامہ وغیرہ اپنے والد گرامی حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ بعد ازاں مولانا نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، فارغ دار العلوم دیو بند کو بگھار شریف میں آپ کا اتالیق مقرر کیا گیا جن سے آپ نے فقہ کی ابتدائی کتب ہدایہ، کنز الدقائق، قدوری وغیرہ پڑھیں۔ بعد ازاں جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں داخل ہوئے اور شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ کیا۔ بعد ازاں دہلی شریف کی مشہور درس گاہ جامعہ امینیہ میں تشریف لے گئے لیکن شدید بیمار ہو جانے پر والد گرامی نے اطلاع پا کر آپ کو مولانا نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے واپس بگھار شریف بلالیا۔ صحت یابی پر والد گرامی نے آپ کو محلہ شاہ نذر، راولپنڈی کی ایک مسجد کے خطیب جید عالم دین مولانا محمد شریف صاحبؒ کے پاس بھیجا۔ جن سے آپ نے حدیث اور کتب تفسیر پڑھیں۔ اسی دوران آپ کے والد گرامی شدید علیل ہو گئے اور آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر تیمارداری میں مصروف ہو گئے۔

آپ اپنے والد گرامی کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور منازل سلوک کی تکمیل کی۔

حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی حضرت مولانا

عبدالرحمٰن نے اپنے خلیفہ جناب چوہدری محمد زمان سے اپنا ایک خواب میری پیدائش سے پہلے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر ایک بچے کی ولادت ہوئی ہے اور اس کے چہرے پر ڈاڑھی ہے اور خود ہی اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ یہی میرا بیٹا میرا جانشین ہوگا۔

آپ مزید فرماتے ہیں کہ مجھ میں تو کوئی کمال نہ تھا، میری والدہ محترمہ کی شفقت کام آ گئی۔ میری والدہ محترمہ کا وقت وصال تھا۔ میرے والد محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن ان کے سرہانے کھڑے تھے۔ میں بھی ساتھ کھڑا تھا۔ والد محترم نے میری والدہ محترمہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ آپ نے میری بڑی خدمت کی ہے اور خانقاہ کی بھی بہت خدمات سرانجام دی ہیں۔ کوئی ایسی وصیت جسے میں پورا کر سکوں، والدہ محترمہ نے ہلکی سی آنکھ کھولی۔ میری طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: ''یہ میرا بیٹا محمد یعقوب''۔ اور خاموش ہو گئیں۔ بس یہ وہ سفارشی جملہ تھا جس کے سبب والد گرامی کی نظر عنایت سے سرفراز ہوا۔

آپ اپنے والد گرامی کے جانشین بنے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ علاقہ بھر کے طالبان حق اور سالکین طریقت کی راہنمائی فرمائی۔

آپ غالباً ۱۹۴۶ء میں صوبیدار محمد حسن صاحب کی صاحبزادی محترمہ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ اللہ کریم نے آپ کو دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی عطا فرمائیں۔ سب سے بڑے صاحبزادے جناب ڈاکٹر ساجد الرحمٰن مدظلہ ان سے چھوٹی صاحبزادی حفصہ صاحبہ اور سب سے چھوٹے صاحبزادے جناب فارض الرحمٰن ہیں۔

خانقاہ بگھار شریف کے بانی اوّل حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے بگھار شریف میں مسجد کی بنیاد رکھی تھی اور یہاں کے رہنے والے اپنے اعزہ و احباب کے ہمراہ قریبی جنگل سے پتھر اپنے سر پر اٹھا کر یہاں پہنچائے اور اپنے ہاتھوں سے ایک چھوٹی سی مسجد بنا کر سنت مطہرہ کی یاد تازہ کر دی اور پھر اسی مسجد سے آپ نے ظاہری و باطنی تعلیم و تدریس کا آغاز کیا۔ یہ چھوٹی سی مسجد تھی جسے بعد ازاں حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے شہید کر کے ایک نئی مسجد تعمیر فرمائی اور پھر تیسری مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں مسجد، خانقاہ اور کتب خانہ کی ساری عمارت منہدم کر کے نئی تعمیر کرائی اور بگھار شریف میں نماز

جمعہ کا اجراء فرمایا۔

آپ نے حج بیت اللہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور عمر بھر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت فرمائی۔

بقضائے الٰہی ۹ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ/ ۷راپریل ۱۹۹۸ء کو وصال فرمایا اور دوسرے روز ۱۰ ذی الحجہ کو آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صاحب مدظلہ کی اقتدا میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو اپنے والد گرامی حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو مبارک میں، خانقاہ بگھار شریف کے احاطے میں دفن کیا گیا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً[۶]

حضرت ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن مدظلہ العالی

آپ کے بڑے صاحبزادے جناب ڈاکٹر ساجد الرحمٰن مدظلہ آپ کے خلیفہ ارشد و جانشین معظم قرار پائے۔ آپ کو اپنے والد گرامیؒ سے تحریری اجازت وخلافت نامہ عطا ہوا ہے۔ الحمدللہ خانقاہ شریف کے متوسلین اور وابستگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تربیت فرما رہے ہیں۔ اللہ کریم آپ کے ظل عاطفت کو قائم و دائم رکھے۔ آمین۔ آپ کریم النفس، متواضع منکسر المزاج، حلیم، صاحب علم وفضل، علم دوست وعلم پرور اور بڑے محبت والے ہیں۔

آپ کی تاریخ ولادت ۸ جنوری ۱۹۵۱ء ہے۔ آپ نے اسلامی یونیورسٹی بہاولپور سے اسلامیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ ستمبر ۱۹۷۵ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں بحیثیت ریسرچ ایسوسی ایٹ تعینات ہوئے اور آج کل ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ علاوہ ازیں ادارے کا رسالہ فکر ونظر آپ کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ صاحب تصنیف وتالیف ہیں۔ آپ کی مطبوعہ کتب یہ ہیں:

۱۔ سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، لاہور: المعارف

۲۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امین، حضرت مولانا محمد یعقوبؒ، بگھار شریف، کہوٹہ: یعقوبیہ پبلی کیشنز، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء، ص ۲۱۶

۳- اسلامی معاشرے کی تاسیس و تشکیل، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۷ء، ص۲۳۴

۴- پیغمبر اخلاق، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۸۵ء۔

۵- قصاص و دیت، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۷ء۔

۶- اندلس کی اسلامی میراث، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۶ء۔

۷- کلمات، بگھار شریف، کہوٹہ: یعقوبیہ پبلی کیشنز۔

علاوہ ازیں بیسیوں علمی و تحقیقی مقالات مختلف رسائل میں تحریر فرما چکے ہیں۔

فصل سوم:

خانقاہ سراجیہ حسنیہ نقشبندیہ مجددیہ حسن آباد تھل، تحصیل کروڑ لعل عیسن، ضلع لیہ

احوال و مناقب حضرت مولانا غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ

اس خانقاہ کے بانی حضرت مولانا غلام حسن بن ملک لعل رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸۵ھ/ ۶۹-۱۸۶۸ء کے لگ بھگ موضع ڈگر سواگ علاقہ کروڑ لعل عیسن چاہ گاڑا، ضلع لیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار تحصیل (آفس) بھکر میں ملازم تھے۔ جب آپ کے والد بزرگوارؒ کو اپنے فرزند بلند اقبال کی ولادت کی نوید سعید پہنچی تو نہایت خوش ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہؒ آپ کی ولادت کے چند روز بعد انتقال فرما گئیں۔ لہٰذا گاؤں کی ایک نیک سیرت اور مہربان خاتون مائی فاطمہ سواگنی صاحبہؒ نے آپ کی پرورش کی۔ ابھی صغیر سن تھے کہ والد بزرگوارؒ بھی انتقال فرما گئے۔ دس بارہ سال کی عمر ہوئی تو اپنے رضاعی بھائی ملک احمد یار سواگ کے ہمراہ بستی والوں کے مویشی چرانا شروع کر دیا۔ کچھ مدت یہی شغل رہا۔ ایک دفعہ جمعہ کے روز کروڑ تشریف لائے اور اپنے رفیق کار ملک احمد یار کو فرمایا کہ میرا ارادہ تحصیل علم کے لیے ڈیرہ اسماعیل خان جانے کا ہے، کیونکہ سعادت لدنی نامعلوم انداز کے ساتھ رہنمائی کر رہی تھی۔ لہٰذا ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے مخلص خلیفہ حضرت مولانا غلام حسن پونگر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ابتدائی تعلیم شروع کر دی۔ علم صرف مولوی علی محمد شیہانوالہ، ضلع جھنگ سے حاصل کیا اور پھر علاقہ کروڑ کے ایک خدا رسیدہ بزرگ مولانا جان محمدؒ کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔ بعد ازاں موضع سیلوان ضلع میانوالی پہنچے اور حضرت مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ تعلیم شروع کیا۔ پھر قسمت چکڑالہ کے مولانا حضرت نور خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لائی جو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء

میں شامل تھے۔ ان سے تکمیل علوم کرنے لگے۔ ان کے ہمراہ موسیٰ زئی شریف جانا ہوا۔ یہاں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت خواجہؒ نے بیعت فرمایا۔ بعد ازاں تکمیل علوم کے لیے واپس آئے اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے گھر واپس تشریف لے گئے۔

جب گھر پہنچے تو ملک بہادر ولد ملک شیر محمد سواگ، ساکن موضع ڈگر سواک کی ہمشیرہ صاحبہؒ جو کہ صالح اور عابد خاتون تھیں، سے آپ کا نکاح ہو گیا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق آپ علوم ظاہری کی تحصیل کے لیے مختلف علمائے کرام کے ہاں پڑھتے رہے۔ اس زمانے میں میانوالی میں مولانا علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا موضع سیلوان (جو علاقہ کچھ کی ایک مشہور بستی ہے) میں بہت بڑا درس تھا۔ آپ کے تینوں صاجزادے عالم و فاضل تھے۔ حضرت مولانا غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ اسی درس میں پڑھتے رہے یہاں تک کہ فارغ التحصیل ہو گئے۔

اب آپ کو کسی پیر و مرشد سے بیعت ہونے کا شوق دامنگیر ہو گیا۔ ان دنوں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے فیضان کرم کا بہت زیادہ چرچا تھا جسے سن کر آپ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف پہنچے اور حضرت خواجہ قدس سرہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بیعت کرنے کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ سے فرمایا:

> ''مولوی غلام حسن! اگر آئندہ سال زندگی رہی تو فقیر آپ کو بے حد توجہات دے گا اور فیضان کے حصول کی آپ پوری پوری کوشش کرنا۔''

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنی دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر دی اور خلافت طریقہ نقشبندیہ عطا فرمائی۔

قضائے الٰہی سے اسی سال ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۷ء میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ بعد ازاں حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مسند ارشاد کو رونق بخشی۔ آپ نے ان سے تجدید بیعت کر لی اور سلوک نقشبندیہ مجددیہ کے

مقامات کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ ذکر اسم ذات، ذکر نفی و اثبات اور ولایت صغریٰ کے مقامات اپنے پیر و مرشد سے طے کر چکے تو انہوں نے آپ کو اجازت و خلعت خلافت سے مشرف فرمایا اور اس وقت ارشاد فرمایا:

> ''جٹا! فقیر نے آپ کو ایسا رنگ دیا ہے کہ بزرگوں کے مرید تو (صرف) مسلمان ہوتے ہیں مگر آپ سے مسلمان اور ہندو سب فیضیاب ہوں گے۔''

جب حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دریا خان میں ایک کنواں اور عظیم الشان بنگلہ تعمیر کرایا تو یہ کام حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا جو انہوں نے شب و روز کی محنت سے مکمل کرایا اور خود بھی مزدوروں کی طرح کام کرتے رہے۔ اس کی تکمیل پر حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ نے دعا فرمائی: ''مولوی صاحب دعا کرتا ہوں اور حضرت دادی صاحبہ بھی دعا فرماتی ہیں کہ آپ کو اللہ دین و دنیا کا بادشاہ بنائے۔''

آپ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی میں مسلسل ان کی خدمات انجام دیتے رہے اور جب حضرت خواجہؒ نے ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء میں وصال فرمایا تو آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت و ترویج شروع کر دی۔ خلق خدا آپ کے گرد جمع ہونے لگی، جو بھی بیعت کی درخواست کرتا آپ اسے بیعت فرما لیتے تھے۔

آپ نے خلافت سے سرفراز ہونے کے بعد اپنی تمام تر توجہ اصلاح معاشرہ پر مرکوز کر دی۔ غیر مسلموں میں تبلیغی کام شروع فرمایا جو غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے، آپ ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرتے اور ان کی سرپرستی فرماتے تھے۔ بعض نومسلموں کے اقرباء عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹاتے تو آپ نومسلموں کے مقدمات کی بہ نفس نفیس پیروی کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے والوں میں مولوی شیخ کلیم اللہؒ اور مولوی شیخ عبد اللہؒ جیسے لوگ شامل ہیں جو اپنے وقت کے اچھے عالم ہوئے ہیں۔ آپ کے تبلیغی مشن میں یہ امر بطور خاص شامل تھا کہ لوگوں کو ''رواج'' کی بجائے شرعی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔ بیٹیوں کو وراثت میں حصہ دیا جائے۔ شادی بیاہ اور موت پر رواج اور رسوم وغیرہ ختم کر دی

جائیں۔ آپ مسائل شرعیہ میں خوب تحقیق کرتے تھے اور عموماً دارالعلوم دیوبند سے رجوع کرتے تھے۔ ۱۹۲۳ء/۴۱-۱۹۴۲ء میں آپ ایک جھوٹے مقدمہ میں ماخوذ ہوئے جس کی وجہ سے قید و بند میں رہنا پڑا اور بالآخر اپیل دائر کرنے پر بفضل ربی اس سے باعزت بری ہو گئے۔

حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء، خلف رشید و جانشین گرامی حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ) نے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بھرپور اشاعت و ترویج کے لیے فرمایا تھا اور پھر وہ کمالات دیکھنے میں آئے کہ خلق خدا کا آپ کے پاس ہجوم ہو گیا۔ آپ نے ڈپھی مکوڑی (علاقہ کچھ) میں اپنے پیر و مرشد کے نام نامی کی مناسب سے خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، حسن آباد (تحصیل کروڑ لعل عیسن، ضلع لیہ) کی بنیاد رکھی۔ اس علاقہ اور اطراف و اکناف سے سینکڑوں، ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہو گئے اور ساڑھے چھ سو ہندو اور سکھ حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے اور ان نو مسلم حضرات میں حفاظ قرآن اور علمائے دین بھی بکثرت ہوئے۔ حق گوئی اور کلمہ حق کے بیان فرمانے میں آپ بہت دلیر تھے۔ رعب اتنا تھا کہ بڑے بڑے رئیس اور نواب آپ کے سامنے کلام کرنے سے گھبراتے تھے اور آپ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ آپ مسلسل تیس برس تک اس خانقاہ شریف کی مسند ارشاد پر متمکن رہے اور ایک جہان کو اپنے فیض سے مالا مال فرمایا۔ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا اور بالآخر ۱۳ جمادی الاوّل ۱۳۸۵ھ/ ۹ ستمبر ۱۹۶۵ء کو وصال فرمایا اور اسی خانقاہ میں آخری آرام گاہ پائی۔ نَوَّرُ اللّٰهُ مَرْقَدَه۔ آپ کا مزار پر انوار مرجع الخلائق ہے۔ آپ کی کرامات اور تصرفات بیشمار ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ آپ کے فیض کا سلسلہ جاری ہے۔

آثار:

فیوضات حسنیہ میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے ۱۸ مکتوبات گرامی بنام حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں اور حضرت مولانا غلام حسنؒ کے اپنے مریدوں کے نام ۶ مکتوبات شریف بھی محفوظ ہیں۔

آپ کے مبارک ہاتھ سے مکتوبہ دو قلمی مخطوطات حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے کتاب خانہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں موجود ہیں:

۱- اعراب القرآن (فارسی) از ابوالبرکات رکن الدین مدعو بہ تراب (علی لکھنوی)، مکتوبہ ۲۶ شوال ۱۲۸۰ھ۔

۲- تذکرۃ الموتی والقبور (فارسی) از قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبہ یکم محرم ۱۲۸۱ھ۔

اولادِ امجاد:

آپ کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱- حضرت صاحبزادہ مولانا فقیر محمدؒ	۲- حضرت صاحبزادہ غلام محمدؒ
۳- حضرت صاحبزادہ محمد بدرؒ	۴- حضرت صاحبزادہ محمد ابراہیمؒ
۵- محترمہ غلام عائشہ بی بیؒ	۶- محترمہ غلام زینب بی بیؒ

خلفائے عظام:

آپ کے سینکڑوں خلفائے طریقت ہوئے ہیں، جن میں سے بعض کے احوال و اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱- حضرت مولانا غلام محمد ابن غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے والد گرامی کے جانشین قرار پائے۔ (آپ کے حالات بعد میں آئیں گے)

۲- حضرت صاحبزادہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ تھے۔ ابتدائی کتابیں مولانا فتح محمد صاحبؒ، رتیڑہ والا سے پڑھیں۔ اسی طرح مختلف اساتذہ سے درس نظامی کی تحصیل کی اور حضرت عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مولانا غلام حسنؒ) سے بھی پڑھتے رہے جو صاحبزادگان کے استاد مقرر تھے۔ علاوہ ازیں مولانا جان محمد پیلانوی، مولانا احمد یار، حافظ محمد رمضان، مولوی فضل حق (کڑی شموزئی)، مولانا حامد اللہ گھوٹوی اور مولانا مرید احمد (ساکن

میبل) ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ آپ کو مطالعہ کا بڑا شوق تھا اور فقہ حنفی کے مسائل میں بہت مہارت رکھتے تھے۔

اپنے والد بزرگوارؒ سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اجازت و خلافت حاصل کی۔ نہایت صاحب ذوق وشوق تھے اور حالات جلی رکھتے تھے اور فنا فی الرسول تھے۔ حضرت غلام حسنؒ فرماتے تھے کہ اگر فقیر محمد زندہ رہتا تو لوگوں کو قبلہ عالم خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ یاد دلا دیتا۔ آپ نے قضائے الٰہی سے ۱۳ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ/ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۷ء کو وصال فرمایا اور خانقاہ شریف حسن آباد میں دفن ہوئے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔ [۸]

۳۔ حضرت مولوی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ تحصیل کبیر والا کے رہنے والے تھے۔ طالب علمی کے زمانہ میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور کسب سلوک کیا۔ بڑے جلیل القدر، صابر اور حلیم تھے۔ آپ سخت بیمار ہوئے تو حضرت غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اگرچہ اس وقت بہ سبب بیماری مولوی جان بے دست و پا ہے لیکن اس کی دید عرش سے بالاتر ہے۔"

آپ نے ملتان مسجد خدکہ میں وفات پائی۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَه۔ [۹]

۴۔ حضرت مولانا گل حسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرشد آباد جنجون، ضلع میانوالی کے رہنے والے تھے۔ ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶-۱۸۶۵ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اکثر درسی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰۲ھ/ ۱۶۹۱ء) کی اولاد میں سے کسی بزرگ سے پہلے بیعت فرمائی اور بہت مجاہدہ کیا۔ بعد ازاں حضرت غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شرف بیعت پایا اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ بڑے مجاہدہ کرنے

والے تھے۔ حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ فقیر کے پاس آ کر ایک شخص (مولانا گل حسن) مرد ہوا ہے مگر افسوس کہ زندگی نے اس سے وفا نہیں کی۔ حضرت مولانا گل حسنؒ نے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کو بہت رواج بخشا۔ آخری عمر میں ذیابیطس میں مبتلا ہوئے اور مسجد سید جمعہ شاہ، ڈیرہ اسماعیل میں شب سوموار بوقت مغرب جمادی الثانی، ۱۳۵۶ھ/ اگست ۱۹۳۷ء کو وصال فرمایا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔[۱۰]

حضرت مولانا عبدالکریم جام پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ/۳۱ اگست ۱۸۹۸ء، کو مولوی صدیق محمد کے گھر موضع آدم گڑھ، مضافات جام پور، ڈیرہ غازی میں ہوئی۔ قرآن شریف و کتب فارسی اور صرف ونحو اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں اور بعد ازاں کانپور (ہندوستان) میں جا کر مولانا سید مشتاق احمد ابن مولانا سید احمد حسن سے تکمیل علوم کر کے سند فضیلت حاصل کی۔

حضرت سید رکن عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء) کی وساطت سے حضرت مولانا غلام حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ پانچ سال تک لنگر کی خدمات سرانجام دیں اور دس برس مرشد گرامی کے صاحبزادگان کی تعلیم کی خدمت سرانجام دی اور شرف اجازت سے مشرف ہو کر ملتان چلے گئے اور وہاں صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ رہے۔ حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے تھے: ''مولوی صاحب نے حق خدمت اور حق درویشی جس طرح ادا کیا ہے، ایسا کسی نے نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو خوش رکھے۔ اس نے کبھی خلاف حکم نہیں کیا اور چپ چاپ خدمت کرتا رہا وہ سالکین قدیم کی فطرت پر واقعی عامل رہا۔'' کتاب الہدیٰ فی اعفاء اللحیٰ اور فیوضات حسنیہ (فارسی) ان کی تصانیف ہیں۔[۱۱]

حضرت ملک محمد مراد بخش ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ملک محمد برخوردار مرحوم کے گھر ۱۸۸۴ء (۰۲-۱۳۰۱ھ) میں پیدا ہوئے۔ تعلیم قرآن کریم کے بعد سرکاری سکولوں اور کالجوں میں انگریزی تعلیم حاصل کی اور فراغت تعلیم کے بعد اچھے اچھے عہدوں پر فائز ہوتے رہے اور دینی تعلیم بھی درس نظامی تک حاصل کی۔ شروع میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن چشتی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور ان کے وصال کے بعد حضرت غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی اور کسب سلوک کر کے شرف اجازت حاصل کیا۔[۱۲]

حضرت ملک محمد خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت سوموار کے روز صبح سویرے ۱۸۹۸ء (۱۵-۱۳۱۶ھ) میں ملک محمد مراد بخش کے گھر ہوئی۔ قرآن مجید کی تعلیم کے بعد مروجہ ملکی تعلیم حاصل کی اور اچھے عہدوں پر ملازمت کرتے رہے۔ شروع میں حضرت سید قطب علی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اوراد و مراقبہ میں مشغول رہے۔ باوجود سرکاری عہدہ دار ہونے کے مشتبہ مال سے پرہیز کرتے تھے اور تقویٰ پر عامل تھے۔ حضرت خواجہ غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا اور کسب سلوک کے بعد اجازت سے مشرف ہوئے۔[۱۳]

علاوہ ازیں حضرت خواجہ غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے عظام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱- حضرت سید دوست علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، ساکن رتیڑہ، ضلع ڈیرہ غازی خان

۲- حضرت سید بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ ماڑی شاہ سخیرہ، ضلع جھنگ

۳- حضرت سید محبوب شاہ بلاولی رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ ڈھوک فتح شاہ، کیمبلپور (اٹک)

۴- حضرت سید محسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ راڑہ شم، ضلع لورالائی، بلوچستان۔

۵- حضرت سید حافظ اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ راڑہ شم، ضلع لورالائی، بلوچستان۔

۶- حضرت سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ بستی پیرزادہ، ضلع مظفر گڑھ۔

۷- حضرت سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ راڑہ شم، ضلع لورالائی، بلوچستان۔

۸- حضرت سید شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ بستی سید لعل شاہ لودھران، ضلع ملتان۔

۹- حضرت سید اللہ بخش شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ عنایت شاہ، ضلع مظفر گڑھ۔

۱۰- حضرت سید مہربان شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ کا کانی گرم، وزیرستان۔

۱۱- حضرت سید گلاب شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ لاہڑی، ضلع جہلم

۱۲- حضرت سید راجن شاہ رحمۃ اللہ علیہ، ساکن بستی محمد شاہ، محمود کوٹ، ضلع مظفر گڑھ۔

۱۳- حضرت سید کرم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، برادرزادہ سید بہادر شاہ مرحوم، بہاولپور۔

۱۴- حضرت سید غلام حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ بانز شریف، ضلع مظفر گڑھ۔

۱۵- حضرت سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ کالے والا، ضلع ڈیرہ غازی خان۔

۱۶- حضرت سید اکبر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ اچھرہ، لاہور۔

۱۷- حضرت مولانا غلام حیدر قندھاری رحمۃ اللہ علیہ، افغانستان۔

۱۸- حضرت پیرزادہ صاحبزادہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

آپ کو بغیر بیعت کے اشاعت طریقہ شریفہ کی اجازت عطا فرمائی۔

۱۹- حضرت مولانا قاضی عطا محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ قادر پوراں، ضلع ملتان۔

۲۰- حضرت آخوند عبدالغفار قریشی رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ سوئی، کوئٹہ، بلوچستان۔

۲۱- حضرت مولانا لعل دین رحمۃ اللہ علیہ، کا تیمار، ضلع میانوالی۔

۲۲- حضرت مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین خانقاہ شریف مولانا گل حسن رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۳- حضرت خدا بخش خان کمنگر رحمۃ اللہ علیہ، بھکر، ضلع میانوالی۔

۲۴- حضرت صاحبزادہ آخوند حزب اللہ رحمۃ اللہ علیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

۲۵- حضرت حافظ محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ، نتکانی، ڈیرہ غازی خان۔

۲۶- حضرت حاجی پھلا خان رحمۃ اللہ علیہ، چوٹی زیریں، ڈیرہ غازی خان۔

۲۷- حضرت فقیر غلام قاسم کمبوہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ پہاڑ پور، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

۲۸- حضرت شیخ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ اورہ ضلع جھنگ۔

۲۹- حضرت مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ چاہ چھلے والا، واسو آستانہ، ضلع جھنگ

۳۰- حضرت مولانا شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ شجاع آباد، ضلع ملتان۔

۳۱- حضرت عبداللہ خان وزیرستانی رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ غزنی، افغانستان۔

۳۲- حضرت شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ نور پور تھل، ضلع سرگودھا۔

۳۳- حضرت مولانا عبداللہ المعروف بارو رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ عنایت شاہ، مظفر گڑھ۔

۳۴- حضرت مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ (منشی لنگر شریف) سکنہ رتیڑہ، ضلع ڈیرہ غازی خان۔

۳۵- حضرت تنگو خان کھتران رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ جلووالی، ضلع ڈیرہ غازی خان۔

۳۶- حضرت مولانا مرید احمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ کلول میبل شریف، ضلع میانوالی۔

۳۷- حضرت مولانا نور محمد کاکڑ ولد آخوندزادہ شمس الدین مرحوم کاکڑ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ کاریز بلوزی، افغانستان۔

ان کو بروز جمعہ بوقت ظہر بتاریخ ۲۷ محرم ۱۳۵۷ھ کو تحریری اجازت عطا فرمائی۔

۳۸- حضرت مولانا بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ کڑی شموزئی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (جو حیدرآباد دکن ہندوستان میں مقیم تھے)۔

۳۹- حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ، امام مسجد جمعہ شاہ، شہر ڈیرہ اسماعیل خان (مصنف کتاب: فیوضات حسنیہ)۔

۴۰- حضرت مولانا سید محمد بخش شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ، سوکڑ، ضلع ڈیرہ غازی خان۔[۱۴]

احوال ومناقب حضرت مولانا صاحبزادہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور جانشین ہیں۔ قرآن مجید اور کتب فارسی گلستان تک مولانا غلام محی الدین چنابیؒ سے پڑھیں اور درس نظامی کی بقیہ کتب کی تحصیل حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔

حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ نے تمام حضرات خلفائے عظام علمائے کرام اور ارادتمندوں کی موجودگی میں ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ/ ۲۳ مئی ۱۹۳۷ء کو اپنے دونوں صاحبزادگان (صاحبزادہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ) کی دستار بندی فضیلت اور اجازت طریقہ نقشبندیہ مجددیہ، اپنے ہاتھ مبارک سے فرمائی۔

آپ بعدازاں اپنے والد گرامی کے ہمراہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مزار انور کی زیارت کو گئے اور پھر خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں حضرات کرام نقشبندیہ کے مزارات کی زیارت کی اور وہاں حضرت صاحبزادہ حافظ محمد ابراہیم قدس سرہ نے اپنے مبارک ہاتھ سے آپ کے سر پہ دستار خلافت باندھی۔ جب واپس ہوئے تو آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا:

> ''مجھ پر حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے مہربانی فرمائی اور مجھے فرمایا: ''غلام حسن تم کو اللہ کے نام کی اجازت ہے۔'' میں تم کو بھی یہی کہتا ہوں۔ پیر نے مجھے فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ کا نام سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، پیادہ یا سواری پر ہو، (لوگوں کو) سکھاؤ۔'' میں تم کو بھی یہی کہتا ہوں۔ پیر نے مجھے فرمایا تھا: ''شریعت کی تابعداری کرو اور شاہ وگدا کی پرواہ مت کرو۔'' میں تم کو بھی یہی کہتا ہوں۔ آخر میں فرمایا: ''جو کچھ مجھ کو پیر نے دیا ہے، وہ سب کچھ میں نے تجھ کو دیا۔''

جب آپ کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمایا تو اس کے تھوڑی دیر بعد آپ جلال خان درویش کو ساتھ لے کر اپنے والد گرامی کے حضور پہنچے اور عرض کیا کہ حضرت میں اکیلا ہوں۔ اس پر آپ کے والد گرامی حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''مصلیٰ کو تم نہ چھوڑنا، تمام لوگ تیرے قدموں میں ہوں گے اور میں

تمہارے ساتھ سایہ کی طرح ہوں گا۔ کوئی تم کو اِنْ شَاءَ اللّٰہ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔"

پس بعد ازاں آپ نے سلسلہ کی ترویج و اشاعت کا آغاز فرما دیا۔ اس دوران طلبا کو درس بھی دیتے رہے۔ دو برس تک اپنے والد بزرگوار کے لیے خطوط نویسی بھی کرتے رہے۔ چار برس حضرت کے حکم پر آپ کے امام رہے اور حضرات خواجگان کے ختمات شریف بھی پڑھاتے رہے۔ اپنے والد گرامی کے وصال ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء کے بعد آپ کے جانشین قرار پائے اور حضرت کے تمام مریدین و خلفاء نے آپ سے تجدید بیعت کر لی۔

آپ نے جہاں سالکین کی دن رات تربیت فرمائی وہاں خانقاہ شریف کی تعمیر و توسیع بھی کرائی۔ مسجد کے قریب وسیع سایہ دار تالاب، وسیع بنگلہ برائے سادات و علماء، زائرین کے لیے وسیع چھپر اور درویشوں کے لیے حجرے تعمیر کرائے۔[۱۵]

آپ سے اجازت و خلافت حاصل کرنے والے حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱- حضرت حافظ سید احمد شاہ صاحب، سکنہ اجنالہ، ضلع سرگودھا۔

۲- حضرت صاحبزادہ سراج الدین صاحب، ساکن چکی شریف، ضلع میانوالی۔

۳- حضرت جلال خان رحمۃ اللہ علیہ، درویش خانقاہ شریف، ساکن چوٹی زیریں، ضلع ڈیرہ غازی خان۔

۴- حضرت حاجی تصدق خان صاحب، حال ایچ وی سی، سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان۔

۵- حضرت حافظ عبدالغفور صاحب، سکنہ دریہ شریف، ضلع اٹک۔

۶- حضرت خان محمد صاحب، محرر جوڈیشنل اپوزئی، سکنہ بستی بزدار، ضلع ڈیرہ غازی خان۔

۷- حضرت حاجی نور محمد صاحب، مؤذن خانقاہ سراجیہ، حسن آباد، سکنہ جھنگ۔

۸- حضرت فقیر محمد بخش سندھی صاحب، سکنہ دریا خان، ضلع میانوالی۔

۹- حضرت میاں فضل دین صاحب، سکنہ شیخوپورہ۔

۱۰- حضرت میاں عبدالرحیم لوہار صاحب، سکنہ بفا، لورالائی، بلوچستان۔
۱۱- حضرت مولانا حکیم کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ، ساکن آڑہ اکبرشاہ، ضلع مظفرگڑھ۔
۱۲- حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب، سکنہ آڑی لعل خان، ضلع مظفرگڑھ۔
۱۳- حضرت شیخ نورمحمد رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ میالی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔
۱۴- حضرت مولانا عبداللہ صاحب، سکول ماسٹر جنٹ، ضلع جھنگ۔
۱۵- حضرت بہاء الدین قریشی صاحب، سکول ماسٹر، سیلوان، ضلع میانوالی۔
۱۶- حضرت شیخ قادر بخش المعروف ڈورا شیخ رحمۃ اللہ علیہ، ساکن کالو والہ، ضلع ڈیرہ غازی خان۔
۱۷- حضرت مولانا قاضی کلیم اللہ صاحب، سکنہ کوٹلہ جام، تحصیل بھکر، ضلع میانوالی۔
۱۸- حضرت صوفی نورمحمد صاحب، بصیرہ قندرانی، ضلع مظفرگڑھ۔
۱۹- حضرت شیر شاہ صاحب، سکنہ لودھراں، ضلع ملتان۔
۲۰- حضرت احمد خان زنگیرہ صاحب، سکنہ سیکٹری شاہ متوالہ، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

حضرت احمد خان صاحب حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت مخلص اور باوفا خادم تھے۔ان کی خدمات اور سلوک میں بہترین حالت کے پیش نظر حضرت مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بتاریخ ۱۳ جمادی الاوّل ۱۳۷۱ھ/ ۹ فروری ۱۹۵۲ء کو مریدین کے مجمع عام میں دستار خلافت اپنے ہاتھ مبارک سے باندھی۔[۱۶]

حضرت صاحبزادہ غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت صاحبزادہ مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔قرآن مجید اور نظم کی کتابیں گلستان تک مولانا غلام محی الدین چنابی صاحبؒ سے پڑھیں اور درس نظامی کی باقی کتب کی تحصیل حضرت مولانا عبدالکریمؒ (مولف کتاب ملفوظات حسنیہ، فارسی) سے حاصل کی۔

قضائے الٰہی سے بروز جمعۃ المبارک، ۲۱ ذی قعد ۱۳۵۷ھ/ ۲ جنوری ۱۹۳۹ء کو وصال

فرمایا اور اپنے والد گرامی حضرت صاحبزادہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے غربی جانب خانقاہ سراجیہ، حسن آباد میں محو استراحت ہوئے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔[۱۷]

حضرت صاحبزادہ محمد حسن مدظلہ

حضرت صاحبزادہ محمد حسن مدظلہ خانقاہ سراجیہ حسنیہ نقشبندیہ مجددیہ، حسن آباد کے موجودہ سجادہ نشین ہیں، جو حضرت خواجہ غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے ہیں۔ آپ گوشہ نشین رہتے ہیں اور خانقاہ شریف پر ذکر و اذکار، حلقہ و مراقبہ اور کسی کو حلقہ میں داخل کرنا وغیرہ، تمام امور آپ کے چھوٹے بھائی حضرت صاحبزادہ احمد حسن صاحب کے سپرد ہے۔

فصل چہارم:

خانقاہ فضلیہ نقشبندیہ مجددیہ، مسکین پور شریف، نزد شہر سلطان، تحصیل علی پور، ضلع مظفر گڑھ

خانقاہ کے بانی مرشد کامل قطب ربانی عارف حقانی قیوم زمن حضرت مولانا محمد فضل علی قریشی عباسی ہاشمی نقشبندی مجددی زینت افزائے داؤدخیل ہیں۔ جنہوں نے سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت کے لیے بے پناہ محنت وریاضت فرمائی اور سینکڑوں لوگوں کو جام معرفت کی لذت سے آشنا کیا اور ہزاروں گم گشتگان راہ کو ایمان وایقان کی منازل پر پہنچایا۔ آپ کے خلفائے طریقت کی تعداد ۶۷ ہے۔

اس خانقاہ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ محمد رفیق شاہ فضلی مدظلہ حضرت مولانا محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہیں۔

احوال ومناقب حضرت خواجہ مولانا محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد گرامی کا نام فرزند علیؒ تھا۔ آپ کا اصلی وطن میانوالی تھا۔ ہاشمی عباسی ہونے کی وجہ سے قریشی معروف تھے۔ آپ کی ولادت داؤدخیل میں ۱۲۷۰ھ (۵۳-۱۸۵۴ء) میں ہوئی۔ تقریباً ۱۸۹۶ء میں آپ موضع جتوئی مظفر گڑھ میں آباد ہوئے اور پھر جتوئی کے راستہ پر شہر سلطان سے ساڑھے تین میل کے فاصلے پر اپنی بستی مسکین پور آباد کی۔ عربی وفارسی اور دینیات کی تعلیم کی تکمیل کی اور دورہ حدیث حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری (م ۱۲۹۷ھ) سے پڑھا۔ شروع میں حضرت سید لعل شاہ ہمدانی بلاولی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء) سے بیعت ہوئے اور ان کے درویشوں میں رہنے لگے۔ آپ بڑے خوش نویس تھے۔ شجرہ نقشبندیہ عربی رسم الخط میں لکھ کر اپنے شیخ کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ بے حد خوش ہوئے اور ان کی

زبان مبارک سے نکلا ''واہ قریشی! واہ قریشی!'' حضرت شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے جونہی یہ الفاظ نکلے آپ پر جذب طاری ہو گیا اور آپ بے اختیار ہو کر خندہ و قہقہہ زنی میں مصروف ہو گئے۔ بعد ازاں اس جذباتی کیفیت نے یوں غلبہ کیا کہ اپنے شیخ کی مجلس سے اُٹھے اور ان کے علاقے میں بہنے والے نالہ جس کا نام گھبیر ہے، کے کنارے جا پہنچے، وہاں جا کر اس نالہ کی ریت میں کبھی لیٹتے، کبھی سوتے، کبھی اٹھتے اور آپ کی زبان مبارک پر بے اختیار قہقہہ جاری رہتا۔

آخر ایک روز حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے درویشوں سے آپ کے بارے میں پوچھا کہ قریشی کہاں گیا؟ قریشی کو ڈھونڈو! درویش آپ کو تلاش کرتے ہوئے گھبیر نالہ پر پہنچے، آپ وہاں ریت میں لوٹ پوٹ رہے تھے اور زبان پر خندہ اور قہقہہ جاری تھا۔ درویشوں نے کہا قریشی صاحب! آپ کو حضرت شاہ صاحب یاد فرما رہے ہیں۔ آپ درویشوں کی طرف دیکھتے اور قہقہہ لگا دیتے۔ آخر اسی حالت میں درویشوں نے آپ کو اٹھایا اور لا کر حضرت شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت شاہؒ نے آپ پر توجہ فرمائی تو حالت جذب جاتی رہی۔

جب ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء میں حضرت سید لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا تو حضرت قریشی صاحبؒ موسیٰ زئی شریف آ کر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے مبارک ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی۔ ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۷۹ء میں حضرت خواجہ دامانی قدس سرہ نے وصال فرمایا تو آپ نے حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ سے بیعت کی اور سترہ برس تک ان کے درویشوں میں شامل رہ کر سلوک مجددیہ کے مقامات کی تکمیل کی اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ قضائے الٰہی سے ۱۳۳۳ھ/ 1915ء میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ نے وصال فرمایا اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء) مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے۔ حضرت قریشی صاحبؒ نے آپ کے مبارک ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی اور بعد ازاں حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو خلعت خلافت عطا فرمائی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

بعد ازاں آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ ریاست بہاولپور، سندھ اور پنجاب میں آپ کے ہزاروں مرید اور سینکڑوں خلفاء گزرے ہیں۔ بالآخر ۸۴ سال کی مبارک عمر میں بروز جمعرات (چاند رات) یکم رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ/ ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو انتقال فرمایا اور اپنی بنا کردہ خانقاہ، مسکین پور شریف، ضلع مظفر گڑھ میں آخری آرام گاہ پائی۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

آپ کی طبیعت مبارک انتہائی سادہ تھی۔ جب آپ لوگوں میں تشریف فرما ہوتے تھے تو کوئی آپ کو پہچان نہ سکتا تھا۔ سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔ جس طرح آپ نے اپنی ظاہری حیات میں سادگی اور انکساری کو اپنا شعار بنایا، اسی طرح وصال مبارک کے بعد آپ کا مزار مبارک بھی سادگی و انکساری کا مظہر ہے۔ قبر مبارک کچی مٹی اور گارے سے بنی ہوئی ہے، اس کے چاروں طرف کمرہ نما دیواریں ہیں، جن پر چھت نہیں ہے۔

آپ حسن ظاہری کا مرقع تھے۔ لباس و طعام اور ہر عمل میں سنت کا اتباع مثالی تھا۔ اس درجہ کے عابد و زاہد تھے کہ آپ کو دیکھ کر ہی زہد کی عادت پڑ جاتی تھی۔ رضوان الٰہی کے متلاشی تھے۔ اپنے مریدین کا اس انداز میں تزکیہ فرماتے تھے کہ پتہ بھی نہیں چلتا تھا اور ناقص کامل بن جاتا تھا۔ ذکر کثرت سے کرتے اور مراقبہ حرز جان تھا۔ مجاہدہ و ریاضت بے مثال تھی۔ آپ کے ارشادات علم و حکمت کے موتی ہیں۔ آپ کی دعا صحاح کی روایات پر مشتمل ہوتی اور آپ کے روحانی فیوضات کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔

ازواج و اولاد کرام

آپ نے تین نکاح کیے۔ پہلی زوجہ محترمہ سے آٹھ صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے ہوئے اور دوسری زوجہ محترمہ سے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔

پہلی زوجہ محترمہؒ کی اولاد امجاد

۱۔ صاحبزادہ محمد عطاء اللہ صاحبؒ قبل از بلوغت وصال ہو گیا۔

۲- صاحبزادہ محمد عطیع اللہ صاحبؒ، قبل از بلوغت وصال ہوگیا۔

۳- صاحبزادہ محمد رفیع صاحبؒ، قبل از بلوغت وصال ہوگیا۔

۴- صاحبزادہ محمد عتیق اللہ صاحبؒ قبل از بلوغت وصال ہوگیا۔

۵- صاحبزادی حلیمہ بی بی صاحبہ۔ ان کی شادی ہوئی اور اللہ کریم نے ایک بیٹا کلیم اللہ صاحب عطا فرمایا۔

۶- صاحبزادی خدیجہ بی بی صاحبہ۔ ان کی شادی ہوئی اور اللہ کریم نے دو بیٹے عطا فرمائے۔ محمد لطیف صاحب اور محمد امین صاحب۔

۷- صاحبزادی مریم بی بی صاحبہ، ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

۸- صاحبزادی رحیم بی بی، ان کی شادی ہوئی اور اللہ کریم نے انہیں ایک بیٹے غلام مصطفیٰ شاہ عطا صاحب فرمائے۔

دوسری زوجہ محترمہ کی اولاد امجاد

صاحبزادی محترمہ رحمت بی بی صاحبہ اور صاحبزادی محترمہ برکت بی بی صاحبہ تھیں۔ جن کے عقد ہوئے اور الحمد للہ صاحب اولاد ہوئیں۔

کاشتکاری اور مرشدی ایک ساتھ

حضرت قریشی صاحب کاشتکاری کرتے تھے۔ ہل چلاتے تھے۔ ہل چلاتے وقت مخلوق خدا زیارت اور بیعت کو آتی۔ اس حالت میں حضرت شیخ نگاہ اٹھاتے تو آنے والے تڑپ جاتے۔ جذب کی کیفیت زبردست تھی۔ جذب کے قبل جو بیعت نہ ہوتے، وہ فوراً بیعت ہو جاتے۔

عجیب انداز محبت اور بندہ نوازی

ایک بار حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ زئی شریف کا سفر شروع کیا۔ ریل میں سوار ہو کر "لعل عیسن کروڑ" ریلوے اسٹیشن جو راستہ میں پڑتا ہے، اترے۔ فرمایا یہاں ایک میرا پیر بھائی ہے اس کی زیارت کر کے چلیں گے۔ چنانچہ حضرت مولانا غلام حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ متصل اسٹیشن اپنے مکانات تیار کرا رہے تھے۔ حضرت قریشی صاحب ملاقات کے بعد جہاں سے گارا آ رہا تھا ایک تغاری گارے کی اپنے سر پر رکھ کر جہاں تعمیر کا کام ہو رہا تھا، لے گئے۔ وہاں مولانا غلام حسین صاحب بھی موجود تھے۔ مولانا نے پریشان ہو کر فرمایا کہ قریشی صاحب گارا لائے ہیں جلدی اُتارو۔ باوجود اس کے کہ وہاں ایک اینٹ بھی ایسی نہ تھی جو اس گارے سے لگے۔ مولانا مذکور نے فرمایا: "قریشی صاحب آپ کے گارا لانے نے میرا کام بند کرا دیا۔" حضرت شیخ نے فرمایا کہ صبح سے یہ غریب کام کر رہے ہیں۔ ان کو آرام بھی ملنا چاہیے۔

اہتمام و محبت سنت

حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ وہاں ظہر کے وقت حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۳ء) نے نماز پڑھائی۔ سر پر کپڑے کی ٹوپی تھی۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دارالعلوم میں ہوتے ہوئے، افضل سنت کا ترک! (اس پر) فوراً حضرت قاری صاحبؒ نے اشارہ کیا، جس پر صافہ (پگڑا) لایا گیا اور اس کو مسجد کے مصلے پر رکھ دیا گیا۔ بعد ازاں ہر نماز کے وقت جو کوئی امامت کو آتا وہ ٹوپی پر صافہ باندھ لیتا۔

عظمت مقام

یہیں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جماعت کی دعوت پیش کی جو حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے منظور کر لی اور دعوت سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتنے خوش تھے کہ واپسی کے وقت انہوں نے حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جوتا سیدھا کیا، جس کو حضرت قریشی صاحبؒ نے پہنا۔

دیوبند سے رخصت ہونے پر دہلی شریف تشریف لے گئے اور پہنچتے ہی فرمایا کہ مدرسہ امینیہ چلیں، مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر آئیں۔ جب آپ مدرسہ امینیہ پہنچے اور حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء) کو علم ہوا کہ حضرت قریشی صاحب امینیہ تشریف لائے ہیں تو وہ پریشان اور پشیمان نظر آتے تھے۔ پریشانی کی وجہ دریافت کرنے پر مفتی صاحب نے عرض کیا کہ میں خود ملاقات کے لیے حاضر ہوتا۔ حضرت قریشی صاحبؒ نے فرمایا مدعا پورا ہوا۔

مدرسہ امینیہ سے واپسی کے کچھ دیر بعد حضرت مفتی اعظم صاحب ملاقات کے لیے حضرت قریشی صاحب کی ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ حضرت شیخ کا قیام اس وقت مسجد سنبل محلّہ گڑ والا میل کے اندر حضرت مولانا عبد الغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر تھا۔ مکان میں داخل ہوتے ہی انہوں نے حضرت مولانا عبد الغفور مدنی کو دیکھا کہ ہاتھ میں تشتری، آم اور چاقو لیے جا رہے ہیں۔ مفتی اعظم صاحبؒ نے حضرت مولاناؒ سے کہا کہ مجھے خدمت کا موقع دیں۔ حضرت مولاناؒ نے وہ چیزیں مفتی صاحب کو دے دیں۔ حضرت مفتی صاحب آم لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت قریشی صاحبؒ کھڑے ہو گئے، معانقہ و مصافحہ فرمایا اور بیٹھ گئے۔ مفتی صاحب آم تراشتے رہے اور حضرت قریشی صاحبؒ کھاتے رہے۔

جذبہ ایثار

حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایثار کا یہ عالم تھا کہ آپ کی غذا وہ ہوتی جو

جماعت کی ہوتی۔ اوّل جماعت کو کھلایا کرتے تھے اور آخر میں آپ کا نمبر ہوتا تھا۔ اگر کوئی اس وقت باہر سے مہمان آجاتا تو لانگری صاحب کو حکم فرماتے کہ فوری اطلاع دے۔

اطلاع دینے کا طریقہ یہ تھا کہ بلند آواز سے اللہ اکبر کہے۔ ایسی صورت میں حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا کھانا باہر لاتے اور اپنا وہ وقت بھوک سے پاس کر لیتے تھے۔

خلفائے عظام:

حضرت مولانا محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے عظام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱- حضرت حافظ قاری کریم بخش صاحبؒ بہاولپور گھلوان۔

۲- حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ بہلی شریف حالیہ شجاع آباد۔

۳- حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحبؒ جلال پور والا۔

۴- حضرت مولانا جھگی والے صاحبؒ ضلع مظفر گڑھ۔

۵- حضرت مولوی نور بخش صاحبؒ، پھلن ضلع مظفر گڑھ۔

۶- حضرت مولوی محمد عبدالمالک صاحبؒ صدیقی رحمۃ اللہ علیہ احمد پور شرقیہ (آپ کے حالات آگے فصل پنجم میں آرہے ہیں)۔

۷- حاجی کریم بخش صاحبؒ جنڈ، فضلی پور۔

۸- حضرت مولانا عبدالغفار صاحبؒ، لاڑکانہ۔

۹- حضرت مولوی عبدالعزیز صاحبؒ۔

۱۰- حضرت مولوی حافظ اللہ بچایا صاحبؒ۔

۱۱- حضرت محمد یوسف صاحبؒ، چنی گوٹ۔

۱۲- حضرت مفتی عبداللہ صاحبؒ، پانی پت کرنال۔

۱۳- حضرت مولوی محمد مسلم صاحبؒ دیوبند، سہارنپور۔

۱۴- حضرت مولوی غلام محی الدین صاحبؒ، رنگ پور۔

۱۵- حضرت مولوی فیروز شاہ صاحبؒ، جہلم۔

۱۶- حضرت مولوی بخش شاہ صاحبؒ، خان بیلہ۔

۱۷- حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؒ، حویلی لانگ۔

۱۸- حضرت مولوی احمد دین صاحبؒ اوچ شریف۔

۱۹- حضرت مولوی نور احمد صاحبؒ سٹہاری مظفر گڑھ۔

۲۰- حضرت خدا بخش صاحبؒ، بیٹ پرگنہ۔

۲۱- حضرت قریشی محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ، احمد پور شرقیہ۔ (آپ کے حالات آگے فصل ہفتم میں آرہے ہیں)۔

۲۲- حضرت مولانا نذیر احمد صاحبؒ، احمد پور شرقیہ۔

۲۳- حضرت حاجی واحد بخش صاحبؒ، ٹانوری۔

۲۴- حضرت مولوی عبدالستار صاحبؒ، نگہ پرگنہ، جلال پور۔

۲۵- حضرت سید کرم حسین شاہ صاحبؒ ٹٹوری۔

۲۶- حضرت مولانا عبدالغفور صاحبؒ مدنی، مدینہ طیبہ۔

۲۷- حضرت مولوی عبدالخالق صاحبؒ، جلالپور کھاکی۔

۲۸- حضرت مولانا محمد معصوم صاحبؒ، صوات چغرزی۔

۲۹- حضرت مولانا عبدالقیوم صاحبؒ صوات چغرزی۔

۳۰- حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحبؒ ڈیرہ غازی خان۔

۳۱- حضرت مولوی عتیق اللہ صاحبؒ علاقہ سرحد قبزف۔

۳۲- حضرت حاجی نور محمد صاحبؒ خیر پور ڈھا، بہاولپور۔

۳۳- حضرت مولوی سید خانِ ملا صاحبؒ، بنیر۔

۳۴- حضرت اللہ دتہ صاحبؒ، بیٹ داھی جلالپور۔

۳۵- مولوی عبدالمالک صاحبؒ، مظفر گڑھ۔

۳۶- حضرت حافظ قاری عبداللہ صاحبؒ رام پور، ضلع نینی تال۔

۳۷- حضرت عبدالرحمٰن صاحبؒ حویلی لانگ۔

۳۸- حضرت مولانا بشیر احمد صاحبؒ، احمد پور شرقیہ۔

۳۹- حضرت مولوی حاجی نور بخش صاحبؒ، ناچک پرگنہ۔

۴۰- حضرت مولوی محمد بخش صاحبؒ، حاجی پور، ڈیرہ غازی خاں۔

۴۱- حضرت عبدالرشید صاحبؒ، خیل۔

۴۲- حضرت خدا بخش صاحبؒ، سندھ۔

۴۳- حضرت مولوی نبی بخش صاحب باگڑچی۔

۴۴- حضرت سعد اللہ صاحبؒ قنبر لاڑکانہ۔

۴۵- حضرت محمد صالح صاحبؒ گجرات۔

۴۶- حضرت محمد یار صاحبؒ مدنی واہس، حال میلسی۔

۴۷- محمد منیر صاحبؒ، احمد پور۔

۴۸- حضرت مولوی غلام حسین صاحبؒ پبلی ڈیرہ غازی خان۔

۴۹- حضرت محمد یونس صاحبؒ جھجھ ضلع رہتک۔

۵۰- حضرت علی محمد صاحبؒ، نمبر وقلات۔

۵۱- حضرت محمد رمضان صاحبؒ، کوٹ چھٹا۔

۵۲- حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحبؒ گیلانی، ڈیرہ غازی خان۔

۵۳- حضرت غلام حیدر خاں صاحبؒ عرف بڈھن خاں صاحب، احمد پور شرقیہ۔

۵۴- علی محمد صاحبؒ، بیٹ والہ۔

۵۵- حضرت علی محمد صاحبؒ، پہاڑی۔

۵۶- حضرت مولانا محمد یونس صاحبؒ مراد آباد۔

۵۷- حضرت مولانا ظہیر الدین صاحبؒ ٹوبہ ٹیک سنگھ، لائل پور (فیصل آباد)

۵۸- حضرت کمال محمد صاحبؒ، جلال پور پیروالہ۔

۵۹- حضرت لطف اللہ صاحبؒ، ڈیرہ غازی خاں۔

۶۰- حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؒ مدیجی، علاقہ سندھ۔

۶۱- حضرت مولوی غلام دستگیر صاحبؒ، ہلانی سندھ۔

۶۲- حضرت اختر محمد شاہ صاحبؒ، مدیجی سندھ۔

۶۳- حضرت غلام محمد صاحبؒ، ترنڈہ بہاولپور۔

۶۴- حضرت محمد اکرم الدین صاحبؒ دہلی شریف۔

۶۵- حضرت مولوی عبدالواحد صاحبؒ ہاگہ پٹہ، سندھ۔

۶۶- حضرت سید حسین علی شاہ صاحبؒ قریشی مسکین پور شریف۔

۶۷- اللہ دتہ صاحبؒ، عمرپور پرگنہ۔

بعض خلفائے عظام کے حالات

آپ کے خلفاء میں بڑے بڑے صاحب مرتبہ حضرات ہوئے ہیں:

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی عباسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے مقبول نظر تھے۔ آپ کے ذریعہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوضات عرب و عجم میں پھیل گئے۔ آپ کے ہاں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، یمن، شام، ایران، ترکی، عراق، آذر بائیجان، طائف اور ریاض کے عقیدت مندوں اور فیض یافتگان کے حلقہ ہوا کرتے تھے۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ یکم رمضان ۱۳۱۳ھ/ ۱۵ فروری ۱۸۹۶ کو بہل شریف، تحصیل شجاع آباد، ضلع ملتان کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید ناظرہ اور فارسی کی تعلیم مولانا قادر بخشؒ سے حاصل کی۔ آپ کے دوسرے اساتذہ میں مولانا غلام محمدؒ (جھنڈا)، مولانا غلام رسول پونٹویؒ اور مولانا محمد عظیمؒ کے نام شامل ہیں۔ ۱۹۱۷ء میں دارالعلوم دیوبند وارد ہوئے اور وہاں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۳ء) اور شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء) جیسے اساتذہ سے دورہ حدیث کی سند حاصل کی اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) سے کئی ماہ تک اسباق پڑھے۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء) سے پڑھا اور حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) (واں بھچراں) سے دورہ تفسیر پڑھا اور ان سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مجاز ہوئے۔ بعدازاں اپنے گاؤں بہل شریف میں قیام فرمایا اور مدرسہ مظہر العلوم میں ۴۸-۱۹۴۷ء تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔

تصوف میں آپ نے حضرت مولانا فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیعت کی اور ان

سے تمام سلاسل روحانیہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں مجاز طریقت قرار پائے اور ان سے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر بھی پڑھی۔ نیز حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) سے سلسلہ چشتیہ کی خلافت حاصل کی۔ حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد امیر دامانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مستفید ہوئے۔

آپ تصوف و سلوک میں بڑے راسخ تھے اور اپنے وقت کے ممتاز شیخ طریقت تھے۔ آپ نیک طبع، متقی اور عارف باللہ تھے۔ سرائیکی خطہ کے علماء اور عوام کے مرجع تھے۔ ہر سال ماہ شعبان اور رمضان میں ۶۰ سال تک فارغ التحصیل علماء و فضلاء کو دورہ تفسیر پڑھاتے رہے اور آپ کا حلقہ مریدین ملک کے دور و دراز حصوں میں پھیلا ہوا ہے۔ جمعیۃ علمائے اسلام کے سرپرست بھی رہے۔ سات بار زیارت حرمین شریفین اور سعادت حج سے مشرف ہوئے اور ایک بار عمرہ بھی کیا۔ بروز سوموار رات بعد از نماز عشاء ۲۲ محرم ۱۳۹۸ھ/۲ جنوری ۱۹۷۸ء کو ۸۵ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء) نے پڑھائی اور بہل شریف میں آخری آرام گاہ پائی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا الحاج عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جانشین ہوئے۔

وعظ و نصیحت اور تبلیغ و ارشاد کے ساتھ قرآن و حدیث، سیرت، فقہ اور تصوف کے موضوعات پر کئی کتب لکھیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں: (۱) فوائد القرآن المعروف اصطلاحات القرآن (۲) تفسیر سورہ فاتحہ (۳) المستدلات للاحناف (حدیث) (۴) شجرۃ الطیبہ (سیرت)، (۵) خیر الاذکار (سیرت) (۶) عمدۃ الاذکار (تصوف)، (۷) طب روحانی (تصوف)، (۸) فیض روحانی (تصوف)، (۹) الوجا بعہد الاولیاء (تصوف)، (۱۰) مہمات التصوف دفع مغالطات (تصوف)، (۱۱) معارف السلوک (تصوف) (۱۲) محاسبۃ الاعمال (۱۳) التصرف فی حقیقت البیعت والتصوف (تصوف) (۱۴) انکشاف الاحوال والاوھا (۱۵) التبیین فی ہمز شیاطین (تصوف) (۱۶) اطاعت اللہ (۱۷) تصوف اہل صفا (۱۸) تصفیہ الاعمال (تصوف) (۱۹) تحفۃ الفقیر الی اللہ (مسائل حج) (۲۰) رسالہ ترک منکرات۔ [۱۸]

فصل پنجم:

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور

اس خانقاہ کے بانی امام العلماء والصلحاء والسالکین قطب دوراں نور المشائخ شیخ العرب و العجم حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالمالک نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو عارف حقانی ومحبوب صمدانی حضرت مولانا محمد فضل علی قریشی عباسی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔

آپ بلند روحانی مقامات کے حامل تھے اور مبلغانہ کارناموں اور اصلاحی کوششوں کی وجہ سے معروف جہاں تھے۔

احوال ومناقب حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت:

آپ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ/۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء کو بوقت تہجد، بستی ڈھکوان (موہانیاں) احمد پور شرقیہ، ریاست بہاولپور (پاکستان) میں مولوی نور محمد صاحبؒ کے گھر پیدا ہوئے جو بہاولپور کے زمیندار بھٹا خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس خاندان میں اکثر اہل اللہ و اولیاء کرام گزرے ہیں۔ آپ اپنے والدین کی دسویں اولاد تھے۔

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہؒ سے حاصل کی اور پھر مولوی محمد دین صاحبؒ سے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا اور نو ماہ میں بمعہ قاعدہ ختم کیا۔ کچھ عرصہ زراعت کے کام میں مشغول رہے۔ اچانک آپ کے والد گرامی کو آپ کے اعضاء کی نزاکت کا خیال آیا اور زمیندارہ سے ہٹا کر آپ کو شہر میں دینی تعلیم کے لیے بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ لہٰذا آپ کی ہمشیرہ صاحبہؒ جو شادی

شدہ تھیں، ان کے پاس آپ کے خورد و نوش کا بندوبست فرمایا اور آپ کو وہاں بھیج دیا۔ اس طرح آپ وہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔

اساتذہ گرامی

یہاں مولوی اللہ بخش صاحبؒ کے سپرد کیے گئے۔ عربی کی تعلیم اپنے بہنوئی مولوی بشیر احمد صاحبؒ اور ان کے برادر گرامی مولوی عبدالعزیز صاحبؒ سے حاصل کی اور مشکوٰۃ شریف تک کتابوں کی تکمیل انہی سے کی۔

شرف بیعت

اسی دوران جب آپ کی عمر مبارک سولہ، سترہ سال کے لگ بھگ تھی اور ابھی تعلیم کا سلسلہ جاری تھا، معلوم ہوا کہ قبہ والی مسجد میں حضرت مولانا محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ اپنے بہنوئی مولانا عبدالعزیز صاحب کے ساتھ وہاں پہنچے۔ مجمع علماء صلحاء اور امراء میں حضرت قریشی صاحبؒ کا مراقبہ جاری تھا۔ اسے دیکھ کر یوں متاثر ہوئے کہ اپنے استاد مولوی بشیر احمد صاحب سے کہا مجھے حضرت کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرا دیں۔ انہوں نے نماز مغرب کے بعد حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت یہ بیعت ہونا چاہتا ہے۔ حضرت قریشی صاحب نے منظور فرمایا اور بیعت کا شرف حاصل ہو گیا۔ اس روز عشاء کی نماز کے بعد مرشد کامل نے توجہ خاص عنایت فرمائی تو قلب پر ذکر اللہ جاری ہو گیا اور اسی نشست کی برکت سے تین برس برابر رات کا سونا ترک ہو گیا اور مراقبہ کی کثرت نصیب ہو گئی۔ تمام رات مراقبہ میں گزارتے تھے۔ ذکر اللہ نے اتنی ترقی کی کہ ایک دن غسل خانے میں غسل کر رہے تھے کہ اچانک قلب کے مقام پر نظر پڑی تو قلب کے مقام پر اسم ذات اللہ نقش کیا ہوا نظر آیا۔

اصلاح احوال:

پھر حضرت قریشی صاحبؒ کی خدمت میں جا پہنچے۔ اس وقت آپ آمین بالجہر، فاتحہ خلف امام اور رفع یدین کرتے تھے اور حضرت شیخ آپ کو اس حالت میں دیکھ کر تنفر نہیں فرماتے

تھے۔ایک دن حضرت شیخ نے پیار اور محبت سے سمجھایا کہ ہمارے مذہب حنفیہ میں بھی اس عمل کو کرنا مستحب نوافل کے درجہ میں رکھا گیا ہے اور تمہارے نزدیک یہ سنت ہے تو اسے سنت کے لحاظ سے ہی کیا کرو۔اگر یہ ارادہ ہو کہ آمین بالجہر کرنے سے حنفیوں کو تکلیف پہنچے تو اس طرح تمہاری نماز خراب ہوگی، حنفیوں کا کوئی نقصان نہیں ہوگا، دوسری بات یہ ہے کہ آمین کہا کرو، مگر اذان نہ دیا کرو۔اس مبارک تلقین سے آپ کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ تقلید قبول کر لی اور حنفی المسلک ہو گئے اور یہ چیزیں ترک کر دیں۔آپ فرماتے ہیں کہ الحمدللہ بجائے مستحب کے سنت پر پابندی نصیب ہوگئی اور پھر حضرت شیخ کی محبت انتہا کو پہنچی اور انہوں نے آپ کو اولاد میں تصور فرمالیا۔

اجازت وخلافت

۱۲ برس اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر علم ظاہری و باطنی کی تحصیل و تکمیل میں مصروف رہے۔ تکمیل مقامات نقشبندیہ کے بعد آپ کی دستار بندی ہوئی اور ساتھ ہی مرشد و شیخ مہربان نے آپ کو اجازت وخلافت کی تحریری سند عطا فرمائی۔

خلعت خلافت کے بعد آپ نے تبلیغ وتزکیہ اور ارشاد کا سلسلہ جاری فرمایا۔مخالفتوں کے طوفان اُٹھے۔فقر وفاقہ کی نوبتیں آئیں۔مختلف مقامات کو مسکن بنایا اور جہاں جہاں تشریف لے گئے، وہاں رنگ لگ گئے اور روحانیت و دین کے گل کھل گئے۔آپ کو اپنے شیخ کی زندگی مبارک میں ہی امتیازی حیثیت ومقبولیت عامہ نصیب ہوگئی۔

آپ نہایت پاکیزہ سیرت اور ستودہ اخلاق کے حامل تھے۔سخاوت، حلم، تواضع اور اطاعت حق وحب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نمایاں خوبیاں تھیں۔اس کے ساتھ آپ کوش طبع بھی تھے۔

قبولیت عامہ

حضرت شیخ فضل علی قریشیؒ نے اجازت وخلافت عطا فرما کہ ہندوستان کی طرف روانہ

فرمایا اور اس کا مقدمہ کلیانہ ریاست جنید مشرقی پنجاب بنا۔ امر ہوا کہ وہاں جا کر سلسلہ کی تبلیغ کریں۔ حسب الحکم آپ کلیانہ پہنچے۔ کچھ پیر بھائی حضرت شیخ فضل علی قریشیؒ سے بیعت شدہ وہاں موجود تھے۔ آپ کے پہنچنے پر مخلوق کثرت سے حلقہ ارادت میں داخل ہوئی۔ کلیانہ کی آبادی دس ہزار کے قریب تھی۔ غالب اکثریت آٹھ نو ہزار مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ ان میں کثرت پٹھانوں اور مغلوں کی تھی۔ یوں شیخ اور سید بھی تھے۔ بیعت ہونے والوں میں مردوں اور عورتوں دونوں کی کثرت تھی۔ قاری عبداللہ صاحب اور حاجی جیون بخش صاحب نمبردار بہت پیش پیش رہتے تھے۔

فیض شیخ

حضرت شیخ فضل علی قریشیؒ سے جب سے بیعت کی اس وقت سے حضرت شیخ کا روئے مبارک کبھی بے وضو دیکھنا پسند نہ کیا۔ ہمیشہ باوضو صحبت میں رہے۔ جب اللہ کریم آپ کو ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء میں نے سفر حجاز مقدس نصیب فرمایا اور آپ نے حج ادا فرمایا تو طبیعت میں احساس ہوا کہ بیت اللہ کا حق اس سے زیادہ ہے اور کبھی وہاں بھی بے وضو نہیں رہے۔ اس کے بعد مدینۃ الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حاضری نصیب ہوئی۔ روضہ اقدس کو بے وضو دیکھنا انتہا درجہ کی بے ادبی تصور کیا، ہمیشہ باوضو دربار رسالت میں حاضری دی اور روضہ اقدس کو ہمیشہ باوضو حالت میں دیکھا۔ ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۱ء میں آپ کو حج اکبر ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ازدواجی زندگی

آپ کی شادی غالباً ۱۶ سال کی عمر میں چچا کی صاحبزادی محترمہ زینب صاحبہؒ سے ہوئی جن سے ۶ یا ۷ صاحبزادیاں ہوئیں۔ ان میں سے صرف دو بالغ ہو کر شادی شدہ ہوئیں اور بعد میں وفات پا گئیں۔ صرف ایک صاحبزادی سے بچہ ہوا تھا اور وہ زچگی میں شہادت پا گئیں۔ دوسری صاحبزادی شادی کے بعد وفات پا گئیں۔ دیگر تمام صاحبزادیاں عالم طفولیت میں

وفات پا گئیں۔

ان کی وفات کے بعد پھر دوسری شادی احمد پور شرقیہ میں محترمہ زیب النساء بیگم صاحبہ سے ہوئی جو آپ کے بہنوئی کی بہن کی صاحبزادی تھیں۔ ان سے اللہ کریم نے کوئی اولاد نہیں دی۔

تیسری شادی ریاست سوات، مقام کاٹیلی (اب جس کا نام امان کوٹ ہے) میں عبدالحلیم صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی (مولانا دیوبند کے فارغ التحصیل تھے) ان سے اللہ کریم نے آٹھ صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے عطا فرمائے:

۱- محترمہ فاطمہ بی بی (شادی شدہ)

۲- محترمہ کلثوم بی بی (شادی شدہ)

۳- محترمہ عائشہ بی بی (شادی شدہ)

۴- محترمہ خدیجہ بی بیؒ عالم طفولیت میں انتقال کر گئیں۔

۵- محترمہ رقیہ بی بی۔

۶- محترمہ حفصہ بی بی۔

۷- خواجہ محمد عبدالماجد صاحب۔

۸- محترمہ ماجدہ بی بی۔

۹- محترمہ زینب بی بی۔

۱۰- خواجہ محمد الواجد صاحب۔

وصال مبارک

ایک جہاں کو فیضیاب کرنے کے بعد ۱۰-۱۱ شعبان ۱۳۹۳ھ/ ۸-۹ ستمبر ۱۹۷۳ء کی درمیانی رات احمد پور شرقیہ میں وصال فرمایا اور وفات کے بعد بھی آپ کے دل کی حرکت جاری تھی۔ اس کرامت کا مشاہدہ بہت سے لوگوں نے کیا۔ احمد پور شرقیہ میں نماز جنازہ پڑھانے کے بعد آپ کی میت مبارک خانیوال لائی گئی۔ یہاں پر سبزی منڈی میں آپ کی دوبارہ نماز

جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں عقیدتمندوں نے شرکت کی۔ پھر رات دو بج کر پندرہ منٹ پر آپ کا جسم مبارک قبر میں اتارا گیا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔

خلفائے عظام

آپ کے خلفائے عظام درج ذیل ہیں:

۱- حضرت مولانا قاضی عبدالرشید صاحب عرف قمر بابا ریاست سوات۔

۲- حضرت مولانا عبدالغفور صاحب شین ملاں صدر مدرس دار العلوم حقانیہ ریاست سوات۔

۳- حضرت مولانا محمد عالم صاحب آلائی ثم کشمیری سری نگر۔

۴- محمد اکبر صاحب کابلی قریہ جلال زئی علاقہ قلات ناوا کلاں افغانستان۔

۵- حضرت مولانا الحاج حافظ محمد سید امیر صاحب کرڈی تحصیل وضلع خوشاب۔ صدر مدرس شیخ الحدیث ڈھلوان ضلع جہلم

۶- منجور صاحب مدرس دار العلوم حقانیہ چہار باغ سوات۔

۷- حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب عرف لالہ مولوی صاحب ساکن شاہ منصور کمشنری پشاور۔

۸- حضرت مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب چکیسری، شہید بمبئی (بھارت)

۹- مولوی محمد عندلیب صاحب الائی۔

۱۰- محمد صادق صاحب ریاست سوات حال امام علاقہ پشاور۔

۱۱- حضرت مولانا مولوی الحاج حافظ غلام حبیب صاحب مہتمم اعلیٰ دار العلوم حنفیہ چکوال ضلع جہلم۔

۱۲- حضرت مولانا خلیل الرحمٰن قمبری خلف حضرت قمبر بابا صاحب ریاست سوات۔

۱۳- حضرت مولانا عبدالودود صاحب سوات حال امام ضلع پشاور۔

۱۴- الحاج حافظ سید محمد ممتاز علی شاہ صاحب دہلوی فراش خانہ۔

۱۵- حضرت مولانا اخوندزادہ مولوی عبدالحمید صاحب مدرس وخطیب جامع مسجد بارنس روڈ کوئٹہ بلوچستان۔

۱۶- حضرت مولانا مولوی عبداللہ صاحب۔ قندھاری کابلی علاقہ گرشک تویہ توزا قوم اسحاق زئی۔

۱۷- حضرت مولانا عبدالقادر صاحب ساکن مخدوم پور پھوڑان ضلع ملتان۔

۱۸- مولوی عبدالواحد صاحب تھانہ بھون مدرس مدرسہ مالکیہ ضلع میرٹھ۔

۱۹- حضرت مولانا محمد اعظم صاحب موضع کفری تحصیل وضلع خوشاب۔

۲۰- حضرت مولانا میاں محمد صاحب موضع کفری تحصیل وضلع خوشاب۔

۲۱- قاری حافظ شفاعت احمد صاحب کیرانوی حال ساکن لاہور مہتمم مدرسہ فیض باغ لاہور۔

۲۲- مولوی رحمٰن الدین صاحب پڑانگ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور۔

۲۳- حضرت مولانا الحاج محترم عبدالحمید صاحب دہلوی حال ساکن راولپنڈی بی سید پورہ راولپنڈی۔

۲۴- حضرت مولانا محمد ایوب صاحب خطیب جامع مسجد دھتوڑ تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ۔

۲۵- علامہ مولانا محمد اشرف صاحب محدث متھرا کوہنہ ضلع پشاور۔

۲۶- حضرت مولانا محمد اشرف صاحب عرف پچیر مولوی صاحب کابلی خطیب جامع مسجد نقشبندیہ پشاور۔

۲۷- نذیر محمد صاحب عرف صاحبزادہ چکیسری مدرس دارالعلوم حقانیہ سیدو شریف ریاست۔

۲۸- حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب کوہ مری۔

۲۹- حضرت مولانا الحاج عبدالغفار خان صاحب چترالوی ثم شاہ جہاں پور

مدھیہ پردیش مالوہ محلہ نعلبندان ہندوستان۔

۳۰- حضرت مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب بنگالی دہلوی۔ مدفن در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۱- حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب ساکن چشتی ضلع پشاور۔

۳۲- محترم جناب منشی عبدالرزاق صاحب سنبھلی ضلع مرادآباد۔

۳۳- محترم الحاج عبدالرشید صاحب دہلی قصاب پورہ۔

۳۴- محترم حاجی اختر حق صاحب کلیانہ ریاست جنید ہندوستان۔

۳۵- محترم جناب مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب کلیانہ ریاست جنید ہندوستان۔

۳۶- محترم الحاج جناب محمد یٰسین خان صاحب مہتمم مدرسہ مالکیہ مسکین پور شاملی ضلع میرٹھ۔

۳۷- محترم جناب سید ملوک شاہ صاحب بستی ملتان۔

۳۸- محترمی جناب حافظ عبدالشکور صاحب ساکن سیڈھا ضلع بجنور۔

۳۹- حضرت مولانا الحاج مولوی فضل احمد صاحب صدر مدرس دارالعلوم لکی مروت ضلع بنوں۔

۴۰- حضرت مولانا خان گل صاحب مہتمم دارالعلوم دولت خیل لکی مروت ضلع بنوں۔

۴۱- محترم مولوی محمد عیسیٰ صاحب صواتی ثم مکی المدنی۔

۴۲- حضرت مولانا مولوی عبدالقیوم صاحب کوچان ضلع پشاور۔

۴۳- نصیرالدین صاحب کابلی امام، دولت پور ضلع پشاور۔

۴۴- محترم الحاج حافظ نذیر احمد صاحب نگینہ ضلع بجنور حال امام مسجد راولپنڈی۔

۴۵- حضرت مولانا زین العابدین شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مسجد مہابت

خان پشاور۔

۴۶- حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب متھرا ضلع پشاور۔

۴۷- حضرت مولانا الحاج فضل محمد صاحب، خطیب جامع مسجد للہ شریف ضلع جہلم۔

۴۸- مولوی عبدالقدوس صاحب چہ غرزی ریاست سوات۔

۴۹- الحاج مولانا محمد اشرف صاحب امام مسجد ترناب ضلع پشاور۔

۵۰- حضرت مولانا غلام نبی صاحب صواتی۔

۵۱- محترم الحاج عنایت اللہ صاحب کوچہ پنڈت دہلی ہندوستان۔

۵۲- محترم جناب ملا یاجوڑ صاحب صواتی۔

۵۳- حضرت مولانا مولوی محمد شعیب صاحب نصرت ریاست سوات۔

۵۴- حضرت مولانا مولوی محمد فرید صاحب، صاحب الحق زروبی حال مدرس دارالعلوم جامعہ اکوڑہ ضلع پشاور۔

۵۵- حضرت مولوی صوفی عبدالکریم صاحب سواتی حال کراچی۔

۵۶- حضرت مولانا مولوی عبدالودود صاحب خطیب مکر گئے ضلع مردان۔

۵۷- حضرت مولانا مولوی عرش اللہ صاحب بنیری حال صدر مدرس گجرات ضلع مردان۔

۵۸- حضرت مولانا شمس القمر صاحب بنیری مدرس دارالعلوم گجرات ضلع مردان۔

۵۹- مولانا مولوی تاج محمد صاحب ساکن اردم حال مدرس دارالعلوم گجرات ضلع مردان۔

۶۰- حضرت مولانا حافظ سید محمد اعظم شاہ صاحب مدرس ساکن تاساپہ سرخ ڈاک خانہ بختی ضلع پشاور۔

۶۱- حضرت مولانا مولوی محمد فاضل صاحب، مدرس تیرادی پایان ضلع پشاور

۶۲- حضرت مولانا مولوی محمد شاکر اللہ صاحب بنیری فاضل حقانیہ تخت آباد مدرس دار العلوم پشاور۔

۶۳- حضرت مولانا مولوی حفیظ اللہ صاحب خطیب جامع مسجد چمکنی ضلع پشاور۔

۶۴- حضرت مولانا مولوی عبد العزیز صاحب امام جامع مسجد شانی چمکنی ضلع پشاور۔

۶۵- حضرت مولانا شیخ التفسیر مولوی عبد الحلیم صاحب کوہستانی سابق مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ ضلع پشاور۔

۶۶- حضرت العلامہ مولانا عبد الحق صاحب شیخ الحدیث و مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور۔

۶۷- حضرت مولانا محمد فاضل صاحب بنیری ساکن ایلی ساکن ڈگر ریاست سوات۔

۶۸- حضرت مولانا مولوی شیخ السلام صاحب کوہستانی ساکن دبیر ریاست صوات۔

۶۹- حضرت مولوی فضل حق صاحب شاہ منصور ضلع مردان۔

۷۰- حضرت محمد عبد المالک صاحب الائی حال ساکن مانسہرہ، لوہار بانڈہ ڈاک خانہ بٹل ضلع ہزارہ۔

۷۱- عبد السبحان صاحب گجرات ضلع مردان۔

۷۲- حضرت مولانا شیخ الحدیث مولوی خلیل الرحمٰن صاحب مہتمم دار العلوم ہری پور ضلع ہزارہ۔

۷۳- محترم الحاج جناب سید حکیم غلام رسول شاہ صاحب بھرتپوری حال کراچی۔

۷۴- حضرت مولانا مولوی فہیم صاحب سواتی مقام کا تا حال خطیب مسجد

ڈاکخانہ کلاں کراچی۔

۷۵- حضرت مولانا مولوی محمد اسفند یار صاحب خطیب امام مسجد قبا بکر اپیڑی، کراچی۔

۷۶- حضرت مولانا مولوی غریب اللہ صاحب خطیب جامع مسجد مانکیے ضلع مردان۔

۷۷- محترم مولانا محمد شاہ صاحب بیلہ نیکو خان ضلع پشاور ڈاک خانہ گل زئی۔

۷۸- حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب افضل گڑھ ضلع بجنور حال ساکن میرٹھ مہتمم دار العلوم و خطیب مسجد۔

۷۹- حضرت مولانا مولوی احسن الدین صاحب امام و خطیب جامع مسجد شیر کوٹ ضلع بجنور۔

۸۰- حضرت مولانا الحاج مولوی محمد فرید الدین صاحب خطیب و امام جامع مسجد افضل گڑھ ضلع بجنور۔

۸۱- حضرت مولانا حکیم مولوی حافظ محمد علی صاحب کائشی ضلع میرٹھ حال امام مسجد دہلی و مدرس دینیات۔

۸۲- جناب حضرت مولوی عبد الحمید صاحب خطیب جامع مسجد بلاک نمبر ۴ ناظم آباد کراچی۔

۸۳- حضرت مولوی غلام احمد صاحب مدرسہ محمدی ضلع جھنگ۔

۸۴- الحاج جناب ٹھیکیدار خدا بخش خان صاحب، دہلوی۔

۸۵- جناب حاجی محمد احمد صاحب لکھنوی ثم وطن آخر ملک شام۔

۸۶- حضرت مولانا علامہ سید محمد تقی شاہ صاحب امروہی ثم میرٹھی۔

۸۷- حضرت مولانا اللہ بخش صاحب نور پوری ضلع بہاولپور۔

۸۸- جناب حافظ احمد سعید صاحب ہاپڑی ثم دہلوی۔

۸۹- جناب حاجی عنایت اللہ صاحب۔

۹۰- حافظ محمد سرفراز صاحب، سیالہ ضلع میرٹھ۔

۹۱- حضرت العلامہ مولانا محمد حیات صاحب شیخ الحدیث و مہتمم حیات العلوم مرادآباد یوپی ہندوستان۔

۹۲- حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب چیکر، خطیب جامع مسجد نوشہ پشاور۔

۹۳- حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب، چارسدہ ضلع پشاور۔

۹۴- حضرت مولانا قاری محمد صابر صاحب خطیب وامام جامع مسجد مکی لاہور۔

۹۵- حضرت مولانا سعید اللہ صاحب الحق صاحب صریح ضلع پشاور۔

۹۶- حضرت شیخ الحدیث علامہ مولانا عبدالمتین صاحب بانیان ٹینگی چار سدہ۔

۹۷- حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب چمن کوئٹہ۔

۹۸- حضرت علامہ مولانا نور الحسین صاحب ضلع پشاور۔

۹۹- حضرت مولانا احمد بخش صاحب چک نمبر ۶۰ ضلع ملتان شریف۔

۱۰۰- حضرت مولانا روح الامین صاحب، چارسدہ پشاور۔

۱۰۱- حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب سجادہ نشین شہداء پور ضلع لاڑکانہ، سندھ۔

۱۰۲- حضرت مولوی محمد نصیر الدین صاحب، شہزادکوکی ضلع لاڑکان۔

۱۰۳- مولانا حکیم عبدالحمید صاحب تحصیل چارسدہ پشاور۔

۱۰۴- حضرت مولانا علامہ مولوی عبدالصمد صاحب ساکن چلینہ چار سدہ پشاور۔

۱۰۵- حضرت حافظ قاری سید منظور احمد صاحب ڈومیلی ضلع جہلم۔

۱۰۶- حضرت مولانا حافظ قاری عبدالرحمٰن صاحب سواتی زرخیلہ علاقہ شموزئی مدرسہ چکدرہ۔

۱۰۷- حضرت قاری مولانا محمد صاحب مدرس دار العلوم نیو ٹاؤن کراچی ثم سواتی۔

۱۰۸- حضرت حافظ قاری نور محمد صاحب الائی حال کراچی۔

۱۰۹- مولانا عبدالحنان صاحب، کوہستانی۔

۱۱۰- حضرت مولانا عبدالغفور صاحب کوہستانی۔

۱۱۱- حضرت مولانا محمد اکرم صاحب چار باغ ریاست صوات۔

۱۱۲- حضرت علامہ مولانا محمد شعیب صاحب خطیب جامع مسجد مردان۔

۱۱۳- حضرت علامہ مولانا مولوی شیخ الحدیث عبدالرؤف صاحب دار العلوم چارسدہ ضلع پشاور۔

۱۱۴- مولوی شہزاد گل صاحب پوسٹ کٹافٹ تحصیل و ضلع مردان۔

۱۱۵- مولوی سعید اللہ صاحب مدرس مردان۔

۱۱۶- حضرت علامہ مولانا فضل مولا صاحب۔ ساکن کوٹ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور۔

۱۱۷- حضرت مولانا مولوی عبدالمتین خطیب صاحب جامع مسجد مہاجرین گوجر خان ضلع راولپنڈی۔

۱۱۸- حضرت حافظ احمد دین صاحب خطیب جامع مسجد محلہ پاکستانی جلالپور جٹاں ضلع گجرات۔

۱۱۹- محترم الحاج حکیم محمد ادریس صاحب دہلوی (کراچی)۔

۱۲۰- حضرت مولانا مولوی مدار اللہ صاحب مدار ایڈیٹر نوائے ملت مردان۔

۱۲۱- حضرت مولانا مولوی قمر الزماں صاحب مدرس دار العلوم چارسدہ ضلع پشاور۔

۱۲۲- حضرت مولانا مولوی غلام عیسیٰ صاحب مقام ڈاک خانہ گڑھی کپورا ضلع مردان۔

۱۲۳- مولوی فضل الرحمٰن صاحب صوابی خطیب جامع مسجد نمک منڈی پشاور۔

۱۲۴- محترم حکیم مولوی لذیذ صاحب مقام پرفوڈھیری تحصیل و ضلع مردان۔

۱۲۵- حضرت مولانا مولوی عبدالغنی صاحب حال مدرس مدرسہ حقانیہ قدیم ستانہ دار ریاست دیر ضلع مردان۔

۱۲۶- حضرت مولانا مولوی محمد ہاروت صاحب مدرس دار العلوم حقانیہ قدیم تاروگے تحصیل خازہ خیل ضلع مردان۔

۱۲۷- حضرت مولانا مولوی غلام رب صاحب خطیب جامع مسجد ٹیکسٹائل نزد نوشہرہ وطن چمکنی ضلع پشاور۔

۱۲۸- حضرت مولانا شمس الرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ اصلی لاہور، پیپلز کالونی، لائل پور۔

۱۲۹- حضرت مولانا محمد زردار صاحب مدرس منگورہ ریاست سوات سکنہ دوبیر تحصیل وڈاکخانہ دوبیر ضلع مردان۔

۱۳۰- حضرت مولانا عبدالودود صاحب ولد مولانا عبدالحلیم صاحب سکنہ پسل بانڈلی تحصیل سیدوشریف ضلع مردان۔

۱۳۱- حضرت مولانا عبداللہ صاحب کوہستانی مدرس مدرسہ سیدوشریف سکنہ منگورہ تحصیل سیدوشریف ضلع مردان۔

۱۳۲- حضرت مولانا حبیب الحق مولا، مولانا احمد صاحب سکنہ شیوہ، تحصیل صوابی ضلع مردان۔

۱۳۳- حضرت مولانا خونہ گل صاحب ولد مولانا عبدالمنان صاحب سکنہ کیمبل پور تحصیل چارباغ مردان۔

۱۳۴- حضرت مولانا محمد گل جعفری صاحب ولد مولانا عبدالجلیل صاحب مدرس سیدوشریف سکنہ آلوچ تحصیل پوان ضلع مردان۔

۱۳۵- منور الدین صاحب ولد مولانا محمد نبی صاحب سکنہ طوروسک تحصیل ڈگر

علاقہ بونیر ضلع مردان۔

۱۳۶۔ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب ولد مولانا نور الحق صاحب فاضل حقانیہ ڈاک خانہ تنگی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور۔

۱۳۷۔ ہدایت الحق صاحب ولد مولانا فضل رزاق صاحب ڈاک خانہ تنگی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور۔

۱۳۸۔ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب ولد مولانا تسبیح اللہ صاحب، ڈاک خانہ تنگی تحصیل چارسدہ پشاور۔

۱۳۹۔ سیف الدولہ صاحب ولد مولانا عبدالصمد صاحب مدرس منگورہ سکنہ طور وسک ڈاک خانہ و تحصیل ڈگر علاقہ بنیر ضلع مردان۔

۱۴۰۔ عبدالحلیم صاحب ولد مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سکنہ زروبی ڈاک خانہ زروبی تحصیل صوابی ضلع مردان۔

۱۴۱۔ شفیع اللہ صاحب ولد مولانا میر عبداللہ صاحب مدرس دار العلوم حقانیہ سکنہ بام خیل ڈاکخانہ بام خیل تحصیل صوابی ضلع مردان۔

۱۴۲۔ حضرت مولانا میاں گل صاحب ولد مولانا شاہ رسول صاحب ڈاکخانہ گل پاڑہ ضلع مردان۔

۱۴۳۔ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب ولد مولانا قطب الدین صاحب ڈاکخانہ بام خیل تحصیل صوابی ضلع مردان۔

۱۴۴۔ حضرت مولانا غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۴۵۔ حضرت مولانا دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ۔ (آپ کے حالات آگے فصل دہم میں آرہے ہیں)۔

بعض خلفائے عظام کے حالات

حضرت مولانا عبدالرزاق شاہ منصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۸۸۴ء (۰۲-۱۳۰۱ھ) میں مولوی محمد دوفی بن مولوی عبدالقادر کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ اور جید عالم تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور بعد ازاں قریبی گاؤں کڈی میں حضرت مولانا عبدالرؤف رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء) کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔ ان سے صرف و نحو کی بعض کتابیں پڑھیں اور پھر موضع درّہ (نزد صوابی) کے روحانی پیشوا حضرت لالہ جی صاحبؒ کے شاگردوں میں شامل ہو گئے اور صرف و نحو کی باقی ماندہ کتب کا درس لیا۔ اس کے بعد موضع ڈاگئی ضلع مردان میں وارد ہوئے اور یہاں مولانا محمد صدیق صاحب اور مولانا عبدالحکیم صاحب کی خدمت میں رہ کر معقول و معانی تفسیر و کلام، ہیئت و ریاضی اور حکمت و فلسفہ کی اکثر کتابیں پڑھیں۔ شرح وقایہ اور فقہ کی دیگر کتب گڑھی کپورہ ضلع مردان میں دھوبیان مولوی صاحب سے پڑھیں۔ عروض و ادب کی تعلیم مولانا عبدالجلیل طوروئیؒ (م ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء) سے موضع طورو، ضلع مردان میں ایک سال رہ کر مکمل کی اور ایک سال نوشہرہ میں رہنے کے بعد متھرا ضلع پشاور پہنچے اور یہاں مولانا فضل ربانیؒ (م ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء) صحاح ستہ وغیرہ کی کتابیں پڑھیں۔ دورہ حدیث غورغشتی میں حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء) سے کیا اور سند فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد اپنے گاؤں میں سلسلہ درس و تدریس کا آغاز کیا اور تین سال اپنے گاؤں میں اور بعد ازاں تین برس تک مکھڈ (ضلع اٹک) میں پڑھانے کے بعد دارالعلوم رحیمیہ، دہلی شریف میں پہنچے اور یہاں مدرس مقرر ہوئے۔ تین سال ہی یہاں پڑھاتے رہے اور پھر واپس لوٹے اور آ کر مولانا سرفراز خان صاحب کے مدرسہ، کوہاٹ میں پڑھانے لگے۔

کچھ عرصہ بعد یہاں سے لاہور چلے گئے اور وہاں سال بھر تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد واپس آئے اور جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں وارد ہوئے اور یہاں دس بارہ سال تک سلسلہ درس وتدریس جاری رکھا۔

آپ نے سب سے پہلے افغانستان کے روحانی پیشوا ملا شور بازار سے ڈیرہ اسماعیل خان میں بیعت کی اور بعد ازاں حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے اور شرف اجازت وخلافت پایا۔ آپ کو حضرت مولانا فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سلاسل طیبہ کی اجازت تھی۔

۲۴ شعبان کو رحلت فرمائی اور اپنے آبائی گاؤں شاہ منصور میں آخری آرام گاہ پائی۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

آپ کے معروف وممتاز تلامذہ میں درج ذیل حضرات شامل ہیں:

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ، بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک (۲) صدر المدرسین حضرت مولانا عبدالحلیم زروبوی رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت مولانا مفتی محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ (۴) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن مینوی رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۹۱۴ء (۱۳۳۲-۳۳ھ) میں اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار مولانا معروف گل علاقے کے متمول اور صاحب ثروت بزرگ تھے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت گھر پر ہی ہوئی۔ آٹھ سال کی عمر میں حصول تعلیم کے لیے اٹک کا سفر کیا۔ بعد ازاں پشاور، طورو، مردان اور علاقہ چھچھ کے علمائے کرام کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ پھر اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لیے ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور وہاں کے مختلف شہروں میں کسب واخذ علوم ظاہری میں مشغول رہے۔ بالآخر دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور یہاں پانچ برس تک حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء)، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) جیسے ممتاز اساتذہ کے تلمیذ رشید رہے۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اپنے آبائی وطن واپس پہنچے اور درس وتدریس کا آغاز فرمایا۔ جلد ہی دارالعلوم دیوبند سے بلاوا آ گیا۔ چنانچہ آپ دارالعلوم دیوبند شریف فرما ہوئے اور کئی برس تک وہاں کی مسند تدریس پر فائز رہ کر حدیث شریف کے درس میں مشغول رہے۔ آپ کا شمار دارالعلوم دیوبند کے لائق ترین اور مایہ ءناز اساتذہ میں ہوتا ہے۔

پھر اکوڑہ خٹک پلٹ آئے اور ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء میں دارالعلوم حقانیہ کی ابتدا اپنے گھر سے متصل ایک مسجد میں کی۔ مملکت خداداد پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد کسی قسم کی تشہیر کے بغیر اس چھوٹی سی مسجد میں آپ کے درس کی شہرت اتنی پھیلی کہ خلقت ٹوٹ پڑی اور آپ کے اخلاص کی بدولت اللہ کریم نے دارالعلوم حقانیہ کو قبولیت عامہ بخشی، جس کی بدولت تھوڑے ہی عرصے میں وہ پاکستان کا سب سے بڑا دارالعلوم بن گیا اور اس کا نام اتنا چمکا کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دارالعلوم ثانی کہہ کر پکارا اور جامعہ الازہر (قاہرہ) کے وائس چانسلر شیخ محمد طیب النجار اس کے معائنے کے لیے آئے تو یوں متاثر ہوئے کہ اسے "الازہر القدیم" کا نام دیا۔

آپ کی عوامی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جمعیۃ علمائے اسلام نے ان کو قومی اسمبلی کی نشست کے لیے امیدوار نامزد کر دیا۔ آپ ان دنوں ہسپتال میں تھے، اس کے باوجود بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ ۱۹۷۲ء کے آئین میں تنہا آپ کی طرف سے اڑھائی سو ترامیم پیش ہوئیں۔ ۱۹۷۷ء اور ۱۹۸۵ء کے الیکشن میں بھی آپ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

اپنے اخلاق کریمانہ اور ستودہ صفات کے لحاظ سے آپ فرشتہ صفت انسان تھے۔ خاموش اور مرنج مرنجاں طبیعت پائی۔ حلم و وقار اور جود وسخا آپ کا خاص جوہر تھا۔ خلق خدا کی ہمدردی و نفع رسانی آپ کا طبعی ملکہ تھا۔ آپ اپنے اعلیٰ اوصاف واخلاق اور بزرگانہ کمالات کی وجہ سے عوام وخواص سب کی نظر میں محبوب ومحترم تھے۔

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہوئے اور ان سے طریقہ عالیہ کی اجازت وخلافت کے شرف سے سرفراز

ہوئے۔آپ کے شاگردوں اور ارادت مندوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

بالآخر نصف صدی سے زیادہ عرصے تک اہل ایمان وایقان کے قلب واذہان کو دین مبین اسلام کے انوار سے منور وتاباں کرنے کے بعد بروز بدھ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ/ ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء کو وصال فرمایا۔نَوَّرَ اللّٰہُ مَضْجَعَہٗ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

آپ کے فرزند ارشد حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور ہزاروں شاگرد آپ کی جلائی ہوئی شمع کو روشن کیے ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحلیم زروبوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۹۰۸ء/ ۱۳۲۶ھ میں مولانا خلیل الرحمٰنؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ کے والد بزرگوار نے اپنی فراست ایمانی سے آپ کے چہرے پر ذہانت وفطانت کے آثار ملاحظہ کیے تو فرمایا کہ میرا یہ بچہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ بہت بڑا عالم وفاضل بنے گا، کیونکہ اس کی جبین سے علم وفضل کا نور جھلکتا ہے۔لہٰذا انہوں نے بچپن سے ہی آپ کی تعلیم وتربیت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ پرائمری تک سکول میں تعلیم پائی اور بعد ازاں والد بزرگوار سے فارسی نظم اور صرف ونحو کے ابتدائی رسائل پڑھنے شروع کیے۔

ابتدائی رسائل اور فارسی نظم کی کتب پڑھنے کے بعد آپ مختلف جگہوں پر حصول علم کے لیے مقیم رہے۔ اوّل موضع شہباز گڑھ، ضلع مردان میں مولانا عبدالمنانؒ سے بعض کتب پڑھیں۔پھر علاقہ چھچھ کے دیہات ولیہ اور جلالیہ میں رہ کر شرح جامی اور الفیہ وسعدیہ کا درس لیا۔ بعد ازاں موضع صریخ، علاقہ دوآبہ ضلع پشاور کے مولانا صاحب حق صاحبؒ (م ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء) سے منطق کے رسائل اور کچھ دوسری کتب پڑھیں۔موضع شاہ منصور میں حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا اور مردان میں مولانا سمندر خان سے بھی پڑھا۔موضع کڈی (نزد صوابی) میں مولانا عبدالرؤف صاحبؒ (م ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ء) سے نحو اور بعض دوسری کتابوں کا درس لینے کے بعد موضع غورغشتی میں حضرت مولانا قطب الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء) کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے اور یہاں

اکثر کتابیں پڑھیں۔ پھر گیڈر پور، ضلع ہزارہ میں مولانا قاضی غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۱ء) کے پاس آ کر پڑھتے رہے۔ کچھ عرصہ اپنے ماموں مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء) کے ساتھ مدرسہ اسلامیہ چکوال میں رہ کر پڑھتے رہے۔

۱۳۵۱ھ/ ۳۳-۱۹۳۲ء میں دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں داخلہ لیا اور یہاں صحاح ستہ اور دیگر کتب فقہ و تفسیر اور حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے گرامی قدر اساتذہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء)، مولانا محمد ابراہیم بلیاوی (م ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء) مولانا غلام رسول خان ہزاروی (م ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء)، مولانا اعزاز علی (م ۱۳۷۴ان/ ۱۹۵۵ء) اور مفتی محمد شفیع (م ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نام شامل ہیں۔ ۱۳۵۳ھ/ ۳۵-۱۹۳۴ء میں سند فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد ۱۳۵۴ھ (۳۶-۱۹۳۵ء) سے درس و تدریس کا آغاز مدرسہ رحیمیہ دہلی سے شروع کیا اور جلد ہی کامیاب مدرسین کی صف میں شامل ہو گئے۔ تدریسی سال کے اختتام پر گاؤں واپس آئے تو والدہ ماجدہؒ کے اصرار پر مولانا مظہر جمیل صاحب کی دختر نیک اختر سے شادی خانہ آبادی ہو گئی۔ دوبارہ دہلی چلے گئے اور تین سال تک مدرسہ رحیمیہ میں پڑھاتے رہے۔ پھر دارالحدیث رحمانیہ، دہلی منتقل ہوئے اور بعد ازاں کچھ عرصہ لورالائی، بلوچستان میں مدرس رہے۔ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ/ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو مملکت خداداد پاکستان کے معرض وجود میں آ جانے کے بعد دوبارہ دہلی نہ جا سکے اور اپنے گاؤں میں محلہ کی مسجد بھائی خیل میں حسبۃً للہ درس شروع کیا۔ بعد ازاں کچھ عرصہ مکھڈ میں پڑھایا اور پھر وہاں سے جامعہ الاسلامیہ اکوڑہ خٹک میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ کچھ مدت بعد خرابی صحت کی بنا پر گاؤں منتقل ہوئے اور ذریعہ معاش کے لیے مطب کھولا۔ پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ آپ کو مورخہ ۱۵ شوال ۱۳۶۸ھ/ ۱۰ اگست ۱۹۴۹ء کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک لے آئے لیکن خرابی صحت آڑے آئی اور آپ دوبارہ ۲۲ محرم ۱۳۶۹ھ/ ۱۴ نومبر ۱۹۴۹ء کو دوبارہ اپنے گاؤں چلے گئے۔ کچھ عرصہ دارالعلوم مظہر العلوم، کھڈہ، کراچی میں مدرس رہے، اور بالآخر ۲۷ شوال ۱۳۷۷ھ/ ۱۹ مئی ۱۹۵۸ء کو دوبارہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور تادم

واپسیں یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ سینکڑوں طلبا نے آپ سے کسب واخذ علم کیا۔

جن دنوں آپ دارالعلوم دیوبند میں پڑھتے تھے، ان دنوں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر لی تھی۔ بعد ازاں شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد قطب الارشاد حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور آپ نے پہلے ہی مراقبہ میں آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔

آپ نے ملکی وملی خدمات بھی سرانجام دیں۔ جمعیت علمائے اسلام سے وابستہ رہے۔ ۱970ء کے انتخابات اور ۱۹۷۷ء کی تحریکِ نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا۔

حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔

آپ صاحب تصنیف وتالیف تھے اور درج ذیل کتب آپ سے یادگار ہیں:

۱- آمالی ترمذی
۲- تقریر مسلم شریف
۳- تقریر بیضاوی شریف
۴- حل مغلقات مسلم الثبوت
۵- مباحث کلامیہ بخاری جلد۲
۶- آمالی شرح عقائد وخیالی
۷- افادات حلیم

اولاد:

آپ کی تین صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے تھے۔ صاحبزادوں کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱- مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب
۲- محمد اسماعیل صاحب
۳- عبدالحفیظ صاحب [19]

فصل ششم:

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ حبیبیہ - چکوال

اس خانقاہ کا وجود و بنیاد مرشد عالم محبوب العارفین حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی و شخصیت مبارکہ کی بدولت ہے جن کے مرشد کامل و اکمل حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں محبت بھرے انداز میں فرمایا:

> ''غلام حبیب - عبد منیب'' تو پھر آپ ان الفاظ کی حقیقت و معنویت کا پیکر بن گئے اور اللہ کریم نے آپ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا چشمہ فیض جاری و ساری فرما دیا جس کی باد بہاری کی ہوائیں اور رشد و ہدایت کی فضائیں تا حال قائم و دائم ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

احوال و مناقب حضرت مولانا پیر حافظ غلام حبیب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

مرشد عالم محبوب العارفین حضرت مولانا پیر حافظ غلام حبیب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں ضلع خوشاب کی وادی سون کے ایک گاؤں موضع کورڈھی میں جناب غلام محی الدین اعوانؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہؒ نے آپ کا نام حبیب اللہ رکھا جبکہ والد ماجد نے غلام حبیب پسند کیا۔ اب یہ اللہ کی خصوصی عنایات تھیں کہ والد گرامی کا غلام حبیب حبیب اللہ بن گیا۔ آپ کے والد ماجد آپ کو بچپن میں ''حافظ'' کہہ کر مخاطب کرتے اور والدہ کا اشتیاق بھی یہی تھا کہ بیٹا حافظ قرآن مجید بنے۔ چنانچہ آپ نے لڑکپن ہی میں اپنے علاقہ کے ایک معروف استاد حضرت حافظ قاری قمر الدینؒ سے قرآن مجید حفظ کر لیا اور اس کے بعد دینی کتب حضرت مولانا سید امیر رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند سے پڑھیں۔ تفسیر قرآن مجید کے لیے آپ نے شیخ المشائخ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) کے

سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور حضرت نے بھی تفسیر قرآن کے گوہر نایاب آپ کو عطا فرمائے۔ تفسیر قرآن مجید کے سلسلہ میں ابھی آپ کو سیرابی نصیب نہ ہوئی تھی کہ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس لیے آپ نے تکمیل کے لیے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء) سے رجوع کیا۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو علم القرآن سے فیض یاب فرمایا۔ اسی دوران آپ کو زیارت حرمین شریفین نصیب ہوئی اور وہاں آپ نے حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) سے کماحقہ استفادہ کیا۔

دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ کے استاذِ گرامی حضرت مولانا سید امیر رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنے پیر و مرشد امام العلماء والصلحا قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین حضرت خواجہ محمد عبد المالک صدیقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) کی خدمت میں لے گئے۔ شیخ کامل نے آپ کو طالب صادق پا کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل فرمایا اور لطیفہ قلب کا سبق تلقین فرمایا۔ یہاں سے آپ نے ایک نئی زندگی کا آغاز فرمایا۔ آپ کو اپنے شیخ کامل کے ساتھ بے حد محبت و عقیدت اور ارادت تھی جس کی وجہ سے آپ کا بیشتر وقت پیر و مرشد کی حاضری و مجلس میں گزرنے لگا اور مرشد کی ہمہ وقت صحبت نے آپ کو فنافی الشیخ بنا دیا۔ حضرت عبد المالک صدیقیؒ نے جب اپنے شاگرد رشید میں تمام اوصاف مشاہدہ فرمائے تو تکمیل و تصدیق کے لیے اپنے پیر و مرشد شیخ المشائخ خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ فضل علی قریشی مسکین پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء) کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت قریشی کئی دن تک آپ کو مراقبہ میں توجہات دیتے رہے۔ بالآخر اشارہ غیبی سے مشرف ہو کر ۲۹ شعبان ۱۳۵۲ھ/ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء کو خانقاہ میں موجود تمام مریدین کو جمع فرما کر خطبہ پڑھا اور آپ کو سلسلہ عالیہ کی اجازت و خلافت مرحمت فرمائی۔ خلافت ملنے کے بعد حضرت قریشی کی عنایات میں مزید سے مزید تر ہوتی گئیں۔ ایک مرتبہ آپ کو بلانے کے لیے بڑے محبت بھرے انداز میں فرمایا: ”غلام حبیب، عبد منیب“ چنانچہ شیخ کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ حقیقت بن کر ظاہر ہوئے اور غلام حبیب عبد منیب بن گیا۔ آپ کو تکمیل سلوک کے چالیس سال بعد تک اپنے شیخ حضرت عبد المالک صدیقی

رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نصیب رہی۔ حضرت صدیقیؒ نے اجازت وخلافت دیتے وقت آپ کو اپنا عصا بھی عطا فرمایا تھا، جسے آپ نے حرز جان بنائے رکھا۔ اگرچہ حضرت صدیقیؒ نے آپ کو سلاسل اربعہ میں اجازت وخلافت عطا فرمائی تھی لیکن آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج کو ہی اپنے لیے مختص فرمالیا۔

آپ کی شخصیت بڑی جاذب نظر تھی۔ پہلی نظر میں دیکھنے والا متاثر ہو جاتا۔ آپ نے کسب معاش کے لیے چکوال چھپڑ بازار میں ایک کپڑے کی دکان کو ذریعہ معاش بنایا۔ آپ دن کے وقت اس مکان پر تشریف رکھتے اور آپ کی غیر حاضری میں آپ کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن قاسمی صاحب دکان چلاتے تھے۔ زندگی بھر آپ کا یہی معمول رہا۔

چکوال میں آمد:

۱۹۲۸ء/ ۴۷-۱۳۴۶ھ میں آپ اپنے آبائی گاؤں سے وعولہ ضلع چکوال منتقل ہو گئے۔ امامت وخطابت کو اعزاز اور ذریعہ نجات سمجھ کر اپنایا۔ مقامی لوگوں کے عقائد واعمال کی درستگی کے پیش نظر جگہ جگہ درس قرآن کا سلسلہ جاری فرمایا۔ دعوتِ دین اور اصلاح اعمال کی نیت سے ۱۹۵۱ء/ ۷۱-۱۳۷۰ھ میں آپ چکوال تشریف لائے اور گورنمنٹ کالج کی ہوسٹل والی بے آباد اور ویران مسجد کی صفائی کر کے نماز پڑھانے کا سلسلہ شروع فرمایا اور باقاعدہ درسِ قرآن کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ کا درس تفسیر القرآن کا ایک نادر نمونہ ہوتا تھا۔ آپ نے اس مسجد کا نام مسجد حنفیہ رکھا اور اس مسجد میں دارالعلوم حنفیہ کی بنیاد رکھی اور اخلاص کے ساتھ کام جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی پھر اسی مقام پر آپ نے ۱۰ صفر ۱۴۰۱ھ/ ۱۸ دسمبر ۱۹۸۰ء کو عظیم الشان تاریخی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جو ہر اعتبار سے لائق دید ہے۔

وصال

حضرت حافظ صاحبؒ نے ایک نڈر مبلغ وداعی، مشفق باپ اور مہربان پیر ومرشد کی طرح بڑی بھرپور زندگی بسر کی۔ بالآخر ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ/ ۲۰ دسمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعرات صبح نو بج کر اٹھارہ منٹ پر آپ نے عالم فانی سے عالم جاودانی کا سفر اختیار فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اولاد:

آپ کے صاحبزادگان میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن قاسمی، حضرت مولانا عبدالرحیم، حضرت مولانا عبدالرؤف اور حضرت مولانا عبدالقدوس شامل ہیں۔

خلفاء:

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ، حضرت مولانا محمد سلیمان، حضرت مولانا محمد اسماعیل، حضرت مولانا منیر الدین، حضرت مولانا عبدالرحمٰن قاسمی، حضرت مولانا عبدالرحیم، حضرت مولانا حکیم عبداللطیف، حضرت مولانا سیف اللہ خالد، حضرت مولانا سید جلال الدین، حضرت مولانا محمد اشرف، حضرت حافظ شیخ وجیہہ الدین، حضرت مولانا قاری نور محمد، حضرت مولانا احمد علی، حضرت مولانا بشیر احمد، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت شیخ احمد سلیمان، حضرت پروفیسر محمد قاسم، حضرت سید افضال حسین، حضرت قاری منظور الحق، حضرت مولانا محمد نعیم اللہ، حضرت مولانا غلام مرتضیٰ، حضرت پروفیسر عبدالحمید، حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد۔

حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی

آپ ۱۶ رجب ۱۳۷۲ھ / یکم اپریل ۱۹۵۳ء کو جھنگ کے کھرل خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین نہایت دیندار اور عبادت گزار تھے۔ آپ کے والد بزرگوار بغیر کسی مشاہیرہ کے بچوں کو ناظرہ قرآن مجید پڑھاتے تھے اور روزانہ نماز تہجد کے بعد تین سے پانچ پارے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ والدہ ماجدہ بھی پابند صوم وصلوٰۃ اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ آپ نے ناظرہ قرآن مجید قاری غلام رسول صاحب سے پڑھا۔ پانچویں جماعت میں تھے کہ اپنے بڑے بھائی ملک امجد علی کے ہمراہ تبلیغی جماعت کے ساتھ سہ روزہ لگانے کی سعادت حاصل ہوئی اور وقتاً فوقتاً یہ سلسلہ جاری رہا۔ ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ میٹرک کے بعد تبلیغی جماعت کے کام کے کافی قریب ہو گئے۔ ایف ایس سی کے بعد آپ نے جھنگ میں مفتی ولی اللہ صاحب سے ابتدائی فارسی کتب وغیرہ پڑھیں۔ چھٹی

جماعت سے بارہویں جماعت تک عربی بطور مضمون مسلسل پڑھا۔ پھر ایک عربی ٹیچر جناب محمد حسین صاحب سے مزید استفادہ کیا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے دو سال میں سبقاً قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا۔ پھر بی ایس سی کا امتحان دینے کے بعد ریاض الصالحین پڑھی۔ تذکرۃ الاولیاء، غنیۃ الطالبین اور کشف المحجوب کے مطالعہ سے حصول معرفت کی تمنا پیدا ہوئی اور ملک کی معروف خانقاہوں کے چکر کاٹے مگر کہیں دل نہ لگا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹ رجب ۱۴۰۲ھ/ ۲۴ مئی ۱۹۸۲ء) کی کتاب فضائل ذکر کے مطالعہ سے از خود سبحان اللہ کا ذکر شروع کر دیا جس سے قلت کلام، قلت طعام اور قلت منام کا شوق پیدا ہوا۔ سچے اور کامل پیر کی تلاش کے لیے متواتر دو سال صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر دعائیں کیں۔ ۱۹۷۱ء میں آپ نے حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء) کی خدمت میں عریضہ برائے بیعت بھیجا۔ جنہوں نے آپ کو غائبانہ بیعت کر لیا۔ اس کے چند ماہ بعد آپ کو انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں داخلہ مل گیا اور وہاں حضرت شیخ سے رابطہ استوار ہو گیا۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کے امتحان سے فراغت کے بعد مسکین پور شریف حاضر ہوئے۔ چار ماہ مسکین پور رہنے کے بعد کراچی تشریف لے گئے اور حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا۔ اس دورانیے میں آپ نے قرآن مجید کے سترہ پارے بھی حفظ کر لیے تھے۔ واپس گھر تشریف لائے تو شکر گنج ملز، جھنگ میں نوکری کر لی، مگر ساتھ ساتھ جھنگ میں ہفتہ وار اجتماعی محفل مراقبہ بھی منعقد کرتے رہے۔ حضرت شاہ صاحب کی وفات کے بعد آپ بیعت ثانی کے لیے چکوال حضرت مرشد عالم حافظ غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مرشد عالم نے بیعت فرمایا اور اجازت و خلافت سے نوازا۔

آپ کی شادی امام العلماء الصلحا حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء) کی چھوٹی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی۔ ۱۹۸۴ء میں دارالعلوم جھنگ قائم فرمایا۔ ۱۹۸۸ء میں جامعہ عائشہ صدیقہؓ قائم فرمایا۔

دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں حضرت حافظ ذوالفقار صاحب نے سعودی عرب، سنگاپور، تھائی

لینڈ، مصر، ہندوستان، ملائیشیا، انڈونیشیا، نیپال، بنگلہ دیش، سویڈن، آسٹریلیا، ڈین مارک، فرانس، امریکہ کی ۲۲ ریاستوں، روس کی ۹ ریاستوں، یوکرائن، ازبکستان، کرغستان، نازقستان، فن لینڈ، تاجکستان، افغانستان، ترکی، ہنگری، برطانیہ، اٹلی، جرمنی، ترکمانستان، ناروے اور ساؤتھ افریقہ میں کام کیا ہے۔

آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں:

۱-عشق الٰہی ۲-عشقِ رسولؐ ۳-تصوف اور سلوک ۴-باادب بانصیب

۵-خواتین اسلام کے کارنامے ۶-خطبات فقیر ۷-مجالس فقیر ۸-مکتوباتِ فقیر

۹-شجرہ طیبہ ۱۰-حیات حبیب ۱۱-رہے سلامت تمہاری نسبت

۱۲- قرآن مجید کے ادبی اسرار و رموز ۱۳-قرآن مجید کی تاثیر وفوائد

۱۴- موت کی تیاری ۱۵-پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں

۱۶-دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی وجوہات۔ ۱۷-لاہور سے تا بخاک بخارا وسمرقند

۱۸-دوائے دل ۱۹-خواتین کے تربیتی بیانات ۲۰-پریشانیوں کا حل

۲۱- کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے۔ ۲۲-اللہ کی بخشش کے بہانے۔

۲۳-ہم کیسے مسلمان ہوئے۔ ۲۴-نماز کے اسرار و رموز وغیرہ [۲۰]

فصل ہفتم:

احوال ومناقب حضرت محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ارشاد ہیں۔

آپ ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء میں بمقام احمد پور شرقیہ (ریاست بہاولپور) پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ (م ۶۶۱ھ/۱۲۶۲ء) سے ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اور فارسی کی متداول کتابیں وطن میں پڑھیں۔ والدین ماجدین کا سایہ نو عمری میں اٹھ جانے کی وجہ سے سلسلہ تعلیم ختم کرنا پڑا اور گھر کے کاروبار اور بھائی بہنوں کی تربیت میں مشغول ہو گئے۔ مزارعین کی طرح سخت جفاکشی سے زراعت کرتے تھے۔ شروع ہی سے اتباع سنت کا شغف تھا اور عجیب وغریب کیفیات طاری رہتی تھیں۔ چنانچہ آپ حضرت محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے روز جمعہ ۲۵ جمادی الاخری ۱۳۴۲ھ/ یکم فروری ۱۹۲۴ء کو بیعت ہوئے اور ۲۳ شوال ۱۳۴۷ھ/۴ اپریل ۱۹۲۹ء بمقام فقیر پور (ضلع مظفر گڑھ) خلافت سے سرفراز ہوئے۔ نقشبندیہ مجددیہ طریقے کے علاوہ قادری، چشتیہ اور بنوریہ طریقے بھی حاصل کیے۔

خلافت کے بعد آپ کو دہلی شریف میں تبلیغ کرنے کا حکم ملا۔ چنانچہ آپ نے ہندوستان میں دہلی شریف، رہتک، کرنال، پانی پت، کیتھل اور تھانیسر وغیرہ کا سفر کیا۔ بکثرت لوگ بیعت ہوئے بلکہ بعض جن بھی داخل سلسلہ ہوئے۔ آپ علم لدنی سے بہرہ مند تھے۔ زہد و تقویٰ، ایثار وسخاوت، مہمان نوازی، توکل، اخلاص، تسلیم ورضا وغیرہ صفات میں یگانہ تھے۔ کشف، تصرفات اور کرامات میں بھی بے مثل تھے۔ بیشمار متوسلین اور بکثرت خلفاء آپ کی اولاد معنوی ہیں۔

ریاحی تکالیف اور درد گردہ کی شکایت تھی۔ سفر میں تکلیف زیادہ ہوئی اور پانی پت (ہندوستان) میں بروز جمعہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ/۱۴-اپریل ۱۹۴۴ء کو وصال ہوا۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دفن ہوئے۔ وصال کی تاریخ اس شعر سے برآمد ہوتی ہے:

قطب دوراں، روح عرفاں، سعد دیں خواجہ سعید[۲۱]
دل ہوا نور اس قریشی پارسا کے واسطے
(۱۳۶۳ھ)

اولادِ امجاد

آپ کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ صاحبزادوں میں بڑے حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت مولانا محمد شریف صاحب ہیں۔

حضرت خواجہ محمد صادق قریشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے جامعہ عباسیہ بہاولپور سے علامہ کی ڈگری حاصل کی تھی اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا تھا۔ احمد پور شرقیہ کے مدرسہ رفیق العلماء کے صدر مدرس رہے۔ نہایت ذہین الطبع، صفائی معاملات اور تقویٰ وطہارت کے حامل تھے۔ آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کا شرف پایا تھا۔

آپ نے حضرت مولانا محمد عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ درج ذیل چار حضرات نے آپ سے اجازت کا شرف پایا۔

۱- حضرت حاجی محمد اعلیٰ مدظلہ العالی
۲- حضرت حکیم محمد یوسف بیگ رحمۃ اللہ علیہ
۳- حضرت محمد حسین کاپڑیار رحمۃ اللہ علیہ
۴- حضرت چھوٹانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صاحبزادہ مولانا محمد شریف قریشی صاحب

آپ حضرت محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے ابتدائی کتابیں احمد پور شرقیہ میں پڑھیں اور دہلی شریف (ہندوستان) کے مدرسہ امینیہ میں دورۂ حدیث کی تعلیم اور سند حاصل کی۔ سرکاری مدرسہ میں ملازم ہیں اور نہایت خوش طبع اور خوش خلق ہیں۔ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں۔

حضرت محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے عظام

حضرت مولانا امیر اللہ خان المعروف بہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ

آپ صوبہ سرحد (پاکستان) میں ہوتی مردان کے رہنے والے تھے۔ مدرسہ امینیہ، دہلی شریف (ہندوستان) میں پڑھتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ شروع میں طریقت اور جذب وغیرہ پر اعتراض کرتے تھے، بعد میں خود جذبہ سے متاثر ہو کر داخل سلسلہ ہوئے اور سلوک طے کر کے صاحب اجازت ہوئے۔ یہ حضرت محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے پہلے خلیفہ ہیں۔ سرحد کے علاقہ میں تبلیغ کا کافی کام کیا اور بہت لوگ داخل سلسلہ ہو کر فیضیاب ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ بہت سادہ طبیعت، کم گو اور عالم باعمل تھے۔ سرحد ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

۲- حضرت مولانا حاجی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ

آپ رہتک (ہندوستان) کے رہنے والے تھے۔ نہایت درویشانہ و بزرگانہ خصائل و شمائل کے حامل تھے۔ پولیس میں تھانیداری کے عہدہ سے پنشن پر پہنچے تھے۔ تھانیداری کے زمانے میں بھی نہایت نیک تھے اور رشوت وغیرہ سے سخت نفرت تھی۔ اپنی والدہ ماجدہؒ کی بڑی خدمت کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ والدہ صاحبہ ہی کی دعاؤں نے مجھے اس درجہ تک پہنچایا اور وہ یوں کہ ایک دفعہ میں نے والدہ صاحبہ سے عرض کیا کہ میں پھلور تھانیداری کی ٹریننگ کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ پوچھا کتنے دن لگیں گے؟ میں نے عرض کیا: ''آٹھ ماہ کی ٹریننگ ہے۔'' والدہ صاحبہ نے فرمایا: ''بیٹا! تو نہ جانا، تیرے پیچھے میری کون خدمت کرے گا، اللہ پاک تجھے یہیں تھانیدار بنا دے گا۔'' چنانچہ عاجز نہیں گیا اور والدہ صاحبہ کی دعاؤں سے ان لوگوں کے ٹریننگ سے واپس آنے سے پہلے ہی مجھے تھانیدار بنا دیا گیا۔

آپ نہایت ہی سادہ مزاج اور بھولی بھالی طبیعت کے تھے۔ زبان میں اثر تھا۔ شہر رہتک کے ہندو اور مسلمان سب آپ کے معتقد تھے اور جھاڑ پھونک اور تعویذات کے لیے کثرت سے آتے تھے۔ مرنجان و مرنج طبیعت پائی تھی۔ حضرت محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کے بعد کثرت سے نوافل پڑھتے اور نفلی روزے رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر کی برکت سے جوان ہو گیا ہوں۔ اکثر وعظ فرمایا کرتے تھے، جس میں زیادہ تر بزرگوں کے واقعات کے علاوہ حمد و نعت اور نیک اخلاق کے متعلق اشعار کثرت سے پڑھتے تھے۔ بڑا موثر وعظ ہوتا تھا۔

اپنے پیر و مرشد کی حیات میں ہی وصال ہو گیا اور شہر رہتک (ہندوستان) میں حضرت چپ شاہؒ کے مزار مبارک کے قریب اس جگہ دفن ہوئے، جہاں اپنی زندگی میں مریدوں اور دوستوں کے ہمراہ بیٹھ کر ختم شریف پڑھتے اور تمام رات ذکر و مراقبہ میں گزارتے تھے۔ دو صاحبزادے جو پولیس میں تھانیدار تھے، نہایت فرمانبردار اور صالح ہوئے ہیں۔ چھوٹے صاحبزادے عبدالرحمٰن صاحب کا انتقال ہو چکا ہے اور بڑے صاحبزادے غلام فرید بھی بہت نیک و صالح تھے۔ اللہ کریم ان سب پر اپنا کرم فرمائے۔

۳- حضرت مولانا محمد سعید گوہانوی مدظلہ العالی

آپ صوبہ سرحد (پاکستان) کے رہنے والے اور افغان ہیں۔ ملکی تقسیم سے پہلے گوہانہ، ضلع رہتک (ہندوستان) میں قیام فرماتے اور محلّہ قصاباں میں پیش امام تھے۔ اپنے پیر و مرشد کے ساتھ سفر میں بہت رہے ہیں۔ عالم ہیں اور وعظ گوئی میں بہت اچھا ملکہ رکھتے ہیں۔ گوہانہ میں پیر و مرشد کے قیام وغیرہ کا انتظام اکثر و بیشتر آپ ہی کے انتظام سے ہوتا تھا۔ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ پہلی زوجہ محترمہ کی وفات کے بعد دوسرا نکاح کیا اور غالباً چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

آپ کو تبلیغ کا بہت ہی زیادہ شغف ہے۔ نہایت صالح، خوش خلق، متواضع، ملنسار، متقی اور باعمل ہیں۔ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو چکے ہیں۔ آج کل شہر مظفر گڑھ میں قیام پذیر ہیں۔

۴۔حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحیم پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ پانی پت، ضلع کرنال (ہندوستان) کے رہنے والے بڑے جید عالم، حافظ وقاری اور باعمل بزرگ تھے۔ پانی پت کے مدرسہ گنبداں میں صدر مدرس تھے۔ نہایت خوش خلق، متواضع، محبت والے اور مرنجان ومرنج طبیعت کے بزرگ تھے۔ نہایت سادہ، حلیم وخوش طبع تھے۔ دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) کے فارغ التحصیل تھے۔ حضرت صاحب کے تقویٰ اور بزرگی سے متاثر ہو کر بیعت ہوئے اور صاحب اجازت ہونے کے بعد تبلیغ بھی کی۔

خصوصاً پانی پت (ہندوستان) کے قرب وجوار میں بہت جاتے تھے لیکن زیادہ تر وقت درس وتدریس میں گزارا۔ وعظ گوئی میں بہت اچھا ملکہ تھا۔ آپ مملکت خداداد پاکستان بننے کے بعد مگھیانہ، ضلع جھنگ میں قیام پذیر ہوئے اور وہیں ۱۳۷۰ھ (۵۱-۱۹۵۰ء) میں انتقال فرمایا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ، قاری اور عالم ہیں اور دو بھائی بھی عالم ہیں۔

۵۔حضرت حاجی محمد شفیع رہتکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رہتک (ہندوستان) کے رہنے والے تھے۔ تجارتی سلسلہ میں دہلی شریف آتے جاتے تھے اور ڈپٹی گنج کی مسجد میں حضرت صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بڑے جذب وکشف والے بزرگ تھے۔ جس سال حضرت حج کو تشریف لے گئے تو واپسی پر آپ کو لکھا کہ احمد پور شرقیہ آجاؤ، اگر کرایہ نہ ہوا تو ایک طرف کا کرایہ میں دے دوں گا۔ آپ اپنی والدہ صاحبہؒ اور چند دیگر حضرات، جن میں حافظ محمد یونس صاحب بھی تھے، کے ہمراہ احمد پور شرقیہ پہنچے۔ حضرت صاحب نے ایک روز آپ کو سب سے الگ بلا کر فرمایا کہ میں نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ آپ کی امانت میرے پاس ہے وہ دے دوں، یعنی آپ کو بیعت سلسلہ کی اجازت ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ حضرت میں اس قابل نہیں۔ حضرت نے فرمایا: ”میرے بعد تمہیں اس کی قدر ہوگی۔ ابھی تم اس کا اظہار نہ کرنا۔ میں رہتک آ کر خود ظاہر کروں گا۔“

مملکت خداداد پاکستان بننے کے بعد آپ کا قیام اور تجارتی کاروبار احمد پور شرقیہ کٹڑہ احمد خان میں رہا۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی تبلیغ کرتے رہے اور کچھ مرید بھی ہوئے۔ بروز سوموار ۴ شعبان ۱۳۸۰ھ/ ۲۲ جنوری ۱۹۶۱ء وصال ہوا۔ قبرستان عظمت شاہ صاحبؒ، احمد پور شرقیہ میں آپ کا مزار مرجع الخلائق ہے۔ فَرَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

۶- حضرت مولانا صوفی علی نواز رحمۃ اللہ علیہ

آپ اسماعیل آباد، ضلع کرنال (ہندوستان) کے باشندے تھے۔ بڑے صاحب جذب وکشف بزرگ تھے۔ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء) کی دعوت ومشورہ پر گوہانہ (ہندوستان) کے مقام پر اپنے پیرومرشد حضرت محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ سلوک طے کر کے صاحب اجازت ہوئے۔ ریاست بہاولپور کے کلانچ والا اسٹیشن کے قریب دیہات میں (سماسٹہ کے قریب) حضرت صاحب نے آپ کو تبلیغ کے لیے بھیجا تھا اور کافی لوگ فیضیاب ہوئے تھے۔ آپ نے کئی حضرات کو صاحب اجازت بنایا۔ نہایت خوش خلق، خوش مذاق اور متواضع انسان تھے۔ بڑی ملنسار طبیعت پائی تھی۔ عارضہ چیچک میں بیمار رہ کر وصال فرمایا۔ مظفر گڑھ ہی میں اسٹیشن سے شہر کے راستہ میں جو قبرستان آتا ہے اس میں شمالی سڑک کے قریب آپ کا مزار مطلع انوار ہے۔ فَرَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

۷- حضرت حافظ محمد یونس رہتکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ غالباً جھجر، ضلع رہتک (ہندوستان) کے رہنے والے ہیں اور رہتک میں محلہ باڑہ کی مسجد بیوپاریاں میں (جہاں حاجی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے) امام مسجد تھے۔ حضرت محمد سعید قریشی صاحبؒ سے رہتک میں بیعت ہو کر سلوک طے کیا اور صاحب اجازت ہوئے۔ حافظ قرآن تھے اور خوش خلق، مؤدب اور سادہ مزاج بزرگ ہوئے ہیں۔ ضروری علم دین سے واقف تھے۔ اخیر عمر میں کچھ بیمار رہنے لگے تھے۔

۸- حضرت کنور محفوظ علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہردوا گنج، ضلع علی گڑھ (ہندوستان) کے زمیندار اور رجپوت خاندان سے تھے۔ آپ کی صاحبزادی صاحبہ گوہانہ، ضلع رہتک میں بیاہی ہوئی تھیں۔ اس لیے گوہانہ کی آمد ورفت میں حضرت محمد سعید قریشی صاحبؒ کے پاس آنے جانے لگے اور آپ کی صحبت کے فیوض و برکات سے متاثر ہو کر داخل سلسلہ ہو گئے۔ اس سے پہلے آپ کی بیعت حضرت خواجہ محمد سراج الدین دامانی قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء) سے تھی۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۷ء)، حضرت لعل شاہ دندانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء) اور حضرت محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ جیسی پاکیزہ شخصیات کی زیارت اور صحبت کا شرف پایا تھا اور ان کے واقعات اکثر سنایا کرتے تھے۔ نہایت متبع شریعت وسنت اور محبت والے بزرگ تھے۔ اپنے پیر ومرشد سے سلوک طے کر کے صاحب اجازت ہوئے۔ حضرت صاحب کی اجازت سے ایک دفعہ جماعت کے لوگوں کے لیے شجرہ شریف اپنے اہتمام سے چھپوایا اور ایک کتاب معاشرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تالیف فرمائی جو بہت مفید ہے۔ جس میں مختلف کتب سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز زندگی اور شمائل واسوہ حسنہ درج کیے ہیں۔ ہردوا گنج میں ہی انتقال فرمایا۔ فَرَحۡمَةُ اللّٰهِ عَلَيۡهِ رَحۡمَةً وَّاسِعَةً۔

۹- حضرت سید مبارک علی شاہ کرنالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شہر کرنال (ہندوستان) کے رہنے والے تھے اور وہیں ملازم تھے۔ کرنال میں حضرت محمد سعید قریشی صاحبؒ کا قیام اکثر انہی کے صلاح ومشورہ سے ہوتا تھا۔ بعد میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب کے مکان پر شہر میں قیام فرمانے لگے اور اس دوران میں بھی صدر بازار میں جہاں شاہ صاحب رہتے تھے، تشریف لاتے اور کبھی قیام فرماتے تھے۔

آپ نہایت خوش طبع، متواضع اور محبت والے بزرگ تھے۔ خاندان سادات سے تعلق تھا۔ بعد ازاں کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ میں قیام پذیر ہو گئے اور تبلیغ کے لیے کئی مقامات پر

تشریف لے جاتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے ۲۴ جمادی الاوّل ۱۳۸۷ھ/ ۳۱-اگست ۱۹۶۷ء کو کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ میں انتقال فرمایا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

۱۰- حضرت محمد عمر مدظلہ العالی

آپ کیتھل، ضلع کرنال (ہندوستان) کے رہنے والے ہیں۔ بڑی محبت والے اور صالح انسان ہیں۔ آپ ہی کی کوشش اور تعاون سے حضرت صوفی علی نواز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیتھل میں تبلیغ کا سلسلہ جاری کیا۔ حضرت محمد سعید قریشی صاحبؒ نے وصال کے وقت آپ کو اجازت بیعت عطا فرمائی۔ آپ اس وقت وہاں موجود تھے اور حضرت صاحب کی خدمت و تیمارداری میں لگے رہتے تھے۔ آپ آج کل سلانوالی، ضلع سرگودھا میں مقیم ہیں۔ اطال اللہ بقاءہ۔

۱۱- حضرت حافظ قاری صنعت اللہ مدظلہ العالی

آپ پانی پت (ہندوستان) کے رہنے والے ہیں۔ حضرت محمد سعید قریشی صاحب کا پانی پت میں ان کے ہاں بھی قیام ہوتا تھا۔ بڑے نیک، صالح اور باعمل انسان ہیں اور قرآن پاک کے درس و تدریس میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کو بھی حضرت صاحبؒ نے وصال کے وقت اجازت سے مشرف فرمایا۔ آپ حافظ آباد، ضلع گوجرانوالہ میں مقیم ہیں اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ اطال اللہ بقاءہ۔

۱۲-حضرت مستری شمس الدین اسماعیل آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت محمد سعید گوہانویؒ سے داخلہ سلسلہ ہیں۔ وصال کے وقت حضرت محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اجازت بیعت سے مشرف فرمایا۔ آج کل کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ میں مقیم ہیں۔ اپنے ہاتھ سے کاروبار کرتے ہیں اور فاضل وقت میں بچوں کو فی سبیل اللہ قرآن پاک ومسائل دین وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں اور تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ بہت نیک، صالح، متواضع اور محبت والے انسان ہیں۔ اطال اللہ بقاءہ۔ [۲۲]

فصل ہشتم:

احوال ومناقب حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلفائے عظام میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نجیب الطرفین سید تھے۔ قصبہ گوہلہ، تحصیل کیتھل، ضلع کرنال (ہندوستان) اپنے آبائی وطن میں آپ کی ولادت باسعادت بروز سوموار ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ/ ۸ دسمبر ۱۹۱۱ء کو ہوئی۔ آپ ابھی ڈیڑھ سال کے تھے کہ والدہ ماجدہؒ کا انتقال ہوگیا اور آپ کی پرورش میں زیادہ حصہ آپ کی حقیقی ہمشیرہ صاحبہؒ کا ہے۔ چنانچہ جب ان کی شادی ہوگئی تو وہ آپ کو اپنے ہمراہ ٹھسکہ میراں جی لے آئیں اور مڈل تک تعلیم حاصل کر کے وہیں سکول ٹیچر مقرر ہوگئے اور اسی دوران حافظ کمال الدین صاحبؒ سے قرآن شریف بھی ناظرہ پڑھ لیا۔ پھر ۱۹۳۰ء/ ۱۳۴۸ھ میں جے وی کا امتحان بھی پاس کرلیا اور آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے اپنی نند صاحبہ سے آپ کی شادی کرادی۔

۱۹۳۱ء/ ۵۰-۱۳۴۹ھ میں مولانا اسلام الدین حوالدار سے آپ کی ملاقات ہوگئی اور انہی کے ذریعے بمقام پانی پت برمکانِ حکیم صداقت علی پانی پتی صاحب حضرت مولانا محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور بہت جلد سلوک کی تکمیل کر کے ۱۹۳۵ء/ ۱۳۵۴ھ میں اجازت وخلافت سے سرفراز فرما دیے گئے۔

۱۹۳۳ء/ ۵۲-۱۳۵۱ھ میں دہلی شریف تشریف لے گئے اور وہاں ایم بی مڈل سکول میں ٹیچر لگ گئے اور تقریباً پندرہ برس تقسیم ہند (۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء) تک اسی ملازمت پر تقرر رہا اور وہیں مقیم رہے۔ اسی دوران بقیہ اوقات میں مدرسہ امینیہ، دہلی شریف میں حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء) اور دوسرے حضرات سے درس نظامی کی بعض کتابیں پڑھیں اور ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء میں حضرت شیخ کے ارشاد پر عمدۃ السلوک تصنیف کر کے شائع کی۔

بعد ازاں ۱۹۴۷ء میں مملکت خداداد پاکستان بننے پر خیر پور ٹامیوالی، ضلع بہاولپور میں

سکونت پذیر ہو گئے اور یہاں آکر اوّل قرآن شریف حفظ کیا اور تبلیغ کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ بعد ازاں کراچی نمبر ۱۸، ناظم آباد نمبر ۳، ایچ ۲۰/۱۲ میں اقامت اختیار کر لی۔ ابھی کئی تصانیفی کام ادھورے ہی تھے کہ بقضائے الٰہی بروز منگل ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ/ ۵-اگست ۱۹۸۰ء کو آپ نے وصال فرمایا۔ مزار مبارک کراچی پو پوش نگر کے قبرستان میں ہے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادی صاحبہ اور ایک صاحبزادے حافظ سید فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ ہیں جو ماشاء اللہ اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔ انہوں نے ''حضرت شاہ صاحب کی ریڈیو تقاریر'' مرتب کر کے تالیف کا آغاز کیا جو مقالات زواریہ کے نام سے زوار اکیڈمی، کراچی سے ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکی ہے اور بعد ازاں آج تک ایک درجن کے قریب کتب تالیف کر چکے ہیں۔ جو زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی کی طرف سے طبع ہو چکی ہے۔

حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں اور فیض یافتگان کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ بڑے بڑے صاحب درجات و مراتب لوگوں نے آپ سے کسب و اخذ کیا۔ جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مدظلہ (حیدر آباد سندھ)، جناب محمد اعلیٰ مدظلہ (کراچی) اور حضرت صوفی محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ جیسے صاحبان علم و فضل کی روحانی نسبت آپ ہی سے ہے جو اپنی جگہ الگ الگ ایک ادارے اور معلم باصفا کا درجہ رکھتے ہیں۔

حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ سے فیض یافتہ احباب کی مساعی سے کراچی میں ادارہ مجددیہ نے درجنوں علمی و عرفانی کتب شائع کیں اور بعد ازاں کراچی ہی سے زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کے نام سے ایک دوسرا طباعتی ادارہ آپ کے افکار کی روشنی میں سرگرم عمل ہے۔

تصنیفات:

ادارہ مجددیہ کراچی کی جانب سے حضرت سید زوار حسین شاہ کی شائع ہونے والی تصانیف درج ذیل ہیں:

۱- عمدۃ السلوک، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء، ۲ حصے، ۳۶۸ ص

۲- حیات سعیدیہ، ایضاً، ۱۴۰۷/ ۱۹۸۷ء، ۲۵۶ ص

۳- حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء، ۸۳۲ ص

۴- زبدۃ الفقہ (۴ حصے)، س ن، ۵۷۶ ص

۵- عمدۃ الفقہ (۴ حصے)، ۱۹۸۱ء، ۲۰۰۰ ص

۶- مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (اُردو ترجمہ)، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء، مکمل سیٹ ۱۷۳۶ ص۔

۷- انوار معصومیہ: سوانح حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ، ۴۴۰ ص۔

۸- ریڈیو تقاریر

۹- مقامات فضلیہ (سوانح حیات حضرت مولانا فضل علیؒ)، ۲۰۰ ص۔

۱۰- مکتوبات معصومیہ (اُردو ترجمہ)، تین دفتر، مطبوعہ ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء اور (بار دیگر) ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء مکمل سیٹ ۱۱۱۲ ص۔

۱۱- گلدستہ مناجات ۳۲ ص۔

۱۲- طریقہ حج و دعائیں، ۳۰۴ ص۔

تاثرات مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا

حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی

بعد از الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات۔ فقیر ابو الخلیل خان محمد کی طرف سے محترم المقام ذوالمجد والمناقب جناب مولانا محمد اعلیٰ صاحب مدظلہ العالی مشرف مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا مکتوب گرامی شرف صدور لایا۔ جناب حضرت مولانا المکرّم سید زوار حسین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز ونور اللہ مرقدہ کی وفات حسرت آیات نہ صرف آپ حضرات مخلصین ومریدین کے لیے ایک صدمہء جانکاہ ہے، بلکہ جملہ اہل اسلام ایں دیار کے لیے ایک ناقابل

تلافی دینی وروحانی نقصان ہے:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔مرضی مولیٰ بر ہمہ اولیٰ۔صبر وشکیبائی کے سوااور کیا چارہ ہے۔حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فقیر کو متعدد بار ملاقات کا موقع ملا اور اس میں آپ ہی ذریعہ بنے۔علی وجہ البصیرت عرض کیا جاتا ہے کہ سلسلہ فضلیہ نقشبندیہ کے وابستگان میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خاص منفرد اور ممتاز مقام حاصل تھا، بلکہ اس مذکورہ سلسلہ میں اپنے جملہ برادران طریقت سے بازی لے گئے۔

اس کی خاص وجوہ مرحوم ومغفور کا اتباع شریعت، پابندی سنت مطہرہ، نسباً اہل بیتؓ کا خلف الرشید ہونا اور حضور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ اور ان کے جانشین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی خاص محبت، انس، مودت، عقیدت اور اتباع اتم ہیں:

سالہا در کعبہ و بت خانہ مے نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

فقیر دعا گو ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خاص جوار رضا وقرب ورحمت ومغفرت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

فقیر راقم الحروف کو جملہ برادران ملت اپنا خادم سمجھیں اور خدمت کا حکم کرتے رہیں۔ والسلام مع الاکرام۔

از خانقاہ سراجیہ
کندیاں ضلع میانوالی

حضرت حافظ سید فضل الرحمٰن مدظلہ العالی

آپ حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بلند مرتبت صاحبزادے ہیں۔آپ کی

ولادت باسعادت ۱۸ محرم ۱۳۶۰ھ/ ۱۵ فروری ۱۹۴۱ء کو ہوئی۔ بچپن سے ہی بہت نیک اور صالح ہیں۔ حضرت سید صوفی محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ آپ مادرزاد ولی ہیں۔

مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے بعد یہاں آئے تو مدرسہ تجوید القرآن ساوی، مسجد خیر پورٹا میوالی میں حافظ محمد حسن صاحب مرحوم سے قرآن شریف حفظ کیا اور شیخ القراء حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی مدظلہ العالی سے کراچی میں تجوید وقرأت کی تکمیل کی۔ بعد ازاں پرائیویٹ طور پر میٹرک کیا۔ ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۵ء میں بہاولپور پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ سے الیکٹریکل انجینئرنگ میں ڈپلومہ کیا۔ اوائل ۱۹۶۶ء میں ٹیلیفون انڈسٹریز آف پاکستان میں ٹیکنیکل اسسٹنٹ کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔ ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء میں کراچی یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء میں الیکٹریکل انجینئرنگ میں اے ایم آئی کا امتحان پاس کیا۔

آپ بڑی خوبیوں اور صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ جن دنوں میٹرک کی تیاری کر رہے تھے حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی قدس سرہ سے بیعت کر لی۔ بعد ازاں حضرت زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد اپنے ماموں زاد بھائی حضرت سید مختار شاہ صاحب (جو حضرت زوار حسین شاہ کے خلیفہ ہیں) سے تجدید بیعت کر لی اور اپنی پوری توجہ سلوک کی تکمیل کے لیے وقف کر دی۔ کم گوئی، خاموشی، گفتگو میں بہت احتیاط سے بات کرنا، صوم وصلوٰۃ کی پابندی، کتب بینی، کثرت مطالعہ، عربی زبان سے خاص لگاؤ اور قوت حافظہ کی صفات ستودہ کے حامل ہیں اور آپ کو اللہ کریم نے زہد وتقویٰ، علم ودانش، حلم وبردباری اور ظاہری وباطنی کمالات ومقامات سے نوازا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں اپنے والد بزرگوار اور حضرات کرام نقشبندیہ مجددیہ کی روش پر مصروف ہیں۔ اللہ نے تصنیف و تالیف کا عمدہ واعلیٰ ذوق اور استعداد عطا فرمائی ہے۔ صاحب نسبت وحامل اجازت وخلافت ہیں اور وابستگان سلسلہ اور اہل اللہ لوگوں میں مقبول نظر ہیں۔ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، کراچی میں حلقہ ومراقبہ کا انعقاد فرماتے ہیں اور سینکڑوں لوگوں کو سلسلہ پاک کے فیوض وبرکات سے مالا

مال فرما رہے ہیں۔

اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بلند درجہ تصنیفات و تالیفات فرما رہے ہیں۔ جو زوار اکیڈمی، کراچی کی مطبوعات ہیں، ان میں چند درج ذیل ہیں:

۱- احسن البیان فی تفسیر القرآن (۶ جلدیں)، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء-۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، ۲،۲۷۲ص۔

۲- خطوط ہای اعظم صلّی اللہ علیہ وسلّم، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، ۲،۷ص،

۳- گلدستہ عربی، ۱۶۰ص،

۴- گلدستہ سیرت، ۱۲۸ص۔

۵- فرہنگ سیرت، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، ۳۲۶ص،

۶- رہبر حج، ۱۹۲ص۔

۷- مقالات زواریہ، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴ء، ۵۶۶ص،

۸- معجم القرآن، ۵۴۴ص۔

۹- ہادی اعظم صلّی اللہ علیہ وسلّم (سیرت طیبہ)، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، ۸۰۸ص (حصہ اوّل)۔

۱۰- اسلام اور حجاب، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴ء، ۸۶ص

۱۱- جواہر نبویؐ، ۲۰۰ص

۱۲- تحریک پاکستان کے فکری محرکات، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ۹۶ص

۱۳- افکار زواریہ، ۲۸۰ص۔

۱۴- خطبہ حجۃ الوداع، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، ۴۴ص۔

۱۵- موسیقی کی حقیقت مع چالیس احادیث، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، ۴۰ص۔

علاوہ ازیں مجلّہ السیر ۃ عالمی اور ماہنامہ تعمیر افکار کراچی بھی آپ کی ادارت میں طبع ہو رہے ہیں۔

حضرت سید فضل الرحمٰن مدظلہ العالی کے صاحبزادے جناب عزیز الحسن شاہ زادلطفہ

ہیں۔ جو بڑے کریم النفس اور محبت والے ہیں۔ آپ زوار اکیڈمی کراچی کے سرپرست ہیں اور ادارے کی طباعتی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ اللہ کریم انہیں اپنے اسلاف گرامی کی بلند روایات کا امین اور پاسدار بنائے۔ آمین۔ آپ تصنیف و تالیف کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ تعمیر شخصیت اور فلاح انسانیت، ۶۰ ص (سیرت ایوارڈ یافتہ مقالہ) ان کے بلند ادبی تحقیقی ذوق کا آئینہ دار ہے۔ علاوہ ازیں ان کی مطبوعہ تصنیفات میں درج ذیل کتب شامل ہیں: (۱) رمضان المبارک، فضائل و مسائل، ۱۲۰ ص (۲) سوغات مجددی (مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا خلاصہ) ۱۷۶ ص (۳) نبوی دعائیں ۱۱۲ ص۔

خلفائے عظام حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے خلفاء میں درج ذیل حضرات گرامی شامل ہیں:

حضرت صوفی محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ قصبہ رہتک ضلع کرنال (مشرقی پنجاب، ہندوستان) میں ۳۰ ربیع الاوّل ۱۳۳۵ھ/ ۲۴ جنوری ۱۹۱۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۴ء میں رہتک سے میٹرک پاس کیا۔ ایف اے یہیں سے کیا اور بی اے ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء میں علی گڑھ سے کیا۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ/ ۱۶ جولائی ۱۹۴۱ء میں پولی ٹیکنک ہائی سکول، دہلی (ہندوستان) میں مدرس ہو گئے اور پھر اسٹیٹ آف انڈیا، دہلی میں ملازمت اختیار کر لی۔ مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے بعد کراچی آئے تو پولی ٹیکنک سکول، جیکب آباد میں ملازم ہوئے اور مختلف علمی اداروں میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء میں ریٹارڈ ہوئے۔

طالب علمی کے زمانہ میں ہی خاندان اور شہر میں مذہبی ماحول میسر ہونے کی وجہ سے مذہبی لگاؤ رکھتے تھے۔ اوّل حضرت مولانا عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور ان کے وصال کے بعد اپنے دادا پیر حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء میں تجدید بیعت کر لی۔ ان سے منازل سلوک طے کرتے رہے۔ جب انہوں نے وصال فرمایا تو بعد

ازاں ایک خوابی اشارے سے حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور باقی ماندہ اسباق مکمل کرنے کے بعد ان سے خلافت پائی۔

آپ بڑے خوبصورت، شکیل و جمیل اور ذی بدن، بڑے ہنس مکھ، خوش مزاج اور خوش لباس تھے۔

اتوار پیر کی درمیانی رات ۲-۳ رجب ۱۳۹۵ھ/ ۱۳-۱۴ جولائی ۱۹۷۵ء میں وصال فرمایا۔فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔

آپ نے مکتوبات خواجہ دوست محمدؒ قندھاری قدس سرہ (فارسی) کا اردو ترجمہ کیا اور بنام تحفہ ابراہیمیہ طبع کرایا، جس کا ایک ایڈیشن زوار اکیڈمی، کراچی نے ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں طبع کیا ہے۔ نیز مکتوبات خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ اور مکتوبات خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کا اردو ترجمہ کیا، جو تحفہ زاہدیہ کے نام سے دوسری بار زوار اکیڈمی، کراچی سے ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ میں طبع ہوا ہے۔

حضرت ڈاکٹر ظہور احمد مدظلہ

آپ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ کے بچپن کے ساتھی ہیں۔حصول تعلیم کے بعد ڈاکٹری کا معزز پیشہ اختیار کیا اور مختلف مقامات پر ہسپتال کے انچارج رہے۔فزیشن اور سرجن دونوں شعبوں میں کامیابی اور شہرت حاصل کی، خاص طور پر آنکھوں کے آپریشن کے ماہر ہیں۔ریٹائرڈ ہونے کے بعد کوٹ مومن، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا میں اپنا ذاتی کلینک کھول رکھا ہے۔

حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مدظلہ

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱ شوال ۱۳۳۰ھ/ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۲ء کو جبل پور (ہندوستان) میں ہوئی۔ بچپن میں آپ کو بخار کی اکثر شکایت رہتی تھی۔ایک مرتبہ آپ کی والدہ صاحبہؒ نے آپ سے فرمایا: ”قرآن پاک پڑھو، اِنْ شَاءَ اللہ اس کی برکت سے اچھے ہو جاؤ گے۔“ چنانچہ ایسے

ہی ہوا۔ قرآن شریف پڑھنا شروع کیا اور اس کی برکت سے چند روز میں آپ بالکل صحت یاب ہو گئے اور بچپن میں باقاعدہ نماز پڑھنے کی وجہ سے لوگ آپ کو ''ملاں جی'' کہہ کر پکارنے لگے تھے۔ ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء مین پانچویں میں اول نمبر پر پاس ہوئے۔ ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۸ء میں نویں جماعت پاس کرنے کے بعد علی گڑھ (ہندوستان) میں چلے گئے اور آٹھ سال تک وہاں زیر تعلیم رہے اور ایم اے فارسی، ایم اے اردو اور ایل ایل بی وغیرہ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اسی دوران حضرت قاری ضیاء الدین احمد الہ آبادیؒ سے عربی پڑھی اور قرأت و تجوید میں روایت ابو حفصؒ کی سند حاصل کی۔ جبل پور واپس پہنچنے پر اپنے ماموں کی صاحبزادی سے ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ/۱۴-اکتوبر ۱۹۳۶ء کو آپ کی شادی ہو گئی۔ جمادی الاوّل ۱۳۵۶ھ/ جولائی ۱۹۳۷ء کو کنگ ایڈورڈ کالج امراؤتی (برار) میں آپ کا تقرر ہو گیا۔ پھر تقریباً دو سال بعد ناگپور یونیورسٹی (ہندوستان) میں صدر شعبہ اردو بنا دیا گیا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی مل گئی۔ ربیع الاوّل ۱۳۶۷ھ/ جنوری ۱۹۴۸ء میں مستقل طور پر کراچی تشریف لے آئے۔ سیر و سیاحت اور علمی و تحقیقی ذوق کی بنا پر بہت سے شہروں میں جانا ہوا۔ بکثرت بزرگوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور بڑی بڑی لائبریریوں میں نوادرات کے مطالعہ کا موقع ملا۔

کراچی میں اوّل حضرت صوفی محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور ان کے ذریعہ سے حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت اور بیعت کا موقع نصیب ہوا۔

آپ کئی سال تک مسلسل حج و زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے مشرف ہوتے رہے۔

آپ آج حیدر آباد میں مستقل طور پر مقیم ہیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج میں مشغول ہیں۔ صاحب قلم اور صاحب ارشاد بھی ہیں۔ بڑے صاحب کشف بزرگ ہیں۔ جس طرح آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے، اسی طرح آپ کے مریدوں اور معتقدوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔

پچاس سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بکثرت نوادرات بھی شائع کر چکے ہیں۔ حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سب سے زیادہ فیض

آپ سے ہی جاری وساری ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کی خوبصورت طباعتیں آپ کی مساعی سے ہوئی ہیں۔ حضرات القدس (دفتر دوم) کی طباعت وترجمہ کرا چکے ہیں۔

حضرت ماسٹر عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی محمد عبدالکریم قریشی بن محمد عبدالمجید قریشی ہے۔ بہت ہی خوبصورت اور حسین وجمیل تھے۔ ۳ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ/ ۳۱ جولائی ۱۹۰۰ء میں بمقام رتلام ضلع اجین (ہندوستان) میں ولادت پائی۔ آپ نے میٹرک اور ایف اے سائنس الہ آباد یونیورسٹی (ہندوستان) سے پاس کیا اور ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۳ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے بی ایس سی میں پاس کیا۔ آپ کے اساتذہ میں پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الدین بھی تھے۔ ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۱ء میں آگرہ یونیورسٹی (ہندوستان) سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا اور ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء میں ایل ٹی کا امتحان اعزازی نمبروں سے پاس کیا۔ تقسیم ہند کے وقت ریاست اندور میں معاون مدیر تھے۔ ہجرت کر کے کراچی آئے اور یہاں اسکول میں سائنس ماسٹر ہو گئے اور اسی سے ۱۹۵۵ء/ ۷۵-۱۳۷۴ھ میں ریٹائرڈ ہوئے۔

آپ کو شروع سے ہی تصوف کا ذوق تھا۔ بزرگان دین کی تلاش میں اکثر سفر کیے۔ اجمیر شریف بھی گئے۔ تلاش حق میں بکثرت بزرگوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ آخر سوات کے ایک بزرگ حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہو گئے۔ سکول ماسٹری کے دنوں میں حضرت صوفی احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، جو ان دنوں سکول میں ماسٹر تھے۔ ان کے توسط سے حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور آپ سے بیعت کر لی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے ۱۹۵۷ء میں آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ نے پہلا حج ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء میں اور چوتھا حج جو آخری تھا حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء میں کیا اور ۴ ربیع الاوّل ۱۴۰۰ھ/ ۲۲ جنوری ۱۹۸۰ء کو عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور اسی نیند میں خالق حقیقی سے وصال فرمایا۔

پس ماندگان میں چار صاحبزادے اور اہلیہ محترمہ ہیں۔

حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم گاندھی مدظلہ

آپ ۱۶ شعبان ۱۳۴۱ھ/۲-اپریل ۱۹۲۳ء میں اسماعیل گاندھی مرحوم کے گھر، بمقام مدپاٹ ضلع گجرات، صوبہ بمبئی (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد ۱۹۴۱ء/۱۳۶۰ھ میں انٹر کا امتحان بڑودا یونیورسٹی سے پاس کیا۔ بعد ازاں ۱۹۴۷ء/۶۷-۱۳۶۶ھ میں گرانڈ میڈیکل کالج بمبئی سے پاس کیا اور مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے بعد ۱۹۴۸ء میں کراچی تشریف لے آئے اور بزنس روڈ پر باقاعدہ پریکٹس شروع کردی۔

شروع میں سلسلہ چشتیہ سے منسلک رہے۔ ۱۹۵۱ء میں ڈاکٹر خان رشید مرحوم کے توسط سے حضرت صوفی محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور پھر ان کے توسط سے ۱۹۵۱ء میں حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے۔ ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء میں اپنے پیرو مرشد کے ہمراہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء میں دوبارہ یہی سعادت ارزانی ہوئی اور منیٰ میں حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

حضرت سید محمد مختار شاہ مدظلہ

آپ حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے برادر نسبتی قاضی سید محمد شفیع مرحوم کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۴۲ھ/۲۳-اکتوبر ۱۹۲۳ء کو ٹھسکہ میراں صاحب، ضلع کرنال (ہندوستان) میں ہوئی۔ ماشاء اللہ بچپن ہی سے نہایت سادہ مزاج، نیک سیرت، حلیم، خوش طبع اور خوش گفتار ہیں۔ بھولی بھالی طبیعت ہے اور درویشانہ زندگی گزارتے ہیں۔ نوافل اور ذکر الٰہی میں اکثر اوقات مشغول رہتے ہیں۔ بزرگوں سے ملنا، ان کی صحبت میں رہنا اور مزارات پر حاضر ہونا آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔

۱۹۴۱ء میں میٹرک کی تیاری کے لیے حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ٹھسکہ میراں سے دہلی شریف چلے گئے اور ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے

میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء میں اسی یونیورسٹی سے ادیب عالم کیا اور پھر ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء میں ملتان بورڈ سے ایف اے اور بعد ازاں ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا۔

مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے بعد پاکستان آ گئے اور حبیب بنک راولپنڈی میں ملازم ہو گئے۔ بعد ازاں لائلپور (فیصل آباد) اور خانیوال میں تبادلہ ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں بینک کی ملازمت سے استعفیٰ دے کر بلدیہ کبیر والا میں ملازمت کر لی اور ۲۴ ربیع الاوّل ۱۰۴۱ھ/ ۳۱ جنوری ۱۹۸۱ء کو ریٹائرڈ ہو گئے۔

شروع میں مستری شمس الدین صاحب سے بیعت ہوئے۔ ان کی رحلت کے بعد حضرت مولانا محمد سعید گوہانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کر لی اور انہوں نے آپ کو یکم شوال ۱۳۷۶ھ/ یکم مئی ۱۹۵۷ء کو خلافت واجازت عطا فرمائی۔ حضرت گوہانوی رحمۃ اللہ علیہ نے رحلت فرمائی تو آپ نے حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی تعلق قائم کیا اور حضرت شاہ صاحبؒ نے ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء میں آپ کو خلافت واجازت عطا فرمائی۔ عرصہ دراز سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں کوشاں ہیں۔

حضرت محمد اعلیٰ مدظلہ

آپ کی ولادت ۱۹۱۱ء/ ۳۰-۱۳۲۹ھ میں ہاپوڑ، ضلع میرٹھ (یوپی، انڈیا) میں حاجی محمد نفیس ابن محمد صدیقؒ کے گھر میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوارؒ روڑکی، ضلع سہارنپور (انڈیا) میں ایک کارخانے میں انجینئر تھے۔ لہٰذا آپ نے روڑکی کے محلّہ ستی کی مسجد میں ہی قرآن مجید اور اردو ریاضی کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں آپ کے والد صاحب دہلی شریف (ہندوستان) کے برف خانہ رحمٰن آئس فیکٹری میں ملازم ہو گئے اور وہاں آپ کے ماموں زین العابدین صاحب نے آپ کو خوش نویسی سیکھنے کے لیے مشہور استاد منشی عبدالغنی بن منشی ممتاز علی مہاجر مکی کی خدمت میں بٹھا دیا۔ ۱۹۲۸ء میں طب کا شوق ہوا۔ بعد ازاں تلاش معاش کے سلسلہ میں یوسفی پریس میں جا پہنچے اور کتابت کرتے رہے۔ پھر دس بارہ برس تک مدرسہ رحمانیہ کے ماہنامہ

محدث کی کتابت کرتے رہے۔ پھر مولانا محمد جوناگڑھی کے لیے تفسیر ابن کثیر کے بعض پاروں اور خطبات محمدیؐ کی کتابت کی۔

بعد ازاں ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء میں حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن کے ادارہ ندوۃ المصنفین کے ماہنامہ برہان، نیز لغات القرآن، ترجمان السنہ، جواہر الحکم، قصص القرآن (کا ایک حصہ) اور مسلمانوں کا عروج وزوال کی کتابت کی۔

دہلی شریف کے قیام میں حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی کے مشورہ سے ''اعلیٰ کتب خانہ'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔

۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء میں اپنے عزیزوں میں پہلی شادی کی۔ مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے بعد ہجرت کے دوران سخت پریشانیوں سے سامنا ہوا۔ ان دنوں آپ دہلی شریف میں ہی تھے۔ اہلیہ محترمہ نے شہادت پائی اور آپ بچ بچا کر لاہور پہنچے۔ چند دن یہاں مقیم رہنے کے بعد کراچی آ گئے۔ کئی ماہ کے بعد ایک روز یہاں حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مدظلہ کے ہمراہ منگو پیر گئے۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کی بیگم صاحبہ آپ کے لیے شربت کا ایک گلاس لائی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شہادت کا درجہ عطا فرمایا۔

کراچی میں تلاش معاش میں شروع میں ندائے حرم کی کتابت ملی۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء میں حج کیا۔ ۱۹۴۹ء میں دوسری شادی کی۔ بعد ازاں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء) نے ماہنامہ بینات شائع کیا جس کی کتابت پر آپ مامور ہوئے۔ پھر حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵ جمادی الاوّل ۱۴۰۰ھ/ ۱۱-اپریل ۱۹۸۰ء) کے دعوۃ الحق کی بھی کتابت کرتے رہے۔ پھر ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۴ء میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حج کیا۔ دوسری اہلیہ محترمہ کی شہادت کے بعد ۱۹۶۵ء میں تیسرا نکاح کر لیا اور ۱۹۶۸ء میں اپنی ان اہلیہ محترمہ کے ساتھ عمرہ کیا۔ قضائے الٰہی سے آپ کی یہ زوجہ محترمہ بھی ۸ جمادی الاوّل ۱۴۲۱ھ/ ۱۹ اگست ۲۰۰۰ء کو وفات پا گئیں۔ آپ نے چھوٹی بڑی ۱۷ کتابیں کتابت فرمائی ہیں اور رئیس الخطاطین لقب ہے۔

آپ نیک صفات، خوش اوقات اور پاک طینت ہیں۔ پوری عمر دین کے کاموں میں صرف کی اور اب اپنے مکان کا ایک حصہ مسجد کے لیے وقف کر دیا ہے۔

آپ کو حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال کے بعد خواب میں خلافت نامہ عطا فرمایا۔ بعد ازاں حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی اور حضرت مولانا خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت علی مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔

مقامات زواریہ (سوانح حیات حضرت مولانا سید زوار حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ)، مطبوعہ کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۴۰۳ھ/ ۳۵۲، ص، آپ کی خوبصورت تصنیف ہے۔

نیز اشاریہ مکتوبات امام ربانی قدس سرہ (ہر سہ دفاتر)، آپ کی تصنیف ہے جو ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء میں ادارہ مجددیہ، کراچی کی جانب سے طبع ہوا۔

فصل نہم:

خانقاہ سعیدیہ غفوریہ زواریہ، یوسف گوٹھ، نیو کراچی

حضرت صوفی محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی خواہش تھی کہ زمین لے کر خانقاہ بنائی جائے جہاں جماعت کے لوگ یکسوئی کے ساتھ ذکر و مراقبہ کر سکیں۔ اسی دوران صوفی صاحبؒ کا وصال ہو گیا لیکن حکیم محمد یوسف بیگ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے نیو کراچی یوسف گوٹھ میں دو چھوٹے پلاٹ خرید کر خانقاہ تعمیر کرائی جس کا نام خانقاہ سعیدیہ غفوریہ زواریہ رکھا۔ ۱۹۸۲ء تا ۱۹۹۴ء/۱۴۰۲-۱۴۱۴ھ تقریباً ۱۲ سال یہاں سلسلہ ذکر جاری رہا۔

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، بلاک نمبر ۱۰، فیڈرل بی ایریا، نزد عائشہ منزل، کراچی

پھر وابستگان سلسلہ کی سفری اور موسمی مشکلات کے پیش نظر خانقاہ شہر کے وسط میں بنانے کا پروگرام بنایا گیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حکیم محمد یوسف صاحبؒ کی حکمت عملی سے بلاک نمبر ۱۰، فیڈرل بی ایریا، نزد عائشہ منزل، کراچی میں تعمیر ہو گئی۔ جس سے علاقے کے کثیر لوگ مستفیض ہو رہے ہیں۔ حافظ محمد احمد بیگ ابن حکیم محمد یوسف اور حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت حافظ سید فضل الرحمٰن مدظلہ العالی اس کے سرپرست ہیں۔

احوال و مناقب حضرت حکیم محمد یوسف بیگ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد بزرگوار حضرت مرزا یعقوب بیگ رحمۃ اللہ علیہ قادری سلسلہ کے اجازت یافتہ بزرگ تھے اور ہمدرد دواخانہ دہلی شریف میں ملازم تھے۔

آپ ۱۹۳۲ء/۵۱-۱۳۵۰ھ میں دہلی شریف میں پیدا ہوئے۔ طب خاندانی پیشہ تھا اور

شروع سے دین کا بہت زیادہ جذبہ رکھتے تھے۔ پاکستان ہجرت کے بعد کراچی کے علاقہ اولڈ ایریا میٹھادر میں رہائش اختیار کی۔ آپ شیخ کی تلاش میں رہتے تھے۔ حضرت صوفی محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور تحصیل سلوک میں مصروف ہو گئے۔ نیز مولانا عبدالجبار صاحب سے علمی استفادہ کیا اور حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مدظلہ سے تجوید سیکھتے رہے۔ آپ سادگی، بے نفسی، قناعت، خودداری، للٰہیت، اخلاص، دعوت دین کی تڑپ ولگن اور عوام الناس کی اصلاح اور دینی تعلیمات سے روشناس کرانے کا ذوق جیسی صفات بدرجہ اتم رکھتے تھے۔ آپ نے محرم ۱۴۰۲ھ/نومبر ۱۹۸۱ء میں حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پانی پت، ہندوستان کا سفر کیا اور ان کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو گئے اور ۲۴ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ/۱۳ ستمبر ۱۹۸۲ء کو ان سے تحریری خلافت و اجازت پائی۔

آپ نے شروع میں خانقاہ سعیدیہ غفوریہ زواریہ، نیو کراچی تعمیر فرمائی جو بعد ازاں خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بلاک نمبر ۱۰ فیڈرل بی ایریا نزد عائشہ منزل، کراچی کی تعمیر کا ذریعہ بنی۔

۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں اپنی اہلیٰ محترمہ کے ہمراہ سعادت عمرہ و حج سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ۱۵ صفر ۱۴۱۹ھ/ ۱۱ جون ۱۹۹۸ء کو وصال فرمایا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔ آپ کے وصال کے بعد بھی سلسلہ فیض جاری رہا۔ آپ کے صاحبزادے حافظ محمد احمد بیگ صاحب اس خانقاہ کا نظام چلا رہے ہیں۔[۲۳]

فصل دہم:

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ واں بھچراں، ضلع میانوالی

اس خانقاہ نے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں اپنے علمی و روحانی فیوض و برکات کی بدولت خوب شہرت پائی۔ لہٰذا اس سلسلے میں یہاں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے تلامذہ وخلفائے گرامی کا ذکر کیا جارہا ہے۔

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ (۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷ء) کے خاص ترین اصحاب اور اعظم ترین خلفاء میں شامل ہیں اور آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے صاجبزادگان گرامی کے استاد ہیں۔ نیز حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء) کے استاد ہونے کے علاوہ آپ سے خلافت واجازت کا شرف بھی رکھتے ہیں۔ بعدازاں حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاجبزادے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء) نے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مجاز طریقت بنایا اور حلقہ خلفائے عظام خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ و وابستگان وعقیدتمندان خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے مجمع کثیر میں آپ کو دستار فضیلت بندھائی۔ نیز حضرت خواجہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے صاجبزادے حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء) نے بھی آپ سے خلافت واجازت پائی۔ یہ ساری چیزیں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وروحانی فضیلت وعظمت کی شاہد ہیں۔ فَرَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

احوال و مناقب

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع میانوالی کے قصبہ واں بھچراں میں بروز ہفتہ ۱۹ ذی القعدہ ۱۲۸۳ھ/ ۲۵ مارچ ۱۸۶۷ء میں میاں محمد بن حافظ عبداللہ بن حافظ الیاسؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی معزز قوم میانہ سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے خاص ترین اصحاب اور اعظم ترین خلفاء میں شامل تھے۔ جید عالم، فاضل، صوفی کامل اور خوش استعداد ظاہری و باطنی تھے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے صاحبزادگان گرامی کے استاد تھے۔

آغاز و تکمیل علوم

سب سے پہلے قرآن شریف پڑھا۔ بعد ازاں فارسی کی ابتدائی کتب اپنے والد محترم سے پڑھیں۔ جب شوق بڑھا تو موضع سیلوان (کندیاں، ضلع میانوالی) تشریف لے گئے اور وہاں عربی و فارسی کی باقی کتب پڑھیں۔ ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۳ء میں دورہ حدیث پڑھنے کے لیے گنگوہ (ہندوستان) تشریف لے گئے اور محدث وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) سے دورہ حدیث پڑھا۔ پھر ۱۳۰۳ھ میں ان کے مشورے سے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں گئے اور وہاں حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۳ء) سے تفسیر قرآن پڑھی۔ بعد ازاں ۱۳۰۴ھ میں مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء) سے منطق و فلسفہ کی تکمیل کر کے وطن لوٹے۔[۲۴]

بے مثال ذہانت و فطانت

دورہ حدیث کی تحصیل کے لیے گنگوہ تشریف لے گئے تو وہاں کے طلبا اور اساتذہ نے

آپ کی سادگی اور لباس کو دیکھ کر سمجھا کہ کوئی زمیندار مسئلہ دریافت کرنے کے لیے آیا ہوگا۔ جب اسباق شروع ہوئے اور آپ سننے کے لیے وہاں بیٹھ گئے تو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا: ''بھائی تم کیسے بیٹھے ہو اور کہاں سے آئے ہو؟''

عرض کیا: ''دورہ حدیث پڑھنے کے لیے علاقہ پنجاب ضلع میانوالی سے آیا ہوں۔''

اس پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہمارے پاس صحاح ستہ کی کتابوں کے نسخے ختم ہو چکے ہیں اور روٹی کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ ہاں اسباق سن سکتے ہیں۔''

آپ نے اسے منظور فرمایا اور محلّہ کی ایک بڑھیا سے کہا: ''میں دور سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں۔ اگر ایک وقت کی روٹی کا انتظام کردیں تو آپ کا میں شکرگزار ہوں گا۔'' اس بڑھیا نے صرف ایک چپاتی ایک وقت دینے کے لیے منظور کرلی۔ آپ اسی پر گزارا کرتے رہے، رات کو طالب علموں کے پاس بیٹھ کر مطالعہ کرلیتے اور مسجد میں سو رہتے تھے۔

آپ کچھ دن دوسرے طلباء کی طرح خاموشی سے حدیث کے اسباق سنتے رہے لیکن بعد میں دل میں خیال آیا کہ بڑی دور سے آیا ہوں اور تکلیف سے اسباق پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ اس لیے اپنے شبہات دور کرنے چاہئیں۔ چنانچہ ایک موقع پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر پر اعتراض کردیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ آپ نے پھر اعتراض کردیا۔ چنانچہ یہ سلسلہ کچھ دیر چلتا رہا، جب اسباق ختم ہوئے تو استاد محترم نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ حسین علی! یہ میری ذاتی کتب ہیں۔ یہ تیرے پاس رہیں گی اور دو وقت کا کھانا میرے ہاں سے آئے گا۔ پھر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اکثر حدیث پاک کی عبارت آپ سے پڑھوایا کرتے تھے۔

جب دورہ حدیث کا امتحان ہوا تو یہ سادہ طالب علم اوّل آیا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے زندگی میں اس سے بڑھ کر کوئی طالب علم اس قدر ذہین اور محنتی نہیں دیکھا۔ [۲۵]

تبلیغی مساعی

آپ نے دو اصلاحی شعبے قائم کیے۔

۱-شعبہ تدریس و تعلیم ۲-شعبہ وعظ و تبلیغ

آپ قرآن پاک کی مدلل اور پر مغز تفسیر پڑھاتے تھے۔ آپ کی تفسیری مہارت کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا اور بڑے بڑے متبحر اور تجربہ کار علماء اور مدرس فہم قرآن کے لیے مہینوں آپ کے ہاں رہ کر قرآنی مطالب پر عبور حاصل کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر آپ اپنے چند قابل شاگردوں کو ساتھ لے کر تبلیغ کے لیے نکل جاتے۔ بڑے بڑے مجمعوں میں خود درس قرآن دیتے۔ آپ نے کتاب و سنت کی اشاعت و تبلیغ کے لیے بے پناہ تکالیف و مصائب برداشت کیے اور اس سلسلے میں آپ کو اپنے آبائی گاؤں سے ہجرت کر کے اپنی مزروعہ و مملوکہ زمین میں آباد ہونا پڑا۔ چنانچہ ۱۳۱۳ھ/ ۹۶-۱۸۹۵ء میں اپنی زمین میں جا کر رہائشی جگہ بنا لی۔ اس زمین سے خود بھی کھاتے اور اپنے طلبہ کو بھی کھلاتے۔ خود کھیتی باڑی کا کام کرتے اور طلباء کو درس و تدریس بھی دیتے۔ اس طرح آپ کا حلقہ اثر اتنا بڑھا کہ دور دور سے علمائے کرام صرف تفسیر پڑھنے کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ یوں آپ کی شہرت پنجاب سے نکل کر پورے عالم اسلام میں پھیل گئی۔ [۲۵]

بیعت و تکمیل سلوک

ہندوستان سے تکمیل و تحصیل علوم کر کے واپس آئے تو اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔ آپ کو پیر و مرشد کی جستجو اور تلاش کا شوق دامنگیر ہو گیا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے استخارے شروع کیے۔ خواب میں ایک درویش کی زیارت نصیب ہوئی۔ بعد میں خواب میں دیکھے ہوئے درویش کے مکان و نشان کا پوچھنا شروع کیا۔ آخر ایک طالب علم (جو آپ کے پاس حدیث شریف کی تعلیم پا رہا تھا) نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خانقاہ شریف، واقع ڈیپ، سون سیکسر، ضلع خوشاب کا پتہ بتایا۔ اس فرحت افزا خبر کو سن کر چل

پڑے۔ جب خانقاہ شریف ڈیپ، سون سیکسر پہنچے تو وہاں وہی جگہ اور وہی مبارک صورت حضرت اقدس قدس سرہ کی جو خواب میں القاء ہوئی تھی، موجود پائی۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے آپ سے دریافت فرمایا: ''کہاں سے آنا ہوا؟'' عرض کیا: ''قصبہ واں بھچراں سے۔'' حضرت اقدس نے فرمایا: ''مولوی حسین علی کے بارے میں جانتے ہو، وہ کیسے تھے؟'' عرض کیا: ''خیریت سے ہیں۔'' حضرت اقدس نے پھر فرمایا: ''تم ان کے عزیزوں سے ہو یا نہ؟'' عرض کیا کہ قبلہ میں ہی حسین علی ہوں۔ پس حضرت اقدس نے آپ کو معزز جگہ پر بٹھایا۔ کوئی لحظہ بھر بعد مولانا حسین علی صاحبؒ نے حضرت اقدسؒ کی بیعت کا شرف پایا۔ حضرت اقدسؒ نے بیعت کرنے سے قبل فرمایا:

> ''اس طریقہ میں کشف و کرامت نہیں بلکہ اس طریقہ میں جلنا ہے، تم نے اتنی عمر تحصیل علم کی تکلیف برداشت کرنے میں گزاری ہے، اب خود کو جلانا کیوں چاہتے ہو؟''

مولانا حسین علی صاحبؒ نے عرض کیا کہ قبلہ میں صرف دین (کے حصول) کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

آخر کار حضرت اقدس نے آپ کو بیعت کر کے داخل طریقہ عالیہ فرمایا اور آپ پر بہت ہی زیادہ لطف و مہربانی فرمائی۔ جب آپ کا سبق کمالات نبوت کے مقام پر پہنچا تو حضرت اقدس سراپا عطا بنے اور آپ کو شرف اجازت سے سرفراز فرمایا اور اجازت نامہ (خلافت) تحریر کر کے عنایت فرمایا اور دلائل الخیرات اور حزب البحر کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جب ۳ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ/ ۸ مئی ۱۸۹۴ء میں حضرت خواجہ محمد دامانی قدس سرہ نے اپنے فرزند ارشد حضرت خواجہ محمد عثمان سراج الدین قدس سرہ کو ایک تقریب سعید میں دستار فضیلت باندھی تو اس مبارک موقع پر آپ کے شفیق اور مہربان و گرامی مرتبت استاد حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ کے سر مبارک پر بھی دستار فضیلت باندھی گئی اور چوغہ پہنایا گیا۔

خرقہ خلافت:

۱۸۹۳ء/ ۱۳۹۳ھ میں حضرت مولانا حسین علی صاحب کو حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ

علیہ نے خلعت خلافت سے نوازا اور تحریراً اجازت عطا فرمائی۔ فارسی سے اردو میں مختصر و ملخص ترجمہ درج ذیل ہے۔

''بعدہ حمد و صلوٰۃ فقیر حقیر لاشے محمد عثمان کی طرف سے واضح ہو کہ حقائق و معارف آگاہ حاوی علوم عقلی و نقلی، راوی فنون فرعی و اصلی مولوی حسین علی صاحب (بارک اللہ تعالیٰ فی عمرہ و رفع اللہ تعالیٰ درجاتہ) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مظہریہ میں بیعت کی غرض سے فقیر کے پاس آئے اور فقیر نے حسب دستور حضرات مشائخ کرام لطیفہ اسم اللہ ان کے قلب میں بٹھایا۔ اللہ کے فضل و کرم سے قوی درجہ کی روشن تاثیر اس لطیفہ سے ظاہر ہوئیں۔ نیز درجہ بہ درجہ دیگر لطائف مثلاً روح، سر، خفی، اخفی، نفس قالب وغیرہ میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ذوق و شوق اور انہماک کا ظہور ہوتا رہا اور انہوں نے مشربات کے درجات نفی و اثبات، مراقبہ کے بعد ولایات ثلاثہ، اسم الظاہر اور کمالات ثلاثہ کو طے کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے مقامات و حالات اور تاثیرات میں حضور و جامعیت اور فنا و بقا عطا فرمائے (آمین) مولوی صاحب ممدوح کی استعداد و صلاحیت کو دیکھتے ہوئے اپنے شیخ و مرشد کی روش پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ میں اجازت عامہ دی گئی (اللہ تعالیٰ ان کو اپنی ذات اقدس کا محب و عاشق بنائے اور اپنے اسلاف و مشائخ کا محبّ بنائے۔) اب ان پر لازم ہے کہ طریقہ عالیہ کو رواج دیں اور اس کی تلقین کریں۔ طالبان حق کے لیے ان کا مقبول میرا مقبول ہے اور ان کی اقتداء کرنے والوں کو بشارت ہے اور میں انہیں تاکید کرتا ہوں کہ ذکر و فکر کا اہتمام کریں، خلوت و علیحدگی اختیار کریں اور اپنے تمام امور میں اللہ عزوجل ہی سے امید رکھیں اور اسی کی طرف توجہ کریں اجازت کی شرط شریعت حقہ پر استقامت اور سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کامل

پر ہے اللہ تعالیٰ میری اور ان کی زندگی اپنی رضا کے لیے بنا دے۔''

ازلاشئی محمد عثمان

آپ کو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے صاجزادگان گرامی مرتبت سے کمال اُلفت تھی۔

آپ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی وفات مبارک کے بعد ایک روز میں حقائق و معارف آگاہ حضرت صاجزادہ محمد سراج الدین صاحبؒ کے حلقہ میں شریک تھا۔ میں نے دیکھا کہ میں حضرت صاجزادہ صاحبؒ کی طرف متوجہ ہوں اور دو دوسرے اشخاص حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان قدس سرہ) کی جانب متوجہ ہیں۔ اللہ رب العزت کی طرف سے ایک ندا آئی کہ ان دو اشخاص کو خانقاہ سے باہر نکال دو۔ اس (واقعہ) کے بعد میں حضرت قبلہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ حضرت صاجزادہ صاحبؒ جو کہ بعینہ حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان قدس سرہ) کی طرح ہیں، متوجہ رہتا ہوں۔

آپ بڑے صاحب حال تھے۔ صحیح کشف رکھتے تھے اور اکثر اوقات بڑے عمدہ عمدہ خواب دیکھا کرتے تھے۔ آپ کے باطنی حالات بے شمار و نورانی تھے۔[۲۷]

حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پانا

آپ نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت پائی لیکن حضرت شیخ کے وصال مبارک کے بعد ان کے گرامی مرتبت صاجزادے حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سلوک نقشبندیہ کے مقامات کو از سر نو طے کرنے کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ نے نہ صرف (ان کے) سابقہ مقامات کو تازہ کر دیا بلکہ جو مقامات باقی رہ گئے تھے، ان کی تکمیل بھی کرادی۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ساتھ انہیں دیگر سلاسل طریقت میں بھی مجاز قرار دیا۔ اس اعتبار سے حضرت مولانا حسین علی صاحب کو خلافت جامعہ و کاملہ اور اجازت مطلقہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ سے نصیب ہوئی۔

(زیرِ نظر کتاب کے باب پنجم کی فصل ششم میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دو مکتوب بنام حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں جو پڑھنے کے لائق ہیں)

شیخ ثانیؒ سے مثالی رابطہ

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کا حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مثالی نوعیت کا رابطہ تھا۔ ایک طرف حضرت خواجہؒ نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے خلیفہ حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ سے علوم دینیہ کی متعدد کتابیں پڑھیں اور دوسری طرف حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ نے آپ سے ہشت سلاسل طریقت میں خلافت وسند اجازت حاصل کی۔ اس طرح حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ حضرت مولاناؒ کے تلمیذ بھی تھے اور شیخ طریقت بھی۔ [۲۸]

اجازت وخلافت نامہ از شیخ ثانیؒ

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ نے جو تحریری اجازت نامہ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا وہ یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للّٰه و السّلام علی عباده الذین اصطفٰی، فان الاخ الصالح مولانا حسین علی صاحب سلمه اللّٰه تعالٰی اخذ الطریقه الاشرفیه النقشبندیه المجددیه المعصومیه من والدی المرحوم قدسنا اللّٰه تعالٰی بسره الاقدس، فتوجه الیه فی لطیفه القلب وسائر لطائف الامر، فانکشف له انوارها وحصل له الجذبات و الواردات من التوجه والحضور و الجمعیة والاستغراق الذی هو مقدمة الفناء الاتم المستلزم للبقاء، ثم توجه الیه فی لطیفه النفس و القالب والنفی والاثبات، فحصل له الاستهلاک والا ضمحلال ونوع عن

الفناء و زوال العین والاثر. ثم توجه الیه فی مراقبه الاحدیة وفی دوائر الولایات الثلث الصغری والکبری والعلیاء و مراقبة الکمالات و الحقائق و المعبودیة الصرفة وحقیقة الابراهیمی والموسوی والمحمودیة، فحصل له بعنایة اللّٰه سبحانه وتعالیٰ وبیمن المشائخ الکبار قدسنا اللّٰه باسرارهم الاقدس فی هذه المقامات العالیة امارات فناء النفس و شرح الصدر وغیرهاعن الحالات والکیفیات المناسبة لها، فلهٰذا اجازله فی الطریقة العالیة النقشبندیة المجددیة المعصومیة اجازة مطلقة۔

پس حضرت ایشان قدسنا اللہ بسرہ الاقدس بحکم "یَـآ اَیَّتُهَـا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً رجوع بملاء اعلیٰ کردند و مابیچارگان را در الم فراق وگزاشتند۔

پس مولانا صاحب رجوع بفقیر آوردند کہ اسباق باقی ماندہ تکمیل کنم وباز از سرنو شروع کنم۔ باین ہمہ عدم لیاقت از اجازت مسئول چارہ ندیدم۔ سبق حقیقت احمدی وحب صرف ولاتعین...... ودائرہ سیف قاطع ودائرہ حقیقت صوم دادم۔ احوالیکہ مناسب آنہا مشاہدہ خود کردند وفقیرہم مشاہدہ کرد۔

فصار مجمع البحار و معدن الانوار، فاجزت له اجازة مطلقة فی الطریقة النقشبندیة و القادریة و الچشتیة و السهروردیة والکبرویة وغیرها لارشاد الطلاب والقاء السکینة و الحضور فی قلوب الاحباب و اخذ البیعة المسنونة عن طالب الطریق المذکورة، فهو خلیفتی ویده کیدی، فطوبی لمن اقتدی به قال اللّٰه تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ". وصلی

اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد و آلہٖ و اصحابه اجمعین وشرط الاجازة الاستقامة علیٰ الشریعة. اللّٰھُمَّ کن له معیناً و کفیلاً فی الامور کلّھا برحمتک یا ارحم الراحمین [۲۹]

ترجمہ: ''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور سلام ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں پر۔ بے شک صالح بھائی مولانا حسین علی صاحب، اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے، نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میرے والد مرحوم، اللہ تعالیٰ ہمیں پاکیزہ بنائے، ان کے پاکیزہ راز کے ذریعے، سے حاصل کیا۔ انہوں نے ان کے لطیفہ قلب اور دوسرے تمام لطائف پر توجہ فرمائی۔ پھر ان (لطائف) کے انوار ان پر ظاہر ہوئے اور ان کے ذریعے انہوں نے توجہ، حضور، جمعیت اور استغراق کے جذبات اور وارادات حاصل کیے، جو اس کامل فنا کا مقدمہ ہیں جس کے لیے بقا لازم ہے۔ پھر انہوں نے ان کے لطیفہ نفس، (لطیفہ) قالب، (لطیفہ) نفی واثبات پر توجہ فرمائی تو ان کو استہلاک، اضمحلال فنا کی ایک قسم اور زوال عین واثر نصیب ہوئے۔ پھر انہوں نے ان پر مراقبہ احدیت، ولایت ثلاثہ: صغریٰ، کبریٰ اور علیاء کے دوائر اور مراقبہ کمالات، (مراقبہ) حقائق، (مراقبہ) معبودیہ صرفہ، (مراقبہ) حقیقت ابراہیمی (مراقبہ حقیقت) موسوی اور (مراقبہ حقیقت) محمودیہ میں توجہ فرمائی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اکابر مشائخ، اللہ تعالیٰ ان کے پاکیزہ رازوں کے ساتھ ہمیں پاکیزہ بنائے، کی برکت سے ان بلند مقامات میں فنائے نفس اور شرح صدر وغیرہ کی نشانیاں، ان کے مختلف حالات اور کیفیات کے مطابق حاصل کر لیں۔ لہٰذا انہوں نے ان کو طریقہ عالیہ

نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ کی اجازت مطلقہ عنایت فرمائی۔"

پس حضرت (خواجہ محمد عثمان دامانی) اللہ ان کے پاکیزہ راز کے ساتھ ہمیں پاکیزہ بنائے، (آیات کریمہ):

"یَآاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً"

یعنی "اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل، تو اس سے راضی، وہ تجھ سے راضی" (سورہ الفجر ۲۷-۲۸)

کے حکم پر ملاء اعلیٰ کی طرف لوٹ گئے اور ہم بیچاروں کو جدائی کے درد میں مبتلا فرما گئے۔

اب مولانا صاحب نے فقیر کی طرف رجوع کیا ہے کہ میں (ان کے) باقی ماندہ اسباق کی تکمیل کروں اور (ان کو) پھر نئے سرے سے شروع کروں۔ اس کی کلی لیاقت نہ رکھنے کے باوجود، جس چیز کا سوال کیا گیا ہے، اس کے سوا میں نے چارہ نہ پایا، (لہٰذا میں نے) ان کو حقیقت احمدی، حب صرف، لاتعین، دائرہ سیف قاطع اور دائرہ حقیقت نماز کا درس دیا۔ جیسا کہ انہوں نے ان کے مناسب حالات کو خود مشاہدہ کیا ہے اور میں نے بھی مشاہدہ کیا ہے۔

پس وہ مجمع البحار اور معدن الانوار بن گئے ہیں۔ سو میں نے سلاسل نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ وغیرہ میں طالبین کو ہدایت کرنے، احباب کے دلوں میں سکینہ اور حضور القاء کرنے اور مذکورہ سلاسل میں طلبگار سے مسنون طریقہ پر بیعت لینے کی انہیں اجازت مطلقہ دے دی ہے۔ پس وہ میرے خلیفہ ہیں اور ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے، سو خوش قسمت ہے وہ آدمی جو ان کی اقتدا کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ"

"یعنی جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، بے شک وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔" (سورہ الفتح ۱۰)

درود ہو اللہ تعالیٰ کا ان پر جو اس کی خلقت میں سب سے اعلیٰ ہیں، (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل (کرامؓ) اور تمام اصحاب (عظامؓ) پر اور اجازت کی شرط یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رہے۔ اے اللہ تو ان کا مددگار رہ اور ان کے تمام معاملات میں ان کا کارساز بن جا، اپنی رحمت کے صدقے، اے سب سے بڑے مہربان۔

خدمتِ خلق:

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہمارے شیخ حضرت مولانا حسین علی صاحب کی حیثیت ایک شفیق باپ اور ایک مہربان مربی کی سی تھی۔ وہ طلبہ میں گھل مل کر رہتے تھے۔ ان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے اور ان سے خدمت لینے کے بجائے اُلٹا ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھتے تھے۔ اس ضمن میں شیخ کے اس معمول کا ذکر عام لوگوں کے لیے باعث حیرت ہوگا اور بہت ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو اس کا یقین ہی نہ آئے لیکن حضرت شیخ کے تمام تلامذہ اور احباب گواہ ہیں کہ حضرت شیخ ہر روز جبکہ طلبہ ابھی خواب شیریں کے مزے لے رہے ہوتے تھے، طلبہ کے لیے لوٹوں میں پانی بھر دیا کرتے تھے۔ طلبہ جب فجر کی نماز کے لیے بیدار ہوتے تو انہیں وضو کے لیے لوٹے پانی سے بھرے ملتے تھے۔

حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ فرماتے تھے کہ ابتدا میں جب میں وہاں گیا اور کئی روز مسلسل مجھے مسجد کے لوٹوں میں پانی بھرا ہوا ملا تو مجھے حیرت ہوئی، چنانچہ میں نے ایک طالب علم سے جو وہاں ہم سے پہلے پڑھ رہا تھا دریافت کیا کہ ہم پر اتنا مہربان کون ہے کہ ہمیں خبر تک نہیں ہوتی اور وہ ہمارے لیے لوٹوں میں پانی بھر دیتا ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ خدمت حضرت شیخ خود ہی انجام دیتے ہیں تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ دوسری شب میں نے اس بات کی تصدیق کرنے کا فیصلہ کیا اور پوری رات بیداری میں گزاری۔ آخر شب جب پانی کے برتنوں کے اُٹھانے رکھنے کی آوازیں آئیں تو میں دبے پاؤں اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ مسجد کی جانب گیا، وہاں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ لوٹوں میں پانی بھر رہے ہیں۔ میں نے ان سے ڈول لے کر خود پانی بھر دینا چاہا لیکن شیخ نہ مانے اور مجھ سے فرمانے لگے: ”کیا تم نہیں چاہتے کہ جو لوگ خدا کے دین کا علم حاصل کرتے ہیں ان کی تھوڑی سی خدمت کا مجھے بھی ثواب مل جائے۔“

اخلاص:

حضرت شیخ مولانا حسین علی صاحبؒ محض دولت علم و عمل سے ہی مالا مال نہ تھے بلکہ اللہ

تعالیٰ نے آپ کو مادی دولت سے بھی نوازا تھا اور آپ اپنے علاقہ کے کافی بڑے زمیندار تھے۔ زمین سے ان کو کافی آمدنی ہوتی تھی۔ آپ اس آمدنی کو علوم قرآن وحدیث حاصل کرنے والے طلبہ پر خرچ فرمادیا کرتے تھے۔ گویا آپ اپنے گھر سے کھلا پلا کر لوگوں کو قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت استاذ مولانا عبدالحئی صاحب کوٹ مومن والے جو کہ حضرت شیخ کے شاگرد اور مرید ہیں، بیان فرماتے ہیں کہ آپ تمام طلبہ کو روٹی اپنے گھر سے دیا کرتے تھے اور روٹی بھی ایسی جو عام طور پر لوگ مہمان کو دیا کرتے ہیں۔ تنور کی بڑی روٹی پر کافی سارا تازہ مکھن رکھ کر دیا کرتے تھے اور خود اکثر طلبہ کے بچے ہوئے ٹکڑے ہی شوق سے کھایا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ کے صاحبزادے نے آپ کی اس فیاضی کو دیکھ کر شکایت کی کہ آپ سب کچھ ان پر خرچ کردیتے ہیں، گھر کا کچھ خیال نہیں فرماتے، تو حضرتؒ نے فرمایا: ''بیٹا تم کو ان طلبہ کا احسان مند ہونا چاہیے کہ ان کی وجہ سے خدا ہمیں عزت کے ساتھ رزق دے رہا ہے۔''

سادگی اور عجز:

شیخ انتہائی طور پر سادہ طبیعت اور منکسر المزاج تھے۔ کھدر کا کرتہ اور تہبند زیب تن فرماتے تھے اور سر پر دستار (پگڑی) باندھتے، ہل چلاتے اور کھیتی باڑی کرتے اور دیگر کام انجام دینے میں کبھی عار محسوس نہ کرتے تھے۔ ایک بار دہلی شریف کے ایک عالم، شیخ کے علم و فضل کا شہرہ سن کر وہاں پہنچے۔ اس وقت حضرت شیخ مٹی کا گارا بنا کر گھر کی دیوار مرمت کرنے میں مشغول تھے۔ انہوں نے لوگوں سے حضرت شیخ کے بارے میں دریافت کیا تو کسی نے اشارہ سے ان کی رہنمائی کی، مگر شیخ کو اس حالت میں دیکھ کر ان کو یقین نہ آیا لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ ان سے مذاق نہیں کیا گیا بلکہ وہ جس صاحب (مولانا حسین علی) کی جستجو میں دہلی شریف سے یہاں تک پہنچے ہیں، وہ یہی ہیں تو وہ شخص انگشت بدنداں رہ گئے۔ کچھ دنوں کے بعد جب وہ وہاں سے واپس جارہے تھے تو ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ ''مجھے اس درجہ علم و فضل کا مالک اور عالم باعمل مرکز ہندوستان دہلی میں بھی نظر نہیں آیا۔''

حضرت شیخ تکلفات کے بالکل قائل نہ تھے۔ جب کوئی آدمی آپ سے ملنے یا مسئلہ

پوچھنے آتا تو اس کے ساتھ سادگی اور بے تکلفی سے پیش آتے۔ آپ اپنی زمین میں کھیتی باڑی میں مصروف ہوتے۔ کوئی اگر تلاش کرتا ہوا وہاں آ جاتا تو اسے وہیں ریتلی زمین پر بٹھا دیتے اور تسلی بخش جواب دیتے۔ حضرت شیخ کے ایک مرید مولوی محمد شریف صاحب امرتسری (مقیم سرگودھا) کا بیان ہے کہ حضرت شیخ اپنے باجرہ کی فصل کی حفاظت کے لیے خود تشریف لے جاتے اور چڑیوں کو اونچی آواز سے اُڑاتے تھے اور دوپہر کو قیلولہ کرنے کے لیے ایسے ہی کسی درخت کے نیچے زمین کے بنے پر سر رکھ کر لیٹ جاتے۔ کوئی یہ تمیز نہیں کر سکتا تھا کہ یہ اتنے بڑے علم وفضل کے مالک بزرگ ہیں یا ایک عام دیہاتی کسان ہے۔

وفات حسرت آیات:

پچاس برس تک خدمت دین کرنے کے بعد بالآخر ۴ رجب ۱۳۶۲ھ/ ۲۵ جون ۱۹۴۳ء کو یہ آفتاب علم وعمل غروب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْنَ۔

اولاد امجاد:

آپ نے ایک شادی کی اور اللہ کریم نے پانچ صاحبزادے عطا فرمائے جن کے اسمائے گرامی ہیں:

۱- مولانا صدر الدین صاحبؒ: آپ نے اپنے والد بزرگوار کی حیات میں وفات پائی۔

۲- مولانا حافظ عبد الرحمٰن صاحب۔

۳- مولانا محمد صادق صاحبؒ: آپ نے اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی جانشینی کا حق ادا فرمایا۔ آپ کے مدرسہ کو قائم رکھا۔

۴- مولانا محمد عبد اللہ صاحبؒ: آپ اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں ہی رحلت فرما گئے۔

۵- مولانا عبد الرزاق صاحبؒ: آپ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

جانشین معظم

آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جانشین قرار پائے۔[۳۰]

آپ کو عربی اور فارسی ہر دو زبانوں پر عبور کامل حاصل تھا۔ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بڑا گہرا لگاؤ تھا۔ بہت اچھے واعظ اور صوفی مزاج بزرگ تھے۔ تصوف وسلوک میں ان کا قدم بڑا راسخ تھا اور نقشبندی مجددی سلسلہ طریقت میں ہزاروں لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا حسین علیؒ نے اپنے صاحبزادوں میں سے خلافت صرف آپ کو عطا فرمائی تھی۔

تصانیف وتالیفات

تفسیر واصول تفسیر:

۱۔ بلغۃ الحیر ان فی ربط الآیات القرآن (اُردو): قرآن مجید کے باہمی ربط، تفسیری نکات اور بعض مقامات کی تشریح وتفسیر پر مشتمل ہے۔ اس کے جامع شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد نذر شاہ ہیں۔ چند بار طبع ہو چکی ہے۔ اس کی ایک تازہ طباعت: لاہور مکتبہ اخوت نزد مچھلی منڈی (بوہڑ)، اردو بازار (۲۰۰۳ء)، ۴۴۸ص

۲۔ تبیان فی تفسیر القرآن (اُردو): اس میں قرآن مجید کی تمام سورتوں کا الگ الگ خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ مطبوعہ ہے، ۹۶ص، دوبارہ شاید احسن التفسیر کے نام سے طبع ہوئی ہے۔

حدیث:

۳۔ تلخیص الطحاوی (عربی) شرح معانی الآثار کا خلاصہ ہے۔ مولانا محمد اسلم دیوبندی

کے مختصر حواشی کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔۵۲ص۔ حال ہی میں ایچ ایم سعید کمپنی کراچی نے شرح معانی الآثار کے حاشیہ پر اسے طبع کیا ہے۔

۴- تحریرات حدیث (عربی)، ملتان: مولوی رب نواز،۱۹۴۲ء،۲۵۸ص۔

۵- تقریر الجنجوہی علیٰ صحیح البخاری (عربی)، صحیح بخاری کے بعض مقامات کی شرح اور تراجم کا بیان ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے درسی افادات میں سے ہے۔ چھپ چکی ہے۔۱۰۳ص

۶- تقریر الجنجوہی علیٰ صحیح مسلم (عربی)، از افادات مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، ۶۸ص

۷- عون المعبود علیٰ سنن ابی داؤد۔

فقہ:

۸- رسالہ رفع سبابہ۔

۹- ذبح فوق العقدہ، جس میں جانور کے ذبح کا مقام بتایا گیا ہے۔

۱۰- رسالہ الجریدتین (حدیث) اس میں حدیث جرید علی القبر کی تحقیق کی گئی ہے۔

۱۱- رسالہ خمس اوسق۔

۱۲- برہان التسلیم یا فسخ الحج بالعمرہ۔

۱۳- خلاصہ فتح القدیر۔ (تا حال طبع نہیں ہوئی)

۱۴- تحریرات حدیث، مطبوعہ۔

عقائد:

۱۵- مسئلہ علم غیب، باہتمام مولوی نور الحق، ۱۳۴۴ھ۔

تصوف

تصحیح وحواشی مجموعہ فوائد عثمانیہ (فارسی):

۱۶- آپ نے اپنے شیخ ثانی حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ (م ۱۳۳۳ھ) کی

فرمائش پر اپنے شیخ اوّل حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے ملفوظات، مکتوبات اور معمولات کے ''مجموعہ فوائد عثمانیہ'' مرتبہ حضرت سید اکبر علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح فرمائی اور اس پر گراں قدر حواشی بھی تحریر فرمائے۔ حواشی میں (ح) سے نام نامی ''حسین علی'' کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ چند بار طبع ہو چکے ہیں۔

۱۷-تحفہ ابراہیمیہ (فارسی)

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے فرزند گرامی وخلیفہ ارشد حضرت محمد سراج الدین قدس سرہ اور دوسرے صاحبزادگان گرامی کے استاد رہے ہیں۔ جب حضرت صاحبزادہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے جانشین بنے تو حضرت مولانا حسین علیؒ نے ان کی روحانی تربیت کے لیے ان ہی کے نام ''تحفہ ابراہیمیہ'' تالیف فرمائی۔[۳۱]

یہ مولانا عبدالحمید سواتی کے مقدمہ اور ترجمہ کے ساتھ ''فیوضات حسینی'' کے نام سے ۱۳۸۷ھ میں مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ سے طبع ہو چکی ہے۔

۱۸-حل مثنوی:

اس میں مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کو حل کرنے کے علاوہ اس کے قصص کا باہم ربط اور خلاصہ بھی بیان کیا ہے۔

خلفائے عظام

بہت سے سالکان طریقت اور علمائے شریعت آپ سے فیض یاب ہوئے۔ درس قرآن مجید آپ کا خصوصی مشغلہ تھا۔ ترویج کتاب وسنت کے ساتھ ساتھ سالکان طریقت کو روحانی منازل بھی طے کرایا کرتے تھے۔ ظاہری وباطنی علوم میں آپ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ان میں سے چند ایک نے آپ سے خلافت بھی حاصل کی جو کہ درج ذیل ہے۔

حضرت مولانا محمد سراج الدین قدس سرہ

آپ خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے مفصل حالات زیر نظر کتاب کے باب پنجم میں درج ہیں۔

حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے مفصل حالات زیر نظم کتاب کے باب ششم کی فصل اوّل اور فصل چہارم میں درج ہیں۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں جو اپنے والد بزرگوارؒ کے وصال مبارک کے بعد خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے سجادہ نشین تھے۔ آپ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز طریقت تھے۔ (آپ کے حالات باب ششم کی فصل پنجم میں گزر چکے ہیں)

حضرت مولانا غلام رسول المعروف بابا انہی والا رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء حضرت مولانا غلام رسول، موضع انہی، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاء الدین میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا سلطان احمدؒ کے مدرسہ، موضع نوتھ، ضلع اٹک میں تعلیم حاصل کی اور بعد ازاں اپنے آبائی گاؤں انہی میں اپنی مملوکہ زمین کے اندر ایک دینی درس گاہ مدرسہ حسینیہ کے نام سے قائم فرمائی، جس کا شہرہ دور دور تک پہنچا۔ آپ بلا معاوضہ دین پڑھاتے تھے اور اپنی زمین میں خود کھیتی باڑی کرتے تھے۔ اس درسگاہ سے فارغ التحصیل طلبہ جب دورہ حدیث کے لیے دارالعلوم دیوبند میں جاتے تو وہاں کے اساتذہ اور منتظمین ان کے امتحان کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اور ''انہی'' کا نام ہی ان کی

قابلیت واہلیت کی ضمانت ہوتا تھا۔ حضرت مولانا غلام رسولؒ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ نے ۱۹۳۳ء/۵۲-۱۳۵۱ھ میں وفات پائی اور انہی میں مدفون ہوئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا نصیر الدین بن بہاء الدین بن سعد الدین بن شیخ محمد موسیٰ بن آخوند محمد بشارت رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں غورغشتی، ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا نصیر الدینؒ بہت پختہ، جید اور مستند و متبحر عالم دین، عابد، زاہد، متقی اور صوفی وصافی تھے۔ افغان قبیلہ کاکڑ کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے دادا مولانا سعد الدینؒ بلند پایہ عالم اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ آخوند صاحب سوات میاں عبدالغفور بن عبدالواحد (م ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء) ان کی بہت عزت کرتے تھے اور علاقہ چھچھ کے اپنے ارادتمندوں سے کہا کرتے تھے کہ جب چھچھ میں آخوند سعد الدین موجود ہیں تو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے؟ اسی طرح آپ کے والد مولانا بہاء الدینؒ جید عالم، کامیاب مدرس اور صوفی بزرگ تھے۔

آپ چودہ برس کے تھے کہ والد بزرگوار مولانا بہاء الدینؒ نے وصال فرمایا۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی مولانا شہاب الدین سے ابتدائی درسی کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں ملتان جا کر صرف ونحو پڑھی اور پھر موضع نوتھ (ضلع اٹک) میں مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ انہی والے کے شاگردوں میں شامل ہو گئے اور ان سے معانی، منطق اور نحو کی کتابیں پڑھیں۔ دورہ حدیث قاضی قمر الدین چکڑالویؒ سے کیا۔ پھر اپنے گاؤں غورغشتی لوٹے اور تدریس میں مشغول ہو گئے۔ مولانا سلطان محمد (ساکن نوتھ ضلع اٹک) کے ایماء پر رنگون گئے اور وہاں چند سال تبلیغ و خطابت کرتے رہے۔ بعد ازاں وہاں سے واپس آئے۔ دارالعلوم دیوبند کی تابندہ روایات کا تذکرہ سن کر وہاں داخلہ لیا، مگر خرابی صحت کی بنا پر چند ہفتوں کے قیام کے بعد واپس غورغشتی آ گئے اور تدریس شروع کر دی۔ پشتو اور فارسی بولنے والے علاقوں کے طلبہ آپ کے ہاں ٹوٹ پڑے۔ مختلف سالوں میں ساٹھ سے لے کر ڈیڑھ سو تک طلبہ ان کے پاس پڑھتے رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء) کی وفات کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (ہندوستان) کے منتظمین ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں مدرسہ کی مسند حدیث کی پیشکش کی لیکن آپ نے اپنے وطن میں رہ کر خدمت حدیث کرنے کو مقدم سمجھا۔ ساری عمر حدیث پڑھانے میں گزار دی۔ آپ کی سند علاقہ چھچھ، فاٹا، افغانستان اور قندھار میں خصوصاً سرکاری طور پر مسلم تھی۔ آپ کے ہزاروں شاگرد بعد از فراغت اپنے اپنے علاقوں میں دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ بہت باادب رہتے تھے اور رکھتے تھے۔ حدیث پڑھنے والے دو دو سو طلبہ کو گول دائرے میں بٹھاتے تھے، تاکہ حدیث شریف کی کتاب کی جانب کسی کی پیٹھ نہ ہو۔

آپ پہلے حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء) کے مبارک ہاتھ پر بیعت تھے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی۔ واں بھچراں میں اپنے مرشد کے پاس اکثر و بیشتر رہ کر استفادہ علمی و دینی کرتے تھے اور ان کے خلفاء میں آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ آپ کی زندگی خدا خوفی، تقویٰ اور توکل علی اللہ کی سچی تصویر تھی۔ سادہ طبیعت اور معتدل مزاج بزرگ تھے۔ حمیت دینی میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔ تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) میں دس ماہ اٹک اور ساہیوال میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

آپ نے ۴ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ/ ۲۳ جنوری ۱۹۶۹ء میں وفات پائی اور آپ کے صاحبزادے مولانا رکن الدین نے صاحب آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور غور غشتی میں مدفون ہوئے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

آپ کی تصانیف میں حاشیہ مشکوۃ المصابیح، (مطبوعہ)، حاشیہ ابو داؤد اور حاشیہ جامع ترمذی (غیر مطبوعہ) شامل ہیں۔

آپ کے پانچ صاحبزادے ہیں:

۱-مولانا رکن الدین صاحب ۲-مولانا فخر الدین صاحب

۳-مولانا محمد ابراہیم صاحب ۴-صدر الدین صاحب

۵-محمد اسماعیل صاحب

حضرت مولانا قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولوی شیر محمد بن زین العابدینؒ کے گھر ۱۸۹۶ء/۱۴-۱۳۱۳ھ سے قبل موضع پڑی تحصیل پنڈی گھیپ، ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ اعوان برادری سے تعلق تھا۔ درس نظامی کی تمام کتابیں حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (انہی والا) سے پڑھیں اور پھر انہی کے حکم کی تعمیل میں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث اور ترجمہ وتفسیر قرآن پاک پڑھی۔ حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء) سے ڈابھیل میں دورہ حدیث پڑھ کر سند فضیلت پائی۔ ۱۹۲۲ء/۴۱-۱۳۴۰ھ قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ میں مقیم ہو گئے اور وہاں مدرسہ محمدیہ کی بنیاد رکھی۔ تدریسی، تصنیفی اور تبلیغی کاموں میں مصروف رہے۔ کتاب وسنت کی تبلیغ میں مستغرق رہتے تھے۔ درس قرآن اور وعظ بڑا موثر تھا۔ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ اجل تھے۔ ذکر وشغل میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت مولانا حسین علیؒ کے حلقہ اثر میں انہیں خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ قائم ہوئی تو آپ کو اس کا پہلا امیر مقرر کیا گیا۔ آپ نے ۲۲ محرم ۱۳۸۲ھ/ ۲۶ جون ۱۹۶۲ء کو وفات پائی۔ حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم دار العلوم دیوبند) نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

متعدد کتب تالیف فرمائیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱- صاعقۃ الرحمٰن (دو جلدیں)

۲- صلوٰۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، فقہ حنفی کی رو سے مسائل نماز کا بیان۔

۳- ازالۃ الرین عن مسئلہ رفع الیدین

۴- ازالۃ الاوہام عن عدم الفاتحہ خلف الامام

۵- ازالۃ الستر عن عدد رکعات التراویح والوتر

آپ کے صاحبزادے مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب آپ کے جانشین ہیں۔

حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ قاضی نور محمدؒ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ ۱۹۱۰ء/۱۳۲۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے علماء سے حاصل کی اور پھر حضرت مولانا غلام رسول بابا انہی والا رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ حسینیہ انہی، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤ الدین میں پڑھتے رہے۔ بعدازاں واں بھچراں میں چلے گئے اور حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ آپ سے حدیث، فقہ، ہدایہ، مثنوی، تصوف اور قرآن مجید کا علم حاصل کیا۔ پھر دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) کی راہ لی اور وہاں حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء) سے علم حدیث اخذ کیا۔ فراغت کے بعد پنڈی گھیپ (ضلع اٹک) میں آ کر تدریس کا شغل اپنایا اور آپ رئیس الفقہا اور سید المناظرین کے نام سے معروف تھے۔ گوجرانوالہ میں ایک دینی درسگاہ جامعہ صدیقیہ قائم کی اور اس کے شیخ الحدیث رہے۔ حضرت حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے باکمال مریدوں اور شاگردوں میں شامل تھے۔ مدرسہ اشاعت العلوم فیصل آباد میں بھی کئی سال مدرس رہے اور پھر گوجرانوالہ چلے گئے اور مدرسہ انوار العلوم اور مدرسہ اشرف العلوم وغیرہ میں علم حدیث پڑھاتے رہے اور کچھ عرصہ مدرسہ نصرۃ العلوم میں بھی مصروف کار رہے۔ جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ کے نائب امیر بھی رہے۔ پنجاب میں مفتی مانے جاتے تھے۔

آپ نے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت و خلافت پائی۔ آپ عالم باعمل اور صوفی متبع شریعت تھے۔ نفلی عبادات کا خاصی اہتمام فرماتے تھے۔ عمر بھر اشراق و تہجد کے نوافل پابندی سے پڑھے۔ درس قرآن عمر بھر کا معمول رہا۔ صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ ان کی کتب میں درج ذیل قابل ذکر ہیں:

۱۔ تفسیر تیسیر القرآن (اردو) ۲۔ الباری تعلیقات بخاری (عربی)

۳۔ تفسیر قرآن بطرز جلالین ۴۔ الہام الملہم شرح صحیح مسلم (عربی)

۵۔ کشف الودود شرح سنن ابی داؤد (عربی)

۶-شرح مشکوٰۃ
۷-شرح عبدالرسول

آپ نے مختصر علالت کے بعد مؤرخہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/۲۱ مئی ۱۹۸۵ء کو وصال فرمایا۔ حضرت مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء) نے نماز جنازہ پڑھائی اور گوجرانوالہ میں آخری آرام گاہ پائی۔

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی

آپ ۱۹۱۴ء (۳۳-۱۳۳۲ھ) میں موضع ڈھکی چیراں، علاقہ کونش، ضلع مانسہرہ (ہزارہ) میں مولوی نور احمد خان ابن گل امجد خانؒ کے ہاں پیدا ہوئے اور آپ سواتی پٹھان ہیں۔

آپ نے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے واں بھچراں میں قرآن مجید کی تفسیر پڑھی اور پھر ان کی زندگی کے آخری ایام میں آپ سے بیعت ہوئے اور روحانی فیض حاصل کیا اور خلافت واجازت کا شرف پایا۔ آپ پاکستان کے چند گنے چنے علماء میں سے ایک ہیں۔ آپ نے ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۱ء میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت پائی۔ نہایت ذہین اور طباع ہیں۔ نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہو چلا ہے کہ آپ دین کی بڑے وسیع پیمانہ پر خدمت کر رہے ہیں۔ آپ تقریباً تیس سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی زبان علماء دیوبند کی ترجمان ہے۔ آپ بڑے محقق ہیں۔ آپ کی کتابوں سے پاکستان و ہندوستان میں لاکھوں انسانوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور بہت سے گمراہ لوگ ان کتابوں کو پڑھ کر راہِ راست پر آئے ہیں۔ ۱۳۷۵ھ/۵۶-۱۹۵۵ء سے مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ میں پڑھانا شروع کیا اور جلد ہی شیخ الحدیث کے منصب پر فائز المرام ہو گئے۔ ۱۹۴۸ء میں آپ نے گورنمنٹ ٹیچنگ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ گکھڑ، ضلع گوجرانوالہ میں قرآن کریم کا درس دینا شروع فرمایا اور آج تک ہزاروں ٹریننگ حاصل کرنے والے اساتذہ کرام آپ سے مستفید ہو چکے ہیں۔ جامع مسجد گکھڑ میں خطابت بھی فرماتے ہیں اور قرآن کریم کا درس بھی پابندی سے دیا کرتے ہیں اور آپ نے پورے علاقہ میں اصلاحی کام جاری فرما رکھے ہیں۔ آپ علم حدیث، تفسیر، فقہ، اسماء الرجال اور نقد حدیث میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے ہیں۔ پاکستان و ہند کے

اکابر علماء اور اساتذہ نے آپ کے علمی اور تحقیقاتی کاموں کی بے حد توصیف و تعریف کی ہے اور آپ کو داد تحسین و آفرین دی ہے اور آپ کی تصانیف پر تقریظات لکھی ہیں۔ وکفی بذالک فخرا۔ تدریس کے سلسلہ میں بھی آپ کے بلاواسطہ اور بالواسطہ شاگردوں اور تلامذہ کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ مزاج میں اعتدال ہے۔ وعظ و تقریر بھی فرماتے ہیں اور لوگوں کے اصرار پر باوجود بیمار ہونے کے دور کا سفر بھی کرتے ہیں اور کسی کی دل شکنی گوارا نہیں فرماتے۔ اللہ کریم آپ کی عمر، علم اور درجات میں بلندیاں فرمائے۔ آمین۔

آپ کا سیاسی تعلق جمعیت علمائے اسلام سے ہے۔ آپ کے سب صاحبزادگان گرامی: حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب، حضرت مولانا عبدالقدوس قارن صاحب، حضرت مولانا عبدالحق بشیر صاحب اور حضرت مولانا رشید الحق صاحب علماء و فضلائے روزگار میں شامل ہیں۔

آپ نے پچاس سے زیادہ کتابیں تصنیف و تالیف فرمائی ہیں جو طبع ہو چکی ہیں۔ چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱-خزائن سنن (۲ جلدیں)	۲-راہ سنت	۳-آنکھوں کی ٹھنڈک
۴-شوق حدیث	۵-بانی دارالعلوم	۶-تبلیغ اسلام
۷-راہ ہدایت	۸-جنت کے نظارے	۹-دل کا سرور
۱۰-مسئلہ قربانی	۱۱-صرف ایک اسلام	۱۲-چالیس دعائیں

حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

آپ سہال، ضلع اٹک میں مولانا محمد نور صاحبؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حضرت مولانا غلام رسول بابا انہی والا رحمۃ اللہ علیہ سے موضع نتھیں، ضلع اٹک کے مدرسہ میں حاصل کی اور ۱۹۰۹ء (۱۳۲۷ھ) میں دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں داخلہ لیا اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) سے حدیث شریف پڑھی۔ علاوہ ازیں حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء) اور حضرت مولانا حسین

علی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھی۔ آپ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے معروف تلامذہ میں شامل ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور سلوک کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور اجازت وخلافت کا شرف پایا۔ ابتداً میں مسلم ہائی سکول گوجرانوالہ میں مدرس تھے۔ بعد ازاں جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ میں خطیب ہوئے اور یہاں کے مدرسہ انوار العلوم کے اجرا کے بعد اس کے مہتمم بنے۔ آپ نے تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کے مواعظ حسنہ اور علمی درسوں سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا۔ بڑے وسیع المطالعہ اور محقق عالم تھے۔ آخری عمر میں چند سال بیمار رہے اور رمضان ۱۳۵۹ھ/ اکتوبر ۱۹۴۰ء میں وصال فرمایا اور سہال میں آخری آرام گاہ پائی۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

آپ کی تصانیف میں صحیح بخاری شریف کا انڈیکس، حاشیہ نصب الرایہ (مطبوعہ ڈابھیل، انڈیا)، حاشیہ علی الطحاوی، فہرست مسند امام احمد بن حنبلؒ، اظہار الحق (ترک قرأت خلف الامام)، مسئلہ تقلید، بلغۃ الالمعی شامل ہیں۔

حضرت مولانا غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۲۱ء (۴۰-۱۳۳۹ھ) سے مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی میں آئے، ان دنوں آپ فارسی کی کتابیں پڑھ رہے تھے۔ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش پر حضرت مولانا غلام رسول انہی والا رحمۃ اللہ علیہ سے معقولات پڑھنے لگے اور ان سے ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد ۱۹۲۷ء میں دوبارہ مولانا حسین علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دورہ قرآن کریم اور بعض کتب کے کچھ حصص آپ سے پڑھے۔ نیز مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ حصہ، مسلم شریف اور ترمذی کے بعض مقامات پڑھے اور ساتھ ہی آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث شریف اور تفسیر کی کتب اور سلوک و تصوف میں اجازت وخلافت کا شرف پایا۔

حضرت مولانا غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحان پاس کیے اور محکمہ تعلیم میں ملازمت حاصل کر لی۔ آپ کا اپنے پیرومرشد سے

خصوصی تعلق تھا۔ تحفہ ابراہیمیہ کی اشاعت اوّل کا اہتمام فرمایا اور فرماتے تھے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت کے وقت مجھے نصیحت فرمائی کہ ہمیشہ شریعت کے موافق عمر بسر کرنا۔

حضرت حافظ شاہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشمیر کے رہنے والے تھے اور آپ کے والد کھاتے پیتے زمیندار اور اپنے علاقہ کے نمبردار تھے۔ آپ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد اور خلیفہ مجاز ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا کے لنگر کا انتظام بھی آپ کے سپرد تھا۔ بہت عرصہ تک حضرت کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کرتے رہے۔ ایک دفعہ آپ اپنے گھر چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد پھر واپس حضرتؒ مولانا کی خدمت میں آ گئے اور کہنے لگے کہ گھر گیا تو ایسا معلوم ہوا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے بعد ہو گیا ہے۔ اس وحشت کو برداشت نہ کر سکا۔ اس لیے پھر حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں تاکہ سکون حاصل ہو۔ بعد ازاں عمر بھر حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور آپ کی زندگی میں ہی ۱۹۵۷ء/ ۷۷-۱۳۷۶ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اور حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے ڈیرہ میں ہی ان کی قبر ہے۔ بہت متقی، پارسا اور باصفا تھے۔ عمر بھر یہاں آنے والے طلبہ کی خدمت کرتے رہے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ جنوری ۱۹۰۷ء/ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ سید شبیر علیؒ میں بجنور میں مشہور شیخ طریقت پیر جی کے گھر پیدا ہوئے۔ بڑے جید، کثیر المطالعہ، وسیع المعلومات، قدیم و جدید علوم پر عبور رکھنے والے اور بڑے ہی سمجھدار علما میں سے تھے۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ بجنور، سیوہارہ اور حسن پور کے مدارس میں پڑھنے کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ آپ نے

۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء میں دار العلوم دیوبند سے دورہ حدیث مکمل فرمایا تھا۔ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۴۵ء تک مجلس علمی ڈابھیل میں سیکرٹری رہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور ادب عربی میں تخصیص کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان پر بھی دسترس حاصل کی۔ آپ کو مصر کے معروف محدث و مفسر حضرت علامہ زاہد الکوثریؒ سے مستفید ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

آپ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے۔ آپ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پڑھتے رہے، ان سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت بھی پائی۔ ان کے وصال کے بعد نائب قیوم زماں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و جانشین قیوم زماں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ (بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی) کی سرہند شریف میں زیارت کے دوران، آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ کے وصال کے بعد، آپ کے خلیفہ و جانشین مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی کے مبارک ہاتھ پر بیعت ہو گئے اور الحمد للہ آپ سے اجازت و خلافت پائی۔ آپ نے ۲۲ رمضان ۱۴۱۸ھ/ ۲۱ جنوری ۱۹۹۸ء کو وصال فرمایا۔ فَرَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔

فصل یازدہم:

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، مسجد دارالسلام، ساتواں میل، گوجرانوالہ روڈ، شیخوپورہ

احوال ومناقب حضرت سید محمد علاء الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اس خانقاہ کے بانی حضرت سید محمد علاء الدین نقشبندی مجددی المعروف ''اعلیٰ میاں'' ہیں۔

پانی پت (ہندوستان) کے رئیس حاجی عبدالقیوم عباسی صاحبؒ آپ کے ماموں اور سسر تھے۔ ان کے ہاں حضرت خواجہ محمد سعید قریشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت سید محمد علاء الدینؒ پچیس برس کے تھے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ آپ کے ماموں صاحبؒ کے ہاں پانی پت میں تشریف لائے۔ آپ ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ نے آپ سے فرمایا کہ جو بزرگ تمہیں خواب میں نظر آتے ہیں۔ ان کو پہچان لوگے۔ آپ نے چہرہ مبارک نیچے فرمالیا اور دل میں کہا: ''وہ آپ ہی ہیں۔''

اس واقعہ سے آٹھ برس پہلے حضرت شیخ علاء الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور ایک مکروہ صورت عورت جس کے کپڑے سرخ ہیں، پاؤں زمین پر لٹکائے ہوئے آپ کے پاس بیٹھی ہے۔ ایک بزرگ ہوا سے اُڑتے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ جب وہ قریب پہنچتے ہیں تو آپ اس عورت کو دھکا دے کر اُٹھا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں سے چلی جاؤ۔ جب وہ عورت جانے لگی تو اپنا دوپٹہ چارپائی پر رکھ کر بولی: ''اسے اپنے پاس رکھ لو۔'' آپ نے وہ دوپٹہ اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا: ''لے جاؤ کہ اس

دوپٹے کی بھی مجھے ضرورت نہیں۔'' اتنے میں وہ بزرگ زمین پر آپ کے پاس آ گئے اور کہا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ میرے دوست کو بچاؤ۔

آپ نے ایک مرتبہ اس خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ عورت دنیا، دوپٹہ حسب ضرورت دنیا کا مال اور میرا دوپٹے کا پھینک دینا توکل کامل کا اختیار کرنا تھا۔

جیسے ہی حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ جو بزرگ تمہیں خواب میں نظر آتے ہیں، ان کو پہچان لو گے؟ تو آپ کو فوراً وہ خواب یاد آ گیا اور آپ نے حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں نظر آنے والے بزرگ کے بالکل مشابہ پایا اور پھر وہ جذبہ ذوق وشوق بیعت جو پہلے سے موجزن رہتا تھا اور آپ اس کے ہاتھوں مجبور ہو کر تلاش مرشد میں محو رہتے تھے' اس نے آپ کو یوں مغلوب الحال کیا کہ آپ فوراً حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔

آپ ان دنوں لاء کالج پڑھتے تھے اور ایف سی کالج لاہور کے ہاسٹل میں مقیم رہتے تھے۔ سوٹ پہنتے تھے اور ڈاڑھی منڈواتے تھے۔ بیعت کے بعد بھی کچھ عرصہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن بالآخر اللہ کریم نے مرشد کامل و مہربان کی بار بار کی صحبت اور قربت کے طفیل رشد و ہدایت کا دروازہ کھول دیا۔ تمام چیزوں سے جی بھر گیا اور آپ نے ڈاڑھی رکھ لی اور شلوار قمیض پہننی شروع فرما دی۔ نماز کی پابندی اور اتباع کتاب وسنت نے اللہ کا رنگ چڑھا دیا اور عبادت و ریاضت میں مستغرق ہو گئے۔ پھر سلوک نقشبندیہ مجددیہ کے مقامات طے کیے اور پیر و مرشد سے خلافت واجازت کا شرف پایا۔

حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے جب وصال فرمایا تو آپ حضرت خواجہ مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہو گئے اور ان سے بھی خوب مستفید ہوئے۔ اس بارے میں آپ نے خود فرمایا:

> ''یہ نہیں کہ حضرت مدنیؒ کے تعلق سے پہلے آم نہیں لگتے تھے، آم بھی لگتے تھے اور میٹھے بھی تھے، لیکن حضرت مدنیؒ کے تعلق کے بعد وہ آم قلمی بن گئے۔''

مملکت خداداد پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد آپ کرشن نگر، لاہور میں آ گئے۔ آپ کے ماموں صاحب بھی پاکستان آ گئے تھے اور گاؤں ہردیو شیخوپورہ میں انہیں زمین ملی تھی۔ لہٰذا کچھ عرصہ بعد آپ بھی یہیں آ گئے تھے اور یہاں اپنی خانقاہ اور مسجد دار السلام تعمیر فرمائی۔

آپ عرصہ دراز تک اہل ایمان کو نقشبندیہ مجددیہ فیوض و برکات سے مالا مال فرماتے رہے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد تیس کے لگ بھگ ہے۔ جن میں حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ (ملتان) حاجی شیر محمد صاحب اور جناب حسین اسماعیل صاحب شامل ہیں۔

آپ نے اکتوبر ۱۹۹۳ء/۱۴۱۴ھ میں وصال فرمایا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

آپ نے اپنی وفات سے قبل اپنے خلفاء اور مریدین کی اپنے خلیفہ ارشد مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرائی۔ آج کل اس خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت سید محمد عرفان شاہ گیلانی مدظلہ ہیں جو حضرت سید علاء الدین شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ کے خلیفہ ہیں۔

فصل دوازدہم:

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، شجاع آباد ضلع ملتان

اس خانقاہ کے بانی شیخ التفسیر مخدوم العلماء شمس العارفین حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی نور اللہ مرقدہ ہیں جو قطب العالم حضرت شیخ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء) کے خلیفہ تھے۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ یکم رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ/ ۱۵ فروری ۱۸۹۶ء کو موضع بہلی، تحصیل شجاع آباد، ضلع ملتان میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید اور ابتدائی فارسی کتابیں مولانا قادر بخشؒ سے پڑھیں۔ دس برس کی عمر میں پرائمری تعلیم سے فراغت پائی اور تحفۃ الاحرار جامیؒ تک کتابیں پڑھ لیں۔ مولانا غلام محمدؒ (ساکن) جھنڈا سے قرآن مجید حفظ کیا۔ مولانا عبدالرحمٰنؒ (ساکن بیٹ قیصر) سے درس نظامی کی متوسطات تک تعلیم پائی۔ ہدایہ، حسامی اور مشکوٰۃ شریف مولانا غلام رسول پونٹویؒ سے پڑھیں۔ اس عرصہ میں ''متن متین'' مولانا محمد عظیمؒ سے پڑھی۔

بعد ازاں دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں پہنچے اور وہاں دو برس تک دورہ حدیث پڑھتے رہے۔ ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ کئی اسباق شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۰۵ء) سے پڑھے اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۴ء) اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء) سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ تفسیر اور ترجمہ قرآن کریم حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۲ء) اور حضرت مولانا حسین علی واں بھچروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۲ء) سے پڑھا۔ سلاسل طریقت میں حضرت شیخ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نقشبند، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں مجاز طریقت قرار پائے اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) سے بھی سلسلہ چشتیہ میں

خلافت پائی۔ نیز مولانا حسین علی واں بھچروی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نقشبندیہ قادریہ کی اجازت وخلافت حاصل کی۔

فراغت کے بعد وطن واپس آئے اور موضع بہلی میں مدرسہ مظہر العلوم میں درس وتدریس کا شغل اپنایا جو ۱۳۶۷ھ/ ۴۸-۱۹۴۷ء تک جاری رہا۔ بعد ازاں وعظ وارشاد میں یوں محو ہوئے کہ تدریسی سرگرمیاں ختم ہو گئیں۔

آپ نے سات بار فریضہ حج ادا کیا اور ایک بار عمرہ بھی کیا تھا۔ صاحب تصنیف وتالیف تھے اور تفسیر وحدیث، تصوف وسلوک اور فقہی مسائل میں کئی کتب ان سے یادگار ہیں۔

آپ نے مدرسہ اشرف العلوم، شجاع آباد قائم فرمایا تھا۔ بالآخر بروز سوموار ۲۲ محرم ۱۳۹۸ھ/ ۲ جنوری ۱۹۷۸ء کو نماز عشاء کے بعد دار فانی سے رحلت فرمائی۔ تقریباً چالیس ہزار سے زائد علماء وخواص نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور آپ کو آپ کے مدرسہ اشرف العلوم کی مسجد کے قریب سپرد خاک کیا۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

آپ کی اولاد میں تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں شامل ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا الحاج عبدالحیٔ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء) نے آپ کا جانشین مقرر کیا اور ان کی دستار بندی فرمائی۔

احوال ومناقب حضرت مولانا عبدالحیٔ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۹۳۲ء/ ۵۱-۱۳۵۰ھ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قرآن کریم سے کافیہ تک اپنے والد بزرگوار ہی سے حاصل کی۔ شرح جامی، قطبی، نور الانوار اور مشکوٰۃ شریف تک کی تعلیم کے لیے حضرت مولانا غلام رسول پونٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ معقولات اور دیگر کتب موقوف علیہ تک تعلیم حضرت مولانا امیر دامانی رحمۃ اللہ علیہ (ڈیرہ اسماعیل خان) سے حاصل کی، جب کہ دورہ شریف امیر العلما حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مکمل کیا۔

فراغت کے بعد اپنے والد گرامی کی قائم کردہ دینی درسگاہ مدرسہ اشرف العلوم، شجاع

آباد میں مدرس ہوئے۔ ابتدائی عربی فارسی سے لے کر دورۂ حدیث کی تقریباً تمام کتابیں پڑھائیں۔

سلسلہ بیعت اپنے والد بزرگوار سے قائم ہوا اور ان کی بیعت وارشاد سے اصلاح باطن اور روحانی فیض کو کسب واخذ کیا۔ منازل سلوک طے کئے اور سلسلہ نقشبندیہ قادریہ اور سہروردیہ میں ان سے خرقہ خلافت عطا ہوا۔ آخر میں قطب الارشاد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری مہاجر مدنی قدس سرہ (م ۲۹ر رجب ۱۴۰۲ھ/ ۲۴ مئی ۱۹۸۲ء) سے بیعت ہوئے اور اسی وقت سلسلہ چشتیہ میں ان سے خلافت واجازت کا شرف پایا۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کو آپ کے علم وعمل، ذہانت وفطانت اور زہد تقویٰ پر یوں اعتماد تھا کہ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اپنی خانقاہ کے جملہ انتظام وانصرام کے ساتھ ساتھ اپنے قائم کردہ مدرسہ اشرف العلوم کی صدارت تدریس بھی تفویض فرمادی، نیز شعبان رمضان کے دورہ تفسیر کی ذمہ داری بھی آپ کے حوالہ فرمادی۔ آپ اپنے والد گرامی کی زندگی میں ہی مدرسہ اشرف العلوم شجاع آباد، ضلع ملتان کے استاذ حدیث والتفسیر مقرر ہوگئے۔

آپ باخدا عالم ربانی اور عارف کامل تھے۔ ہزاروں افراد آپ کے حلقہ ارادت سے منسلک تھے۔ رنگ وروپ شکل وشباہت، انداز وبیان اور رفتار وگفتار میں اپنے والد ماجد کی سچی تصویر تھے۔ جب حلقہ ارادت بڑھا تو جگہ کی تنگی اور بعض دوسری مجبوریوں کی بنا پر آپ نے شہر سے باہر ملتان روڈ پر مستقل خانقاہ اور مدرسہ جامعہ بہلویہ کے نام سے ادارہ قائم فرمایا اور آخر دم تک یہیں مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔

وصال سے چار سال قبل فالج کا حملہ ہوا جس سے کسی قدر کمزوری ہوگئی تھی، تاہم اصلاح وارشاد اور وعظ وتلقین کی روحانی محفلوں میں رونق افروز رہے۔ بالآخر قضائے الٰہی سے بروز جمعرات، ۱۹ شوال ۱۴۲۰ھ/ ۲۶ جنوری ۲۰۰۰ء کو ۶۸ برس کی عمر میں ہزاروں مریدین ومتعلقین اور تلامذہ کو چھوڑ کر عالم بقا کی جانب سدھائے۔ اگلے روز شجاع آباد میں ہی آپ کا جنازہ ہوا اور یہیں آسودہ خاک ہوئے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

حواشی باب ہفتم

۱- نذیر احمد عرشیؒ: تحفہ سعدیہ (احوال ومناقب حضرت مولانا ابوالسعد احمد خانؒ)، خانقاہ سراجیہ، کندیاں، ضلع میانوالی: ۱۳۵۱ھ/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ایضاً / نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم/ محمد نذیر رانجھا: تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، ص ۹۵-۲۴۸/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ علمائے پنجاب، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۹۸ء، ۱: ۸۷-۹۰

۲- ایضاً/ محمد نذیر رانجھا: تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، ص ۲۴۹-۳۷۴

۳- ایضاً/ محمد نذیر رانجھا: تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، ص ۳۷۵-۴۱۲

۴- اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۵۸/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۲: ۱۴۶، ۳: ۱۲۰-۱۲۱/ ساجد الرحمٰن، ڈاکٹر صاحبزادہ: سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امین: حضرت مولانا محمد یعقوبؒ، بگھار شریف، کہوٹہ ضلع راولپنڈی: یعقوبیہ پبلی کیشنز، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۲ء، ص ۱۱-۱۲/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ علمائے پنجاب، ۲: ۷۲۳

۵- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳: ۱۲۰-۱۲۱/ ساجد الرحمٰن، ڈاکٹر صاحبزادہ: سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امین: حضرت مولانا محمد یعقوبؒ، ص ۱۵-۴۵، ۹۵

۶- ساجد الرحمٰن، ڈاکٹر صاحبزادہ: سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امین: حضرت

مولانا محمد یعقوب، ص۵۴-۹۹

۷- محمد حیاتؒ، مولانا: فیوضات حسنیہ (اُردو)، ص ۹-۳۲۲/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا مواہب رحمانیہ ۳:۱۲۲-۱۲۳/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص۴۷/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ علمائے پنجاب ۱:۴۲۷-۴۲۹

۸- محمد حیاتؒ، مولانا: فیوضات حسنیہ (اُردو)، ص ۳۰۱-۳۰۳/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ علمائے پنجاب ۲:۵۵۷

۹- محمد حیاتؒ، مولانا: فیوضات حسنیہ (اردو)، ص۳۰۴

۱۰- ایضاً، ص۳۰۴-۳۰۵

۱۱- ایضاً، ص ۶۹، ۳۱۳/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ علمائے پنجاب ۱:۳۲۷

۱۲- ایضاً، ص۳۱۳-۳۱۴

۱۳- ایضاً، ص۳۱۴

۱۴- ایضاً، ص۳۱۵-۳۱۸

۱۵- ایضاً، ص۳۰۵-۳۰۹

۱۶- ایضاً، ص۳۰۹-۳۱۰، ۳۲۲

۱۷- ایضاً، ص ۲۱۴

۱۸- محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳:۱۲۶-۱۲۷/ زوار حسین شاہؒ، سید: حیات سعیدیہ، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۳۹۰ھ، ص ۱۷-۱۸/ محمد اسلم، مولانا: مقامات فضلیہ، کراچی: س ن/ زوار حسین شاہ، سید: عمدۃ السلوک، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء جلد۲: ۳۳۲-۳۳۳/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ علمائے پنجاب ۲:۴۵۶-۴۵۷/ محمد عبدالمالک صدیقی نقشبندی مجددیؒ: تجلیات قریشی

وصدیقی، احمد پور شرقیہ: ضلع بہاولپور، س ن ص ۱۳-۳۸/ محمد یوسف لدھیانویؒ: مقالات یوسفی، شخصیات و تاثرات، کراچی: مکتبہ لدھیانوی، ۱۹۹۵ء، جلد ا، ص ۶۵-۱۶۶

۱۹- محمد عبدالمالک صدیقی نقشبندی مجددی، تجلیات قریشی (و) صدیقی/ محمد ابراہیم فانی، مولانا: حیات صدر المدرسین متکلم عصر حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب زروبوی رحمۃ اللہ علیہ، اکوڑہ خٹک: موتمر المصنفین، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء، ص ۱۱۳-۱۱۶، ۶۴-۷۶، ۱۰۸-۱۱۱/ محمد یوسف لدھیانویؒ مولانا: مقالات یوسفی: ۱: ۳۳۶/ قاسم محمود: سید: انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، کراچی: شاہکار بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۸ء، ص ۶۴۷-۶۴۸

۲۰- ذوالفقار علی احمد نقشبندی، مولانا پیر حافظ: حیات حبیب، چکوال: خانقاہ حبیبیہ، ۱۹۹۲ء

۲۱- زوار حسین شاہؒ، سید: حیات سعیدیہ/ زوار حسین شاہ، سید: عمدۃ السلوک، جلد ۲: ۳۳۳-۳۳۴

۲۲- زوار حسین شاہؒ، سید: حیات سعیدیہ، ص ۲۳۴-۲۴۴

۲۳- ایضاً، ص ۲۴۴-۲۴۵/ زوار حسین شاہ، سید: عمدۃ السلوک، ص ۲/ محمد اعلیٰ: مقامات زواریہ، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۲ء، ص ۳۳۶، ۳۴۳، ۳۴۴-۳۵۰/ غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر: حالات رئیس الخطاطین حاجی محمد اعلیٰ صاحب دہلی، کراچی: المصطفیٰ پبلی کیشنز، حیدر آباد، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء/ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ: حالات زندگی حضرت حکیم محمد یوسفؒ، کراچی: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، ۱۴۲۴ھ، ص ۸۴، و صفحات مختلف دیگر۔

۲۴- اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ص ۱۶۲/ خلیل احمد، مولانا: مرشد کامل (مختصر سوانح حضرت مولانا حسین علیؒ)، واں

بھچراں، میانوالی: ۱۳۹۸ھ (شفیع پرنٹرز - لاہور)، ص ۹، ۱۲، ۱۴-۱۵/ حسین علیؒ، مولانا:/ عبدالحمید سواتی، مولانا (ترجمہ و مقدمہ): فیوضات حسینی المعروف بہ تحفہ ابراہیمیہ، ص ۷-۸/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۷۳/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ علمائے پنجاب، جلد ۱: ۱۵۹-۱۶۲/ محمد الیاس، میاں: مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، سرگودھا: جامعہ ضیاء العلوم، س-ن

۲۵- خلیل احمد، مولانا: مرشد کامل، ص ۱۰-۱۱۔

۲۶- ایضاً، ص ۱۵-۱۹

۲۷- ایضاً، ص ۱۳/ اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ۱۶-۱۶۳، ۲۶۲/ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ ۳: ۱۱۰-۱۱۲/ محمد سعد درانی (سراجی مرشد بابا)، مکتوب: ''خانقاہ عالیہ موسیٰ زئی اور ایک تصحیح''، ماہنامہ الحق، اکوڑہ خٹک: جلد ۴، ش ۳، رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ/ دسمبر ۱۹۶۸ء، ص ۵۱-۵۲۔

۲۸- محبوب الٰہی، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۷۲، ۷۳، ۷۴

۲۹- ایضاً، ص ۷۲۔

۳۰- شیر محمد نعمان، مولانا (مقالہ): ''حضرت مولانا حسین علیؒ، ماہنامہ انوار مدینہ، لاہور: جلد ۳، ش ۷، ۸، محرم ۱۳۹۳ان/ فروری ۱۹۷۳ء، ص ۳۱-۳۲/ عبدالحمید سواتی، مولانا صوفی (ترجمہ و مقدمہ نویس): فیوضات حسینی المعروف بہ تحفہ ابراہیمیہ، ص ۲۰/ محمد یعقوب، مرزا: سوانح عمری مولانا حسین علیؒ، لائل پور (فیصل آباد): مکتبہ اشاعت توحید (نگار پریس لائلپور)، س ن/ محمد عبدالمعبود، مولانا: سوانح شیخ القرآن، راولپنڈی، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۱ء۔

۳۱- ایضاً، ص ۲۶-۳۰/ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، ص ۴/ اختر راہی

(ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ علمائے پنجاب ۱: ۱۶۰-۱۶۱/ محمد نذیر رانجھا: برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات، ص۱۰۴، ۱۶۳، ۳۱۵/ اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): ترجمہ ہائے متون فارسی بہ زبانہائے پاکستانی، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، ص۷۶-۷۷۔

محمد نذیر رانجھا نامہ

بہ مناسبت چاپ ونشر کتاب مستطاب

تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ نقشبندیہ مجددیہ، موسیٰ زئی شریف

نذیر، من تویی رانجھائے جانان — محمد ہستی و گوہر فشانان
دل تو مرکز مہر و محبت — زبان تو نشان پاک ایمان
نوشتی تذکرہ تاریخ نقشبند — بہ نقشبندی تویی پیوند خوبان
نسیم گلشن از تو گشتہ خوشبو — بہ شرح مثنوی داری دل و جان
اگر یعقوب چرخیؒ زندہ گشتی — تشکر می نمود احسنت گویان
اگر ابدالیہ خواہی بخوانی — بہ کوشش آمدہ تحقیق عرفان
نشان چرخی شیرازی ما — بہ فارسی آمدہ "تفسیر قرآن"
بہ انس و اُنس و دانش بستہ گشتی — "رسالہ اُنسیہ" شور نیستان
تصوف بر دل رانجھا رسیدہ — بہ چاپ و نشر آثارش سخندان
نوائے دلبری از گل شنیدم — ہمان گل آمد از سوئے گلستان
رسیدہ نور حق بر قلب رانجھا — محمد پاک دل چون ماہ تابان
بہ آبادی جلالش روح و رحمت — کہ زادگاہش بود در قلب انسان
اگر بحر الحقیقہ ترجمہ شد — صفائے زندگی را بستہ پیمان
سریر کشور حسن خدایی — بہ مسجد دادہ او محراب رحمان
نماز و روزہ اش پیوند اللہ — صفات حضرت حق را ثنا خوان
بہ درگاہ خدا دست دعائش — بہ محراب و بہ مسجد در شبستان
طلوع زندگی در کار و کوشش — شود روشن ہمارہ قلب پژمان
امید ہر کسی آیندہ او — ہمین آیندہ گوید مہد نیکان
بہ اخلاق خوش و شیرین زبانی — چراغ روشن رانجھا درخشان

محبت مردمان گردیدہ رانجھا   دما دم نغمہ ہائے خوش نوازان
شدم من ہم نشین رانجھائے گل   بہ گنج بخش کتاب و گنج احسان
سفر کردم بہ ہمراہش بہ گلزار   بہ گلزار خلیل و خانقاہان
الٰہی زندہ و پایندہ باشد   نذیر رانجھا امیر باغ و بستان

منم بندہ رہا خدمتگر علم
زبان فارسی را نغمہ خوانان

سرودۂ جناب آقائے دکتر محمد حسین تسبیحی
کتاب خانہ گنج بخش،
مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد
۲۰۰۴/۱/۳ء-۱۳۸۲/۱۰/۱۳ھ ش

ماٰخذ و منابع

۱- آکسفورڈ یونیورسٹی پریس (انگلش): فہرست انڈیا آفس لائبریری، لندن: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۸۰ء

۲- ابوالحسن زید فاروقی، شاہ: مقامات خیر، دہلی (شریف): ۱۹۷۲ء

۳- ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا: تاریخ دعوت و عزیمت، کراچی: مجلس نشریات (۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء کی عکسی طباعت)، جلد ۴

۴- ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا: صحبتے با اولیاء، لاہور: س ن

۵- ابوسعید فاروقی مجددیؒ، شاہ: ہدایت الطالبین، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۳۸۵ھ

۶- احمد سعید مجددیؒ، شاہ/محمد اقبال مجددی (مقدمہ نگار): اثبات المولد والقیام، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان: مکتبہ سراجیہ مجددیہ، خانقاہ احمدیہ سعدیہ، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

۷- احمد سعید مجددیؒ، شاہ: اربعہ انہار، (فارسی) لکھنؤ، مطبع علوی، ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء

۸- احمد سعید مجددیؒ، شاہ: اربع انہار (مترجم اُردو)، ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء۔

۹- احمد منزوی (استاد): فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی پاکستان، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۳ء تا ۱۹۹۷ء، جلد ۱-۴، ۷، ۸(۲)، ۱۱، ۱۴

۱۰- اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): تذکرہ علمائے پنجاب، لاہور: مکتبہ رحمانیہ،

۱۹۹۸ء (باردوم)، جلد ۱،۲

۱۱- اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر): ترجمہ ہائے متون فارسی بہ زبانہائے پاکستانی، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

۱۲- اشرف، ڈاکٹر کے ایم/ تاراچند: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، لاہور: الفیصل، ۱۹۹۰ء

۱۳- اکبر علی نقشبندی مجددیؒ، سید: مجموعہ فوائد عثمانیہ، ملتان: مطبع صدیقیہ، ۱۳۸۱ھ

۱۴- افروغ حسن، حافظ (مقالہ): موسیٰ زئی شریف، لاہور: ماہنامہ اردو ڈائجسٹ (قسط اوّل): اکتوبر ۱۹۸۹ء، (قسط دوم)، نومبر ۱۹۸۹ء

۱۵- تاراچند/ اشرف، ڈاکٹر کے ایم: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، لاہور: الفیصل، ۱۹۹۰ء

۱۶- حسین علیؒ، مولانا/ عبدالحمید سواتی، مولانا صوفی (ترجمہ و مقدمہ): فیوضات حسینی المعروف بہ تحفہ ابراہیمیہ، گوجرانوالہ: مدرسہ نصرۃ العلوم، ادارہ نشر واشاعت، ۱۳۸۷ھ

۱۷- حفیظ الرحمٰن (مبصر): "بلغۃ الحیر ان فی ربط آیات الفرقان، راولپنڈی: روزنامہ نوائے وقت، سنڈے میگزین، ۷ دسمبر ۲۰۰۳ء، ص ۲۵

۱۸- خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ: حالات زندگی حکیم محمد یوسفؒ، کراچی: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، ۱۴۲۴ھ۔

۱۹- خلیل احمد، مولانا: مرشد کامل: مختصر سوانح حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، میانوالی: واں بھچراں، شفیع پرنٹرز (لاہور): ۱۳۹۸ھ۔

۲۰- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ ابراہیمیہ (ترجمہ مکتوبات حضرت مولانا حاجی دوست محمد قندھاریؒ)، کراچی:

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز ۱۹، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

۲۱- دوست محمد قندھاریؒ، حاجی/ غلام مصطفیٰ، ڈاکٹر، تحفہ زواریہ (مکتوبات حاجی دوست محمد قندھاریؒ)، حیدرآباد سندھ: س ن

۲۲- ذوالفقار احمد نقشبندی، مولانا پیر حافظ: حیات حبیب، چکوال: خانقاہ حبیبیہ، ۱۹۹۲ء۔

۲۳- رحیم بخش اجمیریؒ، مولانا/ محمد عادلؒ، مولانا: فضائل الباری فی مناقب و ملفوظات و مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ (قلمی مخطوطہ مخزونہ کتاب خانہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان)۔

۲۴- رؤف احمد (رافت) مجددیؒ، شاہ: جواہر علویہ (اُردو ترجمہ)، لاہور: ۱۹۱۹ء

۲۵- رؤف احمد (رافت) مجددیؒ، شاہ: دار المعارف (ملفوظات شاہ غلام علی دہلویؒ)، استنبول: مکتبہ ایشیق، ۱۹۷۴ء

۲۶- زوار حسین شاہؒ: حیات سعیدیہ، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۳۹۰ھ۔

۲۷- زوار حسین شاہؒ، سید: عمدۃ السلوک، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء، ۲ حصے۔

۲۸- ساجد الرحمٰن، ڈاکٹر صاحبزادہ: سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امین، حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ، خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف، تحصیل کہوٹہ (ضلع راولپنڈی): یعقوبیہ پبلی کیشنز، ۲۲، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء

۲۹- سعید الرحمٰن، مولانا قاری: تجلیات رحمانی، راولپنڈی: جامعہ اسلامیہ، س ن (طبع دوم)۔

۳۰- شہاب الدین، محمد، مولانا صاحبزادہ (خانقاہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان): مکتوب گرامی بنام مؤلف احقر، مؤرخہ ۸ جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ/ ۲۷ جون ۲۰۰۴ء

-۳۱ شیر محمد نعمان، مولانا (مقالہ): حضرت مولانا حسین علیؒ، لاہور: ماہنامہ انوار مدینہ، جلد ۳، ش ۸، محرم ۱۳۹۳ھ/فروری ۱۹۷۳ء، ص ۳۱-۳۲۔

-۳۲ ظہور احمد اختر (مقالہ): ''فوائد عثمانیہ''، ماہنامہ نور اسلام، شرق پور شریف، ضلع شیخوپورہ: اولیائے نقشبندیہ نمبر، ۱۹۷۹ء، جلد دوم

-۳۳ عارف نوشاہی (ڈاکٹر): اضافات، تجدید نظر و اہتمام کنندہ: فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان، تالیف احمد منزوی (استاد)، جلد ۱۴

-۳۴ عبدالحفیظ بن عبدالعزیز: شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ، راولپنڈی: مصنف (ایس ٹی پرنٹرز)، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء (طبع ثانی)

-۳۵ عبدالحی حسنی لکھنوی، مولانا: نزھۃ الخواطر، حیدر آباد دکن: دائرۃ المعارف عثمانیہ، ۱۹۶۲ء، جلد ۷

-۳۶ عبدالغنی مجددیؒ، شاہ: تکملہ در حالات شاہ غلام علی دہلویؒ، مقامات مظہری، دہلی (شریف) ۱۲۶۹ھ

-۳۷ عبداللطیف: روزنامچہ ۱۸۵۷ء، مرتبہ: خلیق احمد نظامی، دہلی (شریف): س ن

-۳۸ عتیق صدیقی: اٹھارہ سوستاون اخبار، اُردو دستاویزیں، دہلی (شریف): ۱۹۶۶ء

-۳۹ غلام علی دہلویؒ، شاہ/محمد اقبال مجددی (مترجم): مقامات مظہری، لاہور: اُردو سائنس بورڈ، ۱۹۸۳ء

-۴۰ غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر: حالات رئیس الخطاطین حاجی محمد اعلی دہلی، کراچی: المصطفیٰ پبلی کیشنز، حیدر آباد، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

-۴۱ فقیر محمد جہلمی، مولوی: حدائق الحنفیہ، لاہور: مکتبہ حسن سہیل، ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء (سے عکسی طباعت)

-۴۲ قاسم محمود، سید: انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا، کراچی: شاہکار بک فاؤنڈیشن،

۱۹۹۸ء

۴۳۔ محبوب الٰہیؒ، مولانا: تحفہء سعدیہ، میانوالی: کندیاں، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۹۷ء

۴۴۔ محمد ابراہیم فانی، مولانا: حیات صدر المدرسین متکلم عصر حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب زروبوی رحمۃ اللہ علیہ، اکوڑہ خٹک: موتمر المصنفین، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء

۴۵۔ محمد اسلم، مولانا: مقامات فضلیہ، کراچی: س ن

۴۶۔ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ، مولانا: مواہب رحمانیہ فی فوائد فیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان: مکتبہ سراجیہ مجددیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ:

جلد اول: التجلیات الدوستیہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء

جلد دوم: کمالات عثمانیہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء

جلد سوم: مقامات سراجیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء

۴۷۔ محمد اعلیٰ: مقامات زواریہ (سوانح حیات حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ)، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۲ء۔

۴۸۔ محمد اکرام شیخ: رود کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۰ء

۴۹۔ محمد الیاس، میاں: مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، سرگودھا: جامعہ ضیاء العلوم، س ن

۵۰۔ محمد الیاس، میاں (سول انجینئر پی ڈبلیو ڈی، اسلام آباد): مکتوب گرامی بنام مؤلف احقر، مؤرخہ ۲۲ دسمبر ۲۰۰۳ء

۵۱۔ محمد ایوب قادری: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، کراچی، ۱۹۷۶ء

۵۲۔ محمد حسن جان: انساب الانجاب (انساب اولاد حضرت مجددؒ)، ٹنڈو سائیس داد، سندھ ۱۳۴۰ھ

۵۳- محمد حسین تسبیحی (ڈاکٹر): کتاب خانہ ہائے پاکستان، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء، جلد اوّل۔

۵۴- محمد حیاتؒ، مولانا: فیوضات حسنیہ (اُردو)، خانقاہ سراجیہ حسنیہ، کہروڑ لعل عیسن، ضلع مظفر گڑھ، ۱۳۷۰ھ

۵۵- محمد سعد سراجی مرشد بابا: مختصر مقامات عثمانیہ، ڈیرہ اسماعیل خان: خانقاہ سراجیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مکتبہ سراجیہ مجددیہ ۱۳۹۵ھ

۵۶- محمد سعد درانی (سراجی مرشد بابا)، مکتوب: ''خانقاہ عالیہ موسیٰ زئی اور ایک تصحیح''، ماہنامہ الحق، اکھوڑہ خٹک: جلد ۴، ش ۳، رمضان المبارک ۱۳۸۸/ دسمبر ۱۹۶۸ء، ص ۱۸۳-۱۸۵۔

۵۷- محمد عادلؒ، مولانا/ رحیم بخش اجمیریؒ، مولانا: فضائل الباری فی مناقب و ملفوظات و مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ، (قلمی مخطوطہ مخزونہ کتاب خانہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان)

۵۸- محمد عبدالستار قادری چشتی، مولانا حافظ: مرآۃ التصانیف، لاہور: حامد اینڈ کمپنی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء، جلد ۱

۵۹- محمد عبدالمالک صدیقی نقشبندی مجددیؒ: تجلیات قریشی وصدیقی، احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور، س ن۔

۶۰- محمد عبدالمعبود، مولانا: سوانح شیخ القرآن (مولانا غلام اللہ خانؒ)، راولپنڈی، مکتبہ رشیدیہ، ۱۹۹۱ء۔

۶۱- محمد عثمان دامانیؒ، خواجہ (محمد سراج الدینؒ، خواجہ) محمد احمدؒ، صوفی (مترجم): تحفہ زاہدیہ (مکتوبات) خواجہ محمد عثمان دامانیؒ، خواجہ محمد سراج الدینؒ)، کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء

۶۲- محمد قطب الدین و: محمد خلیل الرحمٰن: احوال العارفین (حالات شاہ سعد اللہ نقشبندیؒ)، حیدر آباد دکن ۱۳۷۰ھ

۶۳- محمد مظہر مجددیؒ: رشحات عنبریہ، استنبول: مکتبہ ایشیق، ۱۹۷۹ء

۶۴- محمد مظہر مجددیؒ: مناقب و مقامات احمدیہ وسعیدیہ، دہلی (شریف)، اکمل المطابع، ۱۲۸۴ھ

۶۵- محمد معصوم شاہ رام پوری: ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، رامپور: مظہر العلوم، ۱۳۱۵ھ

۶۶- محمد نذیر رانجھا: برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی و فارسی کتب اوران کے اُردو تراجم)، لاہور: میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۹-۹۸ء

۶۷- محمد نذیر رانجھا: تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی، لاہور: جمعیۃ پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء

۶۸- محمد نذیر رانجھا: تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی قدس سرہ، شرق پور شریف، ضلع شیخوپورہ: دارالمبلغین، ۱۹۹۵ء

۶۹- محمد نذیر رانجھا (مقالہ): ''حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ، ماہنامہ نور اسلام: اولیائے نقشبندیہ، شرق پور شریف، ضلع شیخوپورہ: ۱۹۷۹ء، جلد دوّم

۷۰- محمد نذیر رانجھا (مقالہ): ''حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ، ماہنامہ نور اسلام: اولیائے نقشبند نمبر، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ: ۱۹۷۹ء، جلد دوّم۔

۷۱- محمد نذیر رانجھا (مقالہ): ''حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ'' ماہنامہ نور اسلام: اولیائے نقشبند نمبر، شرق پور شریف، ضلع شیخوپورہ: ۱۹۷۹ء، جلد دوّم

۷۲- محمد نذیر رانجھا (مقالہ): ''مولانا محمد عارفؒ'' ماہنامہ سروش، اسلام آباد: وزارت اطلاعات ونشریات حکومت پاکستان، جلد ۳، ش ۱۲، دسمبر ۱۹۷۷ء

۷۳- محمد نعمان سراجی مجددی، صاحبزادہ (خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان): مکتوب گرامی بنام مؤلف احقر، مؤرخہ ۲۶ مئی ۲۰۰۴ء

۷۴- محمد یعقوب مرزا: سوانح عمری مولانا حسین علیؒ، لائل پور (فیصل آباد): مکتبہ اشاعت توحید (نگار پریس، لائل پور) س ن

۷۵- محمد یوسف لدھیانوی، مولانا: مقالات یوسفی، شخصیات و تاثرات، کراچی: مکتبہ لدھیانوی، ۱۹۹۵ء، جلد ۱، ۲

۷۶- مسعود خان نیازی (مقالہ): مولانا عبداللہ درخواستیؒ، راولپنڈی: روزنامہ نوائے وقت، سنڈے میگزین ۳۱-اگست ۲۰۰۳ء، ص ۹، ۲۴

۷۷- نثار احمد الحسینی، حافظ (مقالہ): ''ایک یادگار تاریخی روحانی سفر'' الارشاد، اٹک: جامعہ مدنیہ، شوال ۱۴۱۸ھ/فروری ۱۹۹۸ء

۷۸- نذر احمد، حافظ: جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان (۲)، لاہور: مسلم اکادمی، ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

۷۹- نذیر احمد عرشیؒ، مولانا: تحفہ سعدیہ، خانقاہ سراجیہ، کندیاں ضلع میانوالی: ۱۳۵۱ھ

۸۰- نذیر احمد نقشبندی مجددی، حافظ: حضرات کرام نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، کندیاں ضلع میانوالی: خانقاہ سراجیہ شریف، شعبان ۱۴۱۸ھ/ دسمبر ۱۹۷۷ء

خانقاہ سراجیہ
کندیاں ضلع میانوالی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
بعد الحمد والصلوٰۃ وایصال التسلیمات والتحیات
فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے
مورخہ ۱۰ محرم ۱۴۱۷ھ

مکرم و محترم محمد نذیر رانجھا صاحب السلام علیکم۔
کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ حالات سے
آگاہی ہوئی۔ حضرت دعا گو ہیں۔ کہ مولا کریم
آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے۔
اور اعمال صالحہ اور نماز کا پابند بناوے۔
اور اپنے دینی و دنیاوی مقاصد میں
کامیاب فرماوے۔ اور جمعیت و
سکون کرامت فرماوے۔ آمین۔
تحفہ سعدیہ تیسرا ایڈیشن چھپا
ہے۔ اور خانقاہ ہی سے ملتا ہے۔
حضرت بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔
[illegible] محمد [illegible] ۔

فقیر خلیل [illegible]

[illegible] خان محمد [illegible]

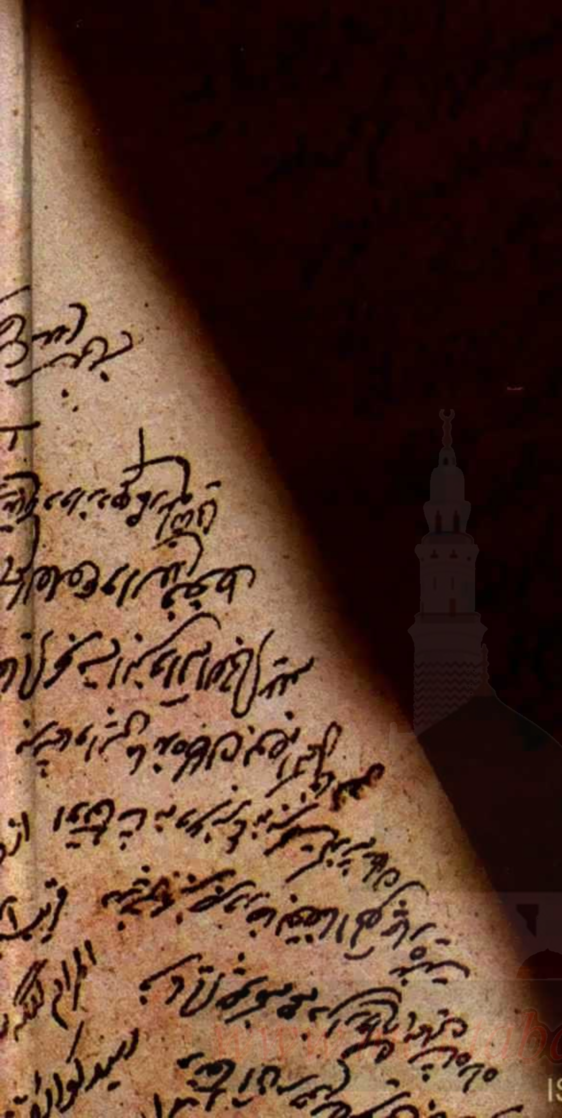
مکتوب گرامی مخدوم زماں حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد
بسط اللہ ظلہم العالی بنام مؤلف ناچیز

جمعیۃ پبلی کیشنز کی مطبوعات

	نام کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
۱-	سیرۃ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ	مولانا سید محمد میاںؒ	624	250روپے
۲-	صحابہ کرام کا عہد زریں	مولانا سید محمد میاںؒ	752	300روپے
۳-	اسیران مالٹا	مولانا سید محمد میاںؒ	392	160روپے
۴-	تحریک ریشمی رومال	مولانا سید محمد میاںؒ	436	180روپے
۵-	سیاسی و اقتصادی مسائل	مولانا سید محمد میاںؒ	240	120روپے
۶-	حیات شیخ الاسلامؒ	مولانا سید محمد میاںؒ	224	120روپے
۷-	جمعیۃ علماء کیا ہے	مولانا سید محمد میاںؒ	376	160روپے
۸-	پانی پت اور بزرگان پانی پت	مولانا سید محمد میاںؒ	352	160روپے
۹-	دین کامل	مولانا سید محمد میاںؒ	128	55روپے
۱۰-	آنے والے انقلاب کی تصویر	مولانا سید محمد میاںؒ	72	25روپے
۱۱-	طریقہ تعلیم	مولانا سید محمد میاںؒ	120	60روپے
۱۲-	اسلامی زندگی	مولانا سید محمد میاںؒ	130	60روپے
۱۳-	مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ (ایک سیاسی مطالعہ)	ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری	500	200روپے
۱۴-	اسلامی جہاد اور موجودہ جنگیں	ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری	80	50روپے
۱۵-	حضرت مفتی کفایت اللہ (ایک مطالعہ)	ڈاکٹر سلمان شاہجہانپوری	436	180روپے
۱۶-	بزرگان دیوبند اور جہاد شاملی	ڈاکٹر سلمان شاہجہانپوری	296	150روپے
۱۷-	جنگ، سیرۃ نبوی کی روشنی میں	مولانا غلام غوث ہزارویؒ	264	130روپے
۱۸-	انسانی حقوق	محمد رحیم حقانی	128	50روپے
۱۹-	مفتی محمود ایک قومی رہنما	محمد فاروق قریشی	264	130روپے
۲۰-	عہد ساز قیادت	ڈاکٹر احمد حسین کمال	234	120روپے
۲۱-	ضرب درویش	محمد ریاض درانی	450	180روپے
۲۲-	دارالعلوم دیوبند (تحفظ و احیاء اسلام کی عالمگیر تحریک)	محمد ریاض درانی	130	50روپے

۲۳-	فتاویٰ مفتی محمود جلد اول	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	670	250روپے
۲۴-	جلد دوم	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	528	200روپے
۲۵-	جلد سوم	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	576	200روپے
۲۶-	جلد چہارم	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	720	250روپے
۲۷-	جلد پنجم	مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ	600	200روپے
۲۸-	طہارت کے جدید مسائل	مفتی محمد ابراہیم مدنی	320	150روپے
۲۹-	روشن مستقبل	سید محمد طفیل علیگ	600	200روپے
۳۰-	تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ	محمد نذیر رانجھا	555	250روپے
۳۱-	شرح دیباچہ مثنوی مولانا روم	محمد نذیر رانجھا	150	110روپے
۳۲-	تذکرہ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ	محمد نذیر رانجھا	256	140روپے
۳۳-	خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف	محمد نذیر رانجھا	704	300روپے
۳۴-	نخب الافکار شرح طحاوی (چار جلدیں)	مولانا سید ارشد مدنی		600روپے
۳۵-	تلاشِ علم	شیخ عبدالفتاح ابوغداءؒ ترجمہ: مولانا محمد شریف ہزاروی	354	160روپے
۳۶-	اسرائیل کیوں تسلیم کیا جائے؟	مولانا محمد شریف ہزاروی	256	130روپے
۳۷-	درویش سیاست دان (مفتی محمود)	محمد انور قدوائی	200	120روپے
۳۸-	علماء دیوبند اور مشائخ پنجاب	مولانا محمد عبداللہ	80	25روپے
۳۹-	بارگاہِ رسالت اور علماء دیوبند	مولانا محمد عبداللہ	52	12روپے
۴۰-	جوہر تقویم	ضیاء الدین لاہوری	312	150روپے
۴۱-	خودنوشت افکار سرسید	ضیاء الدین لاہوری	272	150روپے
۴۲-	خودنوشت حیاتِ سرسید	ضیاء الدین لاہوری	374	200روپے
۴۳-	سرسید کی کہانی ان کی اپنی زبانی	ضیاء الدین لاہوری	120	70روپے
۴۴-	علماء حق کے مجاہدانہ کارنامے	مولانا سید محمد میاںؒ	720	300روپے

جمعیۃ پبلی کیشنز: متصل مسجد ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور فون: 5427901-2



جمعیۃ پبلیکیشنز

ISBN NO. 969-8793-25-9